روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۱۹

روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

Ruhani Khazain

Collection of The Books of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani,
The Promised Mesiah and Mahdi (1835-1908) Peace be on him.

Computerized Edition
Published in 2008

Published by:
Nazarat Ishaat Rabwah, Pakistan

Printed by:
Zia-ul-Islam Press, Rabwah

ISBN: 81 7912 175 5



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وعلٰی عبدہِ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصــــر

لندن

10-8-2008

پیغام

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے　　اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

اللہ تعالیٰ نے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَھَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اور نشر صحف سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر

پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلائے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچائے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں"۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۴۷۳)

ایک اور کتاب میں آپؑ فرماتے ہیں:

"کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادیٔ دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے......ایسا ہی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو مِنْھُمْ کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ **ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہو گا** جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہو گا......اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اور حسب منطوق آیت قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور

مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہوگئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل وجان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل ونحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے"۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۶۰-۲۶۳)

سو اس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اترا اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرخچے اڑا دیے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں

نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ''مضمون بالا رہا'' کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوید عطا ہوئی کہ:

''در کلامِ تو چیزے است کہ شعراء را دراں دخلے نیست۔ کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ''۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲۔ تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

ترجمہ: ''تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الٰہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

''میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

''میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے''۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آبِ حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں۔ اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

عزیزو! یہی وہ چشمۂ رواں ہے کہ جو اس سے پیئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی **یفیض المال حتی لا یقبلہ احد** (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے''۔

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا کہ:

''وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے

نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ"۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

"سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے"۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۶۱)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دیئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ''روحانی خزائن'' پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فسٹ ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک سے زائد ایڈیشن چھپے ہیں تو آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔ پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائیڈ پر ایڈیشن اوّل کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

۳۔ ایڈیشن اوّل میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔ البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

۴۔ یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تاکہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے منشی گردیال صاحب مدرس مڈل اسکول چنیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور روحانی خزائن میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر ۲ میں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون **''ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات''** جو پہلے ''تصدیق النبی'' کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے آخر میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد ۴ میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔ اس کے صفحہ ۲۲۱ پر مراسلت نمبر ۱ مابین مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔ اس کے بعد مراسلت نمبر ۲ مابین منشی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل ہونے سے رہ گئی ہے۔ اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر ۵ آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں ’’التبلیغ‘‘ کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ایڈیشن اوّل میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد ۵ میں شامل نہیں ہو سکی تھی۔ نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کر دی گئی ہے۔

(ہ) جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں اصل مسودہ سے جو خلافت لائبریری میں موجود ہے نقل کر کے جلد نمبر ۱۰ میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ ۹ر جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ اس میں صفحہ ۹ تا ۳۰ پر مشتمل ’’**گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے**‘‘ کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ کے آخر میں کتاب نزول المسیح کے بعد شامل کیا جا رہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ’’**عصمت انبیاء**‘‘ کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۷۵ تا ۲۰۹ میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔ اسے بھی روحانی خزائن جلد ۱۸ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

(ح) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۷ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں ’’احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے‘‘ کے عنوان سے ایک معرکۃ الآراء خطاب فرمایا اسے روحانی خزائن جلد ۲۰ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جا رہا۔

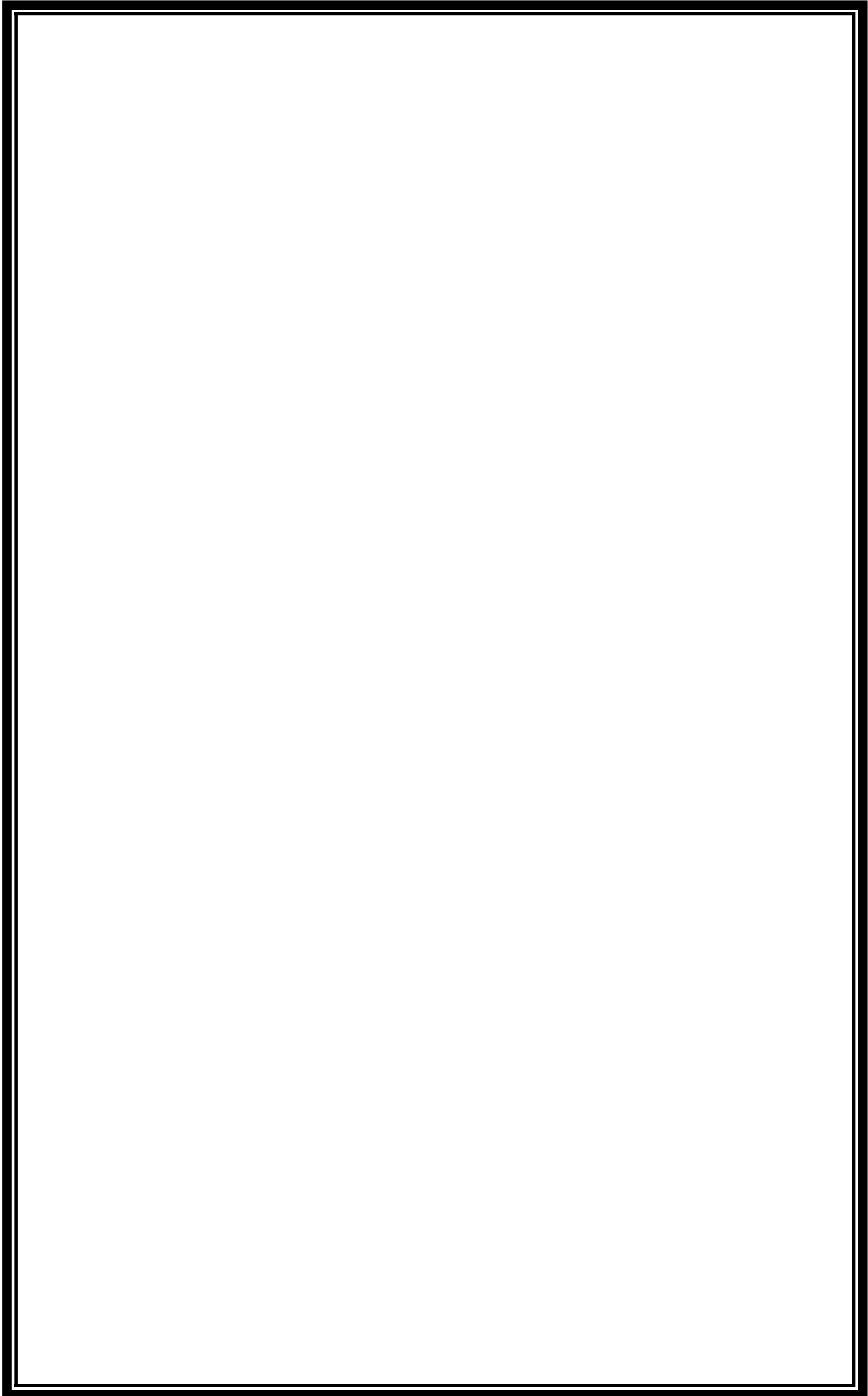
اس جلد کی تیاری میں عزیزم محترم حبیب الرحمٰن صاحب زیروی نائب ناظر اشاعت کے ساتھ مکرم محمد یوسف شاہد صاحب ، مکرم طاہر محمود احمد صاحب ، مکرم ظہور احمد مقبول صاحب، مکرم ایاز احمد طاہر صاحب مکرم رانا محمود احمد صاحب ، مکرم مقصود احمد قمر صاحب اور سلطان احمد شاہد صاحب مربیان سلسلہ نے کام کیا۔ احباب ان واقفین زندگی کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام
سید عبدالحی
ناظر اشاعت

اکتوبر ۲۰۰۸ء

ترتیب

روحانی خزائن جلد ۱۹


IV

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسولهِ الکریم

تعارف

(از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ)

روحانی خزائن کی یہ انیسویں[19] جلد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی مندرجہ ذیل کتب و رسائل پر مشتمل ہے۔

کشتی نوح ، تحفۃ الندوۃ ، اعجاز احمدی ، مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کے مباحثہ پر مسیح موعودؑ حَکَم ربانی کا ریویو، مواھب الرحمٰن، نسیم دعوت اور سناتن دھرم۔

کشتی نوح

کشتی نوح ۵؍اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی۔ اس کا دوسرا نام **دعوۃ الایمان** اور تیسرا **تقویۃ الایمان** ہے اور اس سے متعلق ٹائیٹل پیج پر یہ بھی لکھا ہے:-

’’رسالہ آسمانی ٹیکہ جو طاعون کے بارے میں اپنی جماعت کے لئے تیار کیا گیا-‘‘

اور مندرجہ ذیل دو شعر بھی لکھے ہیں:-

جہاں را دل ازیں طاعون دو نیم است
نہ ایں طاعون کہ طوفانِ عظیم است
بیا بشتاب سُوئے کشتیٔ ما
کہ ایں کشتی ازاں ربّ علیم است

وجۂ تالیف

۶ رفروری ۱۸۹۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک چھوٹے قد کے ہیں۔مَیں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اُس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو مَیں نے دیکھا۔اور فرمایا:۔ مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَایُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۔ اِنَّهٗ اٰوَی الْقَرْیَةَ

(تذکرہ صفحہ ۲۶۱ ایڈیشن چہارم)

اِس پیشگوئی کے مطابق پنجاب میں طاعون پھیلی اور ماہ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں جبکہ طاعون زوروں پر تھی گورنمنٹ نے پنجاب میں طاعون کے ٹیکے کی سکیم وسیع پیمانہ پر شروع کی اور تقریر و تحریر کے ذریعے سے یہ پروپیگنڈا کیا کہ ہر شخص کے لئے ٹیکہ لگانا ضروری ہے۔مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ٹیکا لگوانے سے انکار کیا اور ۵ راکتوبر ۱۹۰۲ء کو ''کشتی نوح'' کتاب شائع فرمائی جس میں آپ نے گورنمنٹ کی طرف سے ٹیکا کے انتظامات کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ:-

''یہ وہ کام ہے جس کا شکر گذاری سے استقبال کرنا دانشمند رعایا کا فرض ہے-''

اور اپنے اور اپنی جماعت کے متعلق فرمایا:-

''اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے **ہم ٹیکہ** کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی **رحمت کا نشان** دکھاوے۔سو اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تُو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب **طاعون سے بچائے** جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے۔لیکن وہ

جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو یہ حکم الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیوار میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں......الی آخر

(دیکھو کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱ و ۲ وصفحہ ۴)

اور فرمایا:-

''اگر یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جس کی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو مَیں بطور مختصر چند سطریں نیچے لکھ دیتا ہوں-'' (کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۰)

اِس سے آگے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ تعلیم لکھی ہے اور وہ ایسی پاک اور عمدہ تعلیم ہے کہ اگر ہماری جماعت کے سب افراد اس پر کماحقّہٗ عمل پیرا ہو جائیں تو اُن کا نمونہ دنیا میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا کر سکتا ہے-

تحفة الندوة

یہ رسالہ ۶؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ اِس رسالہ کا پیش لفظ زیرِ عنوان ''التبلیغ'' عربی زبان میں ہے جس میں اہلِ دارالندوہ کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ قرآن مجید کو حَکَم بنائیں اور اپنے مسیح موعود ہونے کا ذکر کیا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہونے پر حلف اٹھائی ہے اور آخر میں اس رسالہ کو اپنے نمائندوں کے ہاتھ علماء ندوہ کے پاس بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

وجہ تالیف

اس رسالہ کے لکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ندوۃ العلماء نے ۹-۱۰-۱۱؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو امرتسر میں جلسہ کے انعقاد کا اعلان کیا اور حافظ محمد یوسف صاحب پنشنر نے جن کا ذکر اربعین نمبر ۳ میں آ چکا ہے ۲؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام ایک اشتہار دیا جس کا ذکر کر کے حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

اس اشتہار میں وہ لکھتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ زبانی اس بات کا اقرار کر چکا ہوں کہ جن لوگوں نے نبی یا رسول یا اور کوئی مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ لوگ ایسے افترا کے ساتھ جس سے لوگوں کو گمراہ کرنا مقصود تھا تیئیس ۲۳ برس تک (جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایّام بعثت کا کامل زمانہ ہے) زندہ رہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور پھر حافظ صاحب اُسی اشتہار میں لکھتے ہیں کہ اُن کے اس قول کی تائید میں اُن کے ایک دوست ابو اسحٰق محمد دین نام نے قطع الوتین نام ایک رسالہ بھی لکھا تھا جس میں مدعیانِ کاذب کے نام مع مدّتِ دعویٰ تاریخی کتابوں کے حوالہ سے درج ہیں۔

(تحفۃ الندوۃ، روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ۹۲)

نیز اس اشتہار میں حافظ صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ یہ اقرار لکھ دیں کہ اگر ندوۃ العلماء کے سالانہ جلسہ میں جو ابتدائے ۹؍اکتوبر۱۹۰۲ء سے بمقام امرتسر منعقد ہوگا شریک ہونے والے ہندوستان کے مشاہیر علماء رسالہ ''قطع الوتین'' میں پیش کردہ نظائر کو صحیح قرار دے دیں تو ایسی صورت میں آپ کو اُسی جلسہ میں توبہ کرنی چاہئے۔ آپؑ نے اس مطالبہ کے جواب میں فرمایا کہ ''میرا ان لوگوں پر حسنِ ظنّ نہیں ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ میں نہ تو ان لوگوں کو متقی سمجھتا ہوں ......اور نہ عارفِ حقائقِ قرآن خیال کرتا ہوں...... پھر مَیں اُن کا حَکَم ہونا کس وجہ سے منظور کروں۔ ہاں اگر چند منتخب مولوی اُن میں سے بطور طالب حق قادیان میں آجاویں تو مَیں زبانی ان کو تبلیغ کرسکتا ہوں۔''

اور لکھا کہ ''رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیانِ نبوت کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اس وقت تک ایک ذرہ قابلِ اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعویٰ پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہوسکتا ہے جب تک اُسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اِسی افترا اور جھوٹے دعویٰ نبوت پر مرے اور اُن کا کسی اُس وقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے اور ایسا ہی یہ حکایتیں ہرگز ثابت نہیں ہوسکتیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ ان کی تمام عمر کے مفتریات جن کو انہوں نے بطور افترا خدا کا کلام قرار دیا تھا وہ اب کہاں ہیں۔''

(تحفۃ الندوہ، روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ۹۴، ۹۵)

حافظ صاحب کے اشتہار کا جواب دینے کے بعد آپ نے ندوہ کے علماء پر اتمام حجّت کے لئے اپنے مسیح موعود ہونے کے دعویٰ کو مع دلائل پیش کیا اور قادیان سے ایّام جلسہ میں امرتسر ایک وفد بھیجا جو مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی، مولوی ابو یوسف محمد مبارک صاحب سیالکوٹی، مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ہزاروی، مولوی محمد عبداللہ صاحب کشمیری اور شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم پر مشتمل تھا۔ امرتسر پہنچ کر

وفد کو معلوم ہوا کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے ندوہ والوں سے مشورہ کئے بغیر از خود اشتہار شائع کیا تھا۔ ندوہ کے سیکرٹری سے اس سے متعلق کوئی اجازت یا مشورہ نہیں لیا گیا تھا۔ لہٰذا وفد نے انفرادی رنگ میں لوگوں تک سلسلہ کا پیغام پہنچایا اور تحفۃ الندوہ لوگوں میں تقسیم کر کے اس کی خوب اشاعت کی۔

اعجاز احمدی

''اعجاز احمدی'' ضمیمہ کتاب ''نزول المسیح'' مرقومہ ۶ر شعبان ۱۳۲۰ھ مطابق ۸ر نومبر ۱۹۰۲ء جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار ہے ۱۵ر نومبر ۱۹۰۲ء کو شائع کی گئی۔

وجہ تالیف

مُدّ ، ضلع امرتسر میں ایک گاؤں ہے۔ میاں محمد یوسف صاحب احمدی اپیل نویس بکٹ گنج مردان جو اس گاؤں کے رہنے والے تھے جب اُن کے بھائی میاں محمد یعقوب صاحب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تو گاؤں والوں نے اُن کی سخت مخالفت کی اور ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا تو انہوں نے اپنے بھائی میاں محمد یوسف صاحب کو مردان سے بلوایا اور آخر کار گاؤں والوں کے ساتھ یہ طے پایا کہ وہاں ۲۹۔۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو مباحثہ ہو اور میاں محمد یوسف صاحب کے اصرار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کو وہاں بھجوا دیا اور دوسری طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مناظر مقرر ہوئے۔ مُدّ کی آبادی اُن دنوں دواڑھائی سو کے قریب تھی مگر ارد گرد دیہات سے شامل ہونے والے غیر احمدیوں کی تعداد چھ سات سو تک پہنچ گئی۔ مگر احمدی صرف تین چار تھے۔

مباحثہ ہوا۔ مباحثہ کے دو دن بعد مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مع اپنے دوستوں کے ۲ر نومبر ۱۹۰۲ء کو واپس قادیان پہنچ گئے اور مباحثہ کی مفصل روئیداد حضرت اقدسؑ کو سُنا دی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے دورانِ مباحثہ میں ایک یہ اعتراض کیا تھا کہ مرزا صاحب کی ساری پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ دوسرے یہ کہا تھا کہ مَیں مرزا صاحب سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ تیسرے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کے اس مطالبہ کے جواب میں کہ اگر حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا سمجھتے ہو تو **اعجاز المسیح** کا جواب کیوں نہ لکھا کہا تھا کہ مَیں چاہوں تو بڑی آسانی سے اس

کا جواب لکھ سکتا ہوں۔اس لئے حضرت اقدسؑ نے مناسب خیال فرمایا کہ اِن باتوں کا جواب دیا جائے۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

''اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس بحث میں خیانت اور جھوٹ سے کام نہ لیتے تو اِس مضمون کے لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی لیکن چونکہ مولوی صاحب موصوف نے میری پیشگوئیوں کی تکذیب میں دروغ گوئی کو اپنا ایک فرض سمجھ لیا اس لئے خدا نے مجھے اِس مضمون کے لکھنے کی طرف توجہ دلائی تا سیہ رُوئے شود ہر کہ در وغش باشد''

(روحانی خزائن جلد۱۹،صفحہ ۱۰۷)

اور فرمایا:-

''نیز یہ بھی خیال آیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے اگر صرف کتاب اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی جائے تو وہ اس میں ضرور کہیں گے کہ کیونکر ثابت ہو کہ ستّر دن کے اندر یہ کتاب تالیف کی گئی ہے۔اور اگر وہ یہ حجت پیش کریں کہ یہ کتاب دو برس میں بنائی گئی ہے اور ہمیں بھی دو برس کی مہلت ملے تو مشکل ہو گا کہ ہم صفائی سے ان کو ستّر دن کا ثبوت دے سکیں۔ان وجوہات سے مناسب سمجھا گیا کہ خدا تعالیٰ سے یہ درخواست کی جائے کہ ایک سادہ قصیدہ بنانے کے لئے رُوح القدس سے مجھے تائید فرماوے جس میں **مباحثہ مدّ** کا ذکر ہو......سو میں نے دعا کی کہ اے خدائے قدیر مجھے نشان کے طور پر توفیق دے کہ ایسا قصیدہ بناؤں اور وہ دُعا میری منظور ہوگئی اور رُوح القدس سے ایک خارق عادت مجھے تائید ملی اور وہ قصیدہ پانچ دن میں ہی مَیں نے ختم کر لیا۔کاش اگر کوئی اور شغل مجبور نہ کرتا تو وہ قصیدہ ایک دن میں ہی ختم ہو جاتا............مباحثہ ۲۹ اور ۳۰/اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوا تھا اور ہمارے دوستوں کے واپس آنے پر ۸/نومبر ۱۹۰۲ء کو اس قصیدہ کا بنانا شروع کیا گیا اور ۱۲/نومبر ۱۹۰۲ء کو مع اس اردو عبارت کے ختم ہو چکا تھا۔چونکہ مَیں یقین دل سے جانتا ہوں کہ خدا کی تائید کا یہ ایک بڑا نشان ہے تا وہ مخالف کو شرمندہ اور لا جواب کرے۔اِس لئے مَیں اس نشان کو **دس ہزار روپیہ** (۱۰۰۰۰) **کے انعام کے ساتھ مولوی ثناء اللہ** اور اس کے مددگاروں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔''

(اعجاز احمدی،روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۶)

اور فرمایا:-

''اگر اس تاریخ سے کہ یہ قصیدہ اور اردو عبارت اُن کے پاس پہنچے چوداں [14] دن تک اِسی قدر اشعار بلیغ فصیح جو اس مقدار اور تعداد سے کم نہ ہوں شائع کر دیں تو مَیں دس ہزار روپیہ ان کو انعام دوں گا۔ اُن کو اختیار ہو گا کہ مولوی محمد حسین صاحب سے مدد لیں یا کسی اور صاحب سے مدد لے لیں۔ اور نیز اس وجہ سے بھی اُن کو کوشش کرنی چاہئے کہ میرے ایک **اشتہار** میں پیشگوئی کے طور پر خبر دی گئی ہے کہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک کوئی **خارق عادت نشان** ظاہر ہو گا اور گو وہ نشان اَور صورتوں میں بھی ظاہر ہو گیا ہے لیکن اگر مولوی ثناء اللہ اور دوسرے مخاطبین نے اس میعاد کے اندر اس قصیدہ اور اِس اردو مضمون کا جواب نہ لکھا یا نہ لکھوایا تو یہ نشان اُن کے ذریعہ سے پورا ہو جائے گا۔''

(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۷)

اور اس کتاب کے آخر میں دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار شائع کیا جس میں آپ نے چودہ [14] دن کی بجائے بیس [20] دن مدت کر دی۔ اور فرمایا:۔

''انشاء اللہ ۱۶ر نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کو میں یہ رسالہ اعجاز احمدی مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیج دوں گا جو مولوی سید محمد سرور صاحب لے کر جائیں گے اور اِسی تاریخ یہ رسالہ ان تمام صاحبوں کی خدمت میں جو اس قصیدہ میں مخاطب ہیں بذریعہ رجسٹری روانہ کر دوں گا .... ۱۷۔۱۸۔۱۹ر نومبر ۱۹۰۲ء ان دنوں تک بہر حال اُن کے پاس جا بجا یہ قصیدہ پہنچ جائے گا۔ اب ان کی میعاد ۲۰ر نومبر سے شروع ہو گی۔ پس اِس طرح پر دس دسمبر ۱۹۰۲ء تک اس میعاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر اگر بیس دن میں جو دسمبر ۱۹۰۲ء کی دسویں کے دن کی شام تک ختم ہو جائے گی انہوں نے اس قصیدہ اور اردو مضمون کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا تو یوں سمجھو کہ مَیں نیست و نابود ہو گیا اور میرا سِلسلہ باطل ہو گیا۔ اس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہئے کہ مجھے چھوڑ دیں اور قطع تعلّق کریں۔ لیکن اگر اب بھی مخالفوں نے عمداً کنارہ کشی کی تو نہ صرف دس ہزار روپے کے انعام سے محروم رہیں گے بلکہ دس لعنتیں اُن کا ازلی حصہ ہو گا۔''

(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۲۰۴، ۲۰۵)

مگرحضرت اقدس علیہ السلام نے بطور پیشگوئی تحریر فرمایا:-

’’دیکھومَیں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اِس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔اگر مَیں صادق ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مَیں صادق ہوں تو کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور اُن کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں اور اردو مضمون کا رد لکھ سکیں کیونکہ خدا تعالیٰ اُن کی قلموں کو توڑ دے گا اور اُن کے دلوں کو غبی کر دے گا۔‘‘ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ ۱۴۸)

اِسی طرح قصیدہ میں آپ فرماتے ہیں ۔

فان اک کذّابا فیأتی بمثلھا وان اک من ربّی فیغشی و یثبر

پس اگر مَیں جھوٹا ہوں تو ایسا قصیدہ بنالائے گا اور اگر مَیں خدا کی طرف سے ہوں پس اس کی سمجھ پر پردہ ڈال دیا جائے گا اور روکا جائے گا۔ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ ۱۵۶)

میعاد گذر گئی اور علماء سے نہ انفرادی طور پر اور نہ اجتماعی طور پر اس کا جواب بن سکا اور پیشگوئی کے مطابق سچ مچ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل غبی کر دیئے اور اُن کے قلم توڑ دیئے اور پیشگوئی (مندرجہ اشتہار تریاق القلوب) کہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ایک بڑا نشان ظہور میں آئے گا بڑی آب وتاب سے پوری ہوگئی-

مُدّ پر تباہی

مقام مُدّ جہاں مباحثہ ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی گئیں اور تکذیب اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا مباحثہ سے پانچ چھ ماہ بعد وہاں طاعون کا سخت حملہ ہوا اور دو اڑھائی سو کی آبادی میں سے ایک سو بیس افراد طاعون سے ہلاک ہو گئے اور اس گاؤں کی عورتوں نے ملاّنوں کو سخت سُست کہا کہ انہوں نے مولوی ثناء اللہ وغیرہ کو بلوا کر مرزا صاحب کے حق میں سخت گوئی کی اور وباء پھیلی (الحکم ۱۷ رمئی ۱۹۰۳ء) اور اس کے متعلق قصیدہ میں حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔

اری ارض مدّ قد ارید تبارھا وغادرھم ربّی کغصن تجذر

میں مُد کی زمین دیکھتا ہوں اس کی تباہی نزدیک آ گئی اور میرے ربّ نے ان کو کٹی ہوئی ٹہنی کی طرح کر دیا۔ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ ۱۵۶)

دعوتِ مباہلہ کا جواب

اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی دعوتِ مباہلہ کا حضرت اقدس علیہ السلام نے (صفحہ ۱۲۱-۱۲۵ جلد ۱۹) تفصیلی جواب دیا اور فرمایا:-

''اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے۔'' (اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۸)

مولوی ثناء اللہ صاحب کا ایک ناکام مکر

۱۹۲۳ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے ''اعجاز احمدی'' کے عظیم الشان نشان کو مشتبہ کرنے کے لئے یہ چال چلی کہ ایک کتاب ''شہادات مرزا'' لکھی اور ایک ہزار روپیہ انعام کے ساتھ چھ ماہ اس کے جواب کے لئے مدّت مقرر کی۔ کتاب پر ماہ اکتوبر لکھ دیا۔ لیکن یہ ظاہر نہ کیا کہ اکتوبر کی کس تاریخ کو شائع ہوئی اور احمدیوں سے اُسے مخفی رکھا گیا اور کسی احمدی کو نہ بھیجی۔ اور جب اُس کا دسمبر ۱۹۲۳ء کے آخر میں مجھ راقم الحروف کو علم ہوا تو مَیں نے قادیان آکر اس کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قادیان میں بھی کسی کو یہ کتابچہ نہیں بھیجا گیا۔ جب مجھے کتاب ملی تو مَیں نے چند روز میں اُس کا جواب لکھ کر قائم گنج (یو۔ پی) سے مکرم و محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کو بھیج دیا۔ اُس وقت آپ ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر تھے۔ یہ جواب ماہ اپریل ۱۹۲۴ء کے رسالہ میں شائع ہوا اور ''عرض حال'' کے زیر عنوان آپ نے تحریر فرمایا:-

''برادر عزیز القدر خواجہ شمس فاضل سیکھوانی انسداد ارتداد ملکانہ میں حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مصروف ہیں۔ وہاں سے آپ دو چار روز کے لئے دارالامان تشریف لائے تو مجھ سے ذکر کیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ ''شہادات مرزا'' کا ایک دوست نے ریل میں ذکر کیا تھا۔ اگر آپ کے پاس ہو تو مجھے دے دیں میں اس کا جواب لکھوں گا۔ مَیں نے کہا یہاں قادیان میں کسی کے پاس نہیں، نہ مؤلف نے بھیجا ہے۔ خواجہ شمس نے کہا اچھا اگر مجھے مل گیا اور ذرا بھی فرصت پائی تو آپ کو جواب لکھ کر بھیج دوں گا۔ چنانچہ برادر موصوف نے ۳۱؍جنوری ۱۹۲۴ء کو

مجھے مسودہ جواب پہنچا دیا۔ جن لوگوں کو ذاتی طور پر خواجہ شمس صاحب کی مصروفیات کا علم ہے کہ دن رات وہ سفر اور بے اطمینانی اور بے سروسامانی کی حالت میں رہتے ہیں وہ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر تائیدِ ربّانی میرے فاضل دوست کے شامل حال تھی۔ نہ اپنے وقت پر اختیار رکھتے ہیں کیونکہ جس وقت حکم ہوا اور جہاں بھی حکم ہو فوراً ان کو اکثر پا پیادہ چل کر پہنچنا پڑتا ہے پاس نہ کوئی کتاب رکھ سکتے ہیں۔ ایسی حالت میں سِلسلہ احمدیہ کے پُرانے دشمن کے مایۂ ناز سرمایہ عمر گذشتہ اعتراضات کا اس خوبی سے قلع قمع کرنا خراجِ تحسین لئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء''

(ریویو آف ریلیجنز اردو ماہ اپریل ۱۹۲۴ء)

یہ رسالہ مارچ میں چھپ گیا اور اس کی ایک کاپی رجسٹری کر کے مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھیج دی گئی۔ یکم۔ دوم۔ سوم اپریل کو غیر احمدیوں کا قادیان میں جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فخریہ انداز میں ''شہادات مرزا'' کا ذکر کیا کہ ایک ہزار روپیہ انعام مقرر ہے اور اب تک کسی نے اس کا جواب نہیں لکھا۔ اُسی وقت رسید رجسٹری دکھائی گئی اور میر قاسم علی صاحب نے بآواز بلند کہا کہ جواب بھیجا جا چکا ہے۔ بس پھر گھگھی بندھ گئی اور ایسا دم بخود ہوا کہ کچھ بات نہ بن آئی۔''

(الفضل ۸/ اپریل ۱۹۲۴ء)

''کمالاتِ احمدیہ'' کا مولوی ثناء اللہ سے جواب طلب کیا گیا مگر انہیں جواب لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن اپنی خفّت اور ندامت کو کم کرنے کے لئے ''کمالاتِ احمدیہ'' کی اشاعت کے آٹھ ماہ بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے ''اہلحدیث'' ۵/ دسمبر میں ''ایک کھلی چٹھی'' شائع کی جس میں انہوں نے لکھا:-

۱۔ ''چونکہ راقم مضمون نے اب تک انعام کا مطالبہ نہیں کیا اور نہ ہی طریق فیصلہ بتایا ہے اور نہ ہی مجھ سے پوچھا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ خود ہی اپنے جواب کو کمزور سمجھتے ہیں۔''

۲۔ اور لکھا ''کیا ممکن ہے کہ آپ ہی حلفیہ مؤکد بعذاب تا ایک سال فیصلہ کر دیں کہ جواب صحیح ہے یا غلط ہے؟''

''الفضل'' ۲۶/ دسمبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۴ میں مَیں نے اس کھلی چٹھی کا جواب دیتے ہوئے نمبر ۱ کے متعلق

لکھا کہ:-

''مولوی صاحب کو معلوم ہو گا کہ جواب کی اشاعت سے پہلے اخبار فاروق کے ذریعہ مکرمی جناب میر قاسم علی صاحب نے دریافت کیا تھا کہ وہ شرائط جواب جن کے ماتحت وہ موعودہ رقم دینے والے ہیں لکھ کر یا بذریعہ ''اہلحدیث'' طبع کر کے جلد میرے پاس بھیج دیں نیز منصف وغیرہ کے متعلق بھی لکھیں کہ کس کو منصف مقرر کیا جائے گا اور کن شرائط کے ماتحت وہ فیصلہ دے گا-'' (فاروق ۱۳/و ۲۰/مارچ ۱۹۲۴ء)

مگر مولوی صاحب نے اِس کا کوئی جواب نہ دیا۔اس کے بعد ہم نے گذشتہ تجربات کی بناء پر اور نیز مرتے ہوئے کو مارنا مناسب نہ سمجھ کر انعام لینے کے مطالبہ پر اصرار نہ کیا۔غور تو کرو کہ وہ شخص جو ایک انعامی کتاب لکھتا ہے اور پھر اسے اپنے ہمنواؤں میں چُھپا کر رکھتا ہے اور بار بار مطالبہ کرنے پر بھی بھیجنے سے دریغ کرتا ہوا خلاف واقعہ لکھ دیتا ہے کہ مَیں نے ایک رسالہ قادیان بھیج دیا تھا جس کے جواب میں قسم دی جاتی ہے (فاروق ۲/مارچ ۱۹۲۴ء) تو جواب کچھ نہیں دیتا۔آخر لکھا جاتا ہے کہ:-

''اگر یہ رسالہ بزعم خود لا جواب ہے تو کیوں نہیں بھیجتا۔اب اگر رجسٹری کرا کر نہیں بھیجتا تو بذریعہ وی۔پی بھیج دے-'' (الفضل ۴/مارچ ۱۹۲۴ء)

پھر ۶/مارچ کے فاروق میں مکرر لکھا جاتا ہے تو مخلوق خدا سے شرما کر ۷/مارچ کو وی۔پی نمبر ۹۵۰۸ آٹھ آنے کو رسالہ بھیجتا ہے۔تو ایسے شخص سے ایک ہزار کا مطالبہ کرنا چیل کے گھونسلے سے گوشت تلاش کرنے والی بات نہیں تو اور کیا ہے-

پھر مولوی صاحب کو یاد ہو گا کہ اس سے پہلے بھی انہوں نے حدیث **یخرج فی اٰخر الزمان دجال** پر ''اہلحدیث'' ۶/جنوری ۱۹۲۲ء میں ایک انعام مقرر کیا تھا-

''کہ اگر تم مرزا صاحب قادیانی کی روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷ کسی کتاب سے دکھا دو تو لدھیانہ کا تین سو روپیہ تم سے لیا ہوا واپس کرنے کا وعدہ لکھا لو-''

جب الفضل ۹/جنوری ۱۹۲۲ء میں مکرمی و مخدومی جناب قاضی محمد اکمل صاحب کی طرف سے یہ چیلنج منظور کیا گیا تو انہیں بغلیں جھانکنے اور اِدھر اُدھر کی باتیں اور چیلنج کے الفاظ تبدیل کرنے کے سوا اور کچھ نہیں سوجھا تھا-

مولوی صاحب خدا تعالیٰ کے پہلوان کی طرح انعام مقرر کرنا چاہتے ہیں جن سے اُن کو کوئی نسبت

نہیں ’’چہ نسبت خاک را با عالم پاک‘‘ دیکھو حضرت حجة الله علی الارض نے جب ’’اعجاز احمدی‘‘ پر دس ہزار روپیہ انعام مقرر کیا تو ایک خاص شخص کے ہاتھ کتاب کو مولوی صاحب کے پاس پہنچایا اور پھر ساتھ ہی اس کے صفحہ ۳۷ پر لکھ دیا:-

’’خدا تعالیٰ ان کی قلموں کو توڑ دے گا اور اُن کے دلوں کو غبی کر دے گا-‘‘

یعنی مدتِ معینہ کے اندر وہ کچھ بھی اس کتاب کا جواب نہیں لکھ سکیں گے۔ پس اس وقت مولوی صاحب اور اُن کے رفقاء سے یہ نہ ہو سکا کہ وہ غلط یا صحیح جواب لکھ دیں-

پس مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر ہم نے مطالبہ انعام پر زور نہیں دیا اور اس سے ہمارے جواب کی کمزوری نہیں بلکہ مضبوطی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ ہم نے پبلک پر چھوڑا ہے کہ وہ دونو کتابوں کو پڑھ کر خود فیصلہ کریں کہ کس کی کتاب میں اصل حقیقت پائی جاتی ہے اور کس نے مزوّرانہ کارروائی کی ہے۔ اگر مولوی صاحب کو اپنی کتاب کے لاجواب ہونے پر اعتماد تھا اور انعام کا فیصلہ کروانا چاہتے تھے تو آٹھ مہینے تک کیوں خاموش رہے اور اب نویں مہینے میں آ کر کس چیز نے اُن کے اندر قلق اور اضطراب پیدا کر دیا جس کی وجہ سے وہ مذکورہ بالا چند کلمات لکھنے پر مجبور ہوئے-

پھر مولوی صاحب کو چاہئے تھا کہ آپ اُس وقت یہ عذر پیش کرتے جب خاکسار نے الحکم ۷/ اگست ۱۹۲۴ء میں لکھا تھا:۔

’’اب ہم مولوی صاحب کو کمالاتِ احمدیہ کے جواب کی طرف مکرر توجہ دلاتے ہیں
اور چیلنج دیتے ہیں کہ اگر اُن میں کچھ جرأت وہمّت باقی ہے تو اس کا جواب لکھیں۔‘‘

اُس وقت بھی آپ نے مقابلۃً ایک حرف نہ لکھا۔ اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب کو اس بات پر حسرت ہے کہ ہم نے کیوں چھ ماہ کے اندر اُن کے زعم کے برخلاف اور ان کی تمام تدبیروں پر پانی پھیرتے ہوئے مکمل و مدلّل جواب شائع کر کے اُن کے پاس پہنچا دیا اور شائع کرنے سے پہلے اس تھوڑی سی مدّت کو جس میں ہمیں وہ رسالہ ملا منصف وغیرہ کی شرائط طے کرنے میں کیوں ضائع نہ کر دیا۔

اور نمبر ۲ یعنی حلف مؤکد بعذاب اُٹھانے کا مَیں نے یہ جواب دیا:-

’’حضرت دوسروں سے حلف اٹھوانے کی ضرورت نہیں۔ اعتراضات آپ کے
ہیں جوابات میرے ہیں۔ مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ ہی حلف مؤکد بعذاب

ایک سال تک اس بات پر اٹھائیں کہ جوابات غلط ہیں اور ان جوابوں سے اعتراضات سارے کے سارے ویسے ہی قائم ہیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ منجانب اللہ ہونے کا غلط ثابت ہوتا ہے اور یہ کہ آپ نے خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہے۔

نیز مَیں نے تو آپ کی کتاب کا جواب دیتے ہوئے کمالاتِ احمدیہ کے صفحہ ۳۶ پر الہامات کے اصل الفاظ لکھ کر مباہلہ کے لئے لکھا تھا جس سے آپ کی رُوح قبض ہوتی ہے۔ اگر آپ اپنے آپ کو صادق وراستباز سمجھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعویٰ الہام میں (نعوذ باللہ) مفتری خیال کرتے ہیں تو کیوں مباہلہ کے لئے میدان میں نہیں آتے یا کیوں حلف مؤکّد بعذاب حسب شرائط نہیں کھاتے۔''

مولوی صاحب کو آخر دم تک ''کمالاتِ احمدیہ'' کا ردّ لکھنے کی جرأت نہ ہوئی اور اس طرح ''اعجازِ احمدی'' کے نشان کو مشتبہ کرنے کے لئے اُن کا مکر رائیگاں گیا۔ اور اس سے صادق اور کاذب میں ایک نمایاں فرق ظاہر ہو گیا۔

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کے مباحثہ پر

مسیح موعود حَکَمِ ربّانی کا ریویو

نومبر ۱۹۰۲ء میں بٹالوی اور چکڑالوی کے مابین مباحثہ ہوا۔ (مباحثہ کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو اشاعۃ السنۃ جلد ۱۹ نمبر ۵ صفحہ ۱۴۱-۲۳۱) مولوی عبداللہ صاحب چکڑالہ ضلع میانوالی کے رہنے والے تھے اور اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہتے تھے اور حجیّت حدیث کے منکر تھے۔ اُن کے مدمقابل مولوی محمد حسین بٹالوی حدیث کو قرآن پر بھی قاضی ٹھہراتے تھے گویا چکڑالوی صاحب نے احادیث کے بارے میں تفریط کا اور مولوی بٹالوی صاحب نے افراط کا راستہ اختیار کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کے مباحثہ پر محاکمہ کرتے ہوئے اِس رسالہ میں تحریر فرمایا:-

''مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں۔

(۱) قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے............

(۲) دوسری سنت ......سنّت سے مراد ہماری صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتداء سے قرآن شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی......

(۳) تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے اور حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں کہ جو قصّوں کے رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً ڈیڑھ سو برس کے بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کئے گئے......

پس مذہب اسلم یہی ہے کہ نہ تو اس زمانہ کے اہلحدیث کی طرح حدیثوں کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن پر وہ مقدّم ہیں ...... اور نہ حدیثوں کو مولوی عبداللہ چکڑالوی کے عقیدہ کی طرح محض لغو اور باطل ٹھہرایا جائے بلکہ چاہئے کہ قرآن اور سنّت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے اور جو حدیث قرآن اور سنّت کے مخالف نہ ہو اس کو بسر وچشم قبول کیا جاوے۔ یہی صراطِ مستقیم ہے۔'' (صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۲ جلد ۱۹)

فقہ احمدیہ کا بنیادی اصول:

حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''**ہماری جماعت** کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالفِ قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اُس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنّت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کرلیں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیّرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اِس سِلسلہ کے اپنے خدادا د اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں۔ ہاں جہاں قرآن اور سنت سے کسی حدیث کو

معارض پاویں تو اس حدیث کو چھوڑ دیں ...... اور چاہئے کہ نہ وہ مولوی محمد حسین کے گروہ کی طرح حدیث کے بارہ میں افراط کی طرف جھکیں اور نہ عبداللہ کی طرح تفریط کی طرف مائل ہوں۔ بلکہ اس بارہ میں وسط کا طریق اپنا مذہب سمجھ لیں۔''

(صفحہ ۲۱۲۔۲۱۳ جلد ۱۹)

مواهب الرحمٰن

مصری جریدہ ''اللواء'' کے ایڈیٹر مصطفےٰ کمال پاشاہ کو انگریزی زبان میں ایک اشتہار ملا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ اور آپ کے اور آپ کے کامل متبعین کے طاعون سے حفاظت سے متعلق وعدۂ الٰہی کا ذکر تھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدۂ حفاظت کی بناء پر آپ نے فرمایا کہ مجھے اور میرے الدار میں رہنے والوں کو طاعون کے ٹیکا کے لگوانے کی ضرورت نہیں۔ اِس پر اس مصری اخبار کے ایڈیٹر نے یہ اعتراض کیا کہ آپ نے ٹیکا کی ممانعت کر کے ترک اسباب کیا ہے اور دوا نہ کرنے کو مدارِ توکّل قرار دیا ہے اور یہ امر قرآن مجید کے مخالف اور آیت لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ کے منافی ہے اور توکّل کے بھی خلاف ہے۔ اِس اعتراض کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے عربی زبان میں ''مواهب الرحمٰن'' کے نام سے کتاب تصنیف فرمائی جو جنوری ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں ایڈیٹر مذکور کے اعتراض کا مفصل و مدلل جواب دیتے ہوئے اپنے عقائد اور جماعت کے لئے تعلیم اور ان نشانات کا بھی ذکر فرمایا ہے جو گذشتہ تین سال میں ظاہر ہوئے تھے اور عقائد کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

''ومن عقاید نا ان عیسیٰ و یحییٰ قد وُلدا علیٰ طریق خرق العادۃ.'' (صفحہ ۲۸۹ جلد ۱۹)

یعنی ہمارے عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ خرق عادت کے طور پر پیدا ہوئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بلا باپ ولادت اور اس کی حکمت کا تفصیل سے ذکر فرما کر آخر میں یہ فیصلہ دیا کہ اہلِ بصیرت کے نزدیک قرآن اور انجیل کی شہادت کی رُو سے دو میں سے ایک بات ماننے کے سوا چارہ نہیں۔

''اما ان یقال انّ عیسٰی خلق من کلمۃ اللہ العلام او یقال و نعوذ باللہ منہ انہ من الحرام'' (صفحہ ۲۹۶ جلد ۱۹)

یعنی یا تو یہ مانا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے پیدا ہوئے ہیں یا نعوذ باللہ یہ کہا جائے کہ آپ کی پیدائش ناجائز تھی اور ان لوگوں پر آپ نے تعجب کا اظہار فرمایا ہے جو حضرت عیسیٰؑ کی بلا باپ پیدائش کو ماننے کے لئے تیار نہیں اور یوسف کے نطفہ سے اس کی ولادت مانتے ہیں حالانکہ اُن کی بلا باپ پیدائش ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک علامت کے طور پر تھی۔

نسیم دعوت

اوائل ۱۹۰۳ء میں قادیان کے بعض نومسلم دوستوں نے محض ہمدردی اور خیر خواہی کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مشورہ کئے بغیر ''آریہ سماج اور قادیان کا مقابلہ'' کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا جس میں نہایت تہذیب اور متانت اور شائستگی سے آریوں، ہندوؤں اور سکھ اصحاب کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ دُعا اور مباہلہ یا ایک مذہبی کانفرنس کے ذریعہ سے اپنے اپنے مذہب کی صداقت کا اظہار کریں۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم بحوالہ الحکم ۲۱ر فروری ۱۹۰۳ء)

۸ر فروری کو آریہ سماج نے اس اشتہار کے جواب میں ایک اشتہار نہایت گندہ اور گالیوں سے بھرا ہوا شائع کیا۔ اس اشتہار میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعتراضات کے پیرایہ میں توہین وتحقیر کے سخت الفاظ لکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے معزز احباب کی نسبت زبان درازی کی اور گندی گالیاں استعمال کیں جن کا نمونہ حضرت اقدس علیہ السلام نے نسیم دعوت میں دیا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۴ جلد ۱۹)

ان کے سخت الفاظ اور گندی گالیوں کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام کا دل تو یہی چاہتا تھا کہ ایسے گندہ دہن لوگوں سے خطاب نہ کیا جائے مگر وحیٔ خاص سے آپ کو اس کا جواب لکھنے کے لئے حکم دیا گیا۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

> ''خدا تعالیٰ نے اپنی وحیٔ خاص سے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس تحریر کا جواب لکھ اور مَیں جواب دینے میں تیرے ساتھ ہوں۔ تب مجھے اس مبشر وحی سے بہت خوشی پہنچی کہ جواب دینے میں مَیں اکیلا نہیں۔ سو مَیں اپنے خدا سے قوت پا کر اُٹھا اور اس

کی روح کی تائید سے مَیں نے اس رسالہ کو لکھا اور جیسا کہ خدا نے مجھے تائید دی مَیں
نے یہی چاہا کہ ان تمام گالیوں کو جو میرے نبیؐ مطاع کو اور مجھے دی گئیں نظر انداز
کر کے نرمی سے جواب لکھوں اور پھر یہ کاروبار خدا تعالیٰ کے سپرد کر دوں۔‘‘

(صفحہ ۳۶۴ جلد ۱۹)

اشتہار میں آریہ سماجیوں نے نو مسلموں کے متعلق یہ اعتراض کیا تھا کہ ان کا مسلمان ہونا اس وقت صحیح ہوتا جب وہ چاروں وید پڑھ کر آریہ دھرم کا اسلام سے مقابلہ کرتے۔ حضرت اقدسؑ نے اس اعتراض کا مسکت و مدلّل اور الزامی جواب دیتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالی کہ تبدیلیٔ مذہب کے لئے کس قدر علم ہونا ضروری ہے؟ فرمایا کہ تبدیلیٔ مذہب کے لئے تمام جزئیات کی تفتیش کچھ ضروری نہیں صرف تین باتوں کا دیکھنا ضروری ہے۔ **اول** یہ کہ اس مذہب میں خدا کی نسبت کیا تعلیم ہے یعنی اُس کی توحید، قدرت، علم، کمال اور عظمت، سزا اور رحمت اور دیگر لوازم اور خواص الوہیت کی نسبت کیا بیان کیا ہے۔ **دوم** ہر نفس انسانی نیز بنی نوع اور قوم کے بارے میں وہ کیا تعلیم دیتا ہے۔ **سوم** کیا وہ مذہب کوئی مردہ اور فرضی خدا تو نہیں پیش کرتا جو محض قصّوں اور کہانیوں کے سہارے پر مانا گیا ہو۔ (دیکھو صفحہ ۳۷۳-۳۷۴ جلد ۱۹)

اِن اصولی امور کا ذکر کرنے کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام نے بڑی تفصیل سے عیسائیوں اور آریہ سماج کے عقائد کا اسلام کے عقائد سے مقابلہ کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ تینوں قسم کی خوبیاں صرف اسلام میں پائی جاتی ہیں۔ پھر آریہ سماج کے بعض دیگر اعتراضات کا بھی جواب دیا ہے اور مسئلہ نیوگ پر بھی بحث کی ہے۔

یہ رسالہ ۲۸ رفروری ۱۹۰۳ء کو ایک ہفتہ کے اندر اندر تصنیف و طبع ہو کر عین اس وقت شائع ہوا جبکہ قادیان کی آریہ سماج کا سالانہ جلسہ (۲۸ رفروری اور یکم مارچ ۱۹۰۳ء) ہو رہا تھا۔

سناتن دھرم

یکم مارچ ۱۹۰۳ء کو پنڈت رام بھجدت صاحب پریذیڈنٹ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب لاہور نے ’’نسیم دعوت‘‘ میں مسئلہ نیوگ کے متعلق پڑھ کر اپنی آخری تقریر میں حضرت اقدسؑ کا ذکر کر کے کہا کہ

’’اگر وہ مجھ سے اس بارے میں گفتگو کرتے تو جو کچھ نیوگ کرانے کے فائدے
ہیں مَیں سب اُن کے پاس بیان کرتا۔‘‘ (روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۶۷)

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نیوگ کے بارے میں ایک ذمہ دار آریہ سماجی لیڈر کی یہ رائے سُن کر ۸؍ مارچ ۱۹۰۳ء کو یہ مختصر رسالہ ''سناتن دھرم'' شائع فرمایا اور مسئلہ نیوگ کے خلافِ غیرت اور خلافِ فطرت انسانی ہونے اور اس کی قباحتوں کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی سناتن دھرمیوں کی اِن الفاظ میں تعریف فرمائی:-

''اور اس جگہ مجھے محض سچائی کی حمایت سے جو میرا فرض ہے اس قدر اور کہنا پڑا ہے کہ سناتن دھرم والے ان کی چند باتوں کو الگ کر کے آریہ سماجیوں سے ہزار ہا درجہ بہتر ہیں۔ وہ اپنے پرمیشر کی اس طرح بے حرمتی نہیں کرتے کہ ہم انادی اور غیر مخلوق ہونے کی وجہ سے اس کے برابر ہیں۔ وہ نیوگ کے قابلِ شرم مسئلہ کو نہیں مانتے۔ وہ اسلام پر بے ہودہ اعتراض نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اسلام کی باتیں سب قوموں میں مشترک ہیں۔ وہ اکثر ملنسار ہیں۔ اُن میں خطرناک شوخی اور تیزی نہیں ہے............ بعض آریہ صاحبوں کی شوخی حد سے بڑھ گئی ہے۔ یہی شوخی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ وہ بوٹی ہے جس کی جڑھ نہیں۔'' (صفحہ ۴۷۴-۴۷۵ جلد ۱۹)

اور فرماتے ہیں:-

''سناتن دھرم والے صرف گذشتہ اوتاروں سے محبت نہیں رکھتے بلکہ اِس کلجگ کے زمانہ میں وہ ایک آخری اوتار کے بھی منتظر ہیں جو زمین کو گناہ سے پاک کر دے گا۔ پس کیا تعجب ہے کہ کسی وقت خدا کے نشانوں کو دیکھ کر سعادت مندان کے خدا کے اِس آسمانی سِلسلہ کو قبول کرلیں کیونکہ اُن میں ضد اور ہٹ دھرمی بہت ہی کم ہے۔''

(حاشیہ صفحہ ۴۷۵ جلد ۱۹)

پھر تبدیلیٔ مذہب کے لئے جن تین باتوں کا ''نسیم دعوت'' میں ذکر ہے اُن کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا ہے۔ سو یہ مختصر رسالہ درحقیقت رسالہ ''نسیم دعوت'' کا تتمہ ہے۔

خاکسار

جلال الدین شمس

۲۳؍ ستمبر ۱۹۶۶ء

ٹائیٹل بار اول

وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے

رسالہ آسمانی ٹیکا جو طاعون کے بارے میں اپنی جماعت کیلئے تیار کیا گیا

کشتی نوح

اور دوسرا نام

دعوت الایمان

اور تیسرا نام

تقویۃ الایمان

اِرْکَبُوْا فِیْھَا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا ۔ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ

اس کشتی نوح پر سوار ہو جاؤ خدا کے نام سے اسکا چلنا اور ٹھہرنا آج خدا کے امر سے کوئی بچا نہیں سکتا مگر جس پر وہ رحم کرے

۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب بھیروی

تعداد جلد ۵۰۰

شائع ہوا

﴿۱﴾

رسالہ کشتی نوح

تقویۃ الایمان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

طاعون کا ٹیکا

لَنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ۚ ھُوَ مَوۡلٰنَا ۚ وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ [۱] پ۱۰ ع۱۳

ترجمہ۔ ہمیں کوئی مصیبت ہرگز نہیں پہنچ سکتی بجز اس مصیبت کے جو خدا نے ہمارے لئے لکھ دی ہے وہی ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے اور مومنوں کو چاہئے کہ بس اسی پر بھروسہ رکھیں۔

شکر کا مقام ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی نے اپنی رعایا پر رحم کر کے دوبارہ طاعون سے بچانے کے لئے ٹیکا کی تجویز کی اور بندگان خدا کی بہبودی کے لئے کئی لاکھ روپیہ کا بوجھ اپنے سر پر ڈال لیا درحقیقت یہ وہ کام ہے جس کا شکر گذاری سے استقبال کرنا دانشمند رعایا کا فرض ہے اور سخت نادان اور اپنے نفس کا وہ شخص دشمن ہے کہ جو ٹیکا کے بارے میں بدظنی کرے کیونکہ یہ بارہا تجربہ میں آچکا ہے کہ یہ محتاط گورنمنٹ کسی خطرناک علاج پر عملدرآمد کرانا نہیں چاہتی بلکہ بہت سے تجارب کے بعد ایسے امور میں جو تدبیر فی الحقیقت مفید ثابت ہوتی ہے اُسی کو پیش کرتی ہے سو یہ بات اہلیت اور انسانیت سے بعید ہے کہ جس سچی خیر خواہی کے لئے لکھوکھہا روپیہ گورنمنٹ خرچ کرتی ہے اور کر چکی ہے اُس کی یہ داد دی جائے کہ گویا گورنمنٹ کو اس سر دردی اور صَرف زر سے اپنا کوئی خاص مطلب ہے وہ رعایا بدقسمت ہے کہ بدظنی میں اس درجہ تک پہنچ جائے کچھ شک نہیں کہ اس وقت تک جو تدبیر اس عالم اسباب میں اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ آئی وہ بڑی سے بڑی اور اعلیٰ سے اعلیٰ یہ تدبیر ہے کہ ٹیکا کرایا جائے اس سے کسی طرح انکار نہیں ہوسکتا کہ یہ تدبیر مفید پائی گئی ہے اور بپابندی رعائت اسباب تمام رعایا کا فرض ہے کہ اس پر کاربند ہو کر وہ غم جو گورنمنٹ کو ان کی جانوں کے لئے ہے اس سے اُس کو سبکدوش کریں۔ لیکن ہم بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے

[۱] التوبۃ:۵۱

﴿۲﴾ ہم ٹیکا کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی **رحمت کا نشان** دکھاوے سو اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب **طاعون سے بچائے جائیں گے** اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مت **دلگیر** ہو یہ **حکم الٰہی** ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیوار میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جیسا میں ابھی بیان کر چکا ہوں آج سے ایک مدت پہلے وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے جس کے علم اور تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں اُس نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ میں ہر یک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیوار میں ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ **بیعت میں داخل** ہو اور خدا کے احکام اور اس کے مامور کے سامنے کسی طور سے **متکبر** اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خودسر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو اور اُس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرما دیا کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئے گی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو اُن پر طاعون وارد ہو سکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کریں گے کہ نسبتاً و مقابلۃً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جس کی نظیر نہیں۔ اس بات پر بعض نادان چونک پڑیں گے اور بعض ہنسیں گے اور بعض مجھے دیوانہ قرار دیں گے اور بعض حیرت میں آئیں گے کہ کیا ایسا خدا موجود ہے جو بغیر رعایت اسباب کے بھی رحمت نازل کر سکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ ہاں بلاشبہ ایسا قادر خدا موجود ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو اس سے تعلق رکھنے والے زندہ ہی مر جاتے

وہ عجیب قادر ہے اور اُس کی پاک قدرتیں عجیب ہیں۔ ایک طرف نادان مخالفوں کو اپنے دوستوں پر کتوں کی طرح مُسلّط کر دیتا ہے اور ایک طرف فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ اُن کی خدمت کریں ایسا ہی جب دنیا پر اُس کا غضب مستولی ہوتا ہے اور اُس کا قہر ظالموں پر جوش مارتا ہے تو اُس کی آنکھ اُس کے خاص لوگوں کی حفاظت کرتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل حق کا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا اور کوئی ان کو شناخت نہ کرسکتا۔ اُس کی قدرتیں بے انتہا ہیں مگر بقدر یقین لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں جن کو یقین اور محبت اور اُس کی طرف انقطاع عطا کیا گیا ہے اور نفسانی عادتوں سے باہر کئے گئے ہیں انہیں کے لئے خارق عادت قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے مگر خارق عادت قدرتوں کے دکھلانے کا اُنہیں کے لئے ارادہ کرتا ہے جو خدا کے لئے اپنی عادتوں کو پھاڑتے ہیں۔ اس زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو اس کو جانتے ہیں اور اس کی عجائب قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ ایسے لوگ بہت ہیں جن کو ہرگز اس قادر خدا پر ایمان نہیں جس کی آواز کو ہر یک چیز سنتی ہے جس کے آگے کوئی بات اَنْ ہونی نہیں۔ اس جگہ یاد رہے کہ اگرچہ طاعون وغیرہ امراض میں علاج کرنا گناہ نہیں ہے بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی ایسی مرض نہیں جس کے لئے خدا نے دوا پیدا نہیں کی۔ لیکن میں اس بات کو معصیت جانتا ہوں کہ خدا کے اُس نشان کو ٹیکا کے ذریعہ سے مشتبہ کر دوں جس نشان کو وہ ہمارے لئے زمین پر صفائی سے ظاہر کرنا چاہتا ہے اور میں اس کے سچے نشان اور سچے وعدہ کی ہتک عزت کر کے ٹیکا کی طرف رجوع کرنا نہیں چاہتا اور اگر میں ایسا کروں تو یہ گناہ میرا قابل مواخذہ ہوگا کہ میں خدا کے اس وعدہ پر ایمان نہ لایا جو مجھ سے کیا گیا اور اگر ایسا ہو تو پھر تو مجھے شکر گزار اُس طبیب کا ہونا چاہئے جس نے یہ نسخہ ٹیکا کا نکالا نہ خدا کا شکر گزار جس نے مجھے وعدہ دیا کہ ہر یک جو اس چاردیوار کے اندر ہے میں اُسے بچاؤں گا۔ ﴿۴﴾

میں بصیرت کی راہ سے کہتا ہوں کہ اُس قادر خدا کے وعدے سچے ہیں اور میں آنے والے دنوں کو ایسا دیکھتا ہوں کہ گویا وہ آچکے ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی طرح طاعون سے لوگ نجات پاویں اور اگر گورنمنٹ کو آئندہ کسی وقت طاعون سے نجات پانے

کے لئے ٹیکا سے بہتر کوئی تدبیر مل جائے تو وہ خوشی سے اسی کو قبول کرے گی اس صورت میں ظاہر ہے
کہ یہ طریق جس پر خدا نے مجھے چلایا ہے اس گورنمنٹ عالیہ کے مقاصد کے برخلاف نہیں ہے اور
آج سے بیس۲۰ برس پہلے اس بلائے عظیم طاعون کی نسبت میری کتاب براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی
یہ خبر موجود ہے اور اس سلسلہ کے لئے خاص برکات کا وعدہ بھی موجود ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ
صفحہ ۵۱۸ وصفحہ ۵۱۹۔ پھر ماسوا اس کے یہ بڑے زور سے خدا تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی ہے کہ خدا ﴿۴﴾
میرے گھر کے احاطہ کے اندر مخلص لوگوں کو جو خدا کے سامنے اور اس کے مامور کے سامنے تکبر نہیں
کرتے بلائے طاعون سے نجات دے گا اور نسبتاً ومقابلۃً اس سلسلہ پر اُس کا خاص فضل رہے گا گو
کسی کی ایمانی قوت کے ضعف یا نقصان عمل یا اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے جو خدا کے علم میں ہو
کوئی شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں بھی کیس ہو جائے سو شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے
ہمیشہ مقابلہ کے وقت کثرت دیکھی جاتی ہے جیسا کہ گورنمنٹ نے خود تجربہ کر کے معلوم کر لیا ہے کہ
ٹیکا طاعون کا لگانے والے بہ نسبت دوسروں کے بہت ہی کم مرتے ہیں۔ پس جیسا کہ شاذ و نادر کی
موت ٹیکا کے قدر کو کم نہیں کر سکتی اسی طرح اس نشان میں اگر مقابلۃً بہت ہی کم درجہ پر قادیان میں
طاعون کی وارداتیں ہوں یا شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں سے کوئی شخص اس مرض سے گزر
جائے تو اس نشان کا مرتبہ کم نہیں ہوگا وہ الفاظ جو خدا کی پاک کلام سے ظاہر ہوتے ہیں اُن کی
پابندی سے یہ پیشگوئی لکھی گئی ہے عقلمند کا کام نہیں ہے کہ پہلے سے آسمانی باتوں پر ہنسی کرے یہ خدا
کا کلام ہے نہ کسی منجم کی باتیں۔ یہ روشنی کی چشم سے ہے نہ تاریکی کی اٹکل سے یہ اس کا کلام ہے
جس نے طاعون نازل کی اور جو اُس کو دور کر سکتا ہے۔ ہماری گورنمنٹ بلاشبہ اُس وقت اس
پیشگوئی کا قدر کرے گی جبکہ دیکھے گی کہ یہ حیرت انگیز کیا کام ہوا کہ ٹیکا لگانے والوں کی نسبت یہ
لوگ عافیت اور صحت میں رہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اس پیشگوئی کے مطابق کہ
دراصل برابر بیس۲۰ بائیس۲۲ برس سے شہرت پا رہی ہے ظہور میں نہ آیا تو میں خدا کی طرف سے نہیں
ہوں **میرے منجانب اللہ** ہونے کا یہ **نشان** ہوگا کہ میرے گھر کے چار دیوار کے اندر رہنے
والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہیں گے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلۃً

طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جوان میں پائی جائے گی اُس کی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی اور قادیان میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کر دے نہیں آئے گی اِلّا کم اور شاذ و نادر کاش اگر یہ لوگ دلوں کے سیدھے ہوتے اور خدا سے ڈرتے تو بالکل بچائے جاتے۔ کیونکہ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے دنیا میں عذاب کسی پر نازل نہیں ہوتا اُس کا مواخذہ قیامت کو ہوگا۔ دنیا میں محض شرارتوں اور شوخیوں اور کثرتِ گناہوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں☆ میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگویاں ٹل جائیں اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الٰہی وعدہ کے مقابل اس لئے انسانی تدبیروں سے پرہیز کرنا لازم ہے تا نشان الٰہی کو کوئی دشمن دوسری طرف منسوب نہ کرے لیکن اگر ساتھ اس کے خدا تعالیٰ اپنی کلام کے ذریعہ سے خود کوئی تدبیر سمجھاوے یا کوئی دوا بتلاوے تو ایسی تدبیر یا دوا اس نشان میں کچھ حارج نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس خدا کی طرف سے ہے جس کی طرف سے وہ نشان ہے۔ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہو جائے تو نشان کے قدر و مرتبہ میں کوئی خلل آئے گا کیونکہ پہلے زمانوں میں موسیٰ اور یشوع اور آخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی اور صدہا انسانوں کے خون کئے ان کو تلوار سے ہی قتل کیا جائے اور یہ نبیوں کی طرف سے ایک نشان تھا جس کے بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ بمقابل مجرمین کے اہل حق بھی ان کی تلوار سے قتل ہوتے تھے مگر بہت کم اور اس قدر نقصان سے نشان میں کچھ فرق نہیں آتا تھا پس ایسا ہی اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو بباعث اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الٰہی میں کچھ بھی حرج انداز نہیں ہوگی۔ کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے بلکہ بطور

﴿۵﴾

☆ مسیح موعود کے وقت میں طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے۔ ذکریا ۱۴/۱۲، انجیل متی ۲۴/۸، مکاشفات ۲۲/۸۔

نشان الٰہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور ان کی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائے گی اور مخالف جو ہر ایک موقعہ پر شکست پاتے رہے ہیں جیسا کہ کتاب نزول المسیح میں میں نے لکھا ہے اگر اس پیشگوئی کے مطابق خدا نے اس جماعت اور دوسری جماعتوں میں کچھ فرق نہ دکھلایا تو ان کا حق ہوگا کہ میری تکذیب کریں اب تک جوانہوں نے تکذیب کی ہے اس میں تو صرف ایک لعنت کو خریدا ہے مثلاً بار بار شور مچایا کہ آتھم پندرہ مہینہ کے اندر نہیں مرا۔ حالانکہ پیشگوئی نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کرے گا تو پندرہ مہینہ میں نہیں مرے گا سو اس نے عین جلسہ مباحثہ پر ستّر معزز آدمیوں کے روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو **دجّال** کہنے سے رجوع کیا اور نہ صرف یہی بلکہ اس نے پندرہ مہینہ تک اپنی خاموشی اور خوف سے اپنا رجوع ثابت کر دیا۔ اور پیشگوئی کی بناء یہی تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا لہٰذا اس نے رجوع سے صرف اس قدر فائدہ اُٹھایا کہ پندرہ مہینے کے بعد مرا مگر مر گیا یہ اس لئے ہوا کہ پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدہ کے رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا سو وہ مجھ سے پہلے مر گیا اسی طرح وہ غیب کی باتیں جو خدا نے مجھے بتلائی ہیں اور پھر اپنے وقت پر پوری ہوئیں وہ دس ہزار سے کم نہیں مگر کتاب نزول المسیح میں جو چھپ رہی ہے نمونہ کے طور پر صرف ڈیڑھ سو ان میں سے مع ثبوت اور گواہوں کے لکھی گئی ہیں۔ اور کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی یا اُس کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا نہیں ہو چکا۔ اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اس کو نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی مگر بے شرمی سے یا بے خبری سے جو چاہے کہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزارہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں ان کی نظیر اگر گذشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور جگہ ان کی مثل نہیں ملے گی اگر میرے مخالف اسی طریق سے فیصلہ کرتے تو کبھی سے اُن کی آنکھیں کھل جاتیں اور میں ان کو ایک کثیر انعام دینے کو تیار تھا اگر وہ دنیا میں کوئی

﴿۶﴾

نظیر ان پیشگوئیوں کی پیش کر سکتے محض شرارت سے یا حماقت سے یہ کہنا کہ فلاں پیشگوئی پوری نہ ہوئی ہم بجز اس کے کیا کہیں کہ ایسے اقوال کو خباثت اور بدظنی کی طرف منسوب کریں اگر کسی مجمع میں اسی تحقیق کے لئے گفتگو کرتے تو ان کو اپنے قول سے رجوع کرنا پڑتا یا بے حیا کہلانا پڑتا۔ ہزار ہا پیشگوئیوں کا ہو بہو پورا ہو جانا اور اُن کے پورا ہونے پر ہزار ہا گواہ زندہ پائے جانا یہ کچھ تھوڑی بات نہیں ہے گویا خدائے عزوجل کو دکھلا دینا ہے۔ کیا کسی زمانہ میں باستثنائے زمانہ نبوی کے کبھی کسی نے مشاہدہ کیا کہ ہزار ہا پیشگوئیاں بیان کی گئیں اور وہ سب کی سب روز روشن کی طرح پوری ہوگئیں اور ہزار ہا لوگوں نے ان کے پورے ہونے پر گواہی دی۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس زمانہ میں جس طرح خدا تعالیٰ قریب ہو کر ظاہر ہو رہا ہے اور صدہا امور غیب اپنے بندہ پر کھول رہا ہے اس زمانہ کی گذشتہ زمانوں میں بہت ہی کم مثال ملے گی۔ لوگ عنقریب دیکھ لیں گے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا چہرہ ظاہر ہوگا گویا وہ آسمان سے اُترے گا اُس نے بہت مدت تک اپنے تئیں چھپائے رکھا اور انکار کیا گیا اور چپ رہا لیکن وہ اب نہیں چھپائے گا اور دنیا اُس کی قدرت کے وہ نمونے دیکھے گی کہ کبھی اُن کے باپ دادوں نے نہیں دیکھے تھے یہ اس لئے ہوگا کہ زمین بگڑ گئی اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے پر لوگوں کا ایمان نہیں رہا ہونٹوں پر اس کا ذکر ہے لیکن دل اس سے پھر گئے ہیں اس لئے خدا نے کہا کہ اب میں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں گا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ زمین مر گئی یعنی زمینی لوگوں کے دل سخت ہو گئے گویا مَر گئے کیونکہ خدا کا چہرہ اُن سے چھپ گیا اور گذشتہ آسمانی نشان سب بطور قصوں کے ہو گئے سو خدا نے ارادہ کیا کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بناوے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے **جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا اُن سے ظاہر ہوگا۔** اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اُسی کے اِذن سے ظاہر ہو رہے ہیں لیکن افسوس کہ دنیا نے خدا کی اس نئی تجلّی سے دشمنی کی۔ ان کے ہاتھ میں بجز قصّوں کے اور کچھ نہیں اور ان کا خدا ان کے اپنے ہی تصورات ہیں دل ٹیڑھے ہیں اور ہمتیں تھکی ہوئی ہیں اور آنکھوں پر پردے ہیں۔ دوسری قومیں تو خود حقیقی خدا کو

﴿۷﴾

کھو بیٹھی ہیں ان کا کیا ذکر ہے جنہوں نے انسانوں کے بچوں کو خدا بنالیا۔ مسلمانوں کا حال دیکھو کہ وہ کس قدر اس سے دور ہو گئے ہیں۔ سچائی کے پکّے دشمن ہیں راہ راست کے جانی دشمن کی طرح مخالف ہیں مثلاً **ندوۃ العلماء** نے اسلام کے لئے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور یا **انجمن حمایت اسلام** لاہور جو اسلام کے نام پر مسلمانوں کا مال لیتی ہے کیا یہ **لوگ خیر خواہ اسلام ہیں؟** کیا یہ لوگ صراط مستقیم کی **حمایت** کر رہے ہیں؟ کیا ان کو یاد ہے کہ اسلام کن مصیبتوں کے نیچے کچلا گیا اور دوبارہ تازہ کرنے کے لئے خدا کی عادت کیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان کے اسلامی حمایت کے دعوے کسی قدر قابلِ قبول ہو سکتے لیکن اب یہ لوگ **خدا کے الزام کے نیچے** ہیں کہ حمایت کا **دعویٰ** کر کے جب **آسمان** سے ستارہ نکلا تو سب سے پہلے منکر ہو گئے۔

اب وہ اُس خدا کو کیا جواب دیں گے جس نے عین وقت پر مجھے بھیجا ہے مگر ان کو تو کچھ پروا نہیں۔ **آفتاب** دوپہر کے نزدیک آ گیا ابھی اُن کے نزدیک **رات** ہے۔ خدا کا **چشمہ پھوٹ پڑا** مگر ابھی وہ بیابان میں رو رہے ہیں۔ اُس کے **آسمانی علوم** کا ایک دریا چل رہا ہے لیکن ان لوگوں کو کچھ بھی خبر نہیں۔ اس کے نشان ظاہر ہو رہے ہیں لیکن یہ لوگ بالکل غافل ہیں اور نہ صرف غافل بلکہ **خدا** کے **سلسلہ** سے **دشمنی** رکھتے ہیں۔ پس یہی حمایت اسلام اور ترویج اسلام اور تعلیم اسلام ہے جو ان کے ہاتھوں سے ہو رہی ہے۔ مگر کیا یہ لوگ اپنی **روگردانی** سے خدا کے سچے ارادہ کو **روک دیں گے** جو ابتدا سے تمام نبی اس پر گواہی دیتے آئے ہیں۔ نہیں بلکہ خدا کی یہ پیشگوئی **عنقریب** سچی ہونے والی ہے کہ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ [1] خدا نے جیسا کہ آج سے دس برس پہلے اپنے بندہ کی تصدیق کیلئے آسمان پر رمضان میں خسوف کسوف کیا اور **نیّر النہار** اور **نیّر اللیل** کو میرے لئے گواہ بنا کر **دو نشان** ظاہر فرمائے۔ ایسا ہی اُس نے نبیوں کی پیشگوئی کے موافق زمین پر بھی دو نشان ظاہر کئے۔ ایک [1] وہ نشان جس کو تم قرآن شریف میں پڑھتے ہو وَ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ [2] اور حدیث میں پڑھتے ہو ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا جس کی تکمیل کیلئے ارض حجاز میں یعنی مدینہ اور مکہ کی راہ میں ریل بھی طیار ہو رہی ہے۔

﴿۸﴾

[1] المجادلۃ: ۲۲ [2] التکویر: ۵

دوسرا[۲] نشان۔ طاعون کا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاِنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اِلَّا نَحۡنُ مُہۡلِکُوۡہَا قَبۡلَ یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡہَا[۱] سو خدا نے **ملک** میں ریل بھی جاری کر دی اور طاعون بھی بھیج دی تا زمین بھی گواہ ہو اور آسمان بھی۔ سو خدا سے **مت لڑو** خدا سے لڑنا بیوقوفی ہے۔ اِس سے پہلے خدا نے جب آدم کو **خلیفہ** بنانا چاہا تو فرشتوں نے روکا۔ مگر کیا خدا ان کے قول سے رُک گیا۔ اب خدا نے **دوسرا آدم** پیدا کرنے کے **وقت** فرمایا۔ اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ یعنی میں نے ارادہ کیا جو خلیفہ بناؤں پس میں نے اس آدم کو پیدا کیا اب بتلاؤ کہ کیا تم خدا کے ارادہ کو روک سکتے ہو۔ پس کیوں تم ظنی باتوں کا خس و خاشاک پیش کرتے ہو اور یقین کی راہ اختیار نہیں کرتے۔ امتحان میں نہ پڑو یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے ارادہ کو روکنے والا کوئی نہیں اس قسم کی لڑائیاں تقویٰ کا طریق نہیں البتہ اگر شک ہے تو یہ طریق ہوسکتا ہے کہ جیسا کہ مَیں نے خدا سے الہام پا کر ایک گروہ انسانوں کے لئے جو میرے قول پر چلنے والے ہیں عذاب طاعون سے بچنے کے لئے خوشخبری پائی ہے اور اس کو شائع کر دیا ہے ایسا ہی اگر اپنی قوم کی بھلائی آپ لوگوں کے دل میں ہے تو آپ لوگ بھی اپنے ہم مذہبوں کے لئے خدا تعالیٰ سے نجات کی بشارت حاصل کریں کہ وہ طاعون سے **محفوظ** رہیں گے اور اس بشارت کو میری طرح بذریعہ چھپے ہوئے اشتہاروں کے شائع کریں تا لوگ سمجھ لیں کہ خدا آپ کے ساتھ ہے بلکہ یہ **موقعہ** عیسائیوں کے لئے بھی بہت ہی خوب ہے وہ ہمیشہ کہتے ہیں کہ نجات مسیح سے ہے۔ پس اب ان کا بھی فرض ہے کہ ان مصیبت کے دنوں میں عیسائیوں کو طاعون سے نجات دلاویں **اِن تمام فرقوں** سے جس کی زیادہ سُنی گئی وہی **مقبول** ہے۔ اب خدا نے ہر ایک کو موقعہ دیا ہے کہ خواہ مخواہ زمین پر مباحثات نہ کریں اپنی قبولیت بڑھ کر دکھلاویں تا طاعون سے بھی بچیں اور ان کی سچائی بھی کھل جائے بالخصوص **پادری** صاحبان جو دنیا اور آخرت میں **مسیح ابن مریم** کو ہی منجی قرار دے چکے ہیں وہ اگر دل سے ابن مریم کو دنیا و آخرت کا مالک سمجھتے ہیں تو اب عیسائیوں کا **حق** ہے کہ اِن کے کفّارہ سے نمونہ **نجات** دیکھ لیں اس طرح پر گورنمنٹ عالیہ کو بھی بہت آسانی ہوسکتی ہے کہ برٹش انڈیا کے مختلف فرقے جو اپنے اپنے مذہب کی سچائی پر بھروسہ رکھتے ہیں

﴿۹﴾

[۱] بنی اسرآئیل:۵۹

اپنے گروہ کے چھڑانے کے لئے اور طاعون سے نجات دلانے کے لئے یہ انتظام کریں کہ اپنے اس خدا سے جس پر وہ ایمان رکھتے ہیں یا اپنے کسی اور معبود سے جس کو انہوں نے بجائے خدا سمجھ لیا ہے ان مصیبت زدوں کی شفاعت کریں اور اس سے کوئی پختہ وعدہ لے کر اشتہارات کے ذریعہ سے شائع کر دیں جیسا کہ ہم نے یہ اشتہار شائع کر دیا ہے۔ اس میں تو سراسر مخلوق کی بھلائی اور اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت ہے اور نیز گورنمنٹ کی مدد ہے۔ گورنمنٹ بجز اس کے کیا چاہتی ہے کہ اس کی رعایا طاعون کی بلا سے بچ جائے گو کسی طرح بچ جائے۔ بالآخر یاد رہے کہ ہم اِس اشتہار میں اپنی جماعت کو جو مختلف حصوں پنجاب اور ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے ٹیکا لگوانے سے منع نہیں کرتے جن لوگوں کی نسبت گورنمنٹ کا قطعی حکم ہو ان کو ضرور ٹیکا کرانا چاہئے اور گورنمنٹ کے حکم کی اطاعت کرنی چاہئے اور جن کو اپنی رضامندی پر چھوڑا گیا ہے اگر وہ اس تعلیم پر پورے قائم نہیں ہیں جو ان کو دی گئی ہے تو ان کو بھی ٹیکا کرانا مناسب ہے تا وہ ٹھوکر نہ کھاویں اور تا وہ اپنی خراب حالت کی وجہ سے خدا کے وعدہ کی نسبت لوگوں کو دھوکا نہ دیں اور اگر یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے ﴿۱۰﴾ جس کی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو میں بطور مختصر چند سطریں نیچے لکھ دیتا ہوں۔

تعلیم

واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا وہ دکھ اُٹھانے اور صلیب پر

چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلّی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آ جاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیّر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیّرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلّی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلّی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اُسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اُس کے کل تعلقات پر اُس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اُس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اُس حالت میں اِس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مراد یابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر **عمل کرے** اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے اور اس کی قضاء و قدر پر ناراض نہ ہو سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اُس کی **توحید** زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اُس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کیلئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے

﴿۱۱﴾

بھیڑیئے ہیں بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اُسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں تم اگر چاہتے ہو کہ

﴿۱۲﴾

آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا خائن اُس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کیلئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گِدّوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتے ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اُس کے ہو جاؤ۔ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے جن میں سے ایک طاعون بھی ہے سو تم خدا سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھے کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر اُن پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا اگر کوئی طاقت رکھے تو توکّل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر

﴿۱۳﴾

تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے **نجات یافتہ** کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی **شفیع** ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر **یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے** اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اُس کی روحانی فیض رسانی سے اس **مسیح موعود** کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی **تکمیل** کے لئے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح **روحانی** رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[1] موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرون اُولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھ کر مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔ اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا☆ جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا۔ بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جب کہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا سو **وہ** میں ہی ہوں خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے نادان ہے وہ جو اُس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اس کے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہئے تھا۔ اور اُس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دس ہزار سے  بھی زیادہ ہیں ازانجملہ ایک طاعون بھی نشان ہے پس جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو اِن

☆ یہودی اپنی تاریخ کی رو سے بالاتفاق یہی مانتے ہیں کہ موسیٰ سے چودہویں صدی کے سر پر عیسیٰ ظاہر ہوا تھا۔ دیکھو یہودیوں کی تاریخ۔ **منہ**

[1] الفاتحۃ : ٦، ٧

آفتوں کے دنوں میں میری رُوح اُس کی شفاعت کرے گی۔ **سواے وے تمام لوگو!** جو اپنے تئیں میری جماعت **شمار** کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت **شمار** کئے جاؤ گے جب سچ مچ **تقویٰ** کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ **تقویٰ** ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو **خبردار** رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے **پختہ تعلق** ہے جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا سو تم اس کو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دکھ دئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو اِن صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا دیکھو **مَیں** بہت خوشی سے **خبر** دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے اگرچہ سب اُسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اُس شخص کو چن لیتا ہے جو اُس کو چنتا ہے وہ اُس کے پاس آجاتا ہے جو اُس کے پاس جاتا ہے جو اُس کو عزت دیتا ہے وہ اس کو بھی عزت دیتا ہے۔

تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا عقیدہ کے رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا

﴿۱۵﴾

نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیّت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے **نبی** کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم۲ دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا **یہی بھید ہے** کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ **میں ہی ہوں** اور اس میں دورنگی نہیں آئی اور تم یقیناً سمجھو کہ **عیسیٰ بن مریم** فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سرینگر محلہ خانیار☆ میں اس کی قبر ہے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس کے مرجانے کی خبر دی ہے اور اگر اس آیت کے اور معنی ہیں تو عیسیٰ بن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے۔ مرنے کے متعلق جو آیتیں ہیں اگر وہ اور معنی رکھتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں تو گویا قرآن نے اس کے مرنے کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ وہ کسی وقت مرے گا بھی۔ خدا نے ہمارے نبی کے مرنے کی خبر دی مگر سارے قرآن میں عیسیٰ کے مرنے کی خبر نہ دی۔ اس میں کیا راز ہے اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنے کی اس آیت میں خبر ہے کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ[1]✿ سو یہ آیت تو صاف دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں غرض اگر آیت **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي** کے یہ معنی ہیں کہ مع جسم زندہ عیسیٰ کو آسمان پر اُٹھا لیا تو کیوں خدا نے ایسے شخص کی موت کا سارے قرآن میں ذکر نہیں کیا جس کی زندگی

☆ **نوٹ**: عیسائی محققوں نے اسی رائے کو ظاہر کیا ہے دیکھو کتاب سو پر نیچرل ریلیجن صفحہ ۵۲۲۔ اگر تفصیل چاہتے ہو تو ہماری کتاب تحفہ گولڑویہ کا صفحہ ۱۳۹ دیکھ لو۔ منه

✿ اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ اگر وہ دنیا میں آنے والے ہوتے تو اس صورت میں یہ جواب حضرت عیسیٰ کا محض جھوٹ ٹھہرتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں جو شخص دوبارہ دنیا میں آیا اور چالیس۴۰ برس رہا اور کروڑ ہا عیسائیوں کو دیکھا جو اس کو خدا جانتے تھے اور صلیب توڑا اور تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا وہ کیونکر قیامت کو جناب الٰہی میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں۔ منه

[1] المآئدة:۱۱۸

کے خیال نے لاکھوں کو ہلاک کر دیا گویا خدا نے اس کو ہمیشہ کے لئے اس لئے زندہ رہنے دیا کہ تا لوگ مشرک اور بے دین ہو جائیں اور گویا یہ لوگوں کی غلطی نہیں بلکہ خدا نے یہ سب کچھ خود کیا تا لوگوں کو گمراہ کرے خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آ سکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اس کو زندہ سمجھا جائے اس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو۔ خدا نے اپنے قول سے مسیح کی موت ظاہر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اُس کو مُردوں میں دیکھ لیا اب بھی تم ماننے میں نہیں آتے۔ **یہ کیسا ایمان** ہے کیا انسانوں کی روایتوں کو خدا کی کلام پر مقدم رکھتے ہو یہ کیا دین ہے☆ اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف گواہی دی کہ میں نے مُردہ روحوں میں عیسیٰ کو دیکھا بلکہ خود مر کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اس سے پہلے کوئی زندہ نہیں رہا۔ پس ہمارے مخالف جیسا کہ قرآن کو چھوڑتے ہیں ویسا ہی سنّت کو بھی چھوڑتے ہیں کیونکہ مرنا ہمارے نبی کی سنّت ہے اگر عیسیٰ زندہ تھا تو مرنے میں ہمارے رسول کی بے عزتی تھی سو تم نہ اہلسنّت ہو نہ اہل قرآن جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے **افضل** ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ میں روحانیت کی رو سے اسلام میں **خاتم الخلفاء** ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفاء تھا موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں مَیں مسیح موعود ہوں سو میں اس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہم نام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے

﴿۱۶﴾

☆ **نوٹ**۔ قرآن شریف میں ایک آیت میں صریح کشمیر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مسیح اور اس کی والدہ صلیب کے واقعہ کے بعد کشمیر کی طرف چلے گئے جیسا کہ فرماتا ہے۔ وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ[1] یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی والدہ کو ایک ایسے ٹیلے پر جگہ دی جو آرام کی جگہ تھی اور پانی صاف یعنی چشموں کا پانی وہاں تھا سو اس میں خدا تعالیٰ نے کشمیر کا نقشہ کھینچ دیا ہے اور اٰوٰی کا لفظ لغت عرب میں کسی مصیبت یا تکلیف سے پناہ دینے کے لئے آتا ہے اور صلیب سے پہلے عیسیٰ اور اُس کی والدہ پر کوئی زمانہ مصیبت کا نہیں گزرا جس سے پناہ دی جاتی پس متعین ہوا کہ خدا تعالیٰ نے عیسیٰ اور اُس کی والدہ کو واقعہ صلیب کے بعد اُس ٹیلے پر پہنچایا تھا۔ منہ

[1] المومنون: ۵۱

وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح مَیں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں ☆ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہائت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابلِ اعتراض۔

﴿۱۷﴾ اٰن سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کرلی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اُسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اُس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے

☆ **حاشیہ**: یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہوداؔ، یعقوبؔ، شمعونؔ، یوزسؔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے۔ آسیاؔ، لیدیاؔ۔ دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گایلز مطبوعہ لندن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶۔ منہ

اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہّد خدمت سے لاپروا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص مجھے فی الواقع **مسیح موعود و مہدی معہود** نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص اُمور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اُس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے

﴿۱۸﴾

دلوں کوصاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو اُن کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا ان کی حمایت میں **کون خدا پر ایمان لایا؟** صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی احمق ہے جو ایک بے باک گنہ گار اور بد باطن اور شریر النفس کے فکر میں ہے کیونکہ وہ خود ہلاک ہوگا جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو بلکہ وہ اُن کے لئے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا وہ خدا نہائت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لئے اُس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں دنیا چاہتی ہے کہ ان کو کھا جائے اور ہر ایک دشمن ان پر دانت پیستا ہے مگر وہ جو ان کا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے ان کو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں ان کو فتح بخشتا ہے کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اُس خدا کا **دامن نہ چھوڑے**۔ ہم اُس پر ایمان لائے ہم نے اُس کو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا **وہی خدا** ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لئے **زبردست نشان** دکھلائے جس نے مجھے اس زمانہ کے لئے **مسیح موعود** کر کے بھیجا اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں جو شخص اُس پر ایمان نہیں لاتا وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے۔ ہم نے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن وحی پائی ہم نے اُسے دیکھ لیا کہ دنیا کا وہی خدا ہے اُس کے سوا کوئی نہیں کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا۔ کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا سچ تو یہ ہے کہ اُس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں مگر وہی جو اُس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے سو جب تم دعا کرو تو اُن جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں اُن کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہوں گی وہ اندھے ہیں نہ سوجاکھے وہ مُردے ہیں نہ زندے خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون

﴿۱۹﴾

پیش کرتے ہیں اور اُس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں اور اُس کو کمزور سمجھتے ہیں سو ان سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ ان کی حالت ہے لیکن جب تو دعا کے لئے کھڑا ہوتو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رویت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اُس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اُس کے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا۔ مگر اے سعید انسان تو ایسامت کر تیرا خدا وہ ہے جس نے بیشمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا۔ کیا تو اُس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آجائے گا☆ بلکہ تیری ہی بدظنی تجھے محروم رکھے گی ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہوگئے ہیں وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اُس کے صادق وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ **اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو**

☆ خدا کسی کام میں عاجز نہیں آتا۔ ہاں خدا کی کتاب نے دعا کے بارہ میں یہ قانون پیش کیا ہے کہ وہ نہایت رحم سے نیک انسان کے ساتھ دوستوں کی طرح معاملہ کرتا ہے یعنی کبھی تو اپنی مرضی کو چھوڑ کر اس کی دعا سنتا ہے جیسا کہ خود فرمایا اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ [1] اور کبھی کبھی اپنی مرضی ہی منوانا چاہتا ہے جیسا کہ فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ [2] ایسا اس لئے کیا کہ تا کبھی انسان کی دعا کے موافق اس سے معاملہ کر کے یقین اور معرفت میں اس کو ترقی دے اور کبھی اپنی مرضی کے موافق کر کے اپنی رضا کی اس کو خلعت بخشے اور اس کا مرتبہ بڑھاوے اور اس سے محبت کر کے ہدایت کی راہوں میں اس کو ترقی دیوے۔ منہ

[1] المؤمن: ۶۱ [2] البقرۃ: ۱۵۶

﴿۲۰﴾ کہ وہ تمہیں **سیراب** کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس **دَف** سے میں بازاروں میں **منادی** کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے خدا ایک **پیارا خزانہ** ہے اُس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اُس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلّی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی۔ اور جیسے گِدھ اور کتّے مُردار کھاتے ہیں انہوں نے مُردار پر دانت مارے وہ خدا سے بہت دُور جا پڑے انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح اُن میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہیں پس تم اُس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اُس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔ تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اُس کے اِذن سے۔ ایک مُردہ اس پر ہنسی کرے گا مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے

اس کے لئے بہتر تھا۔ خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر ان کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم بھی اُنہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا ﴿۲۱﴾ سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے ان کا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے۔ میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم اُن لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے چاہئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اُترتی ہے تم راست باز اُس وقت بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلّی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ منہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے اُن کے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں۔ نہیں بلکہ یکدفعہ گریں گی۔ اور احتمال ہے کہ اُن سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔ یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ اُس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اُسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے

جاتے ہیں اور دین کے رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامُراد رکھا جاتا ہے مگر مؤخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلے امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے بہرحال یہ دونوں فریق **مغضوب علیھم** ہیں۔ سچی خوش حالی کا سرچشمہ خدا ہے پس جبکہ اس **حیّ و قیّوم** خدا سے یہ لوگ بے خبر ہیں بلکہ لاپروا ہیں اور اس سے مُنہ پھیر رہے ہیں تو سچی خوشحالی اُن کو کہاں نصیب ہو سکتی ہے مبارک ہو اُس انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اسی طرح تمہیں چاہئے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو اور ان کو عزت کی نگہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنی کلام میں سکھلایا ہے ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہیں اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا۔ نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اُسے معلوم نہیں۔ کیا تم اندھوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ دکھلاویں۔ اے **نادانو!** وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھائے گا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اُسے پاؤ گے۔ تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے وہ جو خود مُردار خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لئے پاک غذا لائے گا۔ وہ جو خود اندھا ہے وہ کیونکر تمہیں دکھاوے گا۔ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو جن کی روحیں آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں جن کو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمہیں تسلی دے سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر بعد اس کے یہ سب کچھ تمہیں ملے گا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے☆ اور

﴿۲۲﴾

☆ قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے جس دین میں وحی الٰہی کا سلسلہ جاری نہیں وہ دین مُردہ ہے اور خدا اُس کے ساتھ نہیں۔ منہ

روح القدس اب اُتر نہیں سکتا بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اُتر چکا۔اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر یک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس کے اُترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا تم اپنے دلوں کے دروازے کھول دو تا وہ ان میں داخل ہو تم اُس آفتاب سے خود اپنے تئیں دُور ڈالتے ہو جبکہ اُس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔اے نادان اٹھ اور اس کھڑکی کو کھول دے تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائے گا جبکہ خدا نے دنیا کے فیضوں کی راہیں اس زمانہ میں تم پر بند نہیں کیں بلکہ زیادہ کیں تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمان کے فیوض کی راہیں جن کی اس وقت تمہیں بہت ضرورت تھی وہ تم پر اُس نے بند کر دی ہیں ہرگز نہیں بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔اب جب کہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورہ فاتحہ میں سکھلائی گئی گذشتہ تمام نعمتوں کا تم پر دروازہ کھول دیا ہے تو تم کیوں ان کے لینے سے انکار کرتے ہو اس چشمہ کے پیاسے بنو کہ پانی خود بخود آ جائے گا اس دودھ کے لئے تم بچہ کی طرح رونا شروع کرو کہ دودھ پستان سے خود بخود اُتر آئے گا۔رحم کے لایق بنو تا تم پر رحم کیا جائے اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ بار بار چلّاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑ لے کیا ہی دشوار گذار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے۔پر اُن کے لئے آسان کی جاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے میں پڑتے ہیں وہ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہمیں آگ منظور ہے ہم اس میں اپنے محبوب کے لئے جلیں گے پھر وہ آگ میں اپنے تئیں ڈال دیتے ہیں پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہشت ہے، یہی ہے جو خدا نے فرمایا وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا [۱] الخ یعنی اے بُر و اور اے نیکو تم میں سے کوئی بھی نہیں جو جہنم کی آگ پر گذر نہ کرے مگر وہ جو خدا کے لئے اُس آگ میں پڑتے ہیں وہ نجات دیئے جائیں گے لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کے لئے آگ پر چلتا ہے وہ آگ اُسے کھا جائے گی۔پس مبارک وہ جو خدا کے لئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کے لئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہوگا سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا

﴿۲۳﴾

[۱] مریم:۷۲

ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تاتم اسی کے لئے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپیدا تیز قدم اُٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیان کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔

میں نے سنا ہے کہ بعض تم سے حدیث کو بکلّی نہیں مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں میں نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ایسا کرو بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو ﴿۲۴﴾ تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اوّل قرآن ہے☆ جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے۔ جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسیٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا اور وہ لعنتی ہوا اور دوسرے نبیوں کی طرح اُس کا رفع نہیں ہوا اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت کرو نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اور ستارہ کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔ سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سَو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے

☆ دوسرا ذریعہ ہدایت کا سنت ہے یعنی وہ پاک نمونے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور عمل سے دکھلائے مثلاً نماز پڑھ کے دکھلائی کہ یوں نماز چاہیئے اور روزہ رکھ کر دکھلایا کہ یوں روزہ چاہیئے اس کا نام سنت ہے یعنی روش نبوی جو خدا کے قول کو فعل کے رنگ میں دکھلاتے رہے سنت اِسی کا نام ہے۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے جو آپ کے بعد آپ کے اقوال جمع کئے گئے اور حدیث کا رُتبہ قرآن اور سنت سے کمتر ہے کیونکہ اکثر حدیثیں ظنی ہیں لیکن اگر ساتھ سنت ہو تو وہ اس کو یقینی کر دے گی۔ منه

مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مُصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی **قرآن** وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کے لانے والا وہ **روح القدس** تھا جو **کبوتر** کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلّی بھی پکڑ سکتی ہے اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لے کر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلّی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ [1] یعنی ہمیں اپنی اُن نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی۔ جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے پس اپنی ہمتیں بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو ردّ مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔ کیا اُس نے بنی اسرائیل کا

﴿۲۵﴾

[1] الفاتحۃ:۶،۷

ملک اور بنی اسرائیل کا بیت مقدس تمہیں عطا نہیں کیا جو آج تک تمہارے قبضہ میں ہے پس اے سست اعتقادو اور کمزور ہمتو کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے تمام املاک کا تمہیں قائم مقام کر دیا۔ مگر روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت اِن سے زیادہ فیض رسانی کا ارادہ ہے خدا نے اُن کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہیں وارث بنایا مگر تمہارا وارث کوئی دوسرا نہ ہوگا جب تک کہ قیامت آ جاوے خدا تمہیں نعمت وحی اور الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹ باندھے گا اور کہے گا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی حالانکہ نہیں نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جائے گا کیونکہ اُس نے اپنے خالق پر جھوٹ باندھا اور فریب کیا اور سخت بیبا کی اور شوخی ظاہر کی سو تم اِس مقام میں ڈرو لعنت ہے ان لوگوں پر جو جھوٹی خوابیں بناتے ہیں اور جھوٹے مکالمات اور مخاطبات کا دعویٰ کرتے ہیں گویا وہ دل میں خیال کرتے ہیں کہ خدا نہیں، پر خدا کا عقاب ان کو سخت پکڑے گا اور اُن کا بُرا دن اُن سے ٹل نہیں سکتا۔ سو تم صدق اور راستی اور تقویٰ اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھو جب تک زندگی ہے پھر خدا تم میں سے جس کی نسبت چاہے گا اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی مشرف کرے گا تمہیں ایسی تمنّا بھی نہیں چاہئے تا نفسانی تمنّا کی وجہ سے سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہو جائے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں پس تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو تمہاری تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہئے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو نجات کے لئے نہ الہام نمائی کے لئے قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمۂ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جھوٹ نہ بولو کہ جھوٹ بھی ایک حصہ شرک ہے۔ **قرآن** تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بدنظری اور

﴿۲۶﴾

شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھ اور بجز اس کے دیکھنا حلال۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھ نہ بدنظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہئے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خوابیدہ رہے تجھے اس کی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر اُسی قدر جیسا کہ ایک دُھندلی نظر سے ابتدا نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے۔ **قرآن** تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی **شراب** مت پیئو کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ **پی** ورنہ تجھے خدا کی راہ نہیں ملے گی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا اور نہ پلیدیوں سے پاک کرے گا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے **تم اس سے بچو۔ قرآن** تمہیں انجیل کی طرح فقط یہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر بے سبب **غصہ مت** ہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تھام بلکہ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ[1] پر عمل بھی کر اور دوسروں کو بھی کہتا رہ کہ ایسا کریں اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کے لئے اپنے تمام بھائیوں کو وصیت بھی کر۔ اور **قرآن** تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ بجز زنا کے اپنی بیوی کی ہر یک ناپاکی پر صبر کرو اور طلاق مت دو بلکہ وہ کہتا ہے اَلطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ[2] قرآن کا یہ منشا ہے کہ **ناپاک پاک** کے ساتھ رہ نہیں سکتا۔ پس اگر تیری بیوی زنا تو نہیں کرتی مگر شہوت کی نظر سے غیر لوگوں کو دیکھتی ہے اور اُن سے بغل گیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اُس سے صادر ہوتے ہیں گو ابھی تکمیل نہیں ہوئی اور غیر کو اپنی برہنگی دکھلا دیتی ہے اور مشرکہ اور مفسدہ ہے اور جس پاک خدا پر تو ایمان رکھتا ہے اُس سے وہ بیزار ہے تو اگر وہ باز نہ آوے تو تو اُسے طلاق دے سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے اعمال میں تجھ سے علیحدہ ہوگئی اب تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں رہی۔ پس تیرے لئے اب جائز نہیں ہے کہ تو دیّوثی سے اس کے ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کردے اور تو مرجاوے۔ اور **قرآن** تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھا بلکہ بیہودہ قسموں سے تمہیں روکتا ہے کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کے لئے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس سے اُس کی حکمت تلف ہوتی ہے یہ طبعی امر ہے کہ

﴿۲۷﴾

[1] البلد:۱۸ [2] النور:۲۷

جب کوئی انسان ایک متنازعہ فیہ امر میں گواہی نہ دے تب فیصلہ کے لئے خدائی گواہی کی ضرورت ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹھہرانا ہے۔اور **قرآن** تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک جگہ **ظالم** کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ وہ کہتا ہے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ [۱] یعنی بدی کا بدلہ اُسی قدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اُسے اُس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر یک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر یک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہیے اور چاہیے کہ انتقام اور عفو کی سیرت بپابندی محل اور مصلحت ہو نہ بے قیدی کے رنگ میں یہی قرآن کا مطلب ہے اور **قرآن** انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے **دشمنوں** سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہیئے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کے لئے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ اور چاہیئے کہ تو اُن کے اعمال سے دشمنی رکھے نہ ان کی ذات سے اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں اور اس بارے میں فرماتا ہے۔ ﴿۲۸﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى [۲] یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم اُن کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خودنمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خودنمائی نہیں کر سکتا۔ پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو اور یہ آیت نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے خدا سے عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کی فرمانبرداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا

[۱] الشوریٰ:۴۱ [۲] النحل:۹۱

اس کو دیکھ رہا ہے اور خدا سے اِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی یہ ہے کہ اُس کی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے۔ اور انجیل میں لکھا گیا ہے کہ جو لوگ تم پر لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ بھی نہ کرو۔ تم اپنے دل سے جو خدا کی تجلیات کا گھر ہے فتویٰ پوچھو کہ ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہئے پس اگر خدا تمہارے دل میں ڈالے کہ یہ لعنت کرنے والا قابل رحم ہے اور آسمان میں اُس پر لعنت نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھہرو۔ لیکن اگر تمہارا کانشنس اس کو معذور نہیں ٹھہراتا اور تمہارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہے تو تم اس کے لئے برکت نہ چاہو جیسا کہ شیطان کے لئے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی نے اس کو لعنت سے آزاد نہیں کیا۔ مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری بدظنیاں جھوٹیاں ہیں اور بہتیری لعنتیں اپنے ہی پر پڑتی ہیں سنبھل کر قدم رکھو اور خوب پڑتال کر کے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو کیونکہ تم اندھے ہو ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ۔ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اس طرح تم اپنے خدا کو ناراض کر دو اور تمہارے سب نیک اعمال حبط ہو جاویں۔

﴿۲۹﴾ ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ تم اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھلانے کے لئے نہ کرو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ بلکہ تم حسبِ مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجالاؤ جب کہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمہارے نفس کے لئے بہتر ہے اور بعض اعمال دکھلا کر بھی کرو جب کہ تم دیکھو کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی بھلائی ہے تا تمہیں دو بدلے ملیں اور تا کمزور لوگ کہ جو ایک نیکی کے کام پر جرأت نہیں کر سکتے وہ بھی تمہاری پیروی سے اُس نیک کام کو کر لیں۔ غرض خدا نے جو اپنے کلام میں فرمایا۔ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً یعنی پوشیدہ بھی خیرات کرو اور دکھلا دکھلا کر بھی۔ ان احکام کی حکمت اُس نے خود فرما دی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف قول سے لوگوں کو سمجھاؤ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو کیونکہ

ہر ایک جگہ قول اثر نہیں کرتا بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے۔
ایسا ہی انجیل میں ہے کہ جب تو دعا مانگے تو اپنی کوٹھری میں جا۔ مگر قرآن سکھاتا ہے کہ اپنی دعا کو ہر یک موقعہ پر پوشیدہ مت کرو بلکہ تم لوگوں کے روبرو اپنے بھائیوں کے مجمع کے ساتھ بھی کھلے کھلے طور پر دعا کیا کرو تا اگر کوئی دعا منظور ہو تو اس مجمع کے لئے ایمان کی ترقی کا موجب ہو اور تا دوسرے لوگ بھی دعا میں رغبت کریں۔
ایسا ہی انجیل میں ہے کہ تم اس طرح دعا کرو کہ اے ہمارے باپ کہ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر آوے ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش۔ اور جس طرح ہم اپنے قرض داروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخش دے اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ بُرائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ یہ نہیں کہ زمین تقدیس سے خالی ہے بلکہ زمین پر بھی خدا کی تقدیس ہو رہی ہے نہ صرف آسمان پر جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ [1] یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ [2] یعنی ذرہ ذرہ زمین کا اور آسمان کا خدا کی تحمید اور تقدیس کر رہا ہے اور جو کچھ ان میں ہے وہ تحمید اور تقدیس میں مشغول ہے پہاڑ اُس کے ذکر میں مشغول ہیں دریا اُس کے ذکر میں مشغول ہیں درخت اُس کے ذکر میں مشغول ہیں اور بہت سے راستباز اُس کے ذکر میں مشغول ہیں اور جو شخص دل اور زبان کے ساتھ اس کے ذکر میں مشغول نہیں ﴿۳۰﴾ اور خدا کے آگے فروتنی نہیں کرتا اس سے طرح طرح کے شکنجوں اور عذابوں سے قضا و قدر الٰہی فروتنی کرا رہی ہے اور جو کچھ فرشتوں کے بارے میں خدا کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ نہایت درجہ اطاعت کر رہے ہیں یہی تعریف زمین کے پات پات اور ذرہ ذرہ کی نسبت قرآن شریف میں موجود ہے کہ ہر ایک چیز اُس کی اطاعت کر رہی ہے ایک پتہ بھی بجز اُس کے امر کے گر نہیں سکتا اور بجز اس کے حکم کے نہ کوئی دوا شفاء دے سکتی ہے اور نہ کوئی غذا موافق ہو سکتی ہے اور ہر ایک چیز غایت درجہ کی تذلل اور عبودیت سے خدا کے آستانہ پر گری ہوئی ہے اور اُس کی فرمانبرداری میں مستغرق ہے۔

[1] بنی اسرآئیل:۴۵ [2] الجمعۃ:۲

پہاڑوں اور زمین کا ذرہ ذرہ اور دریاؤں اور سمندروں کا قطرہ قطرہ اور درختوں اور بوٹیوں کا پات پات اور ہر ایک جز اُن کا اور انسان اور حیوانات کے کل ذرات خدا کو پہچانتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی تحمید و تقدیس میں مشغول ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ [1] یعنی جیسے آسمان پر ہر یک چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے ویسے زمین پر بھی ہر ایک چیز اُس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ پس کیا زمین پر خدا کی تحمید و تقدیس نہیں ہوتی ایسا کلمہ ایک کامل عارف کے منہ سے نہیں نکل سکتا بلکہ زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز تو شریعت کے احکام کی اطاعت کر رہی ہے اور کوئی چیز قضاوقدر کے احکام کے تابع ہے اور کوئی دونوں کی اطاعت میں کمر بستہ ہے کیا بادل کیا ہوا کیا آگ کیا زمین سب خدا کی اطاعت اور تقدیس میں محو ہیں اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الٰہی قضاوقدر کے حکم کا تابع ہے۔ ان دونوں حکومتوں سے باہر کوئی نہیں کسی نہ کسی آسمانی حکومت کا جُوا ہر ایک کی گردن پر ہے۔ ہاں البتہ انسانی دلوں کی صلاح اور فساد کے لحاظ سے غفلت اور ذکر الٰہی نوبت بہ نوبت زمین پر اپنا غلبہ کرتے ہیں مگر بغیر خدا کی حکمت اور مصلحت کے یہ مدّ و جزر خود بخود نہیں خدا نے چاہا کہ زمین میں ایسا ہو سو ہو گیا سو ہدایت اور ضلالت کا دور بھی دن رات کے دور کی طرح خدا کے قانون اور اذن کے موافق چل رہا ہے نہ خود بخود باوجود اس کے ہر ایک چیز اس کی آواز سنتی ہے اور اس کی پاکی یاد کرتی ہے مگر انجیل کہتی ہے کہ زمین خدا کی تقدیس سے خالی ہے؟ اس کا سبب اس انجیلی دعا کے اگلے فقرہ میں بطور اشارہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ابھی اُس میں خدا کی بادشاہت نہیں آئی اس لئے حکومت نہ ہونے کی وجہ سے نہ کسی اور وجہ سے خدا کی مرضی ایسے طور سے زمین پر نافذ نہیں ہو سکی جیسا کہ آسمان پر نافذ ہے مگر قرآن کی تعلیم سراسر اس کے برخلاف ہے وہ تو صاف لفظوں میں کہتا ہے کہ کوئی چور، خونی، زانی، کافر، فاسق، سرکش، جرائم پیشہ، کسی قسم کی بدی زمین پر نہیں کر سکتا جب تک کہ آسمان پر سے اُس کو اختیار نہ دیا جائے۔ پس کیونکر کہا جائے کہ آسمانی بادشاہت زمین پر نہیں کیا کوئی مخالف

﴿۳۱﴾

[1] الجمعۃ:۲

قبضہ زمین پر خدا کے احکام کے جاری ہونے سے مزاحم ہے **سبحان اللّٰہ** ایسا ہرگز نہیں بلکہ خدا نے خود آسمان پر فرشتوں کے لئے جدا قانون بنایا اور زمین پر انسانوں کے لئے جدا اور خدا نے اپنی آسمانی بادشاہت میں فرشتوں کو کوئی اختیار نہیں دیا بلکہ اُن کی فطرت میں ہی اطاعت کا مادہ رکھ دیا ہے وہ مخالفت کر ہی نہیں سکتے اور سہو ونسیان اُن پر وارد نہیں ہوسکتا لیکن انسانی فطرت کو قبول عدم قبول کا اختیار دیا گیا ہے اور چونکہ یہ اختیار اوپر سے دیا گیا ہے اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ فاسق انسان کے وجود سے خدا کی بادشاہت زمین سے جاتی رہی بلکہ ہر رنگ میں خدا کی ہی بادشاہت ہے ہاں صرف قانون دو ہیں۔ ایک آسمانی فرشتوں کے لئے قضا وقدر کا قانون ہے کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کے لئے خدا کے قضاء وقدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے اُن کو بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے مگر جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے ان کی کمزوری دور ہوسکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گنہگار ہو چکے ہیں تو استغفار اُن کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں۔ دیکھو آجکل طاعون بھی بطور سزا کے زمین پر اُتری ہے اور خدا کے سرکش اس سے ہلاک ہوتے جاتے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں یہ خیال مت کرو ﴿۳۲﴾ کہ اگر زمین پر خدا کی بادشاہت ہے تو پھر لوگوں سے جرائم کیوں ظہور میں آتے ہیں کیونکہ جرائم بھی خدا کے قانون قضاء وقدر کے نیچے ہیں سو اگرچہ وہ لوگ قانون شریعت سے باہر ہو جاتے ہیں مگر قانون تکوین یعنی قضاء وقدر سے وہ باہر نہیں ہوسکتے پس کیونکر کہا جائے کہ جرائم پیشہ لوگ الٰہی سلطنت کا جوا اپنے گردن پر نہیں رکھتے دیکھو اس ملک برٹش انڈیا میں چوریاں

بھی ہوتی ہیں خون بھی ہوتے ہیں زنا کار اور خائن اور مرتشی وغیرہ ہر یک قسم کے جرائم پیشہ بھی
پائے جاتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس ملک میں سرکار انگریزی کا راج نہیں ۔ کیونکہ راج تو
ہے مگر گورنمنٹ نے عمداً ایسے سخت قانون کو مناسب نہیں سمجھا جس کی دہشت سے لوگوں پر
زندگی مشکل ہو جائے ورنہ اگر گورنمنٹ تمام جرائم پیشہ کو ایک تکلیف دہ زندان میں رکھ کر ان
کو جرائم سے روکنا چاہے تو بہت آسانی سے وہ رُک سکتے ہیں یا اگر قانون میں سخت سزائیں
رکھی جائیں تو ان جرائم کا انسداد ہو سکتا ہے پس تم سمجھ سکتے ہو کہ جس قدر اس ملک میں شراب
پی جاتی ہے فاحشہ عورتیں بڑھتی جاتی ہیں چوری اور خون کی وارداتیں ہوتی ہیں یہ اس لئے
نہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہاں راج نہیں بلکہ گورنمنٹ کے قانون کی نرمی نے جرائم میں
کثرت پیدا کر دی ہے نہ یہ کہ گورنمنٹ انگریزی اس جگہ سے اُٹھ گئی ہے بلکہ سلطنت کا اختیار
ہے کہ قانون کو سخت کر کے اور سنگین سزائیں مقرر کر کے ارتکاب جرائم سے روک دے جبکہ
انسانی سلطنت کا یہ حال ہے کہ جو الٰہی سلطنت کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں تو الٰہی سلطنت کس
قدر اقتدار اور اختیار رکھتی ہے اگر خدا کا قانون ابھی سخت ہو جائے اور ہر یک زنا کرنے
والے پر بجلی پڑے اور ہر یک چور کو یہ بیماری پیدا ہو کہ ہاتھ گل سڑ کر گر جائیں اور ہر یک
سرکش خدا کا منکر اس کے دین کا منکر طاعون سے مرے تو ایک ہفتہ گذرنے سے پہلے ہی تمام
دنیا راستبازی اور نیک بختی کی چادر پہن سکتی ہے ۔ پس خدا کی زمین پر بادشاہت تو ہے لیکن
آسمانی قانون کی نرمی نے اس قدر آزادی دے رکھی ہے کہ جرائم پیشہ جلدی نہیں پکڑے جاتے
ہاں سزائیں بھی ملتی رہتی ہیں ۔ زلزلے آتے ہیں ۔ بجلیاں پڑتی ہیں ۔ کوہ آتش فشاں آتش بازی ﴿۳۳﴾
کی طرح مشتعل ہو کر ہزاروں جانوں کا نقصان کرتے جاتے ہیں جہاز غرق ہوتے ہیں
ریل گاڑیوں کے ذریعہ سے صدہا جانیں تلف ہوتی ہیں ۔ طوفان آتے ہیں مکانات گرتے ہیں
سانپ کاٹتے ہیں درندے پھاڑتے ہیں وبائیں پڑتی ہیں اور فنا کرنے کا نہ ایک دروازہ بلکہ ہزارہا

دروازے کھلے ہیں جو مجرمین کی پاداش کے لئے خدا کے قانون قدرت نے مقرر کر رکھے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی زمین پر **بادشاہت نہیں**۔ سچ یہی ہے کہ بادشاہت تو ہے ہر ایک مجرم کے ہاتھ میں ہتکڑیاں پڑی ہیں اور پاؤں میں زنجیر ہیں مگر حکمت الٰہی نے اس قدر اپنے قانون کو نرم کر دیا ہے کہ وہ ہتکڑیاں اور وہ زنجیریں فی الفور اپنا اثر نہیں دکھاتی ہیں اور آخر اگر انسان باز نہ آوے تو دائمی جہنم تک پہنچاتی ہیں اور اُس عذاب میں ڈالتی ہیں جس سے ایک مجرم نہ زندہ رہے اور نہ مرے۔ غرض قانون **دو**[۲] ہیں **ایک** وہ قانون جو فرشتوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ وہ محض اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور ان کی اطاعت محض فطرت روشن کا ایک خاصہ ہے وہ گناہ نہیں کر سکتے مگر نیکی میں ترقی بھی نہیں کر سکتے (۲) **دوسرا** قانون وہ ہے جو انسانوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ انسانوں کی فطرت میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ گناہ کر سکتے ہیں مگر نیکی میں ترقی بھی کر سکتے ہیں یہ دونوں فطرتی قانون غیر متبدل ہیں اور جیسا کہ فرشتہ انسان نہیں بن سکتا ہے ایسا ہی انسان بھی فرشتہ نہیں ہو سکتا ہے یہ دونوں قانون بدل نہیں سکتے ازلی اور اٹل ہیں اس لئے آسمان کا قانون زمین پر نہیں آ سکتا اور نہ زمین کا قانون فرشتوں کے متعلق ہو سکتا ہے۔ انسانی خطا کاریاں اگر **توبہ** کے ساتھ ختم ہوں تو وہ انسان کو فرشتوں سے بہت اچھا بنا سکتی ہیں کیونکہ فرشتوں میں ترقی کا مادہ نہیں انسان کے گناہ توبہ سے بخشے جاتے ہیں اور حکمت الٰہی نے بعض افراد میں سلسلہ خطا کاریوں کا باقی رکھا ہے تا وہ گناہ کر کے اپنی کمزوری پر اطلاع پاویں اور پھر توبہ کر کے بخشے جاویں یہی قانون ہے جو انسان کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور اسی کو انسانوں کی فطرت چاہتی ہے سہو و نسیان انسانی فطرت کا خاصہ ہے فرشتہ کا خاصہ نہیں پھر وہ قانون جو فرشتوں کے متعلق ہے انسانوں میں کیونکر نافذ ہو سکے۔ یہ خطا کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف کمزوری منسوب کی جاوے صرف قانون کے نتائج ہیں جو زمین پر جاری ہو رہے ہیں نعوذ باللہ کیا خدا ایسا کمزور ہے جس کی بادشاہت اور قدرت اور جلال صرف آسمان تک ہی محدود ہے

﴿۳۴﴾

یا زمین کا کوئی اور خدا ہے جو زمین پر مخالفانہ قبضہ رکھتا ہے اور عیسائیوں کو اس بات پر زور دینا اچھا نہیں کہ صرف آسمان میں ہی خدا کی بادشاہت ہے جو ابھی زمین پر نہیں آئی کیونکہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ آسمان کچھ چیز نہیں اب ظاہر ہے کہ جبکہ آسمان کچھ چیز نہیں جس پر خدا کی بادشاہت ہو اور زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت آئی نہیں تو گویا خدا کی بادشاہت کسی جگہ بھی نہیں۔ ماسوا اس کے ہم خدا کی زمینی بادشاہت کو بچشم خود دیکھ رہے ہیں اُس کے قانون کے موافق ہماری عمریں ختم ہو جاتی ہیں اور ہماری حالتیں بدلتی رہتی ہیں اور صد ہا رنگ کے راحت اور رنج ہم دیکھتے ہیں ہزار ہا لوگ خدا کے حکم سے مرتے ہیں اور ہزار ہا پیدا ہوتے ہیں دعائیں قبول ہوتی ہیں نشان ظاہر ہوتے ہیں زمین ہزار ہا قسم کے نباتات اور پھل اور پھول اس کے حکم سے پیدا کرتی ہے تو کیا یہ سب کچھ خدا کی بادشاہت کے بغیر ہو رہا ہے بلکہ آسمانی اجرام تو ایک ہی صورت اور منوال پر چلے آتے ہیں اور اُن میں تغییر تبدیل جس سے ایک مغیر مبدل کا پتہ ملتا ہو کچھ محسوس نہیں ہوتی مگر زمین ہزار ہا تغیرات اور انقلابات اور تبدلات کا نشانہ ہو رہی ہے ہر روز کروڑ ہا انسان دنیا سے گزرتے ہیں اور کروڑ ہا پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک پہلو اور ہر ایک طور سے ایک مقتدر صانع کا تصرف محسوس ہو رہا ہے تو کیا ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں اور انجیل نے اس پر کوئی دلیل پیش نہیں کی کہ کیوں ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں آئی۔ البتہ مسیح کا باغ میں اپنے بچ جانے کے لئے ساری رات دعا کرنا اور دعا قبول بھی ہو جانا جیسا کہ عبرانیاں ۵۔ آیت ۷ میں لکھا ہے مگر پھر بھی خدا کا اُس کے چھڑانے پر قادر نہ ہونا یہ بزعم عیسائیاں ایک دلیل ہو سکتی ہے کہ اُس زمانہ میں خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں تھی مگر ہم نے اس سے بڑھ کر ابتلا دیکھے ہیں اور اُن سے نجات پائی ہے ہم کیونکر خدا کی بادشاہت کا انکار کر سکتے ہیں کیا وہ خون کا مقدمہ جو میرے قتل کرنے کے لئے مارٹن کلارک کی طرف سے عدالت کپتان ڈگلس میں پیش ہوا تھا وہ اُس مقدمہ سے کچھ خفیف تھا جو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے نہ کسی خون کے اتہام سے یہودیوں کی طرف سے عدالت

﴿۳۵﴾

پیلاطوس میں دائر کیا گیا تھا مگر چونکہ خدا زمین کا بھی بادشاہ ہے جیسا کہ آسمان کا اس لئے اُس نے اس مقدمہ کی پہلے سے مجھے خبر دے دی کہ یہ ابتلا آنے والا ہے اور پھر خبر دے دی کہ میں تم کو بَری کروں گا اور وہ خبر صدہا انسانوں کو قبل از وقت سنائی گئی اور آخر مجھے بَری کیا گیا پس یہ خدا کی بادشاہت تھی جس نے اس مقدمہ سے مجھے بچالیا جو مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے اتفاق سے مجھ پر کھڑا کیا گیا تھا ایسا ہی نہ ایک دفعہ بلکہ بیسیوں دفعہ میں نے خدا کی بادشاہت کو زمین پر دیکھا اور مجھے خدا کی اس آیت پر ایمان لانا پڑا کہ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ [1] یعنی زمین پر بھی خدا کی بادشاہت ہے اور آسمان پر بھی۔ اور پھر اس آیت پر ایمان لانا پڑا کہ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ [2] یعنی تمام زمین و آسمان اُس کی اطاعت کر رہی ہے جب ایک کام کو چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو فی الفور وہ کام ہو جاتا ہے اور پھر فرماتا ہے وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ [3] یعنی خدا اپنے ارادہ پر غالب ہے مگر اکثر لوگ خدا کے قہر اور جبروت سے بے خبر ہیں غرض یہ تو انجیل کی دعا ہے جو انسانوں کو خدا کی رحمت سے نومید کرتی ہے اور اس کی ربوبیت اور افاضہ اور جزا سزا سے عیسائیوں کو بے باک کرتی ہے اور اس کو زمین پر مدد دینے کے قابل نہیں جانتی جب تک اس کی بادشاہت زمین پر نہ آوے لیکن اس کے مقابل پر جو دعا خدا نے مسلمانوں کو قرآن میں سکھلائی ہے وہ اس بات کو پیش کرتی ہے کہ زمین پر خدا مسلوب السلطنت لوگوں کی طرح بے کار نہیں ہے بلکہ اس کا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مجازات زمین پر جاری ہے اور وہ اپنے عابدوں کو مدد دینے کی طاقت رکھتا ہے اور مجرموں کو اپنے غضب سے ہلاک کر سکتا ہے **وہ دعا** یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔ آمین۔ [4]

ترجمہ۔ وہ خدا ہی ہے جو تمام تعریفوں کا مستحق ہے یعنی اس کی بادشاہت میں کوئی نقص نہیں اور ﴿۳۶﴾

[1] الحدید: ۳ [2] یٰسٓ: ۸۳ [3] یوسف: ۲۲ [4] الفاتحۃ: ۲ تا ۷

اس کی خوبیوں کے لئے کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی نہیں جو آج نہیں مگر کل حاصل ہوگی اور اس کی بادشاہت کے لوازم میں سے کوئی چیز بے کار نہیں تمام عالموں کی پرورش کر رہا ہے بغیر عوض اعمال کے رحمت کرتا ہے اور نیز بعوض اعمال رحمت کرتا ہے جزا سزا وقت مقرر پر دیتا ہے اُسی کی ہم عبادت کرتے ہیں اور اُسی سے ہم مدد چاہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہمیں تمام نعمتوں کی راہیں دکھلا اور غضب کی راہوں اور ضلالت کی راہوں سے دور رکھ۔

یہ دعا جو سورۃ **فاتحہ** میں ہے انجیل کی دعا سے بالکل نقیض ہے کیونکہ انجیل میں زمین پر خدا کی موجودہ بادشاہت ہونے سے انکار کیا گیا ہے پس انجیل کے رو سے نہ زمین پر خدا کی ربوبیت کچھ کام کر رہی ہے نہ رحمانیت نہ رحیمیت نہ قدرت جزا سزا کیونکہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آئی۔ مگر سورۃ فاتحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت موجود ہے اسی لئے سورۃ فاتحہ میں تمام لوازم بادشاہت کے بیان کئے گئے ہیں ظاہر ہے کہ بادشاہ میں یہ صفات ہونی چاہئیں کہ وہ لوگوں کی پرورش پر قدرت رکھتا ہو سو سورۃ فاتحہ میں **ربُّ العالمین** کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کیا گیا ہے۔ پھر دوسری صفت بادشاہ کی یہ چاہئے کہ جو کچھ اُس کی رعایا کو اپنی آبادی کے لئے ضروری سامان کی حاجت ہے وہ بغیر عوض ان کی خدمات کے خود رحم خسروانہ سے بجالاوے سو **الرحمٰن** کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کر دیا ہے۔ تیسری صفت بادشاہ میں یہ چاہئے کہ جن کاموں کو اپنی کوشش سے رعایا انجام تک نہ پہنچا سکے ان کے انجام کے لئے مناسب طور پر مدد دے۔ سو الرحیم کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کیا ہے چوتھی صفت بادشاہ میں یہ چاہئے کہ جزا و سزا پر قادر ہو تا سیاست مدنی کے کام میں خلل نہ پڑے سو **مالک یوم الدین** کے لفظ سے اس صفت کو ظاہر کر دیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سورۃ موصوفہ بالا نے تمام وہ لوازم بادشاہت پیش کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت اور بادشاہی تصرفات موجود ہیں چنانچہ اُس کی ربوبیت بھی موجود اور رحمانیت بھی موجود اور رحیمیت بھی موجود اور سلسلہ امداد بھی موجود اور سلسلہ سزا بھی موجود غرض جو کچھ بادشاہت کے لوازم میں سے ہوتا ہے زمین پر سب کچھ خدا کا موجود ہے اور ایک ذرہ بھی اُس کے حکم سے باہر نہیں

﴿۳۷﴾

ہر ایک جزا اس کے ہاتھ میں ہے ہر ایک رحمت اُس کے ہاتھ میں ہے مگر انجیل یہ دعا سکھلاتی ہے کہ ابھی خدا کی بادشاہت تم میں نہیں آئی اُس کے آنے کے لئے خدا سے دعا مانگا کرو تا وہ آجائے یعنی ابھی تک ان کا خدا زمین کا مالک اور بادشاہ نہیں اس لئے ایسے خدا سے کیا امید ہو سکتی ہے سنو اور سمجھو کہ بڑی معرفت یہی ہے کہ زمین کا ذرہ ذرہ بھی ایسا ہی خدا کے قبضہ اقتدار میں ہے جیسا کہ آسمان کا ذرہ ذرہ خدا کی بادشاہت میں ہے اور جیسا کہ آسمان پر ایک عظیم الشان تجلّی ہے زمین پر بھی ایک عظیم الشان تجلّی ہے بلکہ آسمان کی تجلّی تو ایک ایمانی امر ہے عام انسان نہ آسمان پر گئے نہ اُس کا مشاہدہ کیا مگر زمین پر جو خدا کی بادشاہت کی تجلّی ہے وہ تو صریح ہر ایک شخص کو آنکھوں سے نظر آرہی ہے☆۔ ہر ایک انسان خواہ کیسا ہی دولتمند ہو اپنی خواہش کے مخالف موت کا پیالہ پیتا ہے پس دیکھو اس شاہ حقیقی کے حکم کی کیسی زمین پر تجلّی ہے کہ جب حکم آجاتا ہے تو کوئی اپنی موت کو ایک سیکنڈ بھی روک نہیں سکتا۔ ہر ایک خبیث اور ناقابل علاج مرض جب دامن گیر ہوتی ہے تو کوئی طبیب ڈاکٹر اس کو دور نہیں کر سکتا۔ پس غور کرو یہ کیسی خدا کی بادشاہت کی زمین پر تجلی ہے جو اُس کے حکم ردّ نہیں ہو سکتے۔ پھر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ آئندہ کسی زمانہ میں آئے گی دیکھو اسی زمانہ میں خدا کے آسمانی حکم نے طاعون کے ساتھ زمین کو ہلا دیا تا اس کے مسیح موعود کے لئے ایک نشان ہو پس کون ہے جو اس کی مرضی کے سوا اس کو دور کر سکے پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں۔ ہاں ایک بدکار قیدیوں کی طرح اس کی زمین میں زندگی بسر کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کبھی نہ مرے لیکن خدا کی سچی بادشاہت اس کو ہلاک کر دیتی ہے اور وہ آخر پنجہ ملک الموت میں گرفتار ہو جاتا ہے پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ

☆ آیت وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ [1] بھی دلالت کر رہی ہے کہ خدا کا حقیقی مطیع انسان ہی ہے جو اپنی اطاعت کو محبت اور عشق تک پہنچاتا ہے اور خدا کی بادشاہت کو ہزارہا بلاؤں کو سر پر لے کر زمین پر ثابت کرتا ہے پس یہ طاعت جو درد دل سے ملی ہوئی ہے فرشتے اس کو کب بجالا سکتے ہیں۔ منہ

[1] الاحزاب:۷۳

ابھی تک خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں۔ دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑ ہا انسان مرجاتے ہیں اور کروڑ ہا اُس کے ارادہ سے پیدا ہوجاتے ہیں اور کروڑ ہا اُس کی مرضی سے فقیر سے امیر اور امیر سے فقیر ہوجاتے ہیں پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آسمانوں پر تو صرف فرشتے رہتے ہیں مگر زمین پر آدمی بھی ہیں اور فرشتے بھی جو خدا کے کارکن اور اس کی سلطنت کے خادم ہیں جو انسانوں کے مختلف کاموں کے محافظ چھوڑے گئے ہیں اور وہ ہر وقت خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی رپورٹیں بھیجتے رہتے ہیں پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ خدا سب سے زیادہ اپنی زمینی بادشاہت سے ہی پہچانا گیا ہے کیونکہ ہر ایک شخص خیال کرتا ہے کہ آسمان کا راز مخفی اور غیر مشہود ہے بلکہ حال کے زمانہ میں قریباً تمام عیسائی اور اُن کے فلاسفر آسمانوں کے وجود کے ہی قائل نہیں جن پر خدا کی بادشاہت کا انجیلوں میں سارا مدار رکھا گیا ہے مگر زمین تو فی الواقع ایک کُرّہ ہمارے پاؤں کے نیچے ہے اور ہزار ہا قضا و قدر کے امور اس پر ایسے ظاہر ہو رہے ہیں جو خود سمجھ آتا ہے کہ یہ سب کچھ تغیر و تبدل اور حدوث اور فنا کسی خاص مالک کے حکم سے ہو رہا ہے پھر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ ایسی تعلیم ایسے زمانہ میں جب کہ عیسائیوں میں آسمانوں کا بڑے زور سے انکار کیا گیا ہے نہایت نامناسب ہے کیونکہ انجیل کی اس دعا میں تو قبول کرلیا گیا ہے کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں اور دوسری طرف تمام محققین عیسائیوں نے سچے دل سے یہ بات مان لی ہے یعنی اپنی تحقیقات جدیدہ سے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ آسمان کچھ چیز ہی نہیں اُن کا کچھ وجود ہی نہیں پس ماحصل یہ ہوا کہ خدا کی بادشاہت نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں۔ آسمانوں سے تو عیسائیوں نے انکار کیا اور زمین کی بادشاہت سے ان کی انجیل نے خدا کو جواب دیا تو اب بقول ان کے خدا کے پاس نہ زمین کی بادشاہت رہی نہ آسمان کی مگر ہمارے خدائے عزّوجلّ نے سورۃ فاتحہ میں نہ آسمان کا نام لیا نہ زمین کا نام اور یہ کہہ کر حقیقت سے

﴿۳۸﴾

ہمیں خبر دے دی کہ وہ **ربّ العالمین** ہے یعنی جہاں تک آبادیاں☆ ہیں اور جہاں تک کسی قسم کی مخلوق کا وجود موجود ہے خواہ اجسام خواہ ارواح اُن سب کا پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا خدا ہے جو ہر وقت ان کی پرورش کرتا ہے اور ان کے مناسب حال ان کا انتظام کر رہا ہے۔ اور تمام عالموں پر ہر وقت ہر دم اس کا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیّت اور جزا سزا کا جاری ہے اور یاد رہے کہ سورہ فاتحہ میں فقرہ **مالک یوم الدین** سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ قیامت کو جزا سزا ہوگی بلکہ قرآن شریف میں بار بار اور صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ قیامت تو **مجازات کُبریٰ** کا وقت ہے مگر ایک قسم کی مجازات اسی دنیا میں شروع ہے جس کی طرف آیت یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا[1] اشارہ کرتی ہے۔ اب یہ بات بھی سنو کہ انجیل کی دعا میں تو ہر روزہ روٹی مانگی گئی ہے جیسا کہ کہا کہ ’’ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش‘‘ مگر تعجب کہ جس کی ابھی تک زمین پر بادشاہت نہیں آئی وہ کیونکر روٹی دے سکتا ہے ابھی تک تو تمام کھیت اور تمام پھل نہ اُس کے حکم سے بلکہ خود بخود پکتے ہیں اور خود بخود بارشیں ہوتی ہیں اُس کا کیا اختیار ہے کہ کسی کو روٹی دے جب بادشاہت زمین پر آ جائے گی تب اُس سے روٹی مانگنی چاہئے ابھی تو وہ ہر ایک زمینی چیز سے **بے دخل** ہے جب اس جائداد پر پورا قبضہ پائے گا تب کسی کو روٹی دے سکتا ہے اور اس وقت اس سے مانگنا بھی نازیبا ہے اور پھر اس کے بعد یہ قول کہ جس طرح ہم اپنے قرض داروں کو بخشتے ہیں **تو اپنے قرض** کو ہمیں بخش دے اس صورت میں یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ زمین کی بادشاہت ابھی اُس کو حاصل نہیں اور ابھی عیسائیوں نے کچھ اس کے ہاتھ سے لے کر کھایا نہیں تو پھر قرضہ کونسا ہوا۔ پس ایسے تہی دست خدا سے قرضہ بخشوانے کی کچھ ضرورت نہیں اور نہ اس سے کچھ خوف ہے کیونکہ زمین پر ابھی اس کی بادشاہت نہیں اور نہ اُس کی حکومت کا تازیانہ کوئی رعب بٹھلا سکتا ہے۔

«۳۹»

☆ دیکھو یہ لفظ **ربّ العالمین** کیسا جامع کلمہ ہے اگر ثابت ہو کہ اجرام فلکی میں آبادیاں ہیں تب بھی وہ آبادیاں اس کلمہ کے نیچے آئیں گی۔ منه

[1] الانفال:۳۰

کیا مجال کہ وہ کسی مجرم کو سزا دے سکے یا موسیٰؑ کے زمانہ کی نافرمان قوم کی طرح طاعون سے ہلاک کر سکے یا قوم لوط کی طرح ان پر پتھر برسا سکے یا زلزلہ یا بجلی یا کسی اور عذاب سے نافرمانوں کو نابود کر سکے کیونکہ ابھی خدا کی **زمین پر بادشاہت نہیں** پس چونکہ عیسائیوں کا خدا ایسا ہی کمزور ہے جیسا کہ اس کا **بیٹا** کمزور تھا اور ایسا ہی بے دخل ہے جیسا اس کا بیٹا بے دخل تھا تو پھر اُس سے ایسی دعائیں مانگنا لا حاصل ہیں کہ **ہمیں قرض بخش دے** اُس نے کب قرض دیا تھا جو بخش دے کیونکہ ابھی تک تو اس کی **زمین کی بادشاہت** نہیں جب کہ اس کی زمین پر بادشاہت ہی نہیں تو زمین کی روئیدگی اُس کے حکم سے نہیں اور زمینی چیزیں اس کی نہیں بلکہ خود بخود ہی ہیں کیونکہ اُس کا زمین پر حکم نافذ نہیں اور جبکہ زمین پر وہ فرمانروا اور بادشاہ نہیں اور کوئی زمینی آسائش اُس کے شاہانہ حکم سے نہیں تو اُس کو سزا کا نہ اختیار ہے نہ حق حاصل۔ لہٰذا ایسا کمزور اپنا خدا بنانا اور اس سے زمین پر رہ کر کسی کارروائی کی امید رکھنا **حماقت** ہے کیونکہ ابھی اُس کی زمین پر بادشاہی نہیں۔ لیکن سورۃ فاتحہ کی دعا ہمیں سکھلاتی ہے کہ خدا کو زمین پر ہر وقت وہی **اقتدار** حاصل ہے جیسا کہ اور عالموں پر اقتدار حاصل ہے اور سورۃ فاتحہ کے سر پر خدا کے اُن کامل اقتداری صفات کا ذکر ہے جو دنیا میں کسی دوسری کتاب نے ایسی صفائی سے ذکر نہیں کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ **رحمان** ہے وہ **رحیم** ہے وہ **مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ** ہے پھر اس سے دعا مانگنے کی تعلیم کی ہے اور دعا جو مانگی گئی ہے وہ مسیح کی تعلیم کردہ دعا کی طرح صرف ہر روزہ روٹی کی درخواست نہیں بلکہ جو جو انسانی فطرت کو ازل سے استعداد بخشی گئی ہے اور اس کو پیاس لگا دی گئی ہے وہ دعا سکھلائی گئی ہے اور وہ یہ ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ [1] یعنی اے ان کامل صفتوں کے مالک اور ایسے فیاض کہ ذرّہ ذرّہ تجھ سے پرورش پاتا ہے اور تیری رحمانیت اور رحیمیت اور قدرت جزا سزا سے **تمتّع** اٹھاتا ہے تو ہمیں گزشتہ راست بازوں کا وارث بنا اور ہر ایک نعمت جو ان کو دی ہے ہمیں بھی دے اور ہمیں بچا کہ ہم نافرمان ہو کر مورد غضب نہ ہو جائیں اور ہمیں

﴿۴۰﴾

[1] الفاتحۃ: ۶، ۷

بچا کہ ہم تیری مدد سے بے نصیب رہ کر گمراہ نہ ہو جاویں۔ **آمین**

اب اس تمام تحقیقات سے انجیل کی دعا اور قرآن کی دعا میں فرق ظاہر ہو گیا کہ انجیل تو خدا کی بادشاہت آنے کا ایک وعدہ کرتی ہے مگر قرآن بتلاتا ہے کہ خدا کی بادشاہت تم میں موجود ہے نہ صرف موجود بلکہ عملی طور پر تم پر فیض بھی جاری ہیں غرض انجیل میں تو صرف ایک وعدہ ہی ہے مگر قرآن نہ محض وعدہ بلکہ قائم شدہ بادشاہت اور اس کے فیوض کو دکھلا رہا ہے اب قرآن کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ وہ اُس خدا کو پیش کرتا ہے جو اسی زندگی دنیا میں راست بازوں کا **منجی اور آرام دہ** ہے اور کوئی نفس اُس کے فیض سے خالی نہیں بلکہ ہر ایک نفس پر حسب اسؔ کی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت کا فیض جاری ہے مگر انجیل اس خدا کو پیش کرتی ہے جو ابھی اس کی بادشاہت دنیا میں نہیں آئی صرف وعدہ ہے اب سوچ لو کہ عقل کس کو قابل پیروی سمجھتی ہے حافظ شیرازی نے سچ کہا ہے ۔

﴿۴۱﴾

مرید پیر مغانم زمن مرنج اے شیخ
چرا کہ وعدہ تو کردی و او بجا آورد

اور انجیلوں میں حلیموں، غریبوں، مسکینوں کی تعریف کی گئی ہے اور نیز اُن کی تعریف جو ستائے جاتے ہیں اور مقابلہ نہیں کرتے مگر قرآن صرف یہی نہیں کہتا کہ تم ہر وقت مسکین بنے رہو اور شر کا مقابلہ نہ کرو بلکہ کہتا ہے کہ حلم اور مسکینی اور غربت اور ترک مقابلہ اچھا ہے مگر اگر بے محل استعمال کیا جائے تو بُرا ہے پس تم محل اور موقع کو دیکھ کر ہر ایک نیکی کرو کیونکہ وہ نیکی بدی ہے جو محل اور موقع کے برخلاف ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ مینہ کس قدر عمدہ اور ضروری چیز ہے لیکن اگر وہ بے موقع ہو تو وہی تباہی کا موجب ہو جاتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ایک ہی سرد غذا یا گرم غذا کی مداومت سے تمہاری صحت قائم نہیں رہ سکتی بلکہ صحت تبھی قائم رہے گی کہ جب موقع اور محل کے موافق تمہارے کھانے اور پینے کی چیزوں میں تبدیلی ہوتی رہے پس درشتی اور نرمی اور عفو اور انتقام اور دعا اور بددعا اور دوسرے اخلاق میں جو تمہارے لئے مصلحت وقت ہے وہ بھی اسی تبدیلی کو چاہتی ہے اعلیٰ درجہ کے حلیم اور خلیق بنو لیکن

نہ بے محل اور بے موقع اور ساتھ اس کے یہ بھی یاد رکھو کہ حقیقی اخلاق فاضلہ جن کے ساتھ نفسانی اغراض کی کوئی زہریلی آمیزش نہیں وہ اوپر سے بذریعہ روح القدس آتے ہیں سو تم ان اخلاق فاضلہ کو محض اپنی کوششوں سے حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم کو اوپر سے وہ اخلاق عنایت نہ کئے جائیں اور ہر ایک جو آسمانی فیض سے بذریعہ روح القدس اخلاق کا حصہ نہیں پاتا وہ اخلاق کے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور اس کے پانی کے نیچے بہت سا کیچڑ ہے اور بہت سا گوبر ہے جو نفسانی جوشوں کے وقت ظاہر ہوتا ہے سو تم خدا سے ہر وقت قوت مانگو جو اُس کیچڑ اور اُس گوبر سے تم نجات پاؤ اور روح القدس تم میں سچی طہارت اور لطافت پیدا کرے یاد رکھو کہ سچے اور پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے جن میں کوئی غیر شریک نہیں کیونکہ وہ جو خدا میں محو نہیں ہوتے وہ اوپر سے قوت نہیں پاتے اس لئے اُن کے لئے ممکن نہیں کہ وہ پاک اخلاق حاصل کر سکیں سو تم اپنے خدا سے صاف ربط پیدا کرو۔ ٹھٹھا، ہنسی، کینہ وری، گندہ زبانی، لالچ، جھوٹ، بدکاری، بدنظری، بدخیالی، دنیا پرستی، تکبر، غرور، خود پسندی، شرارت، کج بحثی، سب چھوڑ دو۔ پھر یہ سب کچھ تمہیں آسمان سے ملے گا۔ جب تک وہ طاقت بالا جو تمہیں اوپر کی طرف کھینچ کر لے جائے تمہارے شامل حال نہ ہو اور روح القدس جو زندگی بخشتا ہے تم میں داخل نہ ہو تب تک تم بہت ہی کمزور اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہو بلکہ ایک مُردہ ہو جس میں جان نہیں اس حالت میں نہ تو تم کسی مصیبت کا مقابلہ کر سکتے ہو نہ اقبال اور دولت مندی کی حالت میں کبر اور غرور سے بچ سکتے ہو اور ہر ایک پہلو سے تم شیطان اور نفس کے مغلوب ہو سو تمہارا علاج تو درحقیقت ایک ہی ہے کہ روح القدس جو خاص خدا کے ہاتھ سے اُترتی ہے تمہارا منہ نیکی اور راستبازی کی طرف پھیر دے تم ابناء السّماء بنو نہ ابناء الارض اور روشنی کے وارث بنو نہ تاریکی کے عاشق تا تم شیطان کی گذرگاہوں سے امن میں آجاؤ کیونکہ شیطان کو ہمیشہ رات سے غرض ہے دن سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ پُرانا چور ہے جو تاریکی میں قدم رکھتا ہے۔ ﴿۴۲﴾

سورۃ فاتحہ نری تعلیم ہی نہیں بلکہ اس میں ایک بڑی پیشگوئی بھی ہے اور وہ یہ کہ خدا نے

اپنی چاروں صفات ربوبیت[۱]، رحمانیت[۲]، رحیمیت[۳]، مالکیت[۴] یوم الدین یعنی اقتدار جزا وسزا کا ذکر کر کے اور اپنی عام قدرت کا اظہار فرما کر پھر اس کے بعد کی آیتوں میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ خدایا ایسا کر کہ گزشتہ راستباز نبیوں رسولوں کے ہم وارث ٹھہرائے جائیں ان کی راہ ہم پر کھولی جائے اُن کی نعمتیں ہم کو دی جائیں خدایا ہمیں اس سے بچا کہ ہم اس قوم میں سے ہو جائیں جن پر دنیا میں ہی تیرا عذاب نازل ہوا یعنی یہود جو حضرت عیسٰی مسیح کے وقت میں تھی جو طاعون سے ہلاک کی گئی۔ خدایا ہمیں اس سے بچا کہ ہم اُس قوم میں سے ہو جائیں جن کے شامل حال تیری رہنمائی نہ ہوئی اور وہ گمراہ ہو گئی یعنی نصاریٰ۔ اس دعا میں یہ پیشگوئی مخفی ہے کہ بعض مسلمانوں میں سے ایسے ہوں گے کہ وہ اپنے صدق وصفا کی وجہ سے پہلے نبیوں کے وارث ہو جائیں گے اور نبوت اور رسالت کی نعمتیں پائیں گے اور بعض ایسے ہوں گے کہ وہ یہودی صفت ہو جائیں گے جن پر دنیا میں ہی عذاب نازل ہوگا اور بعض ایسے ہوں گے کہ وہ عیسائیت کا جامہ پہن لیں گے۔ کیونکہ خدا کے کلام میں یہ سنّت مستمرہ ہے کہ جب ایک قوم کو ایک کام سے منع کیا جاتا ہے تو ضرور بعض ان میں سے ایسے ہوتے ہیں کہ خدا کے علم میں اُس کام کے مرتکب ہونے والے ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نیکی اور سعادت کا حصہ لیتے ہیں ابتدائے دنیا سے اخیر تک جس قدر خدا نے کتابیں بھیجیں اُن تمام کتابوں میں خدا تعالیٰ کی یہ قدیم سنّت ہے کہ جب وہ ایک قوم کو ایک کام سے منع کرتا ہے یا ایک کام کی رغبت دیتا ہے تو اس کے علم میں یہ مقدّر ہوتا ہے کہ بعض اُس کام کو کریں گے اور بعض نہیں۔ پس یہ سورۃ پیشگوئی کر رہی ہے کہ کوئی فرد اس اُمت میں سے کامل طور پر نبیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا تا وہ پیشگوئی جو آیت صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[۱] سے مستنبط ہوتی ہے وہ اکمل اور اتم طور پر پوری ہو جائے اور کوئی گروہ ان میں سے ان یہودیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا جن پر حضرت عیسیٰ نے لعنت کی تھی اور وہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے تھے تا وہ پیشگوئی جو آیت غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ[۲] سے مستنبط ہوتی ہے

﴿۴۳﴾

[۱]، [۲] الفاتحة :۷

ظہور پذیر ہو۔ اور کوئی گروہ ان میں سے عیسائیوں کے رنگ میں ہو جائے گا عیسائی بن جائے گا جو خدا کی رہنمائی سے بوجہ اپنی شراب خواری اور اباحت اور فسق و فجور کے بے نصیب ہو گئے تا وہ پیشگوئی جو آیت وَلَا الضَّالِّيْنَ سے مترشح ہو رہی ہے ظاہر ہو جائے۔ اور چونکہ یہ بات مسلمانوں کے عقیدہ میں داخل ہے کہ آخری زمانہ میں ہزارہا مسلمان کہلانے والے یہودی صفت ہو جائیں گے اور قرآن شریف کے کئی ایک مقامات میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے اور صدہا مسلمانوں کا عیسائی ہو جانا یا عیسائیوں کی سی بے قید اور آزاد زندگی اختیار کرنا خود مشہود اور محسوس ہو رہا ہے بلکہ بہت سے لوگ مسلمان کہلانے والے ایسے ہیں کہ وہ عیسائیوں کی طرز معاشرت پسند کرتے ہیں اور مسلمان کہلا کر نماز روزہ اور حلال اور حرام کے احکام کو بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ دونوں فرقے یہودی صفت اور عیسائی صفت اس ملک میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں سو یہ دو پیشگوئیاں سورۃ فاتحہ کی تو تم پوری ہوتی دیکھ چکے ہو اور بچشم خود مشاہدہ کر چکے ہو کہ کس قدر مسلمان یہودی صفت اور کس قدر عیسائیوں کے لباس میں ہیں۔ تو اب تیسری پیشگوئی خود ماننے کے لائق ہے کہ جیسا کہ مسلمانوں نے یہودی عیسائی بننے سے یہود نصاریٰ کی بدی کا حصہ لیا ایسا ہی اُن کا حق تھا کہ بعض افراد ان کے اُن مقدس لوگوں کے مرتبہ اور مقام سے بھی حصہ لیں جو بنی اسرائیل میں گزر چکے ہیں یہ خدائے تعالیٰ پر بدظنی ہے کہ اُس نے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی بدی کا تو حصہ دار ٹھہرا دیا ہے یہاں تک کہ اُن کا نام یہود بھی رکھ دیا مگر اُن کے رسولوں اور نبیوں کے مراتب میں سے اس اُمت کو کوئی حصہ نہ دیا پھر یہ اُمت خیر الامم کس وجہ سے ہوئی؟ بلکہ شرّ الامم ہوئی کہ ہر ایک نمونہ شر کا ان کو ملا مگر نیکی کا نمونہ نہ ملا۔ کیا ضرور نہیں کہ اِس اُمت میں بھی کوئی نبیوں اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کا وارث اور اُن کا ظل ہو؟ کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے بعید ہے کہ وہ اس اُمت میں اس زمانہ میں ہزارہا یہودی صفت لوگ تو پیدا کرے اور ہزارہا عیسائی مذہب میں داخل کرے مگر ایک شخص بھی ایسا

﴿۴۴﴾

ظاہر نہ کرے جو انبیائے گزشتہ کا وارث اور ان کی نعمت پانے والا ہوتا پیشگوئی جو آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ [1] سے مستنبط ہوتی ہے وہ بھی ایسی ہی پوری ہو جائے جیسا کہ یہودی اور عیسائی ہونے کی پیشگوئی پوری ہوگئی اور جس حالت میں اس اُمت کو ہزارہا بُرے نام دئے گئے ہیں اور قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود ہو جانا بھی ان کے نصیب میں ہے تو اس صورت میں خدا کے فضل کا خود یہ مقتضا ہونا چاہئے تھا کہ جیسے گزشتہ نصاریٰ سے اِنہوں نے بُری چیزیں لیں اسی طرح وہ نیک چیز کے بھی وارث ہوں اسی لئے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں بشارت دی کہ اس اُمت کے بعض افراد انبیائے گزشتہ کی نعمت بھی پائیں گے نہ یہ کہ نرے یہود ہی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں۔ اسی کی طرف سورۃ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد اُمت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اُس کے رحم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور عیسیٰ اس سے پیدا ہوا۔ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس اُمت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اُس کو ملے گا پھر اُس میں عیسیٰ کی روح پھونکی جاوے گی تب مریم میں سے عیسیٰ نکل آئے گا یعنی وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائے گا گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا اور اس طرح پر وہ ابن مریم کہلائے گا جیسا کہ براہین احمدیہ میں اوّل میرا نام مریم رکھا گیا اور اسی کی طرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ میں اور وہ یہ ہے کہ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا یعنی اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی؟ اور اسی کی طرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنی اس الہام میں کہ هز اليک بجذع النخلة یعنی اے مریم کھجور کے تنہ کو ہلا۔ اور پھر اُس کے بعد صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے یا مريم اسكن انت وزوجک الجنة نفخت فيک من لدنی روح الصدق یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو میں نے تجھ میں

﴿۴۵﴾

[1] الفاتحة:۶، ۷

اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی خدا نے اس آیت☆ میں میرا نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نَفَخْنَافِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا۔ پس اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جس کا نام روح الصدق ہے پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا اُس کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ الہام ہوا۔ یا عیسٰی انی متوفّیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیامة اس جگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جس کے روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ سے میں عیسیٰ بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اس اُمت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس اُمّت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی پسؔ وہ مریمیّت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولّد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کی ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرما دی ہے۔ قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس اُمت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا گویا اس میں سے پیدا ہوگا وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اس وقت موجود تھا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اُتاری جائے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش

﴿۴۶﴾

☆ یہاں آیت سے مراد الہام ہے جیسا کہ اس سے چند سطریں پہلے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے الہام قرار دیا ہے (ناشر)

کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے بیس[۲۰] بائیس[۲۲] برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہوسکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چل کر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیزو! غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اُسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لئے گو اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو[۲] برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا پھر جب اُس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سرِخفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی مگر مجھے اُس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ۔۔۔ لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جب تک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھاوے۔ سو اس وقت تک حکمتِ الٰہی کا یہی

﴿۴۷﴾

تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے۔ اس جگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں اور مجھے یاد نہیں کہ میں نے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا اور میری یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اُس زمانہ کا ہے جب کہ خدا نے **مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا** فاجاء ھا المخاض الی جذع النخلة قالت یالیتنی مت قبل ھذا و کنت نسیا منسیا یعنی پھر مریم کو جو مراد اِس عاجز سے ہے دردِ زِہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جن کے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر وتوہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مر جاتی اور میرا نام ونشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کی طرف اشارہ ہے جو ابتدا میں مولویوں کی طرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعویٰ کی برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک حیلہ سے انہوں نے فنا کرنا چاہا تب اُس وقت جو کرب اور قلق ناسمجھوں کا شور وغوغا دیکھ کر میرے دل پر گذرا اُس کا اس جگہ خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے اور اس کے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا لقد جئت شیئا فریا ۔ ما کان ابوک امرء سوء و ما کانت أمّک بغیا اور پھر اس کے ساتھ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ الیس اللّٰہ بکاف عبدہ و لنجعلہ اٰیة للناس ورحمة منا و کان امرا مقضیا ۔ قول الحق الذی فیه تمترون دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳۔ (ترجمہ) اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابلِ نفرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ☆ اور تیری ماں تو ایسے نہ تھے

﴿۴۸﴾

☆ **نوٹ:** اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت

مگر خدا ان تہمتوں سے اپنے بندہ کو بَری کرے گا اور ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دیں گے اور یہ بات ابتدا سے مقدر تھی اور ایسا ہی ہونا تھا یہ عیسیٰ بن مریم ہے جس میں لوگ شک کر رہے ہیں یہی قول حق ہے۔ یہ سب براہین احمدیہ کی عبارت ہے اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں جو حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسیٰ کو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا انسان قرار دیا ہے اُسی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس کو اپنا نشان بنائیں گے اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورت پرست ہیں حقیقت پر ان کی نظر نہیں۔

﴿۴۹﴾ یہ بھی یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ کے عظیم الشان مقاصد میں سے یہ دعا ہے کہ **اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ** ۔ اور جس طرح انجیل کی دعا میں روٹی مانگی گئی ہے اس دعا میں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور نبیوں کو دی گئی تھیں یہ مقابلہ بھی قابل نظارہ ہے اور جس طرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر عیسائیوں کو روٹی کا سامان بہت کچھ مل گیا ہے اِسی طرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹھہرائے گئے اور دراصل مسیح موعود کا اس اُمت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی

بقیہ حاشیہ: محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی کسی نے ان کو خبر دی تو وہ بہت روئے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک مزاج اور افترا کے کاموں سے دور اور سیدھا اور صاف دل مسلمان تھا ایسا ہی بہتوں نے کہا کہ تم نے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعویٰ کیا۔ منہ

مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس اُمت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اِذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا **موسوی اور محمدی سلسلہ** کی مماثلت سمجھ آ جائے اسی غرض سے اس **مسیح** کو ابن مریم سے ہر یک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہاں تک کہ اِس ابن مریم پر ابتلا بھی اسرائیلی ابن مریم کی طرح آئے اوّل جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم محض خدا کے نفخ سے پیدا کیا گیا اِسی طرح یہ مسیح بھی سورۃ تحریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفخ سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا اور جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش پر بہت شور اُٹھا اور اندھے مخالفوں نے مریم کو کہا لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا[1] اسی طرح اِس جگہ بھی کہا گیا اور شور قیامت مچایا گیا اور جیسا کہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت مخالفوں کو عیسیٰ کی نسبت یہ جواب دیا وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا[2] **یہی جواب** خدا تعالیٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں روحانی وضع حمل کے وقت جو استعارہ کے رنگ میں تھا مخالفوں کو دیا اور کہا کہ تم اپنے فریبوں سے اس کو نابود نہیں کر سکتے مَیں اس کو لوگوں کے لئے **رحمت کا نشان بناؤں گا** اور ایسا ہونا ابتدا سے مقدر تھا۔ اور پھر جس طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسیٰ پر فتویٰ تکفیر کا لگایا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفتاء طیار کیا اور دوسرے فاضلوں نے اس پر فتویٰ دیا یہاں تک کہ بیت المقدس کے صدہا عالم فاضل جو اکثر اہلحدیث تھے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ پر تکفیر کی مہریں لگا دیں یہی☆ معاملہ مجھ سے ہوا اور پھر جیسا کہ اُس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسیٰ

﴿۵۰﴾

☆ **حاشیہ** حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودی اگرچہ بہت فرقے تھے مگر جوق جوق پر سمجھے جاتے تھے وہ دو فرقے ہو گئے تھے (۱) ایک وہ جو توریت کے پابند تھے اُسی سے اجتہاد کے طور پر مسائل استنباط کرتے تھے (۲) دوسرا فرقہ اہلحدیث تھا جو توریت پر احادیث کو قاضی سمجھتے تھے یہ اہل حدیث اسرائیلی بلاد میں بہت پھیل گئے تھے اور ایسی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے تھے جو اکثر توریت کی معارض اور نقیض تھیں اور ان کی یہ حجت تھی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون مجازات کے مسائل توریت سے ملتے نہیں ہیں ان پر حدیثوں کی رو سے اطلاع

[1] مریم:۲۸ [2] مریم:۲۲

کی نسبت کی گئی تھی اُن کو بہت ستایا گیا سخت گالیاں دی گئیں تھیں ہجو اور بدگوئی میں کتابیں لکھی گئی تھیں **یہی صورت** اس جگہ پیش آئی گویا اٹھارہ ۱۸ سو برس کے بعد وہی عیسیٰ پھر پیدا ہو گیا اور وہی یہودی پھر پیدا ہو گئے۔ آہ یہی معنی تو اس پیشگوئی کے تھے کہ **غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ** جو خدا نے پہلے سے سمجھا دیا تھا مگر ان لوگوں نے صبر نہ کیا جب تک یہودیوں کی طرح مغضوب علیہم نہ بن گئے اِس مماثلت کی ایک **اینٹ** تو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگا دی کہ مجھے عین چودھویں صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودھویں صدی کے سر پر آیا تھا **مسیح الاسلام** کر کے بھیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکھلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہیں کہ اُن کا مقابلہ کرے اور خدا کا مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کر سکے یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کی طرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہے گا وہ توڑ نہیں سکے گا مگر یہ اینٹ جب اُس پر پڑے گی تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی کیونکہ اینٹ خدا کی اور ہاتھ خدا کا ہے اور دوسری اینٹ میرے مخالفوں نے طیار کر کے اس کے مقابل پر رکھ دی کہ میرے مقابل پر وہ کام کئے جو اس وقت کے یہودیوں نے کئے تھے یہاں تک کہ میرے ہلاک کرنے کے لئے

﴿۵۱﴾

بقیہ حاشیہ

ہوتی ہے اور حدیث کی کتاب کا نام طالمود تھا اور اس میں ہر ایک نبی کے زمانہ کی حدیثیں تھیں یہ حدیثیں مدت تک زبانی رہیں اور مدت کے بعد قلمبند ہوئیں اِس لئے ان میں کچھ موضوعات کا حصہ بھی مل گیا تھا اور بباعث اس کے کہ اس وقت یہودیوں کے تہتّر ۷۳ فرقے ہو گئے تھے اور ہر ایک فرقہ اپنی اپنی حدیثیں جدا جدا رکھتا تھا اور محدثین نے توریت کی طرف توجہ چھوڑ دی تھی اکثر حدیثوں پر عمل تھا اور توریت گویا متروک اور مہجور کی طرح تھی اگر حدیث کے مطابق آئی تو اُس کو مانا ورنہ اس کو ردّ کیا۔ پس اس زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اُن کے مخاطب خاص طور پر اہل حدیث ہی تھے جو توریت سے زیادہ حدیثوں کی عزت کرتے تھے اور نبیوں کے نوشتوں میں پہلے خبر دی گئی تھی کہ جب یہود کئی فرقوں پر منقسم ہو جائیں گے اور خدا کی کتاب کو چھوڑ کر اس کے برخلاف حدیثوں پر عمل کریں گے تب ان کو ایک حَکم عدل دیا جائے گا جو مسیح کہلائے گا اور اُس کو وہ قبول نہ کریں گے آخر سخت عذاب اُن پر نازل ہوگا اور وہ طاعون (کا) عذاب تھا نعوذ باللّٰہ۔ منہ

ایک خون کا مقدمہ بھی بنایا گیا جس کی میرے خدا نے مجھے پہلے خبر دے دی تھی وہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مقدمہ سے بہت سخت تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ پر جو مقدمہ کیا گیا اس کی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تھی جو حاکم کے نزدیک ایک خفیف بات تھی بلکہ کچھ بھی نہ تھی مگر میرے پر جو مقدمہ کھڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعویٰ تھا اور جیسا کہ مسیح کے مقدمہ میں یہودی مولویوں نے جا کر گواہی دی تھی ضرور تھا کہ اس مقدمہ میں بھی کوئی مولویوں میں سے گواہی دیتا اِس لئے اس کام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک بڑا لمبا جُبّہ پہن کر گواہی کے لئے آیا اور جیسا کہ سردار کاہن مسیح کو صلیب دلانے کے لئے عدالت میں گواہی دینے کے لئے آیا تھا یہ بھی موجود ہوئے صرف فرق اس قدر تھا کہ سردار کاہن کو پیلاطوس کی عدالت میں کرسی ملی تھی کیونکہ یہودیوں کے معزز بزرگوں کو گورنمنٹ رومی میں کرسی ملتی تھی اور بعض ان میں سے آنریری مجسٹریٹ بھی تھے اِس لئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قواعد کے لحاظ سے کرسی پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کھڑا تھا۔ لیکن میرے مقدمہ میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنوں کی امیدوں کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تھا مجھے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی نسبت زیادہ بااخلاق ثابت ہوا کیونکہ عدالت کے امر میں وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشوں کی اُس نے کچھ بھی پروا نہ کی اور قومی اور مذہبی خیال نے بھی اس میں کچھ تغیر پیدا نہ کیا اور اس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ نمونہ دکھایا کہ اگر اس کے وجود کو قوم کا فخر اور حکّام کے لئے نمونہ سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا عدالت ایک مشکل امر ہے جب تک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہو کر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹھے تب تک اس فرض کو عمدہ طور پر ادا نہیں کر سکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہیں کہ اِس پیلاطوس نے اس فرض کو پورے طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تھا اس فرض کو اچھے طور پر ادا نہیں کر سکا اور اس کی

﴿۵۲﴾

بُزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیف کا نشانہ بنایا یہ فرق ہماری جماعت میں ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے جب تک کہ دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکھوں کروڑوں افراد تک پہنچے گی ویسی ویسی تعریف کے ساتھ اس نیک نیّت حاکم کا تذکرہ رہے گا اور یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے اُسی کو چنا۔ ایک حاکم کے لئے کس قدر یہ امتحان کا موقعہ ہے کہ دو فریق اس کے پاس آویں کہ ایک ان میں سے اس کے مذہب کا مشنری ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جو اس کے مذہب کا مخالف ہے اور اُس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اُس کے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑے استقلال سے برداشت کرلیا اور اس کو ان کتابوں کے مقام دکھلائے گئے جن میں کم فہمی سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجھے گئے تھے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تھی مگر اس کے چہرہ پر کچھ تغیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روشن کانشنس کی وجہ سے حقیقت تک پہنچ گیا تھا اور چونکہ اُس نے مقدمہ کی اصلیت کو سچے دل سے تلاش کیا اس لئے خدا نے اس کی مدد کی اور اُس کے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اس پر واقعی حقیقت کھول گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اُس کو نظر آ گئی اُس نے مجھے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار کاہن کی طرح مخالفانہ گواہی کے لئے آیا تھا مجھے کرسی پر بیٹھا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکھنے کے لئے میری نسبت اُس کی آنکھ شوق رکھتی تھی اُس ذلت کو اُس نے نہ دیکھا تب مساوات کو غنیمت سمجھ کر وہ بھی اُس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اُس پیلاطوس نے اُسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ **تجھے اور تیرے باپ** کو کبھی کرسی نہیں ملی ہمارے دفتر میں تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہیں۔ اب یہ فرق بھی غور کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے یہودیوں سے ڈر کران کے بعض معزز گواہوں کو کرسی دے دی اور حضرت مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تھے کھڑا رکھا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیر خواہ تھا بلکہ مریدوں کی طرح تھا اور اس کی بیوی مسیح کی خاص مرید تھی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہاں تک حرکت صادر کرائی کہ ناحق

﴿۵۳﴾

بے گناہ مسیح کو یہودیوں کے حوالہ کر دیا میری طرح کوئی خون کا الزام نہ تھا صرف معمولی طور پر مذہبی اختلاف تھا لیکن وہ رومی پیلاطوس دل کا قوی نہ تھا اس بات کو سن کر ڈر گیا کہ قیصر کے پاس اُس کی شکایت کی جائے گی۔ اور پھر ایک اور مماثلت پہلے پیلاطوس اور اس پیلاطوس میں یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے اس وقت جو مسیح ابن مریم عدالت میں پیش کیا گیا یہودیوں کو کہا تھا کہ میں اس شخص میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجھے چند روز تک جواب کے لئے مہلت دینی چاہئے کہ مجھ پر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تب اس آخری پیلاطوس نے کہا کہ میں آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا یہ دونوں قول دونوں پیلاطوسوں کے بالکل باہم مشابہ ہیں اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر قائم نہ رہ سکا اور جب اس کو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کریں گے تو وہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اس نے عمداً خونخوار یہودیوں کے حوالہ کر دیا گو وہ اس سپردگی سے غمگین تھا اور اس کی عورت بھی غمگین تھی۔ کیونکہ وہ دونوں مسیح کے سخت معتقد تھے لیکن یہودیوں کا سخت شور و غوغا دیکھ کر بزدلی اُس پر غالب آ گئی ہاں البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچایا جاوے اور اس سعی میں وہ کامیاب بھی ہو گیا مگر بعد اس کے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی میں آ گیا کہ گویا وہ موت ہی تھی۔ بہرحال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہو چکی تھی۔ دیکھو عبرانیاں باب ۵ آیت ۷ ☆۔ بعد اس کے مسیح اُس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آ گیا اور وہیں

☆ مسیح نے بطور پیشگوئی خود بھی کہا کہ بجز یونس کے نشان کے اور کوئی نشان دکھایا نہیں جائے گا پس مسیح نے اپنے اس قول میں یہ اشارہ کیا کہ جس طرح یونس زندہ ہی مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا ایسا ہی میں بھی زندہ ہی قبر میں داخل ہوں گا اور زندہ ہی نکلوں گا سو یہ نشان بجز اس کے کیونکر پورا ہو سکتا تھا کہ مسیح زندہ صلیب سے اُتارا جاتا اور زندہ قبر میں داخل ہوتا اور یہ جو حضرت مسیح نے کہا کہ کوئی اور نشان نہیں دکھایا جائے گا اس فقرہ میں گویا مسیح ان لوگوں کا رد کرتا ہے کہ جو کہتے ہیں کہ مسیح نے یہ نشان بھی دکھلایا کہ آسمان پر چڑھ گیا۔ منہ

﴿۵۴﴾ فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سری نگر محلّہ خان یار میں اُس کی قبر ہے یہ سب پیلاطوس کی سعی کا نتیجہ تھا لیکن تاہم اُس پہلے پیلاطوس کی کارروائی بزدلی کی رنگ آمیزی سے خالی نہ تھی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کر کے کہ میں اس شخص کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا مسیح کو چھوڑ دیتا تو اس پر کچھ مشکل نہ تھا اور وہ چھوڑنے پر قادر تھا مگر وہ قیصر کی دوہائی سن کر ڈر گیا۔ لیکن یہ آخری پیلاطوس پادریوں کے ہجوم سے نہ ڈرا حالانکہ اس جگہ بھی قیصرہ کی بادشاہی تھی لیکن یہ قیصرہ اُس قیصر سے بدرجہا بہتر تھی اس لئے کسی کے لئے ممکن نہ تھا کہ حاکم پر دباؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چھڑانے کے لئے قیصرہ سے ڈراوے بہرحال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اور منصوبہ اُٹھایا گیا تھا اور میرے مخالف اور ساری قوموں کے سرگروہ جمع ہو گئے تھے مگر آخری پیلاطوس نے سچائی سے پیار کیا اور اپنے اس قول کو پورا کر کے دکھلایا کہ جو اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا تھا کہ میں تم پر خون کا الزام نہیں لگاتا سو اس نے مجھے بہت صفائی اور مردانگی سے بَری کیا اور پہلے پیلاطوس نے مسیح کو بچانے کے لئے حیلوں سے کام لیا مگر اس پیلاطوس نے جو کچھ عدالت کا تقاضا تھا اُس طور سے اس تقاضا کو پورا کیا جس میں بزدلی کا رنگ نہ تھا۔ جس دن میں بَری ہوا اُس دن اس عدالت میں مکتی فوج کا ایک چور بھی پیش ہوا یہ اس لئے وقوع میں آیا کہ پہلے مسیح کے ساتھ بھی ایک چور تھا لیکن اس آخری مسیح کے ساتھ کے چور کو جو پکڑا گیا اُس پہلے چور کی طرح جو پہلے مسیح کے ساتھ پکڑا گیا صلیب پر نہیں چڑھایا اور نہ اس کی ہڈیاں توڑی گئیں بلکہ صرف تین ماہ کی قید ہوئی۔

اب پھر ہم اپنے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ میں اِس قدر حقائق و دقایق و معارف جمع ہیں کہ اگر اُن سب کو لکھا جائے تو وہ باتیں ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں اسی ایک حکیمانہ دعا کو دیکھئے کہ جو اس سورہ میں سکھائی گئی ہے یعنی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یہ دعا ایک ایسا مفہوم کلّی اپنے اندر رکھتی ہے جو تمام دین

﴿۵۵﴾

اور دنیا کے مقاصد کی یہی ایک کنجی ہے ہم کسی چیز کی حقیقت پر اطلاع نہیں پا سکتے اور نہ اُس کے فوائد سے مُنتفع ہو سکتے ہیں جب تک کہ ہمیں اس کے پانے کے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے دنیا کے جس قدر مشکل اور پیچیدہ امور ہیں خواہ وہ سلطنت اور وزارت کے ذمہ واریوں کے متعلق ہوں اور خواہ سپہ گری اور جنگ وجدال سے تعلق رکھتے ہوں اور خواہ طبعی اور ہیئت کے دقیق مسائل کے متعلق ہوں اور خواہ صناعت طِبّ کے طریق تشخیص اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زراعت کے متعلق ان تمام امور میں کامیابی ہونا مشکل اور غیر ممکن ہے جب تک کہ ان کے بارہ میں ایک مستقیم راہ نہ ملے کہ کس طور سے اس کام کو شروع کرنا چاہیئے اور ہر ایک عقلمند انسان مشکلات کے وقت میں یہی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اس مشکل سربستہ کے بارے میں ایک لمبے وقت تک رات کو اور دن کو سوچتا رہے تا ہو کہ اس مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ہر ایک صنعت اور ہر ایک ایجاد اور ہر ایک پیچیدہ اور الجھے ہوئے کام کو چلانا اس بات کو چاہتا ہے کہ اُس کام کے لئے راہ نکل آوے پس دنیا اور دین کی اغراض کے لئے اصل دعا راہ نکالنے کی دعا ہے جب سیدھی راہ کسی امر کے متعلق ہاتھ میں آجائے تو یقیناً وہ امر بھی خدا کے فضل سے حاصل ہو جاتا ہے خدا کی قدرت اور حکمت نے ہر ایک مدعا کے حصول کے لئے ایک راہ رکھی ہے مثلاً کسی بیمار کا ٹھیک ٹھیک علاج نہیں ہو سکتا جب تک اُس مرض کی حقیقت سمجھنے اور نسخہ کے تجویز کے لئے ایک ایسی راہ نہ نکل آوے کہ دل فتویٰ دے دے کہ اس راہ میں کامیابی ہوگی بلکہ کوئی انتظام دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس انتظام کے لئے ایک راہ پیدا نہ ہو پس راہ کا طلب کرنا طالب مقصد کا فرض ہوا اور جیسا کہ دنیا کی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتھ میں لینے کے لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جس پر قدم رکھا جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور فضل بننے کے لئے قدیم سے ایک راہ کی ضرورت پائی گئی ہے اسی لئے دوسری سورۃ میں جو سورۃ البقر ہے جو اس سورۃ کے بعد ہے سورۃ کے شروع میں ہی فرمایا گیا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی انعام پانے کی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہیں☆۔ پس یہ دعا یعنی دعا

☆ سورۃ فاتحہ میں راہ راست کے لئے دعا کی گئی اور دوسری سورۃ میں گویا وہ دعا قبول ہو کر راہ راست بتلائی گئی ہے۔ منہ

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ مشکلات دینی اور دنیوی کے وقت میں اوّل جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ یہی ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے وہ صراط مستقیم تلاش کرے یعنی کوئی ایسی صاف اور سیدھی راہ ڈھونڈے جس سے بآسانی اس مطلب تک پہنچ سکے۔ اور دل یقین سے بھر جائے شکوک سے نجات ہو لیکن انجیل کی ہدایت کے موافق روٹی مانگنے والا خدا جوئی کی راہ اختیار نہ کرے گا اُس کا مقصد تو روٹی ہے جب روٹی مل گئی تو پھر اس کو خدا سے کیا غرض یہی وجہ ہے کہ عیسائی صراط مستقیم سے گر گئے اور ایک نہایت قابل شرم عقیدہ جو انسان کو خدا بنانا ہے ان کے گلے پڑ گیا ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مسیح ابن مریم میں دوسروں کی نسبت کیا زیادتی تھی جس سے اس کی خدائی کا خیال آیا معجزات میں پہلے اکثر نبی اِس سے بڑھ کر تھے جیسا کہ موسیٰ اور الیسع اور ایلیا نبی اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا☆ اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا۔ جب کہ میں ایسا ہوں تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے **اُس پاک رسولؐ کا جس کی غلامی کی طرف میں منسوب** کیا گیا۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ اِس جگہ کوئی حسد اور رشک پیش نہیں جاتا خدا جو چاہے کرے جو اس کے ارادہ کی مخالفت کرتا ہے وہ صرف اپنے مقاصد میں نامراد ہی نہیں بلکہ مر کر جہنم کی راہ لیتا ہے ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے عاجز مخلوق کو خدا بنایا۔ ہلاک ہو گئے

﴿۵۶﴾

☆ اس تصدیق کے لئے کتاب نزول المسیح کو عنقریب دیکھو گے جو چھپ رہی ہے اور دس۱۰ جزو تک چھپ چکی ہے اور عنقریب شائع ہونے والی ہے یہ کتاب پیر مہر علی گولڑی کی کتاب تنبور چشتیائی کے ردّ میں لکھی گئی ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ پیر صاحب نے محمد حسن مُردہ کے مضمون کو چرا کر ایسی قابل شرم غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے کہ اب اطلاع پانے سے اُن پر زندگی تلخ ہو جائے گی وہ بدبخت تو ہماری پیشگوئی مندرجہ اعجاز المسیح کے موافق فوت ہو گیا اور یہ دوسرا بدبخت ناحق کتاب بنا کر پیشگوئی اِنِّیۡ مُھِیۡنٌ مَنۡ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کا نشانہ بن گیا فَاعۡتَبِرُوۡا یَا اُولِی الۡاَبۡصَارِ۔ منہ

وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے **سنّت** ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکھلائیں مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر پنجگانہ نمازوں کی رکعات معلوم نہیں ہوتیں کہ صبح کس قدر اور دوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر لیکن سنّت نے سب کچھ کھول دیا ہے یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنّت اور حدیث ایک چیز ہے کیونکہ حدیث تو سوڈیڑھ سَو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنّت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنّت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دی یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کردنی کے پیرایہ میں دکھلا دیں اور اپنی سنّت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا☆ کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے یا حج نہ کرتے تھے یا حلال وحرام سے واقف نہ تھے۔ ہاں تیسرا ذریعہ **ہدایت کا حدیث** ہے کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنّت کی خادم ہے جن لوگوں کو ادب قرآن

﴿۵۷﴾

☆ اہل حدیث فعل رسول اور قول رسول دونوں کا نام حدیث ہی رکھتے ہیں ہمیں ان کی اصطلاح سے کچھ غرض نہیں دراصل سنت الگ ہے جس کی اشاعت کا اہتمام خود آنحضرت نے بذات خود فرمایا اور حدیث الگ ہے جو بعد میں جمع ہوئی۔ منه

نہیں دیا گیا وہ اس موقعہ پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہیں جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنّت قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنّت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنّت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللّٰہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔ حدیث جو ایک ظنّی مرتبہ پر ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہوسکتی صرف ثبوت مؤیّد کے رنگ میں ہے قرآن اور سنّت نے اصل کام سب کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسے قاضی ہوسکتی ہے قرآن اور سنّت اُس زمانہ میں ہدایت کر رہے تھے جب کہ اس مصنوعی قاضی کا نام ونشان نہ تھا یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنّت کے لئے تائیدی گواہ ہے البتہ سنّت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے اور سنّت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈال دیا تھا سنّت اُن باتوں کا نام نہیں ہے جو سَو ڈیڑھ سَو برس بعد کتابوں میں لکھی گئیں بلکہ ان باتوں کا نام حدیث ہے اور **سنّت** اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانوں کی عملی حالت میں ابتدا سے چلا آیا ہے جس پر ہزارہا مسلمانوں کو لگایا گیا۔ ہاں حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اُس کا ظن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن وسنّت تمسک کے لائق ہے اور مؤیّد قرآن وسنّت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اس کے اندر موجود ہے **پس حدیث** کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے ہاں اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنّت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہوگی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور اُن تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں ردّ کرنا پڑتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرأت نہیں کرے گا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے کہ وہ قرآن اور سنّت کے برخلاف اور ایسی حدیثوں کے

﴿۵۸﴾

مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہیں بہرحال احادیث کا قدر کرو اور اُن سے فائدہ اُٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور جب تک قرآن اور سنّت ان کی تکذیب نہ کرے تم بھی ان کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل۔ مگر اس کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اس کی تطبیق کے لئے فکر کرو شائد وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پھینک دو کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو کیونکہ قرآن اس کا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے محدثوں اور راویوں کو مخطی اور کاذب خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو ایسی حدیثیں صدہا ہیں جن میں پیشگوئیاں ہیں اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہیں پس اگر کوئی حدیث اُن میں سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہہ کر ٹال دو کہ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اس کا متدیّن نہیں ہے تو اس صورت میں تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کر دو جس کا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا۔ خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور ہزار پیشگوئی اس کی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثوں کو ضعیف قرار دے کر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع کر دو گے پس اس صورت میں تم اسلام کے دشمن ٹھہرو گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ [1] پس سچی پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کیا ایسے موقعہ پر یہ کہنا مناسب حالت ایمانداری نہیں ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے میں کسی محدث نے غلطی کھائی اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جھوٹی حدیث کو سچی کر کے

﴿۵۹﴾

[1] الجنّ:۲۷، ۲۸

خدا نے غلطی کھائی۔ اور اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی بھی ہو بشرطیکہ وہ قرآن اور سنّت اور ایسی احادیث کے مخالف نہیں جو قرآن کے موافق ہیں تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بھی ہیں جنہوں نے اسلام میں فتنہ ڈالا ہے ہر ایک فرقہ اپنے عقیدہ کے موافق حدیث رکھتا ہے یہاں تک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتوں میں کر دیا ہے کوئی آمین بالجہر کرتا ہے کوئی پوشیدہ کوئی خلف امام فاتحہ پڑھتا ہے کوئی اِس پڑھنے کو مفسد نماز جانتا ہے کوئی سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے کوئی ناف پر اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہیں کُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ[۱] ورنہ سنّت نے ایک ہی طریق بتلایا تھا پھر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دے دی۔ اِسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ شیعہ بھی اسی سے ہلاک ہوئے اگر قرآن کو اپنا حَکَم ٹھہراتے تو ایک سورۃ نور ہی ان کو نور بخش سکتی تھی مگر حدیثوں نے ان کو ہلاک کیا اسی طرح حضرت مسیح کے وقت وہ یہودی ہلاک ہو گئے☆ جو اہلحدیث کہلاتے تھے کچھ مدت سے ان لوگوں نے توریت کو چھوڑ دیا تھا اور جیسا کہ آج تک اُن کا عقیدہ ہے اُن کا یہ مذہب تھا کہ حدیث توریت پر قاضی ہے۔ سو اُن میں ایسی حدیثیں بکثرت موجود تھیں کہ جب تک ایلیا دوبارہ آسمان سے اپنے عنصری وجود کے ساتھ نازل نہ ہو تب تک ان کا مسیح موعود نہیں آئے گا ان حدیثوں نے ان کو سخت ٹھوکر میں ڈال دیا اور وہ لوگ ان حدیثوں پر تکیہ کر کے حضرت مسیح کی اس تاویل کو قبول نہ کر سکے کہ الیاس سے مراد یوحنا یعنی یحییٰ نبی ہے جو الیاس کی خو اور طبیعت پر آیا اور بروزی

﴿۶۰﴾

☆ انجیل میں نہایت سخت مخالفت ان خیالات کی کی گئی تھی جو کہ طالمود کی حدیثوں اور روایتوں میں ظاہر کئے گئے تھے۔ یہ حدیثیں سینہ بہ سینہ حضرت موسیٰ تک پہنچائی جاتی تھیں اور کہا جاتا تھا کہ یہ حضرت موسیٰ کے الہامات ہیں۔ بالآخر یہ حال ہو گیا تھا کہ توریت کو چھوڑ کر تمام وقت احادیث کے پڑھنے پر لگایا جاتا تھا۔ بعض امور میں طالمود توریت کے مخالف ہے تب بھی یہود طالمود کی بات پر عمل کرتے تھے۔ طالمود مؤلفہ یوسف بارکلے مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء

[۱] المؤمنون : ۵۴

طور پر اُس کا وجود لیا ہے پس تمام ٹھوکر ان کی حدیثوں کے سبب سے تھی جو آخر کار ان کے بے ایمان ہونے کا موجب ہوگئی اور ممکن ہے کہ وہ لوگ ان حدیثوں کے معنوں میں بھی غلطی کرتے ہوں یا حدیثوں میں بعض انسانی الفاظ مل گئے ہوں۔ غرض شائد مسلمانوں کو اس واقعہ کی خبر نہیں ہوگی کہ یہودیوں میں حضرت مسیح کے منکر اہل حدیث ہی تھے انہوں نے ان پر شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ لکھا اور اُن کو کافر قرار دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا کی کتابوں کو مانتا نہیں خدا نے الیاس کے دوبارہ آنے کی خبر دی اور یہ اس پیشگوئی کی تاویلیں کرتا اور بغیر کسی قرینہ صارفہ کے ان خبروں کو کسی اور طرف کھینچ کرلے جاتا ہے☆ اور حضرت مسیح کا نام انہوں نے صرف کافر ہی نہیں بلکہ ملحد بھی رکھا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پھر دین موسوی باطل ہے وہ ان کے لئے فیج اعوج کا زمانہ تھا جھوٹی حدیثوں نے اُن کو دھوکا دیا۔ غرض حدیثوں کے پڑھنے کے وقت یہ خیال کرلینا چاہئے کہ ایک قوم پہلے اِس سے حدیث کو توریت پر قاضی ٹھہرا کر اس حالت تک پہنچ چکی ہے کہ ایک سچے نبی کو انہوں نے کافر اور دجال کہا اور اُس سے انکار کر دیا۔ تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔ ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابیں بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں اور اس احتیاط سے

☆ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اُس وقت وہ پولوس بھی مکفرین کی جماعت میں داخل تھا جس نے بعد میں اپنے تئیں رسول مسیح کے لفظ سے مشہور کیا یہ شخص حضرت مسیح کی زندگی میں آپ کا سخت دشمن تھا جس قدر حضرت مسیح کے نام پر انجیلیں لکھی گئیں ہیں ان میں سے ایک میں بھی یہ پیشگوئی نہیں ہے کہ میرے بعد پولوس توبہ کر کے رسول بن جائے گا اس شخص کے گزشتہ چال چلن کی نسبت لکھنا ہمیں کچھ ضرورت نہیں کہ عیسائی خوب جانتے ہیں افسوس ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جب تک وہ اس ملک میں رہے بہت دکھ دیا تھا اور جب وہ صلیب سے نجات پا کر کشمیر کی طرف چلے آئے تو اس نے ایک جھوٹی خواب کے ذریعہ سے حواریوں میں اپنے تئیں داخل کیا اور تثلیث کا مسئلہ گھڑا اور عیسائیوں پر سؤر کو جو توریت کے رو سے ابدی حرام تھا حلال کر دیا اور شراب کو بہت وسعت دے دی اور انجیلی عقیدہ میں تثلیث کو داخل کیا تا ان تمام بدعتوں سے یونانی بُت پرست خوش ہو جائیں۔ منہ

ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہ ہو جو قرآن اور سنّت اور اُن احادیث سے مخالف ہو جو قرآن کے مطابق ہیں۔

اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں یقین ہی ہے جو گناہ سے چھڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو۔ کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلّی کے رُک سکتے ہو۔ 《۶۱》 کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پا سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔ کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفّارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے کیا مریم کا بیٹا عیسیٰ ایسا ہے کہ اس کا مصنوعی خون گناہ سے چھڑائے گا۔ اے عیسائیو ایسا جھوٹ مت بولو۔ جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یسوع خود اپنی نجات کے لئے یقین کا محتاج تھا اور اُس نے یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہے اُن عیسائیوں پر جو یہ کہہ کر مخلوق کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم نے مسیح کے خون سے گناہ سے نجات پائی ہے حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ میں غرق ہیں وہ نہیں جانتے کہ اُن کا کون خدا ہے بلکہ زندگی تو غفلت آمیز ہے شراب کی مستی اُن کے دماغ میں ہے مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اُترتی ہے اُس سے وہ بے خبر ہیں اور جو زندگی خدا کے ساتھ ہوتی ہے اور جو پاک زندگی کے نتائج ہوتے ہیں وہ اُس سے بے نصیب ہیں پس تم یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آ سکتے اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے۔ مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جب کہ تمہیں یقین کی دولت دی جائے کہ اس کے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہوگا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش افشاں سے پتھر برستے ہیں یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے

یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسل انسان کو معدوم کر رہی ہے پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اس کے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق و وفا کا اُس سے تعلق توڑ سکو۔

اے وے لوگو جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اُس وقت تم میں پیدا ہو گی اور اُسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جبکہ تمہارے ﴿۶۲﴾ دل یقین سے بھر جائیں گے شائد تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اُس کے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اُٹھاتے جو اُٹھانا چاہئے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہئے خود سوچ لو کہ جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جس کو یقین ہے کہ اس کے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بَن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اُس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اُس بَن کی طرف اُٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جب کہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اُس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان اُن پر چڑھ نہیں سکتا ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اُٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اُتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے ہر ایک کفّارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے۔ اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا

وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جس میں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے۔ خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اس کی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اُس کا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں جس کی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جس پر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی۔ جس طرح انسان نفسانی لذّات کا سامان دیکھ کر اُن کی طرف کھینچا جاتا ہے اِسی طرح انسان جب روحانی لذّات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس کا حسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اُس کو سراسر ردّی دکھائی دیتی ہیں اور انسان اُسی وقت گناہ سے مَخلصی پاتا ہے جب کہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے ہر ایک بیباکی کی جڑھ بے خبری ہے جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پُر زور سیلاب نے اس کے گھر کی طرف رخ کیا ہے اور یا اس کے گھر کے اِردگرد آگ لگ چکی ہے اور صرف ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعویٰ کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں پر ٹھہر رہے ہو سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اُس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے چوہے مت بنو جو نیچے کی طرف جاتے ہیں بلکہ بلند پرواز کبوتر بنو جو آسمان کے فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ تم توبہ کی بیعت کر کے پھر گناہ پر قائم نہ رہو اور سانپ کی طرح مت بنو جو کھال اُتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے موت کو یاد رکھو کہ وہ تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم اُس سے بے خبر ہو۔ کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جاوے مگر تم اس نعمت کو کیونکر پا سکو اس کا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ [1] یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو نماز کیا چیز ہے وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار

﴿۶۳﴾

[1] البقرۃ: ۴۶

اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کرلیا کرو تا ہو کہ تمہارے دلوں پر اُس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے اُن کا وارد ہونا ضروری ہے۔ (۱) پہلے جب کہ تم مطلّع کیۓ جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلّی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔ ﴿۶۴﴾

(۲) دوسرا تغیر اُس وقت تم پر آتا ہے جب کہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کیۓ جاتے ہو مثلاً جب کہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اُس وقت سے مشابہ ہے جب کہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اُس پر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

(۳) تیسرا تغیر تم پر اُس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلّی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گزر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جب کہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(۴) چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جب کہ فرد قرار داد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جب کہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے۔

(۵) پھر جب کہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اُس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں ﴿۶۵﴾ تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظلّ ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاء وقدر تمہارے لئے لائے گا پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

اے امیرو اور بادشاہو! اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپروا ہے اُس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اُس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون، گانجا، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ

کے لئے عادت کرلیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزار ہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں☆ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بد قسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلّی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیبا کی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مرے گا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گزر چکی سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اَور آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

﴿۶۶﴾

☆ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے **پاک** اور **معصوم** تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں سو تم مسلمان کہلا کر کس کی پیروی کرتے ہو قرآن انجیل کی طرح **شراب** کو حلال نہیں ٹھہراتا پھر تم کس دستاویز سے شراب کو **حلال** ٹھہراتے ہو۔ کیا مرنا نہیں ہے؟ منہ

اور غصہ کے ساتھ گزریں گے خدا اُن لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اُس کے ساتھ ہو جاتے ہیں سو خدا کی طرف آ جاؤ اور ہر ایک مخالفت اُس کی چھوڑ دو اور اُس کے فرائض میں سستی نہ کرو اور اُس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت☆ کرو اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات کی ہے۔

اے علماء اسلام میری تکذیب میں جلدی مت کرو کہ بہت اسرار ایسے ہوتے ہیں کہ انسان جلدی سے سمجھ نہیں سکتا۔ بات کو سن کر اسی وقت رد کرنے کے لئے تیار مت ہو جاؤ کہ یہ تقویٰ کا طریق نہیں ہے اگر تم میں بعض غلطیاں نہ ہوتیں اور اگر تم نے بعض احادیث کے اُلٹے معنی نہ سمجھے ہوتے تو مسیح موعود کا جو حَکَم ہے آنا ہی لغو تھا تم سے پہلے یہ عبرت کی جگہ موجود ہے کہ جس بات پر تم نے زور مارا ہے اور جس جگہ تم نے قدم رکھا ہے اُسی جگہ یہودیوں نے رکھا تھا یعنی جیسا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو وہ بھی الیاس نبی کے دوبارہ آنے کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ مسیح تب آئے گا جب کہ پہلے الیاس نبی جو آسمان پر اُٹھایا گیا دوبارہ دنیا میں آ جائے گا اور جو شخص الیاس کے دوبارہ آنے سے پہلے مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور وہ نہ صرف احادیث کی رو سے ایسا خیال رکھتے تھے بلکہ خدا کی کتاب کو جو صحیفہ ملاکی نبی ہے

☆ جو شخص بنی نوع پر قوت غضبی کو بڑھاتا ہے وہ غضب سے ہی ہلاک کیا جاتا ہے اس لئے خدا نے سورۃ فاتحہ میں یہود کا نام **مغضوب علیھم** رکھا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ قیامت کو تو ہر ایک مجرم خدا کے غضب کا مزہ چکھے گا مگر جو ناحق دنیا میں غضب کرتا ہے وہ دنیا میں ہی الٰہی غضب کا مزہ چکھ لیتا ہے نصاریٰ سے یہودیوں کی نسبت دنیا میں غضب ظہور میں نہ آیا اس لئے سورۃ فاتحہ میں ان کا نام ضالین رکھا گیا ضالین کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ گمراہ ہیں اور دوسرے معنی اس کے ہیں کہ کھوئے جائیں گے یہ میرے نزدیک ان کے لئے بشارت ہے کہ کسی وقت جھوٹے مذہب سے نجات پا کر اسلام میں کھوئے جائیں گے۔ اور رفتہ رفتہ مشرکانہ عقائد اور ناقص یا قابل شرم رسوم کو چھوڑتے چھوڑتے برنگ مسلمین موحدین ہو جائیں گے غرض **الضالین** کے لفظ میں جو سورۃ فاتحہ کے آخر میں ضلالت کے دوسرے معنوں کے لحاظ سے کہ ایک چیز کا دوسری چیز میں محو ہونا اور کھوئے جانا ہے عیسائیوں کی آئندہ مذہبی حالت کے لئے یہ ایک پیشگوئی ہے۔ منہ

﴿۶۷﴾

اس ثبوت میں پیش کرتے تھے لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نسبت یہودیوں کے موعود مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا اور الیاس آسمان سے نہ اُترا جو اُس دعویٰ کی شرط تھی تو یہ تمام عقیدے یہودیوں کے باطل ثابت ہوگئے اور وہ جو یہودیوں کے خیال میں تھا کہ ایلیا نبی بجسمہ العنصری آسمان سے نازل ہوگا اُس کے آخرکار یہ معنے کھلے کہ الیاس کی خو اور طبیعت پر کوئی دوسرا شخص ظاہر ہو جائے گا اور یہ معنے حضرت عیسیٰ نے خود بیان فرمائے جن کو دوبارہ آسمان سے اُتار رہے ہو۔ پس تم کیوں ایسی جگہ ٹھوکر کھاتے ہو جس جگہ تم سے پہلے یہود ٹھوکر کھا چکے ہیں تمہارے ملک میں ہزارہا یہودی موجود ہیں تم ان کو پوچھ کر دیکھ لو کہ کیا یہود کا یہی اعتقاد نہیں جو اَب تم ظاہر کر رہے ہو پس وہ خدا جس نے عیسیٰ کی خاطر ایلیا نبی کو آسمان سے نہ اُتارا اور یہود کے سامنے اُس کو تاویلوں سے کام لینا پڑا وہ تمہاری خاطر کیونکر عیسیٰ کو اُتارے گا جس کو تم دوبارہ اُتارتے ہو اُسی کے فیصلہ سے تم منکر ہو اگر شک ہے تو کئی لاکھ عیسائی اس ملک میں موجود ہیں اور ان کی انجیل بھی موجود اُن سے دریافت کر لو کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے یہی کہا تھا کہ ایلیا جو دوبارہ آنے والا تھا وہ یوحنّا ہی ہے یعنی یحییٰ۔ اور اتنی بات کہہ کر یہود کی پرانی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ **اگر اَب یہ ضروری ہے کہ عیسیٰ نبی ہی آسمان سے آوے تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ سچا نبی نہیں ٹھہر سکتا** کیونکہ اگر آسمان سے واپس آنا سنّت اللہ میں داخل ہے تو الیاس نبی کیوں واپس نہ آیا اور کیوں اس جگہ یحییٰ کو الیاس ٹھہرا کر تاویل سے کام لیا گیا عقلمند کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے۔

اور نیز جس کام کے لئے آپ لوگوں کے عقیدوں کے موافق مسیح ابن مریم آسمان سے آئے گا یعنی یہ کہ مہدی سے مل کر لوگوں کو جبراً مسلمان کرنے کے لئے جنگ کرے گا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ مذہب کے لئے جبر درست ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ[1] یعنی دین میں جبر نہیں ہے پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائے گا یہاں تک کہ بجز اسلام یا قتل کے

[1] البقرۃ: ۲۵۷

جزیہ بھی قبول نہ کرے گا یہ تعلیم قرآن شریف کی کس مقام اور کس سیپارہ اور کس سورہ میں ہے☆ سارا قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ دین میں جبر نہیں اور صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ جن لوگوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت لڑائیاں کی گئی تھیں وہ لڑائیاں دین کو جبراً شائع کرنے کے لئے نہیں تھیں بلکہ یا تو بطور سزا تھیں یعنی اُن لوگوں کو سزا دینا منظور تھا جنہوں نے ایک گروہ کثیر مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بعض کو وطن سے نکال دیا تھا اور نہایت سخت ظلم کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ [1] یعنی ان مسلمانوں کو جن سے کفار جنگ کر رہے ہیں بسبب مظلوم ہونے کے مقابلہ کرنے کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے کہ جو ان کی مدد کرے۔ اور یا وہ لڑائیاں ہیں جو بطور مدافعت تھیں یعنی جو لوگ اسلام کے نابود کرنے کے لئے پیش قدمی کرتے تھے یا اپنے ملک میں اسلام کو شائع ہونے سے جبراً روکتے تھے ان سے بطور حفاظت خود اختیاری یا ملک میں آزادی پیدا کرنے کے لئے لڑائی کی جاتی تھی بجز ان تین صورتوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس خلیفوں نے کوئی لڑائی نہیں کی بلکہ اسلام نے غیر قوموں کے ظلم کی اس قدر برداشت کی ہے جو اس کی دوسری قوموں میں نظیر نہیں ملتی پھر یہ عیسیٰ مسیح اور مہدی صاحب کیسے ہوں گے جو آتے ہی لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے یہاں تک کہ کسی اہل کتاب سے بھی جزیہ قبول نہیں کریں گے اور آیت حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ [2] کو بھی منسوخ کر دیں گے یہ دین اسلام کے کیسے حامی ہوں گے کہ آتے ہی قرآن کی ان آیتوں کو بھی منسوخ کر دیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں

﴿۶۸﴾

☆ اگر کہو کہ عربوں کے لئے بھی حکم تھا کہ جبراً مسلمان کئے جائیں یہ خیال قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ تمام عرب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا پہنچایا تھا اور بہت سے صحابہ مردوں اور عورتوں کو قتل کر دیا تھا اور بقیۃ السیف کو وطن سے نکال دیا تھا اس لئے وہ تمام لوگ جو مرتکب جرم قتل یا معین اس جرم کے تھے وہ سب خدا تعالیٰ کی نظر میں اپنی خونریزی کے عوض میں خونریزی کے لائق ہو چکے تھے ان کی نسبت بطور قصاص اصل حکم قتل کا تھا مگر ارحم الراحمین کی طرف سے یہ رعایت دی گئی کہ اگر کوئی ان میں سے مسلمان ہو جائے تو اُس کا گذشتہ جرم جس کی وجہ سے وہ قابل سزائے موت ہے بخش دیا جائے گا پس کہاں یہ صورت رحم اور کہاں جبر۔ منہ

[1] الحج: ۴۰ [2] التوبة :۲۹

بھی منسوخ نہیں ہوئیں اور اِس قدر انقلاب سے پھر بھی ختم نبوت میں حرج نہیں آئے گا۔ اس زمانہ میں جو تیرہ سَو برس عہد نبوت کو گزر گئے اور خود اسلام اندرونی طور پر تہتر فرقوں پر پھیل گیا۔ سچے مسیح کا یہ کام ہونا چاہئے کہ وہ دلائل کے ساتھ دلوں پر فتح پاوے نہ تلوار کے ساتھ اور صلیبی عقیدہ کو واقعی اور سچے ثبوت کے ساتھ توڑ دے نہ یہ کہ اُن صلیبوں کو توڑتا پھرے جو چاندی یا سونے یا پیتل یا لکڑی سے بنائی جاتی ہیں اگر تم جبر کرو گے تو تمہارا جبر اس بات پر کافی دلیل ہے کہ تمہارے پاس اپنی سچائی پر کوئی دلیل نہیں☆ ہر یک نادان اور ظالم طبع جب دلیل سے عاجز آ جاتا ہے تو پھر تلوار یا بندوق کی طرف ہاتھ لمبا کرتا ہے مگر ایسا مذہب ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوسکتا جو صرف تلوار کے سہارے سے پھیل سکتا ہے نہ کسی اور طریق سے اگر تم ایسے جہاد سے باز نہیں آ سکتے اور اس پر غصہ میں آکر راستبازوں کا نام بھی دجّال اور ملحد ﴿۶۹﴾

☆ حاشیہ۔ بعض نادان مجھ پر اعتراض کرتے ہیں جیسا کہ صاحب المنار نے بھی کیا کہ یہ شخص انگریزوں کے ملک میں رہتا ہے اس لئے جہاد کی ممانعت کرتا ہے یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر میں جھوٹ سے اس گورنمنٹ کو خوش کرنا چاہتا تو میں بار بار کیوں کہتا کہ عیسیٰ بن مریم صلیب سے نجات پا کر اپنی موت طبعی سے بمقام سری نگر کشمیر مر گیا اور نہ وہ خدا تھا اور نہ خدا کا بیٹا۔ کیا انگریز مذہبی جوش والے میرے اِس فقرہ سے مجھ سے بیزار نہیں ہوں گے؟ پس سنو! اے نادانو مَیں اِس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لئے ہم پر تلواریں چلاتی ہے قرآن شریف کے رو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی اور ان کا شکر کرنا ہمیں اس لئے لازم ہے کہ ہم اپنا کام مکہ اور مدینہ میں بھی نہیں کر سکتے تھے مگر ان کے ملک میں۔ یہ خدا کی طرف سے حکمت تھی کہ مجھے اس ملک میں پیدا کیا پس کیا میں خدا کی حکمت کی کسر شان کروں اور جیسا کہ قرآن شریف کی آیت وَ اٰوَیْنٰهُمَاۤ اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ [1] میں اللہ تعالیٰ یہ بات ہمیں سمجھاتا ہے کہ صلیب کے واقعہ کے بعد ہم نے عیسیٰ مسیح کو صلیبی بلا سے رہائی دے کر اس کو اور اس کی ماں کو ایک ایسے اونچے ٹیلے پر جگہ دی تھی کہ وہ آرام کی جگہ تھی اور اس میں چشمے جاری تھے یعنی سری نگر کشمیر۔ اسی طرح خدا نے مجھے اس گورنمنٹ کے اونچے ٹیلے پر جہاں مفسدین کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا جگہ دی جو آرام کی جگہ ہے اور اس ملک میں سچے علوم کے چشمے جاری ہیں اور مفسدوں کے حملوں سے امن اور قرار ہے پھر کیا واجب نہ تھا کہ ہم اس گورنمنٹ کے احسانات کا شکر کرتے۔ منہ ﴿۶۹﴾

[1] المؤمنون: ۵۱

رکھتے ہو تو ہم اِن دو فقروں پر اِس تقریر کو ختم کرتے ہیں۔ قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ[1] اندرونی تفرقہ اور پھوٹ کے زمانہ میں تمہارا فرضی مسیح اور فرضی مہدی کس کس پر تلوار چلائے گا کیا سنیوں کے نزدیک شیعہ اس لائق نہیں کہ اُن پر تلوار اُٹھائی جائے اور شیعوں کے نزدیک سُنی اس لائق نہیں کہ ان سب کو تلوار سے نیست و نابود کیا جاوے پس جب کہ تمہارے اندرونی فرقے ہی تمہارے عقیدہ کی رو سے مستوجب سزا ہیں تو تم کس کس سے جہاد کرو گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا تلوار کا محتاج نہیں وہ اپنے دین کو آسمانی نشانوں کے ساتھ زمین پر پھیلائے گا اور کوئی اُس کو روک نہیں سکے گا اور یاد رکھو کہ اب **عیسٰی تو ہرگز نازل نہیں** ہوگا کیونکہ جو اقرار اُس نے آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ[2] کے رو سے قیامت کے دن کرنا ہے اس میں صفائی سے اُس کا اعتراف پایا جاتا ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا اور قیامت کو اس کا یہی عذر ہے کہ عیسائیوں کے بگڑنے کی مجھے خبر نہیں اور اگر وہ قیامت کے پہلے دنیا میں آتا تو کیا وہ یہی جواب دیتا کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں لہٰذا اس آیت میں اُس نے صاف اقرار کیا ہے کہ میں دوبارہ دنیا میں نہیں گیا اور اگر وہ قیامت سے پہلے دنیا میں آنے والا تھا اور برابر چالیس برس رہنے والا تب تو اُس نے خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولا کہ مجھے عیسائیوں کے حالات کی کچھ خبر نہیں اس کو تو کہنا چاہیئے تھا کہ **آمد ثانی** کے وقت میں نے چالیس کروڑ کے قریب دنیا میں عیسائی پایا اور اُن سب کو دیکھا اور مجھے ان کے بگڑنے کی خوب خبر ہے اور میں تو انعام کے لائق ہوں کہ تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا اور صلیبوں کو توڑا یہ کیسا جھوٹ ہے کہ عیسٰی کہے گا کہ مجھے خبر نہیں غرض اس آیت میں نہایت صفائی سے مسیح کا اقرار ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا اور یہی سچ ہے کہ مسیح فوت ہو چکا اور سرینگر محلّہ خانیار میں اُس کی قبر ہے☆۔ **اب** خدا خود نازل ہوگا اور ان لوگوں سے آپ لڑے گا جو سچائی سے لڑتے ہیں۔ خدا کا لڑنا قابل اعتراض نہیں کیونکہ وہ نشانوں کے رنگ میں ہے لیکن انسان کا لڑنا قابل اعتراض ہے کیونکہ وہ جبر کے رنگ میں ہے۔

☆ ایک یہودی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے کہ قبر واقعہ سری نگر یہودیوں کے انبیاء کی قبروں کی طرح بنی ہوئی ہے۔ دیکھو پرچہ علیحدہ حاشیہ۔ **منہ**

[1] الکافرون: ۲، ۳ [2] المائدۃ: ۱۱۸

حاشیہ متعلق صفحہ ۶۹[1]

کریئرڈ لاسیرا جنوبی اٹلی کے سب سے مشہور اخبار نے مندرجہ ذیل عجیب خبر شائع کی ہے۔

’’۱۳؍ جولائی ۱۸۷۹ء کو یروشلم میں ایک بوڑھا راہب مسمی کورمرا جو اپنی زندگی میں ایک ولی مشہور تھا اس کے پیچھے اس کی کچھ جائیداد رہی اور گورنر نے اس کے رشتہ داروں کو تلاش کر کے ان کے حوالہ دو لاکھ فرینک (ایک لاکھ پونے انیس ہزار روپیہ) کئے جو مختلف ملکوں کے سکّوں میں تھے اور اس غار میں سے ملے جہاں وہ راہب بہت عرصے سے رہتا تھا۔ روپے کے ساتھ بعض کاغذات بھی ان رشتہ داروں کو ملے جن کو وہ پڑھ نہ سکتے تھے۔ چند عبرانی زبان کے فاضلوں کو ان کاغذات کے دیکھنے کا موقعہ ملا تو ان کو یہ عجیب بات معلوم ہوئی کہ یہ کاغذات بہت ہی پرانی عبرانی زبان میں تھے جب ان کو پڑھا گیا تو ان میں یہ عبارت تھی۔

’’پطرس ماہی گیر یسوع مریم کے بیٹے کا خادم اِس طرح پر لوگوں کو خدا تعالیٰ کے نام میں اور اس کی مرضی کے مطابق خطاب کرتا ہے‘‘ اور یہ خط اس طرح ختم ہوتا ہے۔

’’میں پطرس ماہی گیر نے یسوع کے نام میں اور اپنی عمر کے نو۹۰ے سال میں یہ محبت کے الفاظ اپنے آقا اور مولیٰ یسوع مسیح مریم کے بیٹے کی موت کے تین عید فسح بعد (یعنی تین سال بعد) خداوند کے مقدس گھر کے نزدیک بولیر کے مکان میں لکھنے کا فیصلہ کیا ہے‘‘۔

ان فاضلوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ نسخہ پطرس کے وقت کا چلا آتا ہے۔ لنڈن بائبل سوسائٹی کی بھی یہی رائے ہے اور ان کا اچھی طرح سے امتحان کرانے کے بعد بائبل سوسائٹی اب ان کے عوض چار لاکھ لیرا (دو لاکھ ساڑھے سینتیس ہزار روپیہ) مالکوں کو دے کر کاغذات کو لینا چاہتی ہے۔

یسوع ابن مریم کی دعا ان دونو پر سلام ہو۔ اس نے کہا۔

’’اے میرے خدا میں اس قابل نہیں کہ اس چیز پر غالب آ سکوں جس کو میں برا سمجھتا ہوں نہ میں نے اس نیکی کو حاصل کیا ہے جس کی مجھے خواہش تھی مگر دوسرے لوگ اپنے اجر کو اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور میں نہیں۔ لیکن میری بڑائی میرے کام میں ہے۔ مجھ سے زیادہ بری حالت میں کوئی شخص نہیں ہے۔ اے خدا جو سب سے بلند تر ہے میرے گناہ معاف کر۔ اے خدا ایسا نہ کر کہ میں اپنے دشمنوں کے لئے الزام کا سبب ہوں نہ مجھے اپنے دوستوں کی نظر میں حقیر ٹھہرا اور ایسا نہ ہو کہ میرا تقویٰ مجھے مصائب میں ڈالے ایسا نہ کر کہ یہی دنیا میری بڑی خوشی کی جگہ یا میرا بڑا مقصد ہو اور ایسے شخص کو مجھ پر مسلّط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے اے خدا جو بڑے رحم والا ہے اپنے رحم کی خاطر ایسا ہی کر تو جو اُن سب پر رحم کرتا ہے جو تیرے رحم کے حاجت مند ہیں۔

[1] یہ ایڈیشن اول کا صفحہ ۶۹ ہے (ناشر)

شهد شاهد من بنی اسرائیل

(ایک اسرائیلی عالم توریت کی شہادت در بارہ قبر مسیح)

[illegible]

میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے دیکھا ایک نقشہ پاس مرزا غلام احمد

[illegible]

صاحب قادیانی اور تحقیق وہ صحیح ہے قبر بنی اسرائیل کی قبروں میں سے

[illegible]

اور وہ ہے نبی اسرائیل کے اکابر کی قبروں میں سے

[illegible]

میں نے دیکھا یہ نقشہ آج کے دن جب لکھی

[illegible]

میں نے یہ شہادت بماہ انگریزی جون ۱۲ ۱۸۹۹ء

[illegible] 1899 [illegible]

سلمان یوسف یسحاق تاجر

[illegible]

سلمان یہودی نے میرے رو برو

ריברו יה שהדת לכי מפתי מחמד צדק

یہ شہادت لکھی ۔ مفتی محمد صادق بھیروی

כרוי כלרך דפתר אכונתנת גנרל לחור

کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور

اشهد بالله ان هذا الکتاب کتبه سلمان ابن یوسف وانه رجل من اکابر بنی اسرائیل.

دستخط: سید عبد الله بغدادی

﴿۷۰﴾

اِن مولویوں پر افسوس اگر ان میں دیانت ہوتی تو وہ تقویٰ کی راہ سے اپنی تسلی ہر طرح سے کراتے اور خدا نے تو نیک روحوں کی تسلی کر دی مگر وہ لوگ جو ابوجہل کی مٹی سے بنے ہوئے ہیں وہ اُسی طریق کو اختیار کرتے ہیں جو ابوجہل نے اختیار کیا تھا ایک مولوی صاحب نے **میرٹھ** سے بذریعہ رجسٹری اطلاع دی ہے کہ امرت سر میں جلسہ **ندوۃ العلماء** ہے اِس جگہ آ کر بحث کرنی چاہئے مگر واضح ہو کہ اگر ان مخالفین کی نیتیں نیک ہوتیں اور فتح و شکست کا خیال نہ ہوتا تو ان کو اپنی تسلی کرانے کے لئے ندوہ وغیرہ کی کیا ضرورت تھی ہم ندوہ کے علماء کو امرت سر کے علماء سے الگ نہیں سمجھتے ایک ہی عقیدہ۔ ایک ہی جنس ایک ہی مادہ ہے ہر ایک کو اختیار ہے کہ **قادیان** میں آوے مگر بحث کے لئے نہیں بلکہ صرف طلب حق کے لئے ہماری تقریر کو سنے اگر شک رہے تو غربت اور ادب کے طریق سے اپنے شکوک رفع کراوے اور وہ جب تک قادیان میں رہے گا بطور **مہمان** کے سمجھا جائے گا ہمیں ندوہ وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ اُن کی طرف حاجت ہے یہ سب لوگ راستی کے دشمن ہیں مگر راستی دنیا میں پھیلتی جاتی ہے کیا یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ نہیں کہ اُس نے آج سے بیس ۲۰ برس پہلے براہین احمدیہ میں اپنے الہام سے ظاہر کر دیا تھا کہ لوگ تمہارے ناکام رہنے کے لئے بڑی کوشش کریں گے اور ناخنوں تک زور لگائیں گے مگر آخر میں تمہیں ایک بڑی جماعت بناؤں گا یہ اس وقت کی وحی الٰہی ہے جب کہ میرے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا پھر میرے دعویٰ کے شائع ہونے پر مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگائے آخر حسب پیشگوئی مذکورہ بالا یہ سلسلہ پھیل گیا اور اب آج کی تاریخ تک برٹش انڈیا میں یہ جماعت ایک لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے ندوۃ العلماء کو اگر مرنا یاد ہے تو براہین احمدیہ اور سرکاری کاغذات کو دیکھ کر بتلاوے کہ کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں پھر جب کہ قرآن اور معجزہ دونوں پیش کئے گئے تو اب بحث کس غرض کے لئے؟

ایسا ہی اس ملک کے گدی نشین اور پیرزادے دین سے ایسے بے تعلق اور اپنی بدعات میں ایسے دن رات مشغول ہیں کہ اُن کو اسلام کی مشکلات اور آفات کی کچھ بھی خبر نہیں۔

﴿۷۱﴾

اُن کی مجالس میں اگر جاؤ تو بجائے قرآن شریف اور کتب حدیث کے طرح طرح کے تنبورے اور سارنگیاں اور ڈھولکیاں اور قوّال وغیرہ اسباب بدعات نظر آئیں گے اور پھر باوجود اس کے مسلمانوں کے پیشوا ہونے کا دعویٰ اور اتباع نبوی کی لاف زنی اور بعض ان میں سے عورتوں کا لباس پہنتے ہیں اور ہاتھوں میں مہندی لگاتے ہیں اور چوڑیاں پہنتے ہیں اور قرآن شریف کی نسبت اشعار پڑھنا اپنی مجلسوں میں پسند کرتے ہیں۔ یہ ایسے پرانے زنگار ہیں جو خیال میں نہیں آ سکتا کہ دور ہو سکیں تاہم خدائے تعالیٰ اپنی قدرتیں دکھائے گا اور اسلام کا حامی ہوگا۔

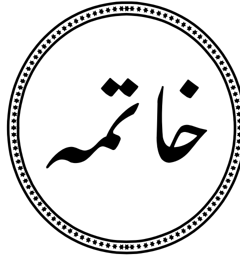
عورتوں کو کچھ نصیحت

ہمارے اس زمانہ میں بعض خاص بدعات میں **عورتیں** بھی مبتلا ہیں وہ **تعدّد نکاح** کے مسئلہ کو نہایت بری نظر سے دیکھتی ہیں گویا اُس پر ایمان نہیں رکھتیں ان کو معلوم نہیں کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے پس اگر اسلام میں تعدد نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا تو ایسی صورتیں کہ جو مردوں کے لئے نکاح ثانی کے لئے پیش آ جاتی ہیں اس شریعت میں ان کا کوئی علاج نہ ہوتا۔ مثلاً اگر عورت دیوانہ ہو جائے یا مجذوم ہو جائے یا ہمیشہ کے لئے کسی ایسی بیماری میں گرفتار ہو جائے جو بیکار کر دیتی ہے یا اور کوئی ایسی صورت پیش آ جائے کہ عورت قابل رحم ہو مگر بیکار ہو جاوے اور مرد بھی قابل رحم کہ وہ تجرد پر صبر نہ کر سکے تو ایسی صورت میں مرد کے قویٰ پر یہ ظلم ہے کہ اس کو نکاح ثانی کی اجازت نہ دی جاوے درحقیقت خدا کی شریعت نے انہیں امور پر نظر کر کے مردوں کے لئے یہ راہ کھلی رکھی ہے اور مجبوریوں کے وقت عورتوں کے لئے بھی راہ کھلی ہے کہ اگر مرد بیکار ہو جاوے تو حاکم کے ذریعہ سے خلع کرالیں جو طلاق کے قائم مقام ہے خدا کی شریعت دوا فروش کی دوکان کی مانند ہے پس اگر دوکان ایسی نہیں ہے جس میں سے ہر ایک بیماری کی دوا مل سکتی ہے تو وہ دوکان چل نہیں سکتی پس غور کرو کہ کیا یہ سچ نہیں کہ بعض مشکلات مردوں کے لئے ایسی پیش آ جاتی ہیں جن میں وہ نکاح ثانی کے لئے مضطر ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کس کام کی جس میں کل مشکلات کا علاج نہ ہو۔ دیکھو انجیل میں

طلاق کے مسئلہ کی بابت صرف زنا کی شرط تھی اور دوسرے صدہا طرح کے اسباب جو مرد اور عورت میں جانی دشمنی پیدا کر دیتے ہیں اُن کا کچھ ذکر نہ تھا اس لئے عیسائی قوم اس خامی کی برداشت نہ کر سکی اور آخر امریکہ میں ایک طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا سو اب سوچو کہ اس قانون سے انجیل کدھر گئی اور اے عورتو فکر نہ کرو جو تمہیں کتاب ملی ہے وہ انجیل کی طرح انسانی تصرّف کی محتاج نہیں اور اُس کتاب میں جیسے مردوں کے حقوق محفوظ ہیں عورتوں کے حقوق بھی محفوظ ہیں اگر عورت مرد کے تعدّد ازواج پر ناراض ہے تو وہ بذریعہ حاکم خلع کرا سکتی ہے۔ خدا کا یہ فرض تھا کہ مختلف صورتیں جو مسلمانوں میں پیش آنے والی تھیں اپنی شریعت میں ان کا ذکر کر دیتا تا شریعت ناقص نہ رہتی سو تم اے عورتو اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی شکایت مت کرو بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلا سے محفوظ رکھے بیشک وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے جو دو جوروئیں کر کے انصاف نہیں کرتا مگر تم خود خدا کی نافرمانی کر کے موردِ قہرِ الٰہی مت بنو ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائے گا۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی نظر میں نیک بنو تو تمہارا خاوند بھی نیک کیا جاوے گا اگرچہ شریعت نے مختلف مصالح کی وجہ سے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا ہے لیکن قضا و قدر کا قانون تمہارے لئے کھلا ہے اگر شریعت کا قانون تمہارے لئے قابل برداشت نہیں تو بذریعہ دعا قضا و قدر کے قانون سے فائدہ اُٹھاؤ کیونکہ قضا و قدر کا قانون شریعت کے قانون پر بھی غالب آ جاتا ہے تقویٰ اختیار کرو دنیا سے اور اُس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بیجا طور پر خرچ نہ کرو، خیانت نہ کرو، چوری نہ کرو، گلہ نہ کرو، ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے۔

﴿۶۷﴾

﴿۷۳﴾



یہ تمام نصائح جو ہم لکھ چکے ہیں اِس غرض سے ہیں کہ تا ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے خوف میں ترقی کرے اور تا وہ اس لائق ہو جاویں کہ خدا کا غضب جو زمین پر بھڑک رہا ہے وہ ان تک نہ پہنچے اور تا ان طاعون کے دنوں میں وہ خاص طور پر بچائے جائیں سچی تقویٰ (**آہ بہت ہی کم ہے سچی تقویٰ**) خدا کو راضی کر دیتی ہے اور خدا نہ معمولی طور پر بلکہ نشان کے طور پر کامل متقی کو بلا سے بچاتا ہے ہر یک مکّار یا نادان متقی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر **متقی وہ** ہے جو خدا کے نشان سے متقی ثابت ہو۔ ہر ایک کہہ سکتا ہے کہ میں خدا سے پیار کرتا ہوں۔ مگر خدا سے پیار وہ کرتا ہے جس کا پیار آسمانی گواہی سے ثابت ہو۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ میرا مذہب سچا ہے مگر سچا مذہب اس شخص کا ہے جس کو اسی دنیا میں **نور** ملتا ہے۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ مجھے **نجات** ملے گی مگر اس قول میں سچا وہ شخص ہے جو اسی دنیا میں نجات کے انوار دیکھتا ہے۔ سو تم کوشش کرو کہ خدا کے **پیارے** ہو جاؤ تا تم ہر ایک آفت سے بچائے جاؤ۔ کامل متقی طاعون سے بچایا جائے گا کیونکہ وہ خدا کی **پناہ** میں ہے سو تم کامل متقی بنو جو کچھ خدا نے طاعون کے بارے میں فرمایا تم سن چکے ہو وہ ایک غضب کی آگ ہے پس تم اپنے تئیں اُس آگ سے بچاؤ۔ جو شخص سچے طور پر میری پیروی کرتا ہے اور کوئی خیانت اُس کے اندر نہیں اور نہ کسل اور نہ غفلت ہے اور نہ نیکی کے ساتھ بدی کو جمع رکھتا ہے وہ بچایا جائے گا لیکن وہ جو اس راہ میں سست قدم سے چلتا ہے اور تقویٰ کے راہوں میں پورے طور پر

﴿۷۴﴾

قدم نہیں مارتا یا دنیا پر گرا ہوا ہے وہ اپنے تئیں امتحان میں ڈالتا ہے۔ ہر ایک پہلو سے خدا کی اطاعت کرو اور ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اُس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے کیونکہ علاوہ لنگر خانہ کے اخراجات کے دینی کارروائیاں بھی بہت سے مصارف چاہتی ہیں۔ صدہا مہمان آتے ہیں مگر ابھی تک بوجہ عدم گنجائش مہمانوں کے لئے آرام دہ مکان میسر نہیں جیسا کہ چاہئے۔ چارپائیوں کا انتظام نہیں۔ توسیع مسجد کی ضرورتیں بھی پیش ہیں تالیف اور اشاعت کا سلسلہ بمقابل مخالفوں کے نہایت کمزور ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے جہاں پچاس ہزار رسالے اور مذہبی پرچے نکلتے ہیں ہماری طرف سے بالالتزام ایک ہزار بھی ماہ بماہ نکل نہیں سکتا۔ یہی امور ہیں جن کے لئے ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہئے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔ اگر بے ناغہ ماہ بماہ ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے **اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا** چاہئے کہ زکوٰۃ دینے والا اِسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے اور بہرحال صدق دکھاوے تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے کیونکہ یہ انعام اُن لوگوں کے لئے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں ہمارے **نبی صلی اللہ علیہ وسلم** پر جو روح القدس کی تجلّی ہوئی تھی وہ ہر ایک تجلّی سے بڑھ کر ہے۔ روح القدس کبھی کسی نبی پر کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا اور

کبھی کسی نبی یا اَوتار پر گائے کی شکل پر ظاہر ہوا اور کسی پر کچھ یا مچھ کی شکل پر ظاہر ہوا اور انسان کی شکل کا وقت نہ آیا جب تک **انسان کامل** یعنی ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم **مبعوث نہ ہوا**۔ ﴿۷۵﴾ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوگئے تو روح القدس بھی آپ پر بوجہ کامل انسان ہونے کے انسان کی شکل پر ہی ظاہر ہوا اور چونکہ روح القدس کی قوی تجلّی تھی جس نے زمین سے لے کر آسمان کا **اُفق** بھر دیا تھا اس لئے قرآنی تعلیم **شرک** سے محفوظ رہی لیکن چونکہ عیسائی مذہب کے **پیشوا** پر روح القدس نہایت **کمزور** شکل میں ظاہر ہوا تھا یعنی **کبوتر** کی شکل پر اس لئے ناپاک روح یعنی شیطان اس مذہب پر **فتح یاب ہوگیا** اور اس نے اپنی عظمت اور قوت اس قدر دکھلائی کہ ایک عظیم الشان **اژدھا** کی طرح حملہ آور ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے عیسائیت کی ضلالت کو دنیا کی سب ضلالتوں سے اوّل درجہ پر شمار کیا ہے اور فرمایا کہ قریب ہے کہ آسمان و زمین پھٹ جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں کہ زمین پر یہ ایک بڑا گناہ کیا گیا کہ **انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا** اور قرآن کے اوّل میں بھی عیسائیوں کا ردّ اور ان کا ذکر ہے جیسا کہ آیت **اِیَّاکَ نَعۡبُدُ** اور **وَلَا الضَّآلِّیۡنَ** سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے آخر میں بھی عیسائیوں کا ردّ ہے جیسا کہ سورۃ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ[1] سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے درمیان بھی عیسائی مذہب کے فتنہ کا ذکر ہے جیسا کہ آیت تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡہُ[2] سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن سے ظاہر ہے کہ جب سے کہ دنیا ہوئی مخلوق پرستی اور دجل کے طریقوں پر ایسا زور کبھی نہیں دیا گیا اسی وجہ سے مباہلہ کے لئے بھی عیسائی ہی بلائے گئے تھے نہ کوئی اور مشرک۔ اور یہ جو روح القدس پہلے اس سے پرندوں یا حیوانوں کی شکل پر ظاہر ہوتا رہا اس میں کیا نکتہ تھا سمجھنے والا خود سمجھ لے اور اس قدر ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ہمارے نبی صلعم کی انسانیت اس قدر زبردست ہے کہ روح القدس کو بھی

[1] الاخلاص:۲تا۴ [2] مریم: ۹۱

انسانیت کی طرف کھینچ لائی پس تم ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہو کر کیوں ہمت ہارتے ہو تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق وصفا سے حیران ہو جائیں اور تم پر درود بھیجیں۔ تم ایک موت اختیار کرو تا تمہیں زندگی ملے اور تم نفسانی جوشوں سے اپنے اندر کو خالی کرو تا خدا اس میں اُترے۔ ایک طرف سے پختہ طور پر قطع کرو اور ایک طرف سے کامل تعلق پیدا کرو خدا تمہاری مدد کرے۔ ﴿۷۶﴾

اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمہارے لئے مفید ہو اور تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بن جاؤ اور زمین اُس نور سے روشن ہو جو تمہارے رب سے تمہیں ملے۔ آمین ثم آمین۔

یَا عِبَادَاللّٰہِ اُذَکِّرُکُمْ اَیَّامَ اللّٰہِ وَاُذَکِّرُکُمْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ۔ اِنَّہٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّہٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَہَنَّمَ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی[1] **فَلَا تُخْلِدُوْا اِلٰی زِیْنَۃِ الدُّنْیَا وَ زُوْرِھَا وَاتَّقُوا اللّٰہَ، وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ**[2]**۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا**[3]**۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔**

پیشگوئی متعلق طاعون در نظم

نشان اگرچہ نہ در اختیارِ کس بودست	مگر نشان بدہم از نشان زِ دا دارم
کہ آن سعید زِ طاعون نجات خواہد یافت	کہ جَست و جُست پناہے بچار دیوارم
مرا قسم بخداوند خویش و عظمت او	کہ ہست این ہمہ از وحی پاک گفتارم
چہ حاجت است بہ بحث دِگر ہمیں کافیست	برائے آنکہ سیہ شد دلش زِ انکارم
اگر دروغ براید ہر آنچہ وعدۂ من	رواست گر ہمہ خیزند بہر پیکارم

[1] طٰہٰ:۷۵ [2] البقرۃ: ۴۶ [3] الاحزاب:۵۷

درخواست چندہ برائے توسیع مکان

چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں، سخت تنگی واقعہ ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جلّ شانہٗ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفّی کا تھا جس میں ہمارا حصہ ہے اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جز ہو سکتی ہے دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے۔ چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا نہ معلوم کس کس کو اس کی بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہیئے۔ میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔ **والسّلام علٰی من اتبع الھدٰی**

الـمـشـتـہر

مرزا غلام احمد قادیانی

ٹائیٹل بار اول

التبلیغ

یا اہل دار الندوة تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نحکّم الا القرآن ۔ ولا نقبل الا ما وافق قول الرحمان ۔ وہذا ہو الدین القیّم ایہا المتقاعسون ۔ وان القرآن کتاب ختم بہ الہدیٰ ۔ وفیہ کتب قیمۃ وخبر ما یاتی ومضیٰ فبایّ حدیثٍ بعدہ تومنون ۔ اعلموا ان الخیر کلہ فی القرآن وشر الاحادیث ما خالفہ فاحذروہا ایہا المتقون وکلما خالف ہدی القرآن وقصصہ فاعلموا انہ سقط ولا یقبلہ الا الفاسقون ۔ وانی انا المسیح وبالحق امشی واسیح وفیہ انادی واصیح واذکّرکم ایام اللہ فہل انتم تتذکرون ۔ وانی جئتکم ببینۃ من ربی وعلّمت ما لم تعلموا والقرت ما لا تبصرون ۔ اتکذبوننی ولا تجیئوننی ولا تسئلون ان عیسیٰ مات ولا یجیئ باحیاءکم فلا تکذّبوا القرآن ایہا المجترؤن وان کان نازلا قبل یوم القیامۃ کما تزعمون فلم انکر لما سئل عن ضلالۃ النصاری واعتذر بعدم العلم کما انتم تدرسون ولم یقل انی اعلم ما احدثوا بعدی بما رددت الی الدنیا ورئیت ما کانوا یعملون ۔ وکان الحق ان یقول رب انی رجعت الی الدنیا باذنک ولبثت فیہم الی اربعین سنۃ فوجدتہم یعبدوننی وامی وعلیہ یصرّون فکسرت صلبانہم واصلحت شانہم وقتلت کثیرا منہم قد خلوا فی دین اللہ وہم یتضرعون ۔ فاسئلوا عیسیٰ کم لم یکذب یوم القیامۃ ویخفی شہادۃ کانت عندہ کانہ من الذین لا یعلمون ٭ وانی اقسم باللہ انی منہ فعظموا حلف اللہ ان کنتم تتقون ۔ وانی اعطیت کثیرا من الآیات وسدّ القرآن طریقا آخر دونی فاین تفرّون ۔ وقد جئت علی راس المائۃ کما انتم تعلمون ۔ وخسف القمر والشمس فی رمضان ۔ لیکونا آیتین لی من رب الرحمان ۔ ثم انزل الطاعون لعل الناس یتفکرون ۔ فما لکم لا تنظرون الی آی اللہ او تعاف عیونکم ما تنظرون ۔ ایہا الناس عندی شہادات من اللہ فہل انتم تومنون ۔ ایہا الناس عندی شہادات من اللہ فہل انتم تسلمون ۔ وان تعدّوا شہادات ربی لا تحصوہا فاتقوا اللہ ایہا المستعجلون ۔ افکلما جاءکم رسول بما لا تہوی انفسکم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون انا نصرنا من ربنا ولا تنصرون من اللہ ایہا الخائنون ۔ اقتلتمونی بفتاوی القتل او دعاویٍ رفعتموہا الی الحکام ثم لا تتندمون ۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ولن تعجزوا اللہ ایہا المحاربون ۔ وواللہ انی صادق ولست من الذین یختلقون ۔ اتنکروننی وقد تمت علیکم الحجۃ الا ترددون الی اللہ او انتم کمسیحکم خالدون ۔ الا تتدبرون سورۃ النور والتحریم والفاتحۃ او تکرہون قراءتہا او علی انفسکم تحرّمون ۔ وہذہ رسالۃ منی اہدیت لکم یا اہل الندوة لعلکم تفتحون عیونکم او تتم علیکم حجۃ اللہ ولا تعتذرون بعدہا ولا تختصمون ۔

وانی سمّیتہا

تحفۃ الندوه

وانی ارسل الیکم رسلی وانظر کیف یرجعون ۔

وانی ادعو اللہ ان یجعلہا مبارکۃ لقوم لا یستکبرون ۔ ربّ اشہد انی بلّغت ما امرت فالتبعی والذین یبلغون رسالاتک ولا یخافون آمین ثم آمین

مطبع ضیاء الاسلام قادیان باہتمام حاجی حکیم فضلدین صاحب طبع ہوا

تعداد جلد ۱۶۰۰

اَلتَّـــبْلِيْـــغ

يَـااهـل دارالندوة تعالوا الٰى كلمةٍ سواءٍ بَيننا وَبَينكُم اَنْ لَّا نُحَكِّمَ اِلَّا القرآن . وَلَا نـقبـل الا مـاوافـق قول الرحمٰن. وهٰذا هو الدين القَيّم ايّها المتقاعسون. وان الـقـرا ٰن كتـاب خُتـم به الهُدىٰ. وفيه كتبٌ قيمّة وخبر ما يأتى وما مضٰى فَبِـاَيِّ حـديث بعده تؤمنون. اعلموا ان الخير كلّه فى القراٰن وشرّ الاحاديث مَا خـالـفـه فـاحـذروهـا ايهـا الـمتقون. وكلما خالف هدى القراٰن وقصصه فـاعـلـمـوا انـه سقط ولا يقبله الّا الفٰسقون. وَاِنّى انا المسيح وبالحق اَمشى واَسيـح ولِـلّٰـه اُنـادى واصيـح وَاُذَكِّـرُكُـمُ ايّام الله فهل انتم تتذّكرون. وانّى جـئتـكـم ببيّـنة مـن ربّـى وعُـلِّـمـتُ مـالـم تُـعـلّموا واَبصرت مالا تُبصرون. اتـكذبوننى ولا تجيئوننى ولا تسئلون ان عيسٰى مات و لا يُحيٰى باحياء كم فـلا تـكـذّبـوا الـقـراٰن ايّهـا المجترء ون. وَاِن كانَ نازلًا قبل يوم القيامة كما تزعمون. فَلِمَ انكر لما سئل عن ضلالة النصارىٰ. واعتذربعدم العلم كما انتم تـدرسـون. ولـم يـقـل انى اعلم ما احدثوابعدى بمارُدِدُتُ الى الدنيا ورئيتُ ما كانوا يعملون. وكان الحق ان يقول ربّ انّى رجعتُ الى الدنيا باذنک ولبثتُ فيهـم الـى اربعين سنة فوجدتهم يعبدونـنى واُمِّـىَ وعـليه يُصِرُّون. فكسرتُ صـلبـانهـم واَصـلـحـتُ زمانهم وقتلت كثيرا منهم فدخلوا فى دين اللّٰه وهم يتـضـرّعون. فاسئلوا عيسٰى كُمُ لِمَ يكذب يوم القيامة ويُخفى شهادة كانت عـنده كأنه من الذين لايعلمون. وانى اقسم بالله انى منه فعظموا حلف اللّٰه ان كـنتم تتقون. وانى اعطيت كثيرا من الاٰيات وسدّ القراٰن طريقًا اٰخرمن دونى فـايـن تفرّون. وقد جئت علٰى رأس المائة كما انتم تعلمون. وخُسفَ

القمر والشمس فی رمضان. لیکونا آیتین لی من ربّی الرّحمٰن ثم انزل الطاعون لعلّ الناس یتفکرون. فمالکم لا تنظرون الی آي اللّٰہ او تعاف عیونکم ما تنظرون . ایھا الناس عندی شھادات من اللّٰہ فھل انتم تؤمنون. ایھا الناس عندی شھادات من اللّٰہ فھل انتم تسلمون. وَاِنْ تَعُدُّوا شھادات ربّی لا تحصوھا فاتقوا اللہ ایھا المستعجلون. اَ فَکُلَّمَا جاء کم رسول بما لا تھوی انفسکم ففریقا کذّبتم و فریقا تقتلون انا نُصِرنا من ربّنا و لَا تُنْصَرُون من اللّٰہ ایھا الخائنون. اَ قتلتمونی بفتاوی القتل او دعاوٍی رفعتموھا الی الحکّام ثم لا تتندمون. کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی ولن تُعجزوا اللّٰہ ایّھاالمحاربون. وَوَاللّٰہِ انّی صادق ولست من الذین یختلفون. اَ تُنکروننی و قد تمت علیکم الحجّة الا تردون الی اللّٰہ او انتم کمسیحکم خالدون. الا تتدبرون سورة النور و التحریم والفاتحة اَو تَکْرَھُون قراء تھا او علی انفسکم تُحرّمون. وھذہ رسالة منّی اھدیتُ لکم یا اھل **الندوة** لعلّکم تفتحون عیونکم اوتتمّ علیکم حجة اللّٰہ فلا تعتذرون بعدھا ولا تختصمون. وانی سمیتھا

تُحْفَة النَّدْوَة

وانّی اُرْسل اِلیکم رُسلی وانظر کیف یرجعون
وانّی اَدعو اللّٰہ ان یّجعلھا مبارکة لقوم لا یستکبرون. ربّ اشھد انّی بلَّغْتُ مَااَمَرْتَ فاکتبنی فِی الّذین یُبَلّغون رسالاتک ولا یخافون. آمین ثُمَّ آمین

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حاجی حکیم فضل دین صاحب طبع ہوا

نظم میر ناصر نواب صاحب دہلوی

کشتیٔ نوح و دعوت الایمان ہے عجب اِک کتاب عالی شان

تازہ ہوتا ہے اس کو پڑھ کر دیں اس سے بڑھتی ہے رونق ایمان

ہے یہ آبِ حیات سے بہتر مُردہ روحوں کو بخشتی ہے جان

اس کی تعریف سے ہوں مَیں عاجز وصف سے اس کے لال میری زبان

گُمرہوں کی ہے رہنما یہ کتاب ہے ہدایت کا ان کے یہ سامان

بیکسوں کی ہے تکیہ گاہ یہی لاعلاجوں کا اس میں ہے درمان

ہیں مضامین اس کے لاثانی ہے خدا کے رسول کا یہ نشان

اس سے کھلتے ہیں دین کے عقدے غور سے گر اسے پڑھے انسان

علم آتا ہے جہل جاتا ہے دور ہوتے ہیں اس سے وہم و گمان

باغ دنیا نہیں یہ جنت ہے جس میں پھرتے ہیں حور اور غلمان

اس میں ہیں شِیر و شہد کی نہریں جا بجا اس میں قصر عالی شان

کشتیٔ بے نظیر ہے یہ مفت کوئی اُجرت کا یاں نہیں خواہان

جس نے ہم کو عطا یہ کشتی کی ایسے ملّاح پر ہیں ہم قربان

یا الٰہی تو ہم کو دے توفیق کیونکہ تو ہے رحیم اور رحمان

دور ہوں ہم سے نفس کے جذبات ہم سے بھاگے پرے پرے شیطان

تیرے حکموں پہ ہم چلیں دن رات دل سے ہم مان لیں ترے فرمان

ہم سے تو خوش ہو تجھ سے ہم راضی جسم سے جب ہمارے نکلے جان

تیرا بندہ ہے ناصؔر عاجز چاہتا ہے یہ تجھ سے تیری امان

تیری رحمت کا تجھ سے خواہاں ہے فضل کا تیرے تجھ سے ہے جویان

دور کر اس کے بوجھ اے مولیٰ راستہ اپنا اس پہ کر آسان

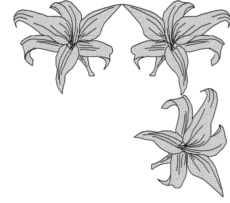
اتقیا میں اسے بھی شامل کر رحم کر رحم اس پہ اے سُبحان

ڈھانک دے اسکے عیب اے ستّار کہ یہ رکھتا ہے تجھ پہ نیک گمان

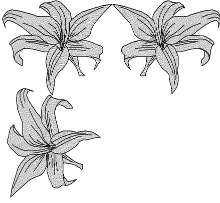
بطفیل محمد و احمد درد کا اِس کے جلد کر درمان

دِل سے اپنے یہ ہے غلامِ امام
کر مدد اِس کی ظاہر و پنہان

﴿۱﴾



رسالہ تحفۃُ الندوہ



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ

بہر دم مددے از خدا ہمی آید
کجاست اہل بصیرت کہ چشم بکشاید

آج ۲؍اکتوبر۱۹۰۲ء کو ایک اشتہار مجھے ملا جو حافظ محمد یوسف پنشنر کی طرف سے میرے نام پر شائع ہوا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ زبانی اِس بات کا اقرار کر چکا ہوں کہ جن لوگوں نے نبی یا رسول یا اور کوئی مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ لوگ ایسے افترا کے ساتھ جس سے لوگوں کو گمراہ کرنا مقصود تھا تئیس۲۳ برس تک (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایّام بعثت کا کامل زمانہ ہے) زندہ رہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور پھر حافظ صاحب اسی اشتہار میں لکھتے ہیں کہ ان کے اس قول کی تائید میں ان کے ایک دوست ابو اسحاق محمد دین نام نے قطع الوتین نام ایک رسالہ بھی لکھا تھا جس میں مدعیان کاذب کے نام معہ مدّتِ دعویٰ تاریخی کتابوں کے حوالہ سے درج ہیں۔ ماحصل اِس تمام تقریر کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حافظ صاحب کو قرآن شریف کی آیت لـو تـقـوّل پر ایمان نہیں ہے اور نہ لانا چاہتے ہیں اور نہ آیت وَاِنۡ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیۡهِ كَذِبُهٗ[1] پر اُن کا عقیدہ ہے اور نہ ایسا عقیدہ رکھنا چاہتے ہیں بلکہ رسالہ قطع الوتین قرآن شریف کی ان آیتوں کو ردّ کر چکا ہے اور ان کے نزدیک گویا یہ تمام آیتیں جیسا کہ وَقَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰی[2] اور جیسا کہ آیت اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰهِ الۡكَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ[3]۔ اور جیسا کہ آیت فَبَدَّلَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا قَوۡلًا غَیۡرَ الَّذِیۡ قِیۡلَ لَهُمۡ فَاَنۡزَلۡنَا عَلَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ[4] یہ سب منسوخ شدہ ہیں جواب واجب العمل نہیں اور پھر اُن آیتوں میں سے وہ بھی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ نبی بعض باتیں

[1] المؤمن:۲۹ [2] طٰہٰ:۶۲ [3] النحل:۱۱۷ [4] البقرۃ:۶۰

میری طرف بناوٹ سے منسوب کر دیتا تو میں اُسے پکڑتا اور اُس کی رگِ جان قطع کر دیتا۔ گویا یہ تمام آیات رسالہ قطع الوتین سے ردّ ہوگئیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ گویا یہ تمام وعید خدا تعالیٰ کے جو اُوپر کی تمام آیتوں میں مفتریوں کے متعلق ہیں یہ بالکل خلاف واقع باتیں تھیں اور یہ انبیاء علیہم السلام اگر نعوذ باللہ افترا کرنے والے ہوتے تب بھی بقول حافظ صاحب ہلاک نہ کئے جاتے تو گویا خدا کی گورنمنٹ میں مفتریوں کے لئے کوئی انتظام نہیں اور وہاں ہر ایک فریب چل جاتا ہے☆ اور یہ امکان باقی رہتا ہے کہ اگر خدا پر کوئی نبی افترا بھی کرتا تو دنیا کی زندگی میں اس کے لئے کوئی عذاب نہ تھا گویا خدا کے قانون سے انسانی گورنمنٹ کے قانون بڑھ کر ہیں کہ ان میں جھوٹی دستاویز بنانے والے دست بدست پکڑے جاتے اور سزا پاتے ہیں اس جگہ یہ مسئلہ بھی حل ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی تکمیل تک جو تیئیس برس کی مدّت تھی مہلت ملنا اور مخالفانہ کوششوں سے جو ہلاک کرنے کے لئے تھیں محفوظ رہنا اور زندگی پوری کر کے خدا کے حکم کے ساتھ جانا جیسا کہ میرے لئے بھی اسّی ۸۰ برس کی زندگی کی پیشگوئی ہے جب تک مَیں سب کچھ پورا کرلوں یہ باتیں حافظ صاحب کی نظر میں معجزہ کے رنگ میں نہیں ہیں اور نہ ایسی پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے کوئی شخص صادق سمجھا جاتا ہے۔ غرض کیا مَیں اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حافظ صاحب کے مذہب کی رُو سے اس حفاظت اور عصمت الٰہی کو اپنی سچائی کی دلیل نہیں ٹھہرا سکتے بلکہ کاذب بھی اس میں شریک ہوسکتا ہے مگر اِس طرح پر تو قرآن شریف کا تمام بیان غلط ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک مفتری پکڑا جائے گا۔ ذلیل ہوگا۔ ہلاک ہوگا۔

﴿۲﴾

☆ جبکہ حافظ صاحب کے نزدیک جھوٹے پیغمبروں کی بھی اس قدر تائید ہوسکتی ہے کہ باوجود دشمنوں کی جان توڑ کوششوں کے وہ اُس وقت تک زندہ رہ سکتے ہیں کہ اپنے دین کو زمین پر جما دیں تو اس اصول سے سچّے نبی سب خاک میں مل گئے اور جھوٹ اور سچ میں سخت گڑ بڑ پڑ گیا اور ظاہر ہے کہ ہزاروں دشمنوں کے صدہا بد ارادوں اور فریبوں اور کوششوں کے مخالف ایک مامور کو زندہ رکھنا اور دین کو زمین پر جما دینا یہ خدا تعالیٰ کا بڑا معجزہ ہے جو سچے اور کامل نبیوں کو دیا جاتا ہے۔ پس جبکہ اس معجزہ میں جھوٹے پیغمبر بھی شریک ہیں تو اِس صورت میں معجزہ بھی قابل اعتبار نہ رہا اور سچے نبی کی سچائی پر کوئی علامت قاطعہ باقی نہ رہی واہ! حافظ صاحب آپ نے اسلام کا ہی خاتمہ کیا۔ حافظ ہوں تو ایسے ہوں۔ منہ

اور فلاح نہیں پائے گا اور انسانی عقل بھی یہی قبول کرتی ہے کہ کذاب جو خدا کے سلسلہ کو عمداً تباہ کرنا چاہتا ہے ہلاک ہونا چاہئے۔ یہی بیان جا بجا خدا کی پہلی کتابوں میں بھی ہے مگر حافظ صاحب کا مقولہ ہے کہ بہتوں نے جھوٹی وحی اور جھوٹی نبوت کے دعوے کئے اور ان دعووں کا سلسلہ تئیس تئیس برس تک جاری رکھا اور اپنی نبوتوں پر اصراری رہے اور اپنا سلسلہ جھوٹی وحی پیش کرنے کا اخیر دم تک نہ چھوڑا یہاں تک کہ اسی کفر پر مر گئے اور خدا نے اُن کی عمر اور کام میں برکت دی اور کوئی عذاب نہ کیا اور نہ ثابت ہو سکا کہ کبھی اُنہوں نے توبہ کی اور کبھی اُن کی توبہ ملک میں شائع ہو کر لوگوں کو اُن کے دوبارہ مسلمان ہونے کی خبر ہوئی اور حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ ان باتوں کا ثبوت رسالہ قطع الوتین میں بخوبی لکھا گیا ہے اور حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ مَیں انعام کا پانسو۵۰۰ روپیہ لینا نہیں چاہتا اس کے عوض یہ چاہتا ہوں کہ ندوۃ العلماء کے سالانہ جلسہ میں جو ابتداء ۹؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء سے بمقام امرتسر منعقد ہوگا جس میں ہندوستان کے مشاہیر علماء شریک ہوں گے مرزا صاحب یعنی یہ عاجز یہ اقرار لکھ دیں کہ جو نظائر پیش کی گئی ہیں (یعنی رسالہ قطع الوتین میں) اگر مقرر کردہ حکم کے نزدیک یعنی ندوہ کے علماء کے نزدیک محک امتحان پر پوری اُتریں یعنی ندوہ نے قبول کر لیا ہو کہ جس عمر کو ابتدا وحی سے مَیں نے پایا ہے اور جس انکشاف سے اور پورے زور اور یقین سے خدا کی وحی پر میرا دعویٰ ہے اور مَیں نے جس طرح ہزارہا کلمات خدا تعالیٰ کی وحی کے اپنی نسبت لکھے ہیں اور دنیا میں مشہور کئے ہیں ایسا ہی ان لوگوں نے مشہور کئے تھے اور خدا پر افترا کیا تھا پھر وہ ہلاک نہ ہوئے بلکہ میرے جیسی اُن کی بھی جماعت ہوگئی تو ایسی صورت میں مجھے اس مجلس میں توبہ کرنی چاہئے، مَیں قبول کرتا ہوں کہ ندوہ کے علماء اگر ان کو خدا نے بصیرت دی ہے اور تقویٰ اور انصاف بھی ہے اور پورے غور کرنے کے لئے وقت بھی ہے تو ضرور وہ میرے بیان اور حافظ صاحب کی قطع الوتین کو دیکھ کر سچا فتویٰ دے سکتے ہیں۔ مگر مَیں ندوہ کے پاس امرتسر میں آ نہیں سکتا کیونکہ میرا ان لوگوں پر حسن ظن نہیں ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ مَیں نہ تو ان لوگوں کو متّقی سمجھتا ہوں (آئندہ اگر خدا کسی کو متقی کردے تو اُس کا فضل ہے) اور نہ عارف حقائقِ قرآن

﴿۳﴾

خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ امر لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَھَّرُوۡنَ[۱] پر موقوف ہے پھر مَیں اُن کا حَکَم ہونا کس وجہ سے منظور کروں ہاں اگر چند منتخب مولوی ان میں سے بطور طالبِ حق قادیان میں آجاویں تو مَیں زبانی ان کو تبلیغ کر سکتا ہوں ورنہ خدا کا کام چل رہا ہے کوئی مخالف اِس کو روک نہیں سکتا مخالف سے فتویٰ لینا کیا معنے رکھتا ہے ہاں البتہ ہم حافظ صاحب کے اس اشتہار سے ندوہ کے لئے ایک موقع تبلیغ کا نکالتے ہیں حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوّت کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اُس وقت تک ایک ذرہ قابلِ اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعویٰ پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہوسکتا ہے جب تک اُسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی افترا اور جھوٹے دعویٰ نبوّت پر مرے اور اُن کا کسی اُس وقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا اور نہ وہ قبرستان مسلمانوں میں دفن کئے گئے اور ایسا ہی یہ حکایتیں ہرگز ثابت نہیں ہوسکتیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ ان کی تمام عمر کے مفتریات جن کو انہوں نے بطور افترا خدا کا کلام قرار دیا تھا وہ اب کہاں ہیں اور ایسی کتاب ان کی وحی کی کس کس کے پاس ہے تا اس کتاب کو دیکھا جائے کہ کیا کبھی اُنہوں نے کسی قطعی یقینی وحی کا دعویٰ کیا اور اس بناء پر اپنے تئیں ظلّی طور پر یا اصلی طور پر نبی اللہ ٹھہرایا ہے اَور اپنی وحی کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وحی کے مقابل پر منجانب اللہ ہونے میں برابر سمجھا ہے تا تَقَوَّلَ کے معنے اس پر صادق آویں۔ حافظ صاحب کو معلوم نہیں کہ تَقَوَّلَ کا حکم قطع اور یقین کے متعلّق ہے پس جیسا کہ مَیں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو مَیں سُناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حَکَم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابلِ مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اُس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اُس کو ردّ کر دیا مَیں صرف

﴿۴﴾

[۱] الواقعۃ:۸۰

یہ نہیں کہتا کہ مَیں اگر جھوٹا ہوتا تو ہلاک کیا جاتا بلکہ مَیں یہ بھی کہتا ہوں کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد اور آنحضرت صلعم کی طرح مَیں سچا ہوں اور میری تصدیق کے لئے خدا نے دس۱۰ ہزار سے بھی زیادہ نشان دکھلائے ہیں۔ قرآن نے میری گواہی دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گواہی دی ہے۔ پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ جو یہی **زمانہ** ہے اور قرآن بھی میرے آنے **کا زمانہ** متعین کرتا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی اور زمین نے بھی اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا اور یہ جو مَیں نے کہا کہ میرے دس۱۰ ہزار نشان ہیں یہ بطور کفایت لکھا گیا ورنہ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر ایک سفید کتاب ہزار جُز کی بھی کتاب ہو اور اس میں مَیں اپنے دلائل صدق لکھنا چاہوں تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ کتاب ختم ہو جائے گی اور وہ دلائل ختم نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے اِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ وَ اِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ [۱] یعنی اگر یہ جھوٹا ہوگا تو تمہارے دیکھتے دیکھتے تباہ ہو جائے گا اور اس کا جھوٹ ہی اس کو ہلاک کر دے گا لیکن اگر سچا ہے تو پھر بعض تم میں سے اس کی پیشگوئیوں کا نشانہ بنیں گے اور اس کے دیکھتے دیکھتے اس دار الفنا سے کوچ کریں گے۔ اب اِس معیار کے رُو سے جو خدا کے کلام میں ہے مجھے آزماؤ اور میرے دعوے کو پرکھو کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ان مولوی صاحبوں نے میرے تباہ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا کُفر نامہ تیار کرتے کرتے ان کے پَیر گِھس گئے۔ گالیوں کے اشتہار شائع کرتے کرتے شیعوں کو بھی پیچھے ڈال دیا میرے پر خون کے مقدمات بنائے گئے اور کئی دفعہ فوجداری الزاموں کے نیچے رکھ کر مجھے عدالت تک پہنچایا گیا۔ میری طرف آنے والوں پر وہ سختی کی گئی کہ بجز صحابہ کی اُس زندگی کے جب مکّہ میں تھے دنیا میں اِس توہین اور تحقیر اور ایذا کی نظیر نہیں پائی جاتی بعض میرے متعلقین غیر ممالک کے انہیں ممالک میں قتل کئے گئے۔ غرض اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ میرے معدوم کرنے کے لئے اور لوگوں کو میری طرف آنے سے منع کرنے کے لئے ناخنوں تک زور لگایا گیا اور کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا بہت سے بے حیائی کے

﴿۵﴾

[۱] المؤمن:۲۹

کام بھی انہیں مولویوں میں سے بعض سے ظہور میں آئے میرے پر جھوٹی مخبریاں بھی کی گئیں اور خواہ نخواہ گورنمنٹ کو خلاف واقعہ باتوں کے ساتھ اُکسایا گیا مگر کچھ خبر ہے کہ اس کا نتیجہ آخر کار کیا ہوا؟ یہ ہوا کہ میں ترقی کرتا گیا جب یہ لوگ میری تکفیر اور تکذیب کے لئے کھڑے ہوئے اور خود بخود پیشگوئیاں کیں کہ جلد تر ہم اِس شخص کو نابود کر دیں گے۔ اُس وقت میرے ساتھ کوئی بڑی جماعت نہ تھی بلکہ صرف چند آدمی تھے جن کو اُنگلیوں پر گن سکتے تھے بلکہ براہین احمدیہ کے زمانہ میں جب براہین احمدیہ چھپ رہی تھی مَیں صرف اکیلا تھا کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُس وقت میرے ساتھ کوئی ایک بھی تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ جبکہ خدا تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ پیشگوئیوں میں مجھے خبر دی تھی کہ اگرچہ تُو اِس وقت اکیلا ہے مگر وہ وقت آتا ہے جو تیرے ساتھ ایک دنیا ہوگی اور پھر وہ وقت آتا ہے جو تیرا اِس قدر عروج ہوگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کیونکہ تُو برکت دیا جائے گا۔ خدا پاک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائے گا اَور انہیں برکت دے گا اور بڑھائے گا اور اُن کی عزّت زمین پر قائم کرے گا جب تک کہ وہ اس کے عہد پر قائم ہوں گے۔ اب دیکھو کہ براہین احمدیہ کی ان پیشگوئیوں کا جن کا ترجمہ لکھا گیا وہ زمانہ تھا جبکہ میرے ساتھ دنیا میں ایک بھی نہیں تھا جبکہ خدا نے مجھے یہ دُعا سکھلائی کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ [۱] یعنی اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اَور تُو سب سے بہتر وارث ہے۔ یہ دُعا الہامی براہین میں درج ہے غرض اس وقت کے لئے تو براہین احمدیہ خود گواہی دے رہی ہے کہ مَیں اُس وقت ایک گمنام آدمی تھا مگر آج باوجود مخالفانہ کوششوں کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ میری جماعت مختلف مقامات میں موجود ہے پس کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں کہ میری مخالفت اور میرے گرانے میں ہر قسم کے فریب خرچ کئے منصوبے کئے مگر یہ سب مولوی اور اُن کے رفیق چھوٹے بڑے سب کے سب نامُراد رہے۔ اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر معجزہ کی تعریف ندوہ کے جُبّہ پوش خود ہی کریں کہ کس چیز کا نام ہے۔ اگر مَیں صاحبِ معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مُردہ روحوں میں نہیں بٹھا دیا تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سورہ نور میں نہیں کہا کہ اِس اُمّت کے خلیفے اِسی اُمّت میں سے

[۱] الانبیاء:۹۰

ہوں گے تو مَیں جھوٹا ہوں اگر قرآن نے میرا نام ابنِ مریم نہیں رکھا تو مَیں جھوٹا ہوں اے فانی انسانو! ہشیار ہو جاؤ اور سوچو کہ بجز اِس کے معجزہ کیا ہوتا ہے کہ اِس قدر مخالفوں کے جنگ وجدل کے بعد آخر براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گئی تھیں تم ثابت نہیں کر سکتے کہ اس زمانہ میں ایک فرد انسان بھی میرے ساتھ تھا مگر اِس وقت اگر میری جماعت کے لوگ ایک جگہ آباد کئے جاویں تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شہر امرتسر سے بھی کچھ زیادہ ہوگا۔ حالانکہ براہین کے زمانہ میں جب یہ پیشگوئی کی گئی مَیں صرف اکیلا تھا پھر اگر مولویوں کی مزاحمت درمیان نہ ہوتی تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی پر دوہرا رنگ نہ چڑھتا لیکن اب تو مولویوں اور اُن کے تابعداروں کی مخالفانہ کوششوں نے اِس اعجاز پر دوہرا رنگ چڑھا دیا اور بجائے اس کے کہ حسب مضمون اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ[1] مجھے صرف صادق ہونے کی وجہ سے اِس آیت کی مقرر کردہ علامت سے بریّت مل جاتی۔ اب تو اس کے علاوہ براہین احمدیہ کی عظیم الشان پیشگوئیاں جو اِس زمانہ سے بیس بائیس برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں وہ پوری ہو گئیں اور ہزارہا اہلِ فضل وکمال میرے ساتھ ہو گئے۔ اب دوسرا جزو اِس آیت کا دیکھو وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ[2] یہ معیار بھی کیسا اعجازی رنگ میں پورا ہوا خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ **انّی مھین من اراد اھانتک** ہر ایک شخص جو تیری اہانت کرے گا وہ نہیں مرے گا جب تک وہ اپنی اہانت نہ دیکھ لے۔ اب مولویوں سے پوچھ لو کہ اُنہوں نے میرے مقابل پر خدا کے حکم سے کوئی ذلت بھی دیکھی ہے یا نہیں۔ اب کون میری توہین کرنے والا بول سکتا ہے کہ قرآن کی یہ پیشگوئی جو یُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ[2] ہے میری تائید کے لئے ظہور میں نہیں آئی بلکہ قرآن شریف نے **بعض** کے لفظ سے جتلا دیا کہ وعید کی پیشگوئی کے لئے بعض کا نمونہ کافی ہے اور اِس جگہ نمونے تھوڑے نہیں۔ کیا مخالفوں کی اِس میں کچھ تھوڑی ذلت ہے کہ غلام دستگیر اپنی کتاب فتح رحمانی میں یعنی صفحہ ۲۷ میں میرے پر عام لفظوں میں بددُعا کر کے یعنی فریقین میں سے کاذب پر بددُعا کر کے خود ہی چند روز کے بعد مر گیا☆۔ محمد حسن

﴿۶۰﴾

☆ دیکھو کہ کیا یہ معجزہ نہیں کہ جس مولوی نے مکّہ کے بعض نادان ملانوں سے میرے پر فتویٰ کفر کا لکھوایا تھا۔ وہ مباہلہ کر کے خود ہی مر گیا۔ **منہ**

[1] و [2] المؤمن:۲۹

بھیں نے اپنی تحریر میں لعنت اللّٰہ علی الکاذبین کا لفظ میرے مقابل پر بولا وہ کتاب پوری نہ کرنے پایا کہ سخت عذاب سے مر گیا۔ پیر مہر علی شاہ نے اپنی کتاب میں میرے مقابل پر لعنت اللّٰہ علی الکاذبین کہا وہ معًا جُرم سرقہ میں اِس طرح گرفتار ہوا کہ اُس☆ نے ساری کتاب محمد حسن مُردہ کی چُرا لی اور کہا کہ مَیں نے بنائی ہے اور جھوٹ بولا اور اس کا نام سیف چشتیائی رکھا اور پھر تیسری مصیبت یہ کہ محمد حسن مُردہ نے جس قدر میری کتاب اعجاز المسیح پر جرح خیال کیا تھا وہ جرح بھی سارا غلط ثابت ہوا اُس نے ابھی نظر ثانی نہیں کی تھی کہ وہ مَر گیا اس نادان نے جو عربی سے بے بہرہ ہے اس تمام جرح کو سچ سمجھ لیا۔ اب بتلاؤ کہ یہ بھی ایک قسم کی موت ہے یا نہیں کہ کتاب کا مسودہ چُرایا اور وہ چوری پکڑی گئی اور پھر گدی نشین ہو کر صریح جھوٹ بولا کہ یہ کتاب مَیں نے بنائی ہے اور پھر جو کچھ چُرایا وہ ایسی غلطیاں تھیں کہ گویا نجاست تھی۔ کیا اِس عذاب سے عذابِ جہنّم زیادہ ہے ۞ پھر حافظ صاحب کی خدمت میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرے توبہ کرنے کے لئے صرف اتنا کافی نہ ہوگا کہ بفرضِ محال کوئی کتاب الہامی مدعی نبوت کی نکل آوے جس کو وہ قرآن شریف کی طرح (جیسا کہ میرا دعویٰ ہے) خدا کی ایسی وحی کہتا ہو جس کی صفت میں لا ریب فیہ ہے۔ جیسا کہ میں کہتا ہوں اور پھر یہ بھی ثابت ہو جائے کہ وہ بغیر توبہ کے مَرا اور مسلمانوں نے اپنے

﴿۷﴾

☆ مہر علی نے محمد حسن مُردہ کی نکتہ چینی پر بھروسہ کر کے یہ جاہلانہ الزام میرے پر لگایا کہ عرب کی بعض مشہور مثالیں یا فقرے جو مقامات حریری وغیرہ نے بھی نقل کئے ہیں وہ بطور اقتباس میری کتاب میں بھی پائے جاتے ہیں جو دو[۲] تین[۳] سطر سے زیادہ نہیں گویا اس نادان کی نظر میں یہ چوری ہوئی۔ سو اس وقت ضرور تھا کہ وہ پیشگوئی اپنا چہرہ دکھلاتی کہ انّی مھین من اراد اھانتک لہٰذا وہ ایک ساری کی ساری کتاب کا چور ثابت ہوا اور جھوٹ بولا اور غلط نکتہ چینی کی پیروی کی اور متنبہ نہ ہو سکا کہ یہ غلط ہے اس طرح وہ تین سنگین جُرموں میں پکڑا گیا۔ کیا یہ معجزہ نہیں۔ منہ

۞ مہر علی کی یہ چوری اور پھر جہالت سے غلطیوں پر بھروسہ کرنا اور نادانی سے ابن مریم کو زندہ قرار دینا وغیرہ امور جو سراسر جہل اور نادانی کے تقاضا سے اس سے صادر ہوئے اس کے بارے میں میری طرف سے ایک زبردست کتاب تالیف ہو رہی ہے جس کا نام نزول المسیح ہے جس سے تنبور چشتیائی پاش پاش ہو کر اس میں صرف گرد و غبار رہ جائے گی کہ جو مہر علی کی آنکھوں میں پڑے گی اور اس کی زندگی کو تلخ کر دے گی۔ یہ کتاب گیارہ جُز تک چھپ چکی ہے۔ منہ

قبرستان میں اس کو دفن نہ کیا اور کسی عذاب سے ہلاک نہ ہوا تو صرف اسی قدر سے کوئی کاذب مدعی نبوت میرے برابر نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ میری تائید میں **معجزات** بھی ہیں اور بااین ہمہ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر حافظ صاحب کوشش کرتے کرتے دنیا سے رخصت بھی ہو جائیں یا کسی اور ابواسحاق محمد دین سے ایک اور ہزار رسالہ قطع الوتین کا تصنیف بھی کرالیں اور گو ایسا شخص اپنے لئے خودکشی پسند کر کے قطع الوتین ہی کر لے مگر پھر بھی حافظ صاحب کے نصیب نہ ہوگا کہ جس طرح مَیں تقریباً تئیس۲۳ برس سے اپنی وحی برابر آج کے دن تک شائع کرتا رہا ہوں اسی طرح اُس کی مسلسل تئیس برس کی وحی کا مجموعہ پیش کر سکیں جس پر اُس نے میری طرح قسم کھا کر بیان کیا ہو کہ یہ وحی یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام ہے اگر مَیں نے جھوٹ بولا ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو جیسا کہ مَیں اپنی کتابوں میں یہی الفاظ اپنی نسبت لکھ چکا ہوں۔ یہ تو ایک ادنیٰ درجہ کی بات ہے کہ جھوٹوں کے ساتھ میرا موازنہ کیا جائے مگر مَیں تو اِس سے بڑھ کر اپنا ثبوت رکھتا ہوں کہ ہزارہا **معجزات** اب تک ظاہر ہو چکے ہیں جن کے ہزارہا گواہ ہیں اور قرآن شریف میرا مصدّق ہے۔ کیا یہ میرا حق نہیں ہے کہ مقابلہ کے وقت ان ثبوتوں کو کسی کاذب پیش کردہ کی نسبت آپ سے طلب کروں۔ بھلا بتلائیں کہ میرے بغیر کس کے لئے بموجب حدیث دارقطنی کے **کسوف خسوف** ہوا کس کے لئے بموجب احادیث صحیحہ کے **طاعون** پڑی۔ کس کے لئے **ستارہ ذوالسنین** نکلا۔ کس کے لئے **لیکھر**ام وغیرہ کے نشان ظاہر ہوئے۔ لیکن **ندوۃ العلماء** اگر اپنے تئیں اسم بامسمّٰی کرنا چاہے تو اب اس کی اپنی ذاتی ہدایت کے لئے خواہ حافظ صاحب اس سے کچھ حصہ لیں یا نہ لیں اس قدر بھی کافی ہوسکتا ہے کہ حافظ صاحب سے تو ایسے **مدعیان نبوت** کا حلفًا ثبوت مانگے جن کی وحی کا ذب کا قرآن شریف کی طرح تئیس۲۳ برس تک برابر سلسلہ جاری رہا اور اُن سے ثبوت مانگے کہ کہاں انہوں نے قسم کے ساتھ بیان کیا کہ ہم درحقیقت نبی ہیں اور ہماری وحی قرآن کی طرح قطعی یقینی ہے اور یہ بھی ثبوت مانگے کہ کیا وہ لوگ اس زمانہ کے مولویوں کے فتوے سے کافر ٹھہرائے گئے تھے یا نہیں اور اگر نہیں ٹھہرائے گئے تو اِس کی کیا وجہ۔ کیا ایسے مولوی فاسق فاجر تھے یا نہیں جنہوں نے دین میں ایسی لاپروائی ظاہر کی اور یہ بھی ثبوت مانگے

کہ ایسے لوگ کن قبروں میں دفن کئے گئے کیا مسلمانوں کی قبروں میں یا علیحدہ اور اسلامی سلطنت☆ میں قتل ہوئے یا امن سے عمر گزاری۔ **حافظ** صاحب سے تو یہ ثبوت طلب کیا جائے اور پھر میرے **معجزات** اور دیگر دلائل نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے طلبِ **ثبوت** کے لئے **بعض منتخب علماء ندوہ کے** قادیان میں آویں اور **مجھ** سے **معجزات** اور دلائل یعنی نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا ثبوت لیں پھر اگر سنّت انبیاء علیہم السلام کے مطابق مَیں نے پورا ثبوت نہ دیا تو مَیں راضی ہوں کہ میری کتابیں جلائی جائیں لیکن اس قدر محنت اُٹھانا بڑے **باخدا** کا کام ہے **ندوہ** کو کیا ضرورت جو اس قدر سر درد اُٹھاوے اور کونسا **فکر آخرت** ہے **تا خدا** سے ڈرے مگر ندوہ کے علماء ایک ایک کر کے یاد رکھیں کہ وہ ہمیشہ اس **دنیا** میں نہیں رہ سکتے موتیں پکار رہی ہیں اور جس **لہو ولعب** میں وہ مشغول ہو رہے ہیں جس کا نام وہ **دین** رکھتے ہیں خدا آسمان پر دیکھ رہا ہے اور جانتا ہے کہ وہ **دین** نہیں ہے وہ ایک **چھلکے** پر راضی ہیں اور **مغز** سے بے خبر ہیں یہ اسلام کی خیر خواہی نہیں بلکہ بدخواہی ہے۔ **کاش** اگر ان کی آنکھیں ہوتیں تو وہ سمجھتے کہ دنیا میں بڑا گناہ کیا گیا کہ خدا کے **مسیح** کو ردّ کر دیا گیا اِس بات کا ہر ایک کو مَرنے کے بعد پتہ لگے گا اور حافظ صاحب مجھے ڈراتے ہیں کہ تم اگر امرتسر میں نہ آئے تو اپنے دعوے میں تمام دنیا میں کاذب سمجھے جاؤ گے۔ **اے حافظ صاحب!** دنیا کس کی ہے خدا کی یا آپ کی۔ آپ لوگ تو اب بھی مجھے کاذب ہی سمجھ رہے ہیں۔ اِس کے بعد اور کیا سمجھیں گے۔ آپ کی دنیا کی ہمیں کیا پرواہ۔ ہر ایک نفس میرے خدا کے قدموں کے نیچے ہے۔ اے بداندیش حافظ سُن۔ تجھے کیا خبر کہ کس قدر خدا کی تائید میری ترقی کر رہی ہے۔ حاسد اگر مر بھی جائے تو یہ ترقی رُک نہیں سکتی کیونکہ خدا کے ہاتھ سے اور خدا کے وعدہ کے موافق ہے نہ انسان کے ہاتھ سے۔ خدا نے میری جماعت سے پنجاب اور ہندوستان کے شہروں کو بھر دیا۔ چند سال میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ اشخاص نے میری بیعت کی۔ کیا ابھی آپ نہیں سمجھتے کہ آسمان پر کس کی تائید ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں تو دس ہزار

﴿۸﴾

☆ اسلام کی سلطنت میں ثبوت دینے میں یہ کافی نہیں کہ ایسا شخص جو مدعی نبوت تھا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور نہ اس کا جنازہ پڑھا گیا بلکہ کافی ثبوت کے لئے یہ ثابت کرنا بھی ہوگا کہ وہ قتل بھی کیا گیا کیونکہ وہ مُرتد تھا لیکن حافظ صاحب اگر یہ ثبوت دیدیں تو گویا جس امر سے بھاگتے تھے اُسی کو قبول کرلیں گے۔ منہ

کے قریب تو طاعون کے ذریعہ سے ہی میری جماعت میں داخل ہوئے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ تھوڑے دنوں میں میری جماعت سے زمین بھر جائے گی۔ اے حافظ صاحب! کیا آپ وہی حافظ صاحب نہیں جنہوں نے مجھ کو بلا واسطہ دیگرے کہا تھا کہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کہتے تھے کہ قادیان پر **ایک نور نازل** ہوا جس سے میری اولاد محروم رہ گئی افسوس آپ نے قبر میں عبداللہ صاحب کو دُکھ دیا کیا ان کے قول کے مخالف یہ طریق خلاف آپ کو لازم تھا۔ پھر کیا میاں محمد یعقوب آپ کے حقیقی بھائی نہیں ہیں۔ اُن سے بھی تو ذرا پوچھ لیا ہوتا وہ تو قریباً دس۱۰ برس سے دوہائی دے رہے ہیں کہ ان کو بھی مولوی عبداللہ صاحب غزنوی نے قادیان کا ہی حوالہ دیا تھا کہ نور قادیان میں ہی نازل ہوگا اور وہ غلام احمد ہے اور انہوں نے خبر دی ہے کہ وہ اب تک اِس گواہی پر قائم ہیں اور اُن کا خط موجود۔ پھر آپ حافظ کہلا کر حقیقی حافظ پر توکّل نہیں رکھتے قوم کے ڈر سے جھوٹ بولتے ہیں۔ مَیں سوچ میں ہوں کہ عبداللہ صاحب کے یہ کیسے مکاشفات تھے۔ جو اُن کے ساتھ ہی خاک میں مل گئے۔ آپ جیسے اُن کے بڑے خلیفہ نے بھی اُن کا قدر نہ کیا۔ **والسّلام علٰی من اتّبع الھدیٰ۔**

المؤلّف مرزا غلام احمد قادیانی ۔ ۴ /اکتوبر ۱۹۰۲ء

﴿۹﴾

تمام مُسلمانوں اور تمام سچائی کے بھوکوں
اور
پیاسوں کے لئے ایک بڑی خوشخبری



حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کی خارق عادت زندگی اور خلاف نصوص قرآنیہ مع جسم آسمان پر چلے جانا اور باوجود وفات یافتہ نہ ہونے کے پھر وفات یافتہ نبیوں کی روحوں میں جو ایک رنگ سے بہشت میں داخل ہو چکے داخل ہو جانا یہ تمام ایسی باتیں تھیں کہ درحقیقت سچے مذہب کے لئے ایک داغ تھا اور نیز مدت دراز سے مغربی مخلوق پرستوں کا موحّدین اہلِ اسلام کے ذمہ ایک قرضہ چلا آتا تھا اور نادان مسلمانوں نے بھی اس قرضہ کا اقرار کر کے اپنے ذمہ ایک بڑی سودی رقم عیسائیوں کی بڑھا دی تھی جس کی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس ملک ہند میں ارتداد کا جامہ پہن کر عیسائیوں کے ہاتھ میں گرو پڑ گئے تھے اور

کوئی صورت ادائے قرضہ کی نظر نہ آتی تھی۔ جب عیسائی کہا کرتے تھے کہ **ربّنا یسوع** مسیح آسمان پر زندہ مع جسم چڑھ گیا بڑی طاقت دکھلائی خدا جو تھا مگر تمہارا نبی تو ہجرت کرنے کے بعد مدینہ تک بھی پرواز کر کے نہ جا سکا غار ثور میں ہی تین دن تک چھپا رہا آخر بڑی مشکل سے مدینہ تک پہنچا اور پھر بھی عمر نے وفا نہ کی دس برس کے بعد فوت ہو گیا اور اب وہ قبر میں اور زیرِ زمین ہے مگر یسوع مسیح **زندہ** آسمان پر ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اور وہی دوبارہ آسمان سے اُتر کر دنیا کا انصاف کرے گا۔ ہر ایک جو اس کو خدا نہیں جانتا وہ پکڑا جائے گا اور آگ میں ڈالا جائے گا۔

اس کا جواب مسلمانوں کو کچھ بھی نہیں آتا نہایت شرمندہ اور ذلیل ہوتے تھے اب یسوع مسیح کی خوب خدائی ظاہر ہوئی۔ آسمان پر چڑھنے کا سارا **بھانڈا پھوٹ** گیا۔ **اوّل** تو ہزار نسخہ سے زیادہ ایسی طبی کتابیں جن کو پُرانے زمانہ میں رومیوں یونانیوں مجوسیوں عیسائیوں اور سب سے بعد مسلمانوں نے بھی ان کا ترجمہ کیا تھا پیدا ہو گئیں جن میں ایک نسخہ مرہم عیسیٰ کا لکھا ہے اور ان کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔ ازاں بعد کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بھی پیدا ہو گئی۔ پھر اس کے بعد عربی اور فارسی میں پُرانی کتابیں پیدا ہو گئیں جو بعض ان میں سے ہزار برس کی تصنیف ہیں اور حضرت عیسیٰ کی وفات کی گواہی دیتی اور قبر اُن کی کشمیر میں بتلاتی ہیں اور پھر سب کے بعد جو آج ہمیں خبر ملی یہ تو ایک ایسی خبر ہے کہ گویا آج اس نے مسلمانوں کے لئے **عید کا دن** چڑھا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حال میں بمقام یروشلم پطرس حواری کا دستخطی ایک کاغذ پُرانی عبرانی میں لکھا ہوا دستیاب ہوا ہے جس کو کتاب کشتی نوح کے ساتھ شامل کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے واقعہ سے تخمیناً پچاس برس بعد اسی زمین پر **فوت** ہو گئے تھے اور وہ کاغذ ایک عیسائی کمپنی نے **اڑھائی لاکھ روپیہ دے کر خرید لیا ہے** کیونکہ یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ وہ پطرس کی تحریر ہے اور ظاہر ہے کہ اِس قدر ثبوتوں کے جمع ہونے کے بعد جو زبردست شہادتیں ہیں پھر اِس بیہودہ اعتقاد سے جو عیسیٰ زندہ ہے باز نہ آنا ایک دیوانگی ہے امور محسوسہ مشہودہ سے انکار نہیں ہو سکتا سو **مسلمانو تمہیں مبارک ہو آج تمہارے لئے عید** کا دِن ہے اُن پہلے جھوٹے عقائد کو دفع کرو اور اب قرآن کے مطابق اپنا عقیدہ بنالو۔ مکرر یہ کہ یہ آخری شہادت

﴿۱۰﴾

حضرت عیسیٰ کے سب سے بزرگ تر حواری کی شہادت ہے یہ وہ حواری ہے کہ اپنی تحریر میں جو برآمد ہوئی ہے خود اس شہادت کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتا ہے کہ مَیں ابن مریم کا خادم ہوں اور اب مَیں نوّے ۹۰ سال کی عمر میں یہ خط لکھتا ہوں جبکہ مریم کے بیٹے کو مَرے ہوئے تین سال گزر چکے ہیں لیکن تاریخ سے یہ امر ثابت شدہ ہے اور بڑے بڑے مسیحی علماء اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ پطرس اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش قریب قریب وقت میں تھی اور واقعہ صلیب کے وقت حضرت عیسیٰ کی عمر قریباً ۳۳ سال اور حضرت پطرس کی عمر اُس وقت تیس چالیس سال کے درمیان تھی (دیکھو کتاب سمتھس ڈکشنری جلد ۳ صفحہ ۲۴۴۶ و موٹی ٹیولس نیوٹسٹیمنٹ ہسٹری و دیگر کتب تاریخ) اور اس خط کے متعلق اکابر علماء مذہب عیسوی نے بہت تحقیقات کر کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ صحیح ہے اور اس کیلئے بڑی خوشی کا اظہار کیا ہے اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں ایسی عزت سے یہ تحریر دیکھی گئی ہے کہ ایک رقم کثیر اس کے عوض میں وارثان اُس مقدس راہب کو دی گئی ہے جس کے کتب خانہ سے بعد وفات یہ کاغذ برآمد ہوا اور ہمارے نزدیک اس کاغذ کی صحت پر ایک اور قوی دلیل ہے کہ ایسے شخص کے کتب خانہ سے یہ کاغذ نکلا ہے جو رومن کیتھولک عقیدہ رکھتا تھا اور نہ صرف حضرت عیسیٰ کی خدائی کا قائل تھا بلکہ حضرت مریم کی خدائی کا بھی قائل تھا یہ کاغذات اُس نے محض ایک پُرانے تبرکات میں رکھے ہوئے تھے اور چونکہ وہ پُرانی عبرانی تھی اور طرز تحریر بھی پُرانی تھی اس لئے وہ اس کے مضمون سے محض ناآشنا تھا۔ یہ ایک نشان ہے ماسوا اس نئی شہادت کے جو حضرت پطرس کے خط میں سے نکلی ہے۔ متقدمین میں بھی عیسائیوں کے بعض فرقے خود اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر سے ایک موت کی سی سخت بیہوشی میں اُتارے گئے تھے اور ایک غار کے اندر تین دن کے علاج معالجہ سے تندرست ہو کر کسی اور طرف چلے گئے جہاں مدّت تک زندہ رہے ان عقائد کا ذکر انگریزی کتابوں میں مفصل درج ہے جن میں سے کتاب نیو لائف آف جیزس مصنفہ سٹراس اور کتاب ماڈرن ڈوٹ اینڈ کرسچن بیلیف اور کتاب سوپر نیچرل ریلیجن کی بعض عبارتیں ہم نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں درج کی ہیں۔

المؤلف میرزا غلام احمد قادیانی۔ ۶؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء

ٹائیٹل بار اول

الحمد للہ والمنة کہ ضمیمہ نزول المسیح جس کے ساتھ

دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

حسب مستدعا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے

محض پانچ دن میں ابتداء ۵ نومبر ۱۹۰۲ء سے

طیار ہو کر اسکا نام

اعجاز احمدی

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مہر علیشاہ صاحب و مولوی اصغر علی صاحب

و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جنکا نام

رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بمقام قادیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہوا

مملوکہ ماسٹر نور الٰہی ہومیو پیتھ دار الامان قادیان

تعداد اشاعت ۲۵۰۰

﴿۱﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ضمیمہ کتاب نزول المسیح

مرقومہ ۶؍شعبان ۱۳۲۰ھ روز شنبہ مطابق ۸؍نومبر ۱۹۰۲ء

جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار ہے

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ [1]

اے ہمارے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا سچا فیصلہ کر اور تُو ہی ہے جو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

ایّھا النّاظِرُوْن ارشدکم اللہ آپ صاحبوں پر واضح ہو کہ اِس مضمون کے لکھنے کی اس لئے ضرورت پیش آئی کہ موضع مدّ ضلع امرتسر میں باصرار منشی محمد یوسف صاحب کے میرے دو مخلص دوست ایک مباحثہ میں گئے۔ ہماری طرف سے مولوی محمد سرور صاحب مقرر ہوئے اور فریق ثانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو امرتسر سے طلب کر لیا۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس بحث میں خیانت اور جھوٹ سے کام نہ لیتے تو اِس مضمون کے لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن چونکہ مولوی صاحب موصوف نے میری پیشگوئیوں کی تکذیب میں دروغگوئی کو اپنا ایک فرض سمجھ لیا اس لئے خدا نے مجھے اس مضمون کے لکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد‘‘۔ اے منصفین ہماری کتاب نزول المسیح کے پڑھنے والوں پر جس میں ڈیڑھ سو نشان آسمانی صدہا گواہوں کی شہادت کے ساتھ لکھا گیا ہے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ میری تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں اور اگر ان پیشگوئیوں کے پُورا ہونے کے تمام گواہ اکٹھے کئے جائیں تو مَیں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے مگر افسوس کہ تعصّب اور دنیا پرستی ایک ایسا لعنتی روگ ہے جس سے انسان دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سُنتے

☆ چونکہ بٹالہ میں ۷؍نومبر ۱۹۰۲ء کو ایک گواہی کے لئے جانا پڑا اِس لئے اس مضمون کے لکھنے میں تاخیر ہوئی۔ منہ

[1] الاعراف : ۹۰

﴿۲﴾ ہوئے نہیں سنتا اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتا۔ مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری **تائید** میں ظہور میں آئے۔ اگر اُن کے **گواہ** ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اُس کی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو۔ تاہم اِس زمین پر کیسے کیسے گناہ ہو رہے ہیں کہ ان نشانوں کی بھی لوگ **تکذیب** کر رہے ہیں۔

آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی اور **زمین** نے بھی۔ مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ مَیں وہی ہوں جس کے وقت میں **اُونٹ** بیکار ہو گئے اور پیشگوئی آیت کریمہ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ[1] پوری ہوئی۔ اور پیشگوئی حدیث **و لیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا** نے اپنی پوری پوری **چمک** دکھلا دی۔ یہاں تک کہ عرب اور عجم کے اڈیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں **بول اُٹھے** کہ مدینہ اور مکّہ کے درمیان جو ریل طیّار ہو رہی ہے یہی اُس پیشگوئی کا ظہور ہے جو **قرآن** اور **حدیث** میں ان لفظوں سے کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ **نشان** ہے۔ ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں میں خبر دی گئی تھی کہ مسیح موعود کے وقت میں **طاعون** پھیلے گی اور **حج** روکا جائے گا اور **ذوالسنین** ستارہ نکلے گا۔ اور ساتویں ہزار کے سر پر وہ **موعود** ظاہر ہوگا جو مقدّر رہے جو دمشق کے شرقی سمت میں اس کا ظہور ہو اور **نیز وہ صدی** کے سر پر اپنے تئیں ظاہر کرے گا جبکہ **صلیب** کا بہت غلبہ ہوگا۔ سو آج وہ سب باتیں پوری ہوگئیں اور میری تائید میں میرے **ہاتھ** پر خدا نے بڑے بڑے **نشان** دکھلائے۔ آتھم کی موت ایک بڑا نشان تھا جو پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آیا۔ بارہؔ برس پہلے **براہین احمدیہ** میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا گیا تھا اور ایک حدیث بھی اس **واقعہ** کی خبر دے رہی تھی مگر شریر لوگوں نے اس پر ٹھٹھا کیا اور قبول نہ کیا اور اس پیشگوئی کی میعاد شرطی تھی اور پیشگوئی اس لئے نہیں کی گئی تھی کہ وہ عیسائی ہے بلکہ جیسا کہ اس مباحثہ کے رسالہ میں جس کا نام عیسائیوں نے جنگِ مقدس رکھا ہے لکھا ہے سبب اس پیشگوئی کرنے کا یہی تھا کہ اُس نے اپنی کتاب ’’اندرونہ بائبل‘‘ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دجّال رکھا تھا۔ سو اُس کو پیشگوئی کرنے کے وقت قریباً ستّر آدمیوں کے رُو برو سُنا دیا گیا تھا کہ سبب اس پیشگوئی کا یہی

[1] التکویر: ۵

ہے کہ تم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا سو تم اگر اس لفظ سے **رجُوع** نہیں کرو گے تو پندرہ مہینہ میں ہلاک کئے جاؤ گے۔ سو آتھم نے اسی مجلس میں رجوع کیا اور کہا کہ معاذ اللہ مَیں نے آنجناب کی شان میں ایسا لفظ کوئی **نہیں کہا** اور دونوں ہاتھ اُٹھائے اور زبان منہ سے نکالی اور لرزتے ہوئے زبان سے انکار کیا۔ جس کے نہ صرف مسلمان گواہ بلکہ چالیس[۴] سے زیادہ عیسائی بھی گواہ ہوں گے۔ پس کیا یہ **رجوع نہ تھا!** اَور کیا اُس کا ڈرنا اور میعاد پیشگوئی میں اُس بحث کو بکلّی ترک کر دینا جو ہمیشہ میرے ساتھ کرتا تھا اور نیز **شیخ غلام حسن** صاحب مرحوم رئیس اعظم امرتسر کے ساتھ بھی اور میاں **غلام نبی** صاحب برادر میاں اسد اللہ صاحب مرحوم وکیل امرتسر کے ساتھ بھی کیا کرتا تھا۔ کیا یہ دلیل اِس بات کی نہیں ہے کہ وہ ضرور **ڈرا**۔ اور کیا اس کا امرتسر کو چھوڑنا اور غربت میں خاموش زندگی بسر کرنا اور اکثر روتے رہنا اِس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اُس کا دِل **ترسان** اور لرزان ہوا۔ اور کیا اُس کا باوجود **چار ہزار** روپیہ دینے کے قَسم نہ کھانا حالانکہ ثابت کر دیا گیا تھا کہ عیسائی **مذہب میں جواز قسم** ہے اور خود مسیح نے بھی قَسم کھائی اور پولوس نے بھی۔ اِس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ **ڈر گیا؟** پس کیا اب تک دجّال کہنے کے قول سے اُس کا **رجوع** ثابت نہیں ہوا؟ اور کون ثابت کر سکتا ہے کہ بعد اس کے اُس نے پیشگوئی کی میعاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کر کے پُکارا۔ اور پھر باوجود اِس کے جیسا کہ میری پیشگوئی میں تھا کہ کاذب صادق کی زندگی میں مر جائے گا۔ کیا وہ میری زندگی میں نہیں مرا۔ اگر پیشگوئی سچی نہیں نکلی تو مجھے دکھلاؤ کہ آتھم کہاں ہے۔ اس کی عمر تو میری عمر کے برابر تھی یعنی قریب ۶۴ سال کے۔ اگر شک ہو تو اس کی پینشن کے کاغذات دفتر سرکاری میں دیکھ لو کہ کب اور کس عمر میں اُس نے پینشن پائی۔ پس اگر پیشگوئی صحیح نہیں تھی تو وہ کیوں میرے پہلے مر گیا۔ خدا کی **لعنت** اُن لوگوں پر جو جھوٹ بولتے ہیں۔ جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے۔ کون اُس کو روکتا ہے۔

دیکھو لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی اس میں صاف بتلایا گیا تھا کہ وہ چھ برس کے اندر قتل کے ذریعہ سے ہلاک کیا جائے گا اور عید کے دن سے وہ دن ملا ہوا ہوگا۔ وہ کیسی صفائی

﴿۳﴾

سے پوری ہوئی یہاں تک کہ فتح علی شاہ ڈپٹی کلکٹر وغیرہ معزز لوگوں نے جو چار ہزار کے قریب تھے ایک **محضر نامہ** تیار کر کے لکھ دیا کہ کمال صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی حالانکہ یہ لوگ مخالف جماعت میں سے تھے۔ مگر پھر بھی یہ ناخدا ترس نام کے مولوی مانتے نہیں۔ انہیں کے معزز بھائیوں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی شہادتیں موجود ہیں بلکہ اس محضر نامہ میں بہت سے ہندو بھی ہیں مگر تاہم تعصّب ایک ایسی چیز ہے کہ انسانوں کو اندھا کر دیتی ہے۔ یہ پیشگوئیاں ایسی ہیں کہ ایک راستباز کے ان کو سن کر آنسو جاری ہو جائیں گے۔ مگر پھر بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ آخر ہم نے بھی ایک دن مرنا ہے۔ وہ نشان جو ان کو دکھلائے گئے اگر **نوح** کی قوم کو دکھلائے جاتے تو وہ غرق نہ ہوتی۔ اور اگر **لوط** کی قوم ان سے اطلاع پاتی تو اُن پر پتھّر نہ برستے۔ مگر یہ لوگ سورج کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رات ہے یہ تو یہود سے بھی بڑھ گئے۔ خدا کے نشانوں کی تکذیب سہل نہیں اور کسی زمانہ میں اس کا انجام اچھا نہیں ہوا۔ تو اب کیا اچھا ہو جائے گا۔ مگر اس زمانہ میں **دہریّت** پھیل گئی اور دل سخت ہو گئے اور نہیں ڈرتے۔ مَیں ان لوگوں کو کس سے تشبیہ دوں۔ یہ لوگ اُس اندھے سے مشابہ ہیں جو **آفتاب** کے وجود سے انکار کرتا ہے۔ اور اپنے اندھا پن سے متنبہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ اُن یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح ہیں جو صدہا خدا کی تائیدیں اور معجزات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے نہیں دیکھتے اور اُحد کی لڑائی اور حدیبیہ کے قصّہ کو پیش کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی یہودیوں کا یہی حال ہے۔

﴿۴﴾

حال میں ایک یہودی کی تالیف شائع ہوئی ہے جو میرے پاس اس وقت موجود ہے گویا وہ محمد حسین یا ثناء اللہ کی تالیف ہے۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ اس شخص یعنی عیسیٰ سے ایک معجزہ بھی ظہور میں نہیں آیا اور نہ کوئی پیشگوئی اس کی سچی نکلی۔ وہ کہتا تھا کہ داؤد کا تخت مجھے ملے گا۔ کہاں ملا۔ وہ کہتا تھا کہ بارہ حواری بہشت میں بارہ تخت پائیں گے کہاں بارہ کو وہ تخت ملے۔ **یہودا اسکریوطی** تیس روپیہ لے کر اس سے برگشتہ ہو گیا اور حواریوں میں سے کاٹا گیا۔ اور پطرس نے تین مرتبہ اُس پر لعنت بھیجی کیا وہ تخت کے لائق رہا۔ اور نیز کہتا تھا کہ اس زمانہ کے لوگ ہنوز نہیں مریں گے کہ

مَیں واپس آ جاؤں گا۔ کہاں واپس آیا۔ اور پھر یہ یہودی لکھتا ہے کہ اس شخص کے جھوٹا ہونے پر یہی کافی ہے کہ ملاکی نبی کے صحیفہ میں ہمیں خبر دی گئی تھی کہ سچا مسیح جو یہودیوں میں آنے والا تھا وہ ہرگز نہیں آئے گا جب تک الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آ جائے۔ پس کہاں الیاس آسمان سے نازل ہوا۔ اور پھر اس جگہ بہت شور مچاتا ہے اور لوگوں کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ دیکھو ملاکی نبی کی کتاب میں پیشگوئی تو یہ تھی کہ خود الیاس دنیا میں دوبارہ آجائے گا اور یہ شخص یوحنا کو (جو مسلمانوں میں یحیٰی کے نام سے مشہور ہے) الیاس بتاتا ہے۔ گویا اس کا مثیل قرار دیتا ہے۔ مگر خدا نے تو ہمیں مثیل کی خبر نہیں دی۔ اُس نے تو صاف فرمایا تھا کہ خود الیاس دوبارہ آجائے گا اور ہم قیامت کو اگر پوچھے بھی جائیں تو یہی کتاب خدا کے سامنے پیش کردیں گے کہ تُو نے کہاں لکھا تھا کہ مثیل الیاس قبل مسیح موعود بھیجا جائے گا۔ اور ان تحریرات کے بعد حضرت مسیح کی نسبت سخت بدزبانی کرتا ہے۔ کتاب موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔ ﴿۵﴾

اب بتلاؤ کہ اِس یہودی اور مولوی محمد حسین اور میاں ثناء اللہ کا دِل باہم **متشابہ** ہیں یا نہیں۔ میری کسی پیشگوئی کے خلاف ہونے کی نسبت کس قدر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ ایک بھی پیشگوئی جھوٹی نہیں نکلی بلکہ تمام پیشگوئیاں صفائی سے **پوری** ہوگئیں شرطی پیشگوئیاں شرط کے موافق پوری ہوئیں اور ہوں گی۔ اور جو پیشگوئیاں بغیر شرط کے تھیں جیسا کہ لیکھرام کی نسبت پیشگوئی وہ اسی طرح پوری ہوگئیں۔ یہ تو میری پیشگوئیوں کی واقعی حقیقت ہے۔ مگر جو اُس یہودی فاضل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر اعتراض کئے ہیں وہ نہایت سخت اعتراض ہیں بلکہ وہ ایسے سخت ہیں کہ اُن کا تو ہمیں بھی جواب نہیں آتا۔ اور اگر مولوی ثناء اللہ یا مولوی محمد حسین یا کوئی پادری صاحبوں میں سے ان اعتراضات کا جواب دے سکے تو ہم ایک سو روپیہ نقد بطور انعام اُس کے حوالہ کریں گے خدا کہلا کر پیشگوئیوں کا یہ حال اِس سے تو ہمیں بھی تعجب ہے ایسی پیشگوئیوں پر تو نسخ بھی جاری نہیں ہوسکتا تا یہ خیال کیا جائے کہ وہ منسوخ ہوگئی تھیں ہاں وعید کی پیشگوئیاں جیسا کہ آتھم کی پیشگوئی یا احمد بیگ کے داماد کی پیشگوئی ایسی پیشگوئیاں ہیں جن کی قرآن اور توریت کے رُو سے تاخیر بھی ہوسکتی ہے اور ان کا التوا ان کے کذب کو مستلزم نہیں کیونکہ خدا اپنے وعید کے روکنے پر اختیار رکھتا ہے جیسا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے کیونکہ

یونس نبی کی پیشگوئی جو عذاب کے لئے تھی اس کے ساتھ کوئی شرط توبہ وغیرہ کی نہیں تھی تب بھی عذاب ٹل گیا اور کوئی مسلمان یا عیسائی نہیں کہہ سکتا کہ یونس جھوٹا تھا۔ دیکھو کتاب یونہ نبی۔ اور دُرِّ منثور۔

اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جس کی رُو سے اُن کو اِسلام ہی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر اُن کے دِل میں تقویٰ ہوتی تو ایسے اعتراض کبھی نہ کرتے جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں اور پھر تعجب یہ کہ ہزارہا پیشگوئیوں پر جو عین صفائی سے پوری ہوگئیں نظر نہیں ڈالتے۔ اور اگر کوئی ایک پیشگوئی اپنی حماقت سے سمجھ میں نہ آوے تو بار بار اس کو پیش کرتے ہیں کیا یہ ایمانداری ہے اگر ان کو طلب حق ہوتی تو اُن کے لئے طریقہ تصفیہ آسان تھا کہ وہ خود قادیان میں آتے اور مَیں اُن کی آمد و رفت کا خرچ بھی دے دیتا اور بطور مہمانوں کے اُن کو رکھتا تب وہ دِل کھول کر اپنی تسلی کر لیتے۔ دُور بیٹھے بغیر دریافت پوری حقیقت کے اعتراض کرنا بجز حماقت یا تعصب کے اور کیا اس کا سبب ہوسکتا ہے۔ اسی طرح کے بیوقوف ایک مرتبہ پانسو کے قریب حضرت مسیح سے مُرتد ہوگئے تھے کہ اس شخص کی پیشگوئیاں صحیح نہیں نکلیں اور دراصل یہودا اسکریوطی کے مُرتد ہونے کا بھی یہی سبب تھا کہ علانیہ ہتھیار بھی خریدے گئے تھے۔ مگر بات سب کچی رہی اور داؤد کے تخت والی پیشگوئی پوری نہ ہوئی آخر یہودا بیزار ہوکر مُرتد ہوگیا۔ مسیح کو یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ یہ بے ایمان ہوجائیگا اور خواہ نخواہ اس کے لئے بھی بہشتی تخت کا وعدہ کیا۔ ایسا ہی بعض مخالفوں نے حدیبیہ کے سفر پر اعتراض کیا کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور سفر طول طویل دلالت کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کا رجحان اسی طرف تھا کہ ان کو کعبہ کے طواف کے لئے اجازت دی جائیگی جیسا کہ پیشگوئی تھی اس پر بعض بد بخت مُرتد ہوگئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ چند روز ابتلا میں رہے اور آخر اِس لغزش کی معافی کے لئے کئی اعمال نیک بجا لائے جیسا کہ اُن کے قول سے ظاہر ہے۔ یہ نمونے بدبختوں کے لئے موجود ہیں مگر پھر بھی اس وقت کے نادان مخالف بدبختی کی طرف ہی دوڑتے ہیں اور شقاوت سر پر سوار ہے باز نہیں آتے کیا کیا اعتراض بنا رکھے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے۔ اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو۔ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی

﴿۶﴾

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ مَیں عالم الغیب ہوں جب تک مجھے خدا نے اس طرف **توجہ** نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تُو مسیح موعود ہے اور **عیسیٰ فوت** ہوگیا ہے تب تک مَیں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اِسی وجہ سے کمال سادگی سے مَیں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو مَیں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ مَیں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دِل پر **محیط** ہوگیا اور مجھے نُور سے بھر دیا اُس رسّمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام **عیسیٰ** رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا ﴿۷﴾ تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تُو ہی **کسر صلیب** کرے گا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اِس آیت کا مصداق ہے کہ هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ[1] تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ مَیں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی مَیں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر مَیں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ مَیں خود تعجب کرتا ہوں کہ مَیں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر مَیں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدّ و مدّ سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور مَیں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اِس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ **تو ہی مسیح موعود ہے**۔

پس جب اِس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ **فاصدع بما تؤمر** یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سُنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روزِ روشن

[1] الصّف: ۱۰

کی طرح یقین بٹھا دیا گیا تب مَیں نے یہ پیغام لوگوں کو سُنا دیا یہ خدا کی حکمت عملی میری سچائی کی ایک دلیل تھی اور میری سادگی اور عدم بناوٹ پر ایک نشان تھا۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور انسانی منصوبہ اس کی جڑ ہوتی تو مَیں براہین احمدیہ کے وقت میں ہی یہ دعویٰ کرتا کہ مَیں مسیح موعود ہوں مگر خدا نے میری نظر کو پھیر دیا۔ مَیں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی ورنہ میرے مخالف مجھے بتلاویں کہ مَیں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔ کیا یہ امر قابلِ غور نہیں جو ظہور میں آیا۔ کیا یہ طریق بے ایمانی نہیں کہ براہین احمدیہ کی اس عبارت کو تو پیش کرتے ہیں جہاں مَیں نے معمولی اور رسمی عقیدہ کی رُو سے مسیح کی آمد ثانی کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ پیش نہیں کرتے کہ اسی براہین احمدیہ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی موجود ہے۔ یہ ایک لطیف استدلال ہے جو خدا نے میرے لئے براہین احمدیہ میں پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔ ایک دشمن بھی گواہی دے سکتا ہے کہ براہین احمدیہ کے وقت میں مَیں اس سے بیخبر تھا کہ مَیں مسیح موعود ہوں تبھی تو مَیں نے اس وقت یہ دعویٰ نہ کیا۔ پس وہ الہامات جو میری بیخبری کے زمانہ میں مجھے مسیح موعود قرار دیتے ہیں ان کی نسبت کیونکر شک ہوسکتا ہے کہ وہ انسان کا افترا ہیں کیونکہ اگر وہ میرا افترا ہوتے تو مَیں اسی براہین میں اُن سے فائدہ اُٹھاتا اور اپنا دعویٰ پیش کرتا اور کیونکر ممکن تھا کہ مَیں اسی براہین میں یہ بھی لکھ دیتا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ ان دونوں متناقض مضمونوں کا ایک ہی کتاب میں جمع ہونا اور میرا اُس وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرنا ایک منصف جج کو اس رائے کے ظاہر کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے کہ درحقیقت میرے دِل کو اس وحی الٰہی کی طرف سے غفلت رہی جو میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی اِس لئے مَیں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔ ﴿۸﴾

اگر براہین احمدیہ میں فقط یہ ذکر ہوتا کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ اور میرے مسیح موعود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا تو البتہ ایک جلد باز کسی قدر اس کلام سے فائدہ

اُٹھا سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا کہ براہین احمدیہ سے بارہ برس بعد کیوں اس پہلے عقیدہ کو چھوڑ دیا گیا۔ گو ایسا کہنا بھی فضول تھا کیونکہ انبیاء اور ملہمین صرف وحی کی سچائی کے ذمہ وار ہوتے ہیں اپنے اجتہاد کے کذب اور خلاف واقعہ نکلنے سے وہ ماخوذ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ ان کی اپنی رائے ہے نہ خدا کا کلام تاہم عوام کے آگے یہ دھوکا پیش جا سکتا تھا مگر اب تو ایسے پوچ اعتراض کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ اُسی براہین احمدیہ میں اظہار دعویٰ سے بارہ برس پہلے جا بجا مجھے مسیح موعود قرار دیا گیا ہے اور عقلمند کے آگے میری سچائی کے لئے یہ نہایت صاف دلیل ہے۔

﴿۹﴾ غرض براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد کا ذکر ایک نادان کو اُس وقت دھوکا دے سکتا تھا جبکہ براہین احمدیہ میں میرے مسیح موعود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا مگر وہ ذکر تو ایسا صاف تھا کہ لدھیانہ کے مولویوں محمد اور عبدالعزیز اور عبداللہ نے اسی زمانہ میں اعتراض کیا تھا کہ یہ شخص اپنا نام **عیسیٰ** رکھتا ہے اور عیسیٰ کی نسبت جس قدر پیشگوئیاں ہیں وہ سب اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور ان کا جواب مولوی محمد حسین نے اپنے **ریویو** میں دیا تھا کہ یہ اعتراض فضول ہے کیونکہ اسی براہین میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا اقرار بھی تو موجود ہے۔

پس مَیں خدا کی حکمت عملیوں پر قربان ہوں کہ کیسے لطیف طور سے پہلے سے میری بریّت کا سامان براہین میں تیار کر رکھا۔ اگر براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا کچھ بھی ذکر نہ ہوتا اور صرف میرے مسیح موعود ہونے کا ذکر ہوتا تو وہ شور جو سالہا سال بعد پڑا اور تکفیر کے فتوے تیار ہوئے یہ شور اُسی وقت پڑ جاتا۔ اور اگر براہین میں صرف حضرت مسیح کی آمد ثانی کا ذکر ہوتا اور میرے مسیح موعود ہونے کے الہامات اس میں مذکور نہ ہوتے تو جاہلوں کے ہاتھ میں ایک حجت آجاتی کہ براہین میں تو حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا اقرار تھا اور پھر بارہ برس بعد اُس آمد سے انکار کیوں کیا گیا مگر ایک طرف وحی الٰہی کا براہین میں مجھے مسیح موعود قرار دینا اور ایک طرف اس کے برخلاف میرے قلم سے رسمی عقیدہ کے طور پر آمد ثانی مسیح کا ذکر ہونا یہ ایسا امر ہے کہ عقلمند اس سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ خاص خدا کی حکمت عملی ہے۔ غرض خدا کی حکمت عملی نے

مجھے اس غلطی کا مرتکب کر کے کہ مَیں نے عیسیٰ کی آمد ثانی کا اسی کتاب میں ذکر کر دیا جہاں میرے مسیح موعود ہونے کا ذکر تھا میری سادگی اور عدم افترا کو ظاہر کر دیا۔ ورنہ کیا شک تھا کہ وہ سب الہامات جو براہین احمدیہ میں مندرج ہیں جو مجھے مسیح موعود بناتے ہیں وہ تمام افترا پر محمول ہوتے اور یہ بات تو کوئی عقل سلیم قبول نہیں کرے گی کہ جو دعویٰ مسیح موعود ہونے کا براہین احمدیہ سے بارہ سال بعد پیش کیا گیا اس کا منصوبہ اتنی مدّت پہلے بنا رکھا تھا۔ غرض اسی کتاب میں جس میں میرے مسیح موعود ہونے کا ذکر ہے حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا بھی ذکر ہونا یہی میری سادگی اور عدم افترا پر ایک زندہ گواہ ہے۔

افسوس کہ ہمارے مخالفوں کی کچھ ایسی عقل ماری گئی ہے کہ وہ ہر ایک بات کی ایک ٹانگ لے لیتے ہیں اور دوسری چھوڑ دیتے ہیں۔ آتھم عیسائی کے ذکر کے وقت شرط کا نام نہیں لیتے اور اس کا پیشگوئی کے مطابق مَر جانا اور داخل قبر ہو جانا جو پہلے سے بیان کیا گیا تھا زبان پر نہیں لاتے اور جن واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ آتھم نے آنحضرت صلعم کو دجّال کہنے سے رجوع کیا اُن واقعات کا نام نہیں لیتے۔ کیا مجال کہ اُن واقعات کی طرف اشارہ بھی کریں سب کھا جاتے ہیں اور جب احمد بیگ کے داماد کا ذکر کرتے ہیں تو ہرگز لوگوں کو نہیں بتلاتے کہ ایک حصّہ اس پیشگوئی کا میعاد کے اندر پورا ہو چکا ہے یعنی احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور دوسرا حصّہ قابلِ انتظار ہے اور یہ بھی نہیں بتلاتے کہ پیشگوئی وعید کے متعلق اور نیز شرطی تھی جیسا کہ الہام توبی توبی فان البلاء علٰی عقبک سے ظاہر ہوتا ہے جو کئی دفعہ شائع ہو چکا تھا اور ظاہر ہے کہ ایسی موت کے بعد جو احمد بیگ کی موت تھی خوف دامنگیر ہونا ایک طبعی امر تھا۔ پس اُسی خوف سے دوسرے حصہ کے پورے ہونے میں تاخیر ہو گئی جیسا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں عادت اللہ ہے۔ مگر یہ بد اندیش مخالف ان امور کا کبھی ذکر بھی نہیں کرتے۔ اور یہودیوں کی طرح اصل صورتِ حال کو مسخ کر کے ایسے طور سے تقریر کرتے ہیں جس سے جاہلوں کے دِلوں میں شبہات ڈال دیں بلکہ ان لوگوں نے تو یہودیوں کے بھی کان کاٹے کیونکہ یہ لوگ تو

﴿۱۰﴾

بات بات میں افترا سے کام لیتے ہیں جیسا کہ مولوی ثناء اللہ نے موضع مُدّ کی بحث میں یہی کارروائی کی اور دھوکا دیکر کہا کہ دیکھو اس شخص نے اپنی ایک پیشگوئی میں لکھا تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا مگر لڑکی پیدا ہوئی اور بعد میں لڑکا پیدا ہو کر مر گیا اور پیشگوئی جھوٹی نکلی۔

اب ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ اگر تمہارے بیان میں کوئی بے ایمانی اور جھوٹ نہیں تو تم وہ الہام شائع کردہ پیش کرو جس میں خدا خبر دیتا ہو کہ ضرور اب کے دفعہ لڑکا پیدا ہوگا یا یہ خبر دیتا ہو کہ لڑکی کے بعد پیدا ہونے والا وہی موعود لڑکا ہے نہ اور کوئی۔ اگر ہم نے یہ خیال بھی کیا ہو کہ شاید یہ لڑکا وہی ہے تو ہمارا خیال کیا چیز ہے جب تک کھلی کھلی وحی الٰہی نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کے خیال سے یہ گمان کیا تھا کہ یمامہ کی طرف میری ہجرت ہوگی مگر وہ خیال صحیح نہ نکلا اور آخر مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی۔ اور اگر پیشگوئی میں یہ ضرور تھا کہ پہلے حمل سے ہی وہ لڑکا پیدا ہوگا تو وحی الٰہی میں یہ الفاظ ہونے چاہیئے تھے مگر کیا کوئی دکھلا سکتا ہے کہ وحی میں کوئی ایسا لفظ تھا۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بنی اسرائیل کے کئی نبیوں نے پیشگوئیاں کی تھیں کہ وہ پیدا ہوگا مگر بہت سے نبیوں کے آنے کے بعد سب کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اب کیا کوئی اعتراض کر سکتا ہے کہ ان نبیوں کی پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ کے بعد پورے دو ہزار برس گزرنے کے بعد پیدا ہوئے حالانکہ توریت کی پیشگوئی کی رُو سے یہودی خیال کرتے تھے کہ وہ نبی جلد پیدا ہو جائے گا۔ اور ایسا نہ ہوا بلکہ درمیان میں کئی نبی آئے۔ پس ایسے اعتراض یا تو دیوانہ کرتا ہے اور یا نہایت درجہ کا خبیث انسان جس کو خدا کا خوف نہیں۔ ﴿۱۱﴾

یہی باتیں مولوی ثناء اللہ نے مقام مُد کے مباحثہ میں پیش کی تھیں۔ اِن باتوں سے ہر ایک خدا ترس سمجھ سکتا ہے کہ کہاں تک ان مولوی صاحبوں کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ وہ جوشِ تعصّب سے منہاجِ نبوت کو اور اُس معیار کو جو نبیوں کی شناخت کے لئے مقرر ہے پیشِ نظر نہیں رکھتے اور ہر ایک اعتراض ان کا سراسر جھوٹ اور شیطانی منصوبہ ہوتا ہے۔ اگر یہ سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیشگوئی

کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیشگوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا اور آمدورفت کا کرایہ علیحدہ۔ لیکن اس تفتیش کے وقت منہاج نبوت کو معیار صدق و کذب کے لئے ٹھہراویں۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر میرے معجزات اور پیشگوئیاں اُن کے نزدیک صحیح نہیں تو اُن کو تمام انبیاء علیہم السلام سے انکار کرنا پڑے گا۔ اور آخر ان کی موت کفر پر ہوگی۔

افسوس کہ یہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے۔ انبار در انبار اُن کے دامن میں جھوٹ کی نجاست ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی پَیروی کرتے ہیں۔ عیسائی کہا کرتے تھے کہ اگر آنحضرتؐ کے لئے قرآن شریف میں فتح کی پیشگوئی کی گئی تھی تو آپ نے جنگیں کیوں کیں اور دشمنوں کو حیلوں تدبیروں سے قتل کیوں کیا۔ آج اِسی قسم کے اعتراض یہ لوگ پیش کر رہے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ احمد بیگ کی لڑکی کے لئے ان کے تالیف قلوب کے لئے حیلوں سے کیوں کوشش کی گئی اور کیوں احمد بیگ کی طرف ایسے خط لکھے گئے مگر افسوس کہ یہ دونوں یعنی عیسائی اور یہ نئے یہود یہ نہیں سمجھتے کہ پیشگوئیوں میں جائز کوشش کو حرام نہیں کہا گیا۔ جس شخص کو خدا یہ خبر دے کہ فلاں بیمار اچھا ہو جائیگا اُس کو منع نہیں ہے کہ وہ دَوا بھی کرے کیونکہ شاید دوا کے ذریعہ سے اچھا ہونا مقدر ہو۔ غرض ایسی کوشش کرنا نہ عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک ممنوع ہے نہ اسلام میں۔ مولوی ثناء اللہ نے اِسی مُدّ کے مباحثہ میں یہ اعتراض بھی پیش کیا ہے کہ جو ذلّت کی پیشگوئی محمد حسین اور جعفر زٹلی اور ان کے دوسرے رفیق کی نسبت کی گئی تھی وہ پوری نہیں ہوئی۔ اگر یہ لوگ ایسے اعتراض نہ کرتے تو پھر یہود سے مشابہت کیونکر ہوتی۔ میرے نزدیک ضروری تھا کہ ایسے اعتراض ہوتے۔ اے بھلے مانس جسؔ حالت میں اسی مقدمہ کے اثنا میں مولوی محمد حسین کی وہ تحریر پکڑی گئی جو فتویٰ تکفیر کے مخالف ہے۔ تو کیا ایک عالمانہ حیثیت کی نظر سے اس کی ذلّت اور رُسوائی نہیں ہوئی یعنی میرے مقابل پر تو اُس نے اشاعة السُنّہ میں مہدی موعود کا انکار کفر قرار دیا اور شور مچایا کہ یہ شخص اسلام کے عقیدہ مسلّمہ کے مخالف ہے۔ اور حق یہی ہے کہ مہدی موعود ظاہر ہوگا اور مسیح آسمان سے نازل ہوگا اور پھر گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے مہدی کا انکار کر دیا وہ رسالہ اُس کا پکڑا گیا

﴿۱۲﴾

اور اُس پر اُسی کے بھائیوں کا کُفر کا فتویٰ بھی لگایا گیا۔ **اب کہو** کہ اس منافقانہ کارروائی سے اُس کی عزّت ہوئی یا ذلّت۔ ذلّت صرف اسی کا نام نہیں کہ برسرِ بازار کسی کے سر پر جوتے پڑیں بلکہ جو شخص مولوی اور متّقی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کا منافقانہ چلن اگر ثابت ہو جائے تو اُس سے بڑھ کر اُس کی کوئی ذلّت نہیں۔ منافق سے ذلیل تر اور کوئی نہیں ہوتا۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ [1]۔ یہ کس قدر سیاہی کا ٹیکا ہے کہ لوگوں کے سامنے بیان کرنا کہ مہدی کا آنا حق ہے اور انکار کفر ہے اور خوب لڑائیاں ہوں گی اور گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے یہ کہنا کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ اگر اب بھی ذلّت نہیں ہوئی تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ آپ لوگوں کی عزتیں ایک ریختہ کی عمارت سے بھی زیادہ پکّی ہیں کہ کسی بدچلنی سے اُن میں فرق نہیں آتا۔ رہی عزت جعفر زٹلی کی پس ان لوگوں کا کوئی مستقل وجود نہیں۔ یہ سب مولوی محمد حسین کے سایہ ہیں وہ ان کا ایڈوکیٹ جو ہوا جبکہ اُن کے ایڈوکیٹ کی ذلّت ثابت ہوگئی تو کیا اُن کی ذلّت پیچھے رہ گئی۔ سایہ اصل کا ہمیشہ تابع ہوتا ہے جبکہ اصل درخت ہی گر پڑا تو سایہ کیونکر کھڑا رہ سکتا ہے۔ اب بھی اگر کسی کو شک ہو تو دونوں بیان مولوی محمد حسین کے میرے پاس موجود ہیں۔ ایک بیان تو قوم کے خوش کرنے کے لئے اور دوسرا بیان گورنمنٹ کے خوش کرنے کے لئے وہ دونوں بچشم خود دیکھ لے اور پھر آپ انصاف کرے کہ مولوی کہلا کر اور موحّدوں کا ایڈووکیٹ بن کر یہ منافقانہ کارروائی۔ کیا یہ موجب عزت ہے یا ذلت۔

ہم نے تو اس زمانہ میں یہود دیکھ لئے اور ہم ایمان لائے کہ آیت غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ [2] اِسی بات کی طرف اشارہ کرتی تھی کہ اس قوم میں بھی مغضوب علیہم یہودی ضرور پیدا ہوں گے سو ہو گئے اور پیشگوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہوگئی۔ مگر کیا یہ امت کچھ ایسی ہی بدقسمت ہے کہ ان کی تقدیر میں یہود بننا ہی لکھا تھا۔ اِس فعل کو ہم خدائے کریم کی طرف کبھی منسوب نہیں کر سکتے کہ یہود مردود بننے کے لئے تو یہ اُمّت اور مسیح بنی اسرائیل سے آوے ایسی کارروائی سے تو اِس اُمّت کی ناک کٹتی ہے اور اس خطاب کے لائق نہیں رہتی کہ اِس کو اُمّت مرحومہ

[1] النساء : ۱۴۶ [2] الفاتحۃ: ۷

﴿۱۳﴾

کہا جاوے۔ پس اِس اُمّت کا یہود بننا جیسا کہ آیت غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ [1] سے سمجھا جاتا ہے اِس بات کو چاہتا ہے کہ جو یہود مغضوب علیہم کے مقابل مسیح آیا تھا اس کا مثیل بھی اس اُمّت میں سے آوے۔ اِسی کی طرف تو اِس آیت کا اشارہ ہے۔ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ [2] افسوس کہ وہ حدیث بھی اِسی زمانہ میں پوری ہوئی جس میں لکھا تھا کہ مسیح کے زمانہ کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہوں گے اور پہلے یہودیوں پر ہم کیا افسوس کریں وہ تو اعتراض کے وقت کتاب اللہ کو پیش کرتے تھے گو معنے نہیں سمجھتے تھے۔ مگر یہ لوگ صرف مَن گھڑت باتیں پیش کرتے ہیں۔ اور یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور اُن کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہوسکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ احسان قرآن کا اُن پر ہے کہ اُن کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا۔ اِسی وجہ سے ہم اُن پر ایمان لائے کہ وہ سچے نبی ہیں اور برگزیدہ ہیں۔ اور اُن تہمتوں سے معصوم ہیں جو اُن پر اور اُن کی ماں پر لگائی گئی ہیں۔ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ بڑی تہمتیں اُن پر دو تھیں۔

(۱) ایک یہ کہ اُن کی پیدائش نعوذ باللہ لعنتی ہے یعنی وہ ناجائز طور پر پیدا ہوئے۔

(۲) دوسری یہ کہ اُن کی موت بھی لعنتی ہے کیونکہ وہ صلیب کے ذریعہ سے مرے ہیں اور توریت میں لکھا تھا کہ جو ولد الزنا ہو وہ ملعون ہے وہ ہرگز بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور اُس کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوگا۔ اور ایسا ہی یہ بھی لکھا تھا کہ جو لکڑی پر لٹکایا جائے یعنی جس کی صلیب کے ذریعہ سے موت ہو وہ بھی لعنتی ہے اور اُس کا بھی خدا کی طرف رفع نہیں ہوگا یہ دونوں اعتراض بڑے سخت تھے۔ خدا نے قرآن شریف میں اِن دونوں اعتراضات کا ایک ہی جگہ جواب دیا ہے اور وہ یہ ہے۔ وَبِكُفۡرِهِمۡ وَقَوۡلِهِمۡ عَلٰى مَرۡيَمَ بُهۡتَانًا عَظِيۡمًا وَّقَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا

[1] الفاتحة : ۷ [2] الفاتحة : ۶، ۷

صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ [1] (الجزو٦ سورہ نساء) اس آیت میں دونوں جملوں کا جواب ہے اور خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ نہ تو عیسیٰ کی ناجائز ولادت ہے اور نہ وہ صلیب پر مرا بلکہ دھوکے سے سمجھ لیا گیا کہ مر گیا ہے۔ اِس لئے وہ مقبول ہے اور اس کا اور نبیوں کی طرح خدا کی طرف رفع ہو گیا ہے۔ اب کہاں ہیں وہ مولوی جو آسمان پر حضرت عیسیٰ کا جسم پہنچاتے ہیں یہاں تو سب جھگڑا اُن کی رُوح کے متعلق تھا جسم سے اس کو کچھ علاقہ نہیں۔

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دِل سے قبول کیا ہے اور بجز اِس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اِس عُقدہ کو حل کر سکے ان لوگوں پر واویلا ہے جو میرے معاملہ میں سچ کو جھوٹ بنا رہے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کا نہایت فضل ہے کبھی وہ شخص لوگوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہوگا جو اس نبی مقبول کا سچا تابع ہے۔ مَیں اُن نادانوں کو کیا کہوں اور کیونکر اُن کے دِل میں سچائی کی محبت ڈال دوں جو نقالوں کی طرح پھرتے ہیں اور ٹھٹھا اور ہنسی اُن کا کام ہے اور مسخری اُن کا شیوا ہے۔ صدہا نشان آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں مگر اُن کے نزدیک اب تک کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ مَیں نے سُنا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر مَیں نے دیکھی ہے جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے کہ مَیں اِس طور کے فیصلہ کے لئے بدل خواہشمند ہوں کہ فریقین یعنی مَیں اور وہ یہ دُعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہی مَر جائے اور نیز یہ بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ اعجاز المسیح کی مانند کتاب تیار کرے جو ایسی ہی فصیح بلیغ ہو اور انہیں مقاصد پر مشتمل ہو۔ سو اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے

﴿۱۴﴾

[1] النساء : ۱۵۷، ۱۵۸

یہ خواہشیں دل سے ظاہر کی ہیں نفاق کے طور پر نہیں تو اس سے بہتر کیا ہے اور وہ اس اُمّت پر اِس تفرقہ کے زمانہ میں بہت ہی احسان کریں گے کہ مردِ میدان بن کر ان دونوں ذریعوں سے حق و باطل کا فیصلہ کرلیں گے۔ یہ تو انہوں نے اچھی تجویز نکالی اب اس پر قائم رہیں تو بات ہے۔

اگر ایک کذّاب دنیا سے کوچ کر جائے اور باقی لوگوں کو ہدایت ہو جائے تو ایسے مقابلہ والا نبی کا اجر پائے گا۔ لیکن ہم موت کے مباہلہ میں اپنی طرف سے کوئی چیلنج نہیں کر سکتے کیونکہ حکومت کا معاہدہ ایسے چیلنج سے ہمیں مانع ہے۔ ہاں مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے مخالفوں کو منع نہیں کہ ایسے چیلنج سے ہمیں جواب دینے کے لئے مجبور کریں خواہ وہ مولوی ثناء اللہ ہوں یا اور کوئی ایسا مولوی ہو جو مشاہیر میں سے اور اپنی جماعت میں عزّت رکھتا ہو جس کے بارے میں کم سے کم پچاس معزز آدمی اس کے اشتہار پر تصدیقی شہادت ثبت کر دیں۔ اور چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تحریر کے رُو سے ایسے چیلنج کے لئے طیار بیٹھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ پس ہمیں اس سے کوئی انکار نہیں کہ وہ ایسا چیلنج دیں بلکہ ہماری طرف سے اُن کو اجازت ہے کیونکہ اُن کا چیلنج ہی فیصلہ کے لئے کافی ہے۔ مگر شرط یہ ہوگی کہ کوئی موت قتل کے رُو سے واقع نہ ہو بلکہ محض بیماری کے ذریعہ سے ہو۔ مثلاً طاعون سے یا ہیضہ سے یا اور کسی بیماری سے تا ایسی کارروائی حکّام کے لئے تشویش کا موجب نہ ٹھہرے۔ اور ہم یہ بھی دُعا کرتے رہیں گے کہ ایسی موتوں سے فریقین محفوظ رہیں۔ صرف وہ موت کاذب کو آوے جو بیماری کی موت ہوتی ہے اور یہی مسلک فریق ثانی کو اختیار کرنا ہوگا۔ اور یاد رہے کہ ہماری قتل کی پیشگوئی ایک خاص پیشگوئی تھی۔ جو لیکھرام کے متعلق تھی۔ اس میں خدا نے یہی ظاہر کیا تھا کہ وہ قتل کے ذریعہ سے مرے گا اور ایسا ہی شائع کیا گیا۔ اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ اُس کے قتل کئے جانے کا بھید یہ تھا کہ اُس نے سخت زبان درازی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام نبیوں کی نسبت اختیار کی۔ اور خدا نے دیکھا کہ اُس کی زبان درازی انتہا تک پہنچ گئی ہے اور اُس نے گالیاں دینے

﴿۱۵﴾

میں کسی نبی کو باقی نہ چھوڑا۔ پس آخر وہی زبان کی چُھری متمثل ہو کر اُس پر پڑی اور یہ عظیم الشان نشان تھا اور زمین پر یہ بڑا گناہ کیا گیا کہ ایسی چمکدار پیشگوئیوں سے دنیا کے لوگوں نے انکار کر دیا۔

پس اگر **مولوی ثناء اللہ** صاحب ایسے چیلنج کے لئے مستعد ہوں تو صرف تحریری خط کافی نہ ہوگا بلکہ اُن کو چاہئے کہ ایک چھپا ہوا اشتہار اس مضمون کا شائع کریں☆ کہ اس شخص کو (اور اِس جگہ میرا نام بتصریح لکھیں) مَیں کذّاب اور دجّال اور کافر سمجھتا ہوں اور جو کچھ یہ شخص مسیح موعود ہونے اور صاحب الہام اور وحی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس دعویٰ کا مَیں جھوٹا ہونا یقین رکھتا ہوں اور اے خدا مَیں تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ اگر یہ میرا عقیدہ صحیح نہیں ہے اور اگر یہ شخص فی الواقع مسیح موعود ہے اور فی الواقع عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو مجھے اِس شخص کی موت سے پہلے موت دے۔ اور اگر مَیں اِس عقیدہ میں صادق ہوں اور یہ شخص درحقیقت دجّال بے ایمان کافر مُرتد ہے اور حضرت مسیح آسمان پر زندہ موجود ہیں جو کسی نامعلوم وقت میں پھر آئیں گے تو اِس شخص کو ہلاک کر۔ تا فتنہ اور تفرقہ دُور ہو۔ اور اسلام کو ایک دجّال اور مغوی اور مضل سے ضرر نہ پہنچے۔ آمین ثم آمین

پہلے اِس سے اِسی قسم کا **مباہلہ** کتاب فتح رحمانی کے صفحہ ۲۷ میں **مولوی غلام دستگیر** قصوری بھی کر چکے ہیں اور اس کے بعد تھوڑے دنوں میں ہی میری زندگی میں ہی قبر میں داخل ہو گئے اور میری سچائی کو اپنے مرنے سے ثابت کر گئے مگر مولوی ثناء اللہ اگر چاہیں تو بذاتِ خود آزمالیں ان کو غلام دستگیر سے کیا کام کیونکہ وہ خود ہی اِس کے لئے مستعدی بھی ظاہر کرتے ہیں۔

یہ چیلنج جو درحقیقت ایک مباہلہ کا مضمون ہے اس کو لفظ بلفظ جو نمونہ مذکورہ کے مطابق ہو لکھنا ہوگا جو اُوپر مَیں نے لکھ دیا ہے ایک لفظ کم یا زیادہ نہ کرنا ہوگا اور اگر کوئی خاص تبدیلی ﴿۱۶﴾

☆ یہ بھی لکھ دیں کہ اِس مقابلہ کے لئے مَیں پیش دستی کرتا ہوں اور میری طرف سے باصرار تمام یہ چیلنج ہے ورنہ صرف بیہودہ اور گول بیان پر توجہ نہ ہوگی۔ منہ

منظور ہو تو پرائیویٹ خطوط کے ذریعہ سے اس کا تصفیہ کرنا ہوگا اور پھر ایسے اشتہار مباہلہ پر کم سے کم پچاس معزز آدمیوں کے دستخط ثبت ہونے چاہئیں اور کم سے کم اس مضمون کا سات سو اشتہار ملک میں شائع ہونا چاہئے اور بیس اشتہار بذریعہ رجسٹری مجھے بھی بھیج دیں۔

مجھے کچھ ضرورت نہیں کہ مَیں اُنہیں مباہلہ کے لئے چیلنج کروں یا اُن کے بالمقابل مباہلہ کروں۔ اُن کا اپنا مباہلہ جس کے لئے اُنہوں نے مستعدی ظاہر کی ہے میری صداقت کے لئے کافی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ کے زمانہ سے جس کی تالیف پر تخمیناً تئیس ۲۳ سال گزر چکے ہیں میرے لئے یہ نشان قائم کر رکھا ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اگر مَیں اِس مقابلہ میں مغلوب رہا تو میری جماعت کو چاہئے جو ایک لاکھ سے بھی اب زیادہ ہے کہ سب مجھ سے بیزار ہو کر الگ ہو جائیں کیونکہ جب خدا نے مجھے جھوٹا قرار دے کر ہلاک کیا تو مَیں جھوٹے ہونے کی حالت میں کسی پیشوائی اور امامت کو نہیں چاہتا بلکہ اس حالت میں ایک یہودی سے بھی بدتر ہوں گا اور ہر ایک کے لئے جائے عار و ننگ۔

اور جو شخص ایسے چیلنج سے فتنہ کو فرو کرے گا بشرطیکہ وہ صادق نکلے گا صفحہ روزگار میں بڑی عزت کے ساتھ اس کا نام منقوش رہے گا۔ اور جو شخص دجّال بے ایمان مفتری ہوگا اُس کی ہلاکت سے مقولہ مشہورہ کی رُو سے کہ ’’خس کم جہاں پاک‘‘ دنیا کو راحت حاصل ہوگی اِس سے زیادہ مَیں کیا لکھ سکتا ہوں اور اگر کوئی ضروری امر مجھ سے رہ گیا ہے جس کو انصاف چاہتا ہے تو مجھے اطلاع دی جائے مَیں خوشی سے اس کو قبول کروں گا بشرطیکہ بیہودہ نہ ہو اور حیلہ و بہانہ کی اُس سے بدبو نہ آوے اور تقویٰ کی بنا پر ہو نہ دنیاداروں کی چالبازی کے رنگ میں۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ کسی طرح حق کھل جاوے۔ اگرچہ مَیں خدا کے نشانوں کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا کہ کوئی آفتاب کو دیکھتا ہے۔ اور مَیں خدا کی اس وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر۔ مگر مَیں ہر ایک پہلو سے منکر پر اتمام حجت چاہتا ہوں۔ یا الٰہی تُو جو ہمارے کاروبار کو دیکھ رہا ہے اور ہمارے دلوں پر تیری نظر ہے اور تیری عمیق نگاہوں سے ہمارے اسرار پوشیدہ نہیں تو ہم میں اور مخالفوں میں فیصلہ کردے اور وہ جو تیری نظر میں صادق ہے اُس کو ضائع مت کر کہ صادق کے ضائع ہونے سے

﴿۱۷﴾

ایک جہان ضائع ہوگا۔ اے میرے قادر خدا تو نزدیک آجا اور اپنی عدالت کی کُرسی پر بیٹھ اور یہ روز کے جھگڑے قطع کر۔ ہماری زبانیں لوگوں کے سامنے ہیں اور ہمارے دِلوں کی حقیقت تیرے آگے منکشف ہے۔ مَیں کیونکر کہوں اور کیونکر میرا دِل قبول کرے کہ تو صادق کو ذلّت کے ساتھ قبر میں اُتارے گا۔ اوباشانہ زندگی والے کیونکر فتح پائیں گے۔ تیری ذات کی مجھے قسم ہے کہ تُو ہرگز ایسا نہیں کریگا۔ اور جس قدر مولوی ثناء اللہ صاحب نے خلاف واقعہ اعتراضات اور جھوٹی قسموں سے موضع مُدّ کے جلسہ میں میری توہین کی ہے وہ تمام میرے شکوے خدا تعالیٰ کے سامنے ہیں اور مجھے اِس تکذیب کا کچھ رنج بھی نہیں کیونکہ جبکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی کذّاب قرار دیتے ہیں تو اگر مجھے بھی کذّاب کہیں تو ان پر کیا افسوس کرنا چاہئے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کے اِس سوال پر کہ کیا تو نے ہی کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانا کرو عیسیٰ نے جھوٹ بولا یعنی ایسا جواب دیا کہ سراسر جھوٹ تھا کیونکہ اُنہوں نے کہا کہ جب تک مَیں اپنی اُمّت میں تھا تو اُن پر گواہ تھا اور جب تُو نے وفات دے دی تو پھر تو اُن کا رقیب تھا مجھے کیا معلوم کہ میرے پیچھے کیا ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ اُس شخص سے زیادہ کون کذّاب ہوسکتا ہے جو قیامت کے دن جب عدالت کے تخت پر خدا بیٹھے گا اُس کے سامنے جھوٹ بولے گا۔ کیا اِس سے بدتر کوئی اور جھوٹ ہوگا کہ وہ شخص جو قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ اور چالیس برس دنیا میں رہے گا اور نصاریٰ کے ساتھ لڑائیاں کرے گا اور صلیب کو توڑے گا اور خنزیروں کو قتل کرے گا۔ اور تمام نصاریٰ کو مسلمان کردے گا۔ وہی قیامت کو ان تمام واقعات سے انکار کر کے کہے گا کہ مجھے خبر نہیں کہ میرے بعد کیا ہوا۔ اور اس طرح پر خدا کے سامنے جھوٹ بولے گا اور ظاہر کرے گا کہ مجھے اس وقت سے نصاریٰ کی حالت اور اُن کے مذہب کی کچھ بھی خبر نہیں جب سے تُو نے مجھے وفات دے دی۔ دیکھو یہ کیسا گندہ جھوٹ ہے اور پھر خدا کے سامنے اس طور سے حضرت مسیح کذّاب ٹھہرتے ہیں یا نہیں۔ قرآن شریف کھولو اور آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کو آخر تک پڑھ جاؤ اور پھر کہو کہ کیا تم نے عیسیٰ علیہ السلام کو کذّاب قرار دیا یا نہیں۔

مگر اس پر کیا افسوس کریں کیونکہ آپ لوگوں کے نزدیک تو خدا بھی کاذب ہے خدا تعالیٰ نے

عیسٰی علیہ السلام کی وفات آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ [1] میں صاف طور پر بیان کر دی اور بتصریح حضرت عیسٰی کا یہ عذر پیش کر دیا کہ میری وفات کے بعد یہ لوگ بگڑے ہیں۔ پس خدا سمجھا رہا ہے کہ اگر حضرت عیسٰی فوت نہیں ہوئے تو عیسائی بھی اب تک نہیں بگڑے کیونکہ عیسائیوں کا راہِ راست پر رہنا صرف اُن کی حیات تک ہی وابستہ رکھا گیا تھا۔ اور عیسائیوں کی ضلالت کی علامت حضرت عیسٰیؑ کی وفات پر ٹھہرائی گئی تھی۔ اب کہو اِس صورت میں آپ کے نزدیک خدا کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے جس کا بیان باور نہیں کیا گیا۔ ﴿۱۸﴾

اَور ایسا ہی آیت مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ [2] میں سب نبیوں کی وفات ایک مُشترک لفظ میں جو **خَلَتْ** ہے خدا نے ظاہر کی تھی اور حضرت عیسٰی کے لئے کوئی خاص لفظ استعمال نہیں فرمایا تھا۔ یہ بھی نعوذ باللہ آپ لوگوں کے نزدیک خدا کا ایک جھوٹ ہے۔ یہ وہی آیت ہے جس کے پڑھنے سے حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت کی تھی۔ ابوبکر کی بھی یہ منطق خوب تھی کہ باوجودیکہ عیسٰی آسمان پر زندہ بیٹھا ہے پھر وہ لوگوں کے سامنے یہ آیت پڑھتا ہے یہ کس قسم کی تسلّی دیتا ہے۔ کیا اس کو معلوم نہیں کہ عیسٰی تو زندہ آسمان پر بیٹھا ہے اور پھر دوبارہ آئے گا اور چالیس برس رہے گا۔ عیسٰی کی وہ عمر اور افضل الرسل کی یہ عمر تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۔ [3]

اور صحابہ بھی خوب سمجھ کے آدمی تھے جو اس آیت کے سننے سے ساکت ہو گئے اور کسی نے ابوبکر کو جواب نہ دیا کہ حضرت آپ یہ کیسی آیت پڑھ رہے ہیں جو اور بھی ہمیں حسرت دلاتی ہے عیسٰی تو آسمان پر زندہ اور پھر آنے والا اور ہمارا پیارا نبی ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا۔ اگر عیسٰی اِس قانون قدرت سے باہر اور ہزارہا برس کی عمر پانے والا اور پھر آنے والا ہے تو ہمارے نبی کو یہ نعمت کیوں عطا نہ ہوئی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ نے جو اُس وقت تمام حاضر تھے اُن میں سے ایک بھی غائب نہ تھا۔ اِس آیت کے یہی معنے سمجھے تھے کہ **تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں** اور معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو

[1] المائدۃ : ۱۱۸ [2] آل عمران : ۱۴۵ [3] النجم : ۲۳

جن کی درایت عمدہ نہیں تھی۔ عیسائیوں کے اقوال سُن کر جو ارد گرد رہتے تھے پہلے کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابوہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا لیکن جب حضرت ابوبکرؓ نے جن کو خدا نے علم قرآن عطا کیا تھا یہ آیت پڑھی تو سب صحابہ پر موت جمیع انبیاء ثابت ہوگئی اور وہ اِس آیت سے بہت خوش ہوئے اور اُن کا وہ صدمہ جو اُن کے پیارے نبی کی موت کا اُن کے دِل پر تھا جاتا رہا اور مدینہ کی گلیوں، کوچوں میں یہ آیت پڑھتے پھرے۔ اسی تقریب پر ﴿۱۹﴾ **حسّان** بن ثابت نے مرثیہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں یہ شعر بھی بنائے۔ **شعر**

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِی عَلَيْکَ النَّاظِرُ

مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْکَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی تُو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کی پُتلی تھا۔ مَیں تو تیری جُدائی سے اندھا ہوگیا۔ اب جو چاہے مرے عیسیٰ ہو یا موسیٰ۔ مجھے تو تیری ہی موت کا دھڑکا تھا۔ یعنی تیرے مرنے کے ساتھ ہم نے یقین کرلیا کہ دوسرے تمام نبی مرگئے ہمیں اُن کی کچھ پَروا نہیں۔ **مصرعہ**

عجب تھا عشق اس دل میں محبت ہو تو ایسی ہو

پھر آپ لوگ خدا تعالیٰ کو اِس طرح پر جھوٹا قرار دیتے ہیں کہ خدا تو کہتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ اور اُس کی ماں کو ہم نے ایک **ٹیلہ** پر جگہ دی جس میں صاف پانی بہتا تھا یعنی چشمے جاری تھے بہت آرام کی جگہ تھی اور جنت نظیر تھی جیسا کہ فرماتا ہے وَ اٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ[1] یعنی ہم نے واقعہ صلیب کے بعد جو ایک بڑی مصیبت تھی عیسیٰ اور اُس کی ماں کو ایک بڑے ٹیلہ پر جگہ دی جو بڑے آرام کی جگہ اور پانی خوشگوار تھا یعنی خطۂ کشمیر۔ اب اگر آپ لوگوں کو عربی سے کچھ بھی مس ہے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اٰوی کا لفظ اُسی موقعہ پر آتا ہے کہ جب کسی مصیبت پیش آمدہ سے بچا کر پناہ دی جاتی ہے یہی محاورہ تمام قرآن شریف میں اور تمام اقوال عرب میں اور احادیث میں موجود ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہے کہ

[1] المومنون : ۵۱

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی تمام عمر میں صرف صلیب کی ہی مصیبت پیش آئی تھی ۔ اور حدیث سے ثابت ہے کہ مریم کو تمام عمر میں اسی واقعہ سے سخت غم پہنچا تھا۔ پس یہ آیت بلند آواز سے پکار رہی ہے کہ اس واقعہ صلیب کے بعد خدا تعالیٰ نے اس آفت سے حضرت عیسیٰ کو نجات دے کر اس موذی ملک سے کسی دوسرے ملک میں پہنچا دیا تھا جہاں پانی صاف کے چشمے بہتے تھے اور اونچا ٹیلہ تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آسمان پر بھی کوئی چشمہ دار ٹیلہ ہے جس پر خدا تعالیٰ نے واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح کو جا بٹھایا اور ماں کو بھی ۔ اور حضرت مسیح کے سوانح میں غور کر کے کوئی نظیر تو پیش کرو کہ کسی مصیبت کے بعد اُنہیں ایسے ملک میں جگہ دی گئی ہو جو آرام گاہ اور جنت نظیر ہو اور بڑا ٹیلہ ہو تمام دنیا سے بلند ۔ اور چشمے جاری ہوں ۔ پس آپ کے خیال کے رُو سے خدا تعالیٰ نعوذ باللہ صریح جھوٹا ٹھہرتا ہے کہ وہ تو صلیب کے بعد ٹیلہ کا ذکر کرتا ہے جس میں عیسیٰ اور اُس کی ماں کو جگہ دی گئی اور آپ لوگ خواہ مخواہ اُس کو آسمان پر بٹھاتے ہیں اور محض بیکار ۔ بھلا بتلاؤ تو سہی کہ نبی ہو کر اتنی مُدّت کیوں بیکار بیٹھ رہا ہے اور پھر آپ لوگ اور مولوی ثناء اللہ جو اِس آیت سے انکار کر کے دوسرے آسمان پر اُس کو پہنچاتے ہیں اِس بات کا کچھ جواب نہیں دے سکتے کہ زندہ مُردوں کی رُوحوں میں کیوں جا بیٹھا۔ وہ لوگ تو اِس دنیا سے باہر ہو گئے ہیں اور دوسرے جہان میں پہنچ گئے ۔ کیا وہ بھی دوسرے جہان میں پہنچ گیا ہے ۔ ﴿۲۰﴾

اور خدا پر یہ بھی جھوٹ ہے کہ گویا خدا نے یہودیوں کا مطلب نہیں سمجھا اور سوال دیگر جواب دیگر کی مثل اپنے پر صادق کی ۔ یہودی تو کہتے تھے کہ مسیح کی رُوح کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوا اور خدا ان کا یہ جواب دیتا ہے کہ مَیں نے اس کو زندہ مع جسم دوسرے آسمان پر اُٹھا لیا اور پھر کسی وقت ماروں گا۔ بھلا یہ کیا جواب ہوا۔ سوال تو یہ تھا کہ مَرنے کے بعد عیسیٰ کا رفع نہیں ہوا اور نعوذ باللہ وہ ملعون ہے اِس سوال کا جواب تو یہ تھا کہ ابھی تو عیسیٰ نہیں مَرا۔ جب مرے گا تو مَیں اپنی طرف

اُس کی رُوح☆ اُٹھالوں گا۔ یہ اُلٹا جواب جو دیا گیا۔ یہ تو امر متنازعہ فیہ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ اِسی طرح آنحضرت صلعم کی نسبت آپ لوگوں کا یہ گمان ہے کہ اُنہوں نے جھوٹ بولا کہ یہ کہا کہ مَیں عیسیٰ کو مُردوں کی رُوحوں میں دیکھ آیا ہوں جو اِس جہان سے باہر ہوگئے ہیں۔ ایک جسم دار شخص رُوحوں میں کیونکر بیٹھ گیا اور بغیر قبض روح دوسرے جہان میں کیونکر پہنچ گیا۔ یہ عجیب ایمان ہے کہ خدا نے تو اپنے قول سے گواہی دی کہ عیسیٰ مر گیا وہ گواہی قبول نہیں کی۔ اور پھر رسولؐ نے اپنے فعل سے یعنی رویت سے گواہی دی کہ مَیں مُردہ رُوحوں میں اُس کو دیکھ آیا ہوں، وہ گواہی بھی ردّ کی جاتی ہے اور پھر اسلام کا دعویٰ اور اہل حدیث ہونے کی شیخی۔ عیسیٰ سے تو معراج کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں بھی نہ ہوئیں، موسیٰ سے باتیں ہوئیں۔ اور قرآن شریف میں ہے کہ موسیٰ کی ملاقات میں شک نہ کر۔ پس یہ کیسا جھوٹ ہے جو خدا اور رسول دونوں پر باندھا ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ عیسیٰ کی نسبت ہے اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ[1] جن لوگوں کی یہ قرآن دانی ہے اُن سے ڈرنا چاہئے کہ نیم مُلّا خطرہ ایمان۔ اے بھلے مانسو۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عِلْمٌ لِلسَّاعَةِ نہیں ہیں جو فرماتے ہیں کہ بُعِثْتُ اَنَا وَ السَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ[2] یہ کیسی بدبودار نادانی ہے جو اِس جگہ لفظ سَاعَة سے قیامت سمجھتے ہیں۔ اب مجھ سے سمجھو کہ ساعة سے مُراد اِس جگہ وہ عذاب ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے بعد طیطوس رُومی کے ہاتھ سے یہودیوں پر نازل ہوا تھا اور خود خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں سورۂ بنی اسرائیل میں اس ساعت کی خبر دی ہے۔ اسی آیت کی تشریح اِس آیت میں ہے کہ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ[3] یعنی عیسیٰ کے وقت سخت عذاب سے قیامت کا

﴿۲۱﴾

☆ یہود حضرت مسیح کی غشی کی حالت سے بے خبر تھے یہی شبہ تھا جو اُن پر ڈالا گیا۔ پس چونکہ وہ خیال کرتے تھے کہ عیسیٰ صلیب پر مر گیا اِس لئے وہ اس کی رفع رُوحانی کے قائل نہ تھے اور اب تک قائل نہیں۔ اُن کے مقابل پر امر تنقیح طلب صرف رفع روحانی ہے کیونکہ جسمانی رفع اُن کے نزدیک مدارِ نجات نہیں۔ منه

[1] الزخرف : ۶۲ [2] القمر : ۲ [3] الزخرف : ۶۰

نمونہ یہودیوں کو دیا گیا اور اُن کے لئے وہ ساعت ہوگئی۔ قرآنی محاورہ کی رُو سے **ساعة** عذاب ہی کو کہتے ہیں۔ سو خبر دی گئی تھی کہ یہ **ساعة** حضرت عیسیٰ کے انکار سے یہودیوں پر نازل ہوگی۔ پس وہ نشان ظہور میں آگیا اور وہ **ساعة** یہودیوں پر نازل ہوگئی۔ اور نیز اُس زمانہ میں **طاعون** بھی ان پر سخت پڑی اور درحقیقت اُن کے لئے وہ واقعہ قیامت تھا۔ جس کے وقت لاکھوں یہودی نیست و نابود ہوگئے اور ہزارہا طاعون سے مَر گئے۔ اور باقی ماندہ بہت ذلّت کے ساتھ متفرق ہوگئے۔ قیامت کُبریٰ تو تمام لوگوں کے لئے قیامت ہوگی مگر یہ خاص یہودیوں کے لئے قیامت تھی، اِس پر ایک اور قرینہ قرآن شریف میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا**[1] یعنی اے یہودیو! عیسیٰ کے ساتھ تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ قیامت کیا چیز ہے۔ اُس کے مثل تمہیں دی جائے گی۔ یعنی **مَثَلًا لِّبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ**[2] وہ قیامت تمہارے پر آئے گی اِس میں شک نہ کرو۔ صاف ظاہر ہے کہ قیامت حقیقی جواب تک نہیں آئی اُس کی نسبت غیر موزوں تھا کہ خدا کہتا کہ اس قیامت میں شک نہ کرو اور تم اُس کو دیکھو گے۔ اُس زمانہ کے یہودی تو سب مَر گئے اور آنے والی قیامت اُنہوں نے نہیں دیکھی۔ کیا خدا نے جھوٹ بولا۔ ہاں طیطوس رُومی والی قیامت دیکھی۔ سو قیامت سے مُراد وہی قیامت ہے جو حضرت مسیح کے زمانہ میں طیطوس رومی کے ہاتھ سے یہودیوں کو دیکھنی پڑی اور پھر طاعون کے ذریعہ سے اُس کو دیکھ لیا۔ یہ خدا کی کتابوں میں پُرانا وعدہ عذاب کا چلا آتا تھا جس کا بائبل میں جا بجا ذِکر پایا جاتا ہے۔ قرآن شریف میں اس کے لئے خاص آیت نازل ہوئی۔ یہی وعدہ قرآن شریف میں اور پہلی کتابوں میں موجود ہے اور اسی سے یہودیوں کو تنبیہ ہوئی۔ ورنہ دُور کی قیامت سے کون ڈرتا ہے۔ کیا اِس وقت کے مولوی اُس قیامت سے ڈرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اور جیسا کہ ابھی مَیں نے بیان کیا ہے۔ یہ لفظ **ساعة** کا کچھ قیامت سے خاص نہیں اور نہ قرآن نے اِس کو قیامت سے خاص رکھا ہے۔ افسوس کہ نیم مُلّا جن کی عاقبت خراب ہے اپنی جہالت سے ایسے ایسے معنے کر لیتے ہیں جن سے اصل مطلب فوت ہو جاتا ہے۔ آخری قیامت سے یہودیوں کو کیا خوف تھا۔ مگر قریب کے عذاب کی پیشگوئی بیشک اُن کے دِلوں پر اثر ڈالتی تھی۔

﴿۲۲﴾

[1] الزخرف : ۶۲ [2] الزخرف : ۶۰

افسوس کہ سادہ لوح حجرہ نشین مولویوں کی نظر محدود ہے ان کو معلوم نہیں کہ پہلی کتابوں میں اسی ساعت کا وعدہ تھا جو طیطوس کے وقت یہودیوں پر وارد ہوئی اور قرآن شریف صاف کہتا ہے کہ عیسیٰ کی زبان پر اُن پر لعنت پڑی اور عذاب عظیم کے واقعہ کو **ساعۃ** کے لفظ سے بیان کرنا نہ صرف قرآن شریف کا محاورہ ہے بلکہ یہی محاورہ پہلی آسمانی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور بکثرت پایا جاتا ہے۔ پس نہ معلوم ان سادہ لوح مولویوں نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ **ساعۃ** کا لفظ ہمیشہ قیامت پر ہی بولا جاتا ہے۔ افسوس یہ لوگ حیوانات کی طرح ہو گئے۔ قدم قدم پر اپنی غلطیوں سے ذلّت اُٹھاتے ہیں پھر غلطیوں کو نہیں چھوڑتے کیا غلطیوں کی کوئی حد بھی ہے۔ قرآن کے منشا کو ہرگز یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ آسمان پر تو حضرت عیسیٰ کو مع جسم چڑھا دیا مگر جو الزام یہودیوں کا تھا اُس کا کچھ جواب نہ دیا۔ خدا جو فرماتا ہے کہ یہود کہتے تھے اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ [1] اور جواب دیتا ہے کہ نہیں بلکہ ہم نے اُس کو اُٹھا لیا یہ کس بات کا ردّ ہے کیا صرف قتل کا۔

سو سنو کہ یہودیوں کا بار بار یہ شور مچانا کہ ہم نے عیسیٰ کو صلیب کے ذریعہ سے مار دیا۔ اُن کا اِس سے یہ مطلب تھا کہ وہ ملعون ہے اَور اُس کی رُوح موسیٰؑ اور آدم کی طرح خدا کی طرف نہیں اُٹھائی گئی۔ پس خدا کا جواب یہ چاہئے تھا کہ نہیں درحقیقت اُس کی رُوح کا رفع ہوا۔ جسم کا آسمان پر اُٹھانا یا نہ اُٹھانا متنازعہ فیہ امر نہ تھا۔ پس نعوذ باللہ خدا کی یہ خوب سمجھ ہے کہ اِنکار تو رُوح کے رفع سے ہے جو خدا کی طرف ہوتا ہے۔ مگر خدا اِس اعتراض کا یہ جواب دیتا ہے کہ مَیں نے عیسیٰ کو زندہ بجسم عنصری دوسرے آسمان پر بٹھا دیا۔ خوب جواب ہے اور ابھی مَرنا اور قبض رُوح ہونا باقی ہے۔ خدا جانے بعد اِس کے رفع رُوحانی ہو یا نہ ہو۔ جو اصل جھگڑے کی بات ہے۔ ﴿۲۳﴾

ایسا ہی یہ لوگ عقل کے پورے میری بعض پیشگوئیوں کا جھوٹا نکلنا اپنے ہی دِل سے فرض کر کے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ جب بعض پیشگوئیاں جھوٹی ہیں یا اجتہادی غلطی ہے تو پھر مسیحیت کے دعویٰ کا کیا اعتبار شاید وہ بھی غلط ہو۔ اِس کا اوّل جواب تو یہی ہے کہ **لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ** اور مولوی ثناء اللہ نے موضع مُدّ میں بحث کے وقت یہی کہا تھا کہ سب پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں اس لئے ہم اُن کو

[1] النساء : ۱۵۸

مدعو کرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اِس تحقیق کے لئے قادیان میں آویں اور تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کریں اور ہم قسم کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ ہر ایک پیشگوئی کی نسبت جو منہاج نبوت کی رُو سے جھوٹی ثابت ہو ایک ایک سَو روپیہ اُن کی نذر کریں گے۔ ورنہ ایک خاص تمغہ لعنت کا اُن کے گلے میں رہے گا۔ اور ہم آمد و رفت کا خرچ بھی دیں گے۔ اور کُل پیشگوئیوں کی پڑتال کرنی ہوگی تا آئندہ کوئی جھگڑا باقی نہ رہ جاوے۔ اور اسی شرط سے روپیہ ملے گا اور ثبوت ہمارے ذمہ ہوگا۔

یاد رہے کہ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ ۱۵۰ سو پیشگوئی مَیں نے لکھی ہے تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائیں گے اور در بدر گدائی کرنے سے نجات ہوگی بلکہ ہم اور پیشگوئیاں بھی معہ ثبوت ان کے سامنے پیش کر دیں گے اور اسی وعدہ کے موافق فی پیشگوئی سو روپیہ دیتے جائیں گے۔ اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔ پس اگر مَیں مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لوں گا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا وہ سب اُن کی نذر ہوگا جس حالت میں دو دو آنہ کے لئے وہ در بدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مُردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے ایک لاکھ روپیہ حاصل ہو جانا اُن کے لئے ایک بہشت ہے لیکن اگر میرے اِس بیان کی طرف توجہ نہ کریں اور اس تحقیق کے لئے بپابندی شرائط مذکورہ جس میں بشرط ثبوت تصدیق ورنہ تکذیب دونوں شرط ہیں۔ قادیان میں نہ آئیں تو پھر لعنت ہے اُس لاف و گزاف پر جو اُنہوں نے موضع مُدّ میں مباحثہ کے وقت کی اور سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ [1] مگر اُنہوں نے بغیر علم اور پوری تحقیق کے عام لوگوں کے سامنے تکذیب کی کیا یہی ایمانداری ہے۔ وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے کہ جو بے وجہ بھونکتا ہے اور وہ زندگی لعنتی ہے جو بے شرمی سے گزرتی ہے۔ ﴿۲۴﴾

اور بعض کا یہ خیال ہے کہ اگر کسی الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو جائے تو امان اُٹھ جاتا ہے اور شک پڑ جاتا ہے کہ شاید اُس نبی یا رسول یا محدّث نے اپنے دعویٰ میں بھی دھوکا کھایا ہو۔

[1] بنی اسرائیل : ۳۷

یہ خیال سراسر سفسطہ ہے اور جو لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں اور اگر اُن کا یہی اعتقاد ہے تو تمام نبیوں کی نبوت سے اُن کو ہاتھ دھو بیٹھنا چاہیئے کیونکہ کوئی نبی نہیں جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو۔ مثلاً حضرت مسیحؑ جو خدا بنائے گئے اُن کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں۔ مثلاً یہ دعویٰ کہ مجھے داؤد کا تخت ملے گا بجز اِس کے ایسے دعویٰ کے کیا معنے تھے کہ کسی مجمل الہام پر بھروسہ کر کے اُن کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مَیں بادشاہ بن جاؤں گا داؤد کی اولاد سے تو تھے ہی اور بگفتن شہزادہ۔ اِس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تخت اور بادشاہت کی بہت خواہش تھی اور اس طرف یہود بھی منتظر تھے کہ کوئی اُن میں سے پیدا ہو کہ تا اُن کی دوبارہ بادشاہت قائم کرے اور رُومیوں کی اطاعت سے اُن کو چھڑاوے۔

سو درحقیقت ایسا دعویٰ کہ داؤد کا تخت پھر قائم ہوگا یہودیوں کی عین مُراد تھی اور ابتدا میں اِس بات سے خوش ہو کر بہت سے یہودی آپ کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ مگر بعد اس کے کچھ ایسے اتفاق پیش آئے کہ یہودیوں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص اس بخت اور قسمت کا آدمی نہیں اس لئے ان سے علیحدہ ہو گئے اور بعض شریر آدمیوں نے گورنمنٹ رُومی کے گورنر کے پاس بھی یہ خبر پہنچا دی کہ یہ شخص داؤد کے تخت کا دعویدار ہے۔ تب حضرت مسیح نے فی الفور پہلو بدل لیا اور فرمایا کہ میری بادشاہت آسمانی ہے زمین کی نہیں۔ مگر یہودی اب تک اعتراض کرتے ہیں کہ اگر آسمانی بادشاہت تھی تو آپ نے حواریوں کو یہ حکم کیوں دیا تھا کہ کپڑے بیچ کر ہتھیار خرید لو۔ پس اِس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح کے اجتہاد میں غلطی تھی اور ممکن ہے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہو جس کے بعد آپ نے رجوع کر لیا کیونکہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے۔ اور مَیں نے شیطانی وسوسہ محض انجیل کی تحریر سے کہا ہے کیونکہ انجیل سے ثابت ہے کہ کبھی کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے☆ مگر آپ اُن الہامات کو ردّ کر دیتے تھے اور خدا تعالیٰ مس شیطان سے آپ کو بچا لیتا تھا جیسا کہ اسلام کی حدیثوں میں آپ کی یہ صفات لکھی ہیں اور آپ ہمیشہ محفوظ رہے۔ کبھی آپ نے شیطان کی پَیروی نہیں کی۔

☆ **نوٹ۔** جرمن کے تین پادریوں نے شیطان کے مکالمہ کے جس کا انجیل میں ذکر ہے یہی معنے کئے ہیں۔ منہ

﴿۲۵﴾

ایک شریر یہودی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک بیگانہ عورت پر آپ عاشق ہو گئے تھے۔لیکن جو بات دشمن کے مُنہ سے نکلے وہ قابلِ اعتبار نہیں☆ ۔آپ خدا کے مقبول اور پیارے تھے۔خبیث ہیں وہ لوگ جو آپ پر یہ تہمتیں لگاتے ہیں۔ہاں آپ نے اجتہادی غلطی سے داؤد کے تخت کی تمنّا کی تھی مگر وہ تمنّا پوری نہ ہوئی اور مطابق مثل مشہور کہ بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک۔آپ تو داؤد کے تخت سے محروم رہے۔مگر وہ برگزیدۂ خدا سیّد الرسل جس نے دنیا کی بادشاہت سے منہ پھیر کر کہا تھا کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ یعنی فقر میرا فخر ہے اُس کو خدا نے بادشاہت دے دی۔اُس نے کہا تھا کہ مَیں ایک دن فاقہ چاہتا ہوں اور ایک دن روٹی۔مگر خدا نے اُس کو فقر و فاقہ سے بچایا۔یہ خاص فضل ہے۔

حضرت مسیح کے اجتہاد جو اکثر غلط نکلے اِس کا سبب شاید یہ ہوگا کہ اوائل میں جو آپ کے ارادے تھے وہ پورے نہ ہو سکے۔غرض ان باتوں سے نبوت میں کچھ خلل نہیں آیا۔نبی کے ساتھ صدہا انوار ہوتے ہیں جن سے وہ شناخت کیا جاتا ہے۔اور جن سے اُس کے دعویٰ کی سچائی کھلتی ہے۔پس اگر کوئی اجتہاد غلط ہو تو اصل دعویٰ میں کچھ فرق نہیں آتا مثلاً آنکھ اگر دُور کے فاصلہ سے انسان کو بیل تصور کرے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آنکھ کا وجود بے فائدہ ہے یا اُس کی رویت قابلِ اعتبار نہیں۔پس نبی کے لئے اُس کے دعویٰ اور تعلیم کی ایسی مثال ہے جیسا کہ قریب سے آنکھ چیزوں کو دیکھتی ہے اور اُن میں غلطی نہیں کرتی۔اور بعض اجتہادی امور میں غلطی کی ایسی مثال ہے جیسے دُور دراز کی چیزوں کو آنکھ دیکھتی ہے تو کبھی ان کی تشخیص میں غلطی کر جاتی ہے۔اِسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو جو یہودیوں کی بھلائی کے لئے اپنی بادشاہت کا خیال تھا۔اس لئے بموجب آیت کریمہ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِہٖ[1] شیطان نے آپ کو دھوکا دیا اور داؤد کے تخت کا لالچ دِل میں ڈال دیا۔

☆ **نوٹ**۔عیسائی بھی ایسی بکواس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا کرتے ہیں اور حضرت موسیٰؑ پر بھی ایک مرتبہ ایسا ہی الزام لگایا گیا تھا۔منہ

[1] الحج : ۵۳

مگر چونکہ مقرب اور خدا کے پیارے تھے اِس لئے وہ شیطانی وسوسے قائم نہ رہ سکے۔ اور جلد آپ نے سمجھ لیا کہ میری آسمان کی بادشاہت ہے نہ زمین کی۔

غرض حضرت مسیح کا یہ اجتہاد غلط نکلا۔ اصل وحی صحیح ہوگی مگر سمجھنے میں غلطی کھائی۔ افسوس ہے کہ جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اجتہادات میں غلطیاں ہیں اُس کی نظیر کسی نبی میں بھی پائی نہیں جاتی۔ شاید خدائی کے لئے یہ بھی ایک شرط ہوگی۔ مگر کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کے بہت سے غلط اجتہادوں اور غلط پیشگوئیوں کی وجہ سے اُن کی پیغمبری مشتبہ ہوگئی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جس یقین کو نبی کے دل میں اُس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اُٹھتے ہیں اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ اور پھر بعض دوسری جزئیات میں اگر اجتہاد کی غلطی ہو بھی تو وہ اس یقین کو مضر نہیں ہوتی جیسا کہ جو چیزیں انسان کے نزدیک لائی جائیں اور آنکھوں کے قریب کی جائیں تو انسان کی آنکھ اُن کے پہچاننے میں غلطی نہیں کھاتی۔ اور قطعاً حکم دیتی ہے کہ یہ فلاں چیز ہے اور اس مقدار کی ہے اور وہ حکم صحیح ہوتا ہے اور ایسی رویت کی شہادت کو عدالتیں قبول کرتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی چیز قریب نہ لائی جائے اور مثلاً نصف میل یا پاؤ میل سے کسی انسان کو پوچھا جائے کہ وہ سفید شے کیا چیز ہے تو ممکن ہے کہ ایک سفید کپڑے والے انسان کو ایک سفید گھوڑا خیال کرے یا ایک سفید گھوڑے کو انسان سمجھ لے۔ پس ایسا ہی نبیوں اور رسولوں کو اُن کے دعویٰ کے متعلق اور اُن کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے، جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا۔ لیکن بعض جُزوی امور جو اہم مقاصد میں سے نہیں ہوتے اُن کو نظر کشفی دُور سے دیکھتی ہے اور اُن میں کچھ تواتر نہیں ہوتا۔ اِس لئے کبھی اُن کی تشخیص میں دھوکا بھی کھا لیتی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو اپنی پیشگوئیوں میں دھوکے کھائے وہ اِسی رنگ میں کھائے تھے۔ مگر نبوت کے دعوے میں اُنہوں نے دھوکا نہیں کھایا

﴿۲۶﴾

کیونکہ وہ حقیقتِ نبوت قریب سے اُن کو دکھائی گئی اور بار بار دکھائی گئی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ بھی ایک دھوکا لگا ہوا ہے کہ وہ متناقض حدیثوں کو ہر ایک کے سامنے پیش کر دیتے ہیں یہی دھوکا اُن کے بزرگ مولوی محمد حسین صاحب کو لگا ہوا ہے۔ اور ہر ایک مقام میں جب حیات ممات حضرت عیسیٰ کے متعلق کوئی ذکر آوے تو جھٹ حدیثوں کا ایک ڈھیر پیش کر دیتے ہیں کہ دیکھو صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ جامع ترمذی۔ سُنن ابن ماجہ۔ سُنن ابی داؤد۔ سُنن نسائی۔ مسند امام احمد۔ طبرانی۔ معجم کبیر۔ نعیم ابن حماد۔ مستدرک حاکم۔ صحیح ابن خزیمہ۔ نوادر الاصول ترمذی۔ ابوداؤد طیالسی۔ احمد۔ مسند الفردوس۔ ابن عساکر۔ کتاب الوفا ابن جوزی۔ شرح السنہ بغوی۔ ابن جریر۔ بیہقی۔ اخبار المہدی۔ مسند ابی یعلیٰ وغیرہ کتب حدیث۔ ان میں یہی لکھا ہے کہ عیسیٰ نازل ہوگا گو بیت المقدس میں یا دمشق میں یا افیق میں یا مسلمانوں کے لشکر میں اِس کا کوئی فیصلہ نہیں اور یہ ھوّا ہے جو آج کل پیش کیا جاتا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ بعض ان کتابوں میں سے ایسی نایاب ہیں کہ ان حضرات کے باپ نے بھی نہیں دیکھی ہوں گی مگر ان کے نام سنا دیتے ہیں تا کم سے کم یہی سمجھا جائے کہ بڑے مولوی صاحب ہیں جو اتنی کتابیں جانتے ہیں۔ افسوس یہ لوگ خیانت پیشہ ہیں ہم تو اب یہود کا نام لینے سے بھی شرمندہ ہیں کیونکہ اسلام میں ہی ایسے یہودی موجود ہیں۔ ﴿۲۷﴾

ابھی تھوڑے دن گزرے ہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب نے سرکار انگریزی کو مہدی کے بارے میں ایک کتاب پیش کر کے خوش کر دیا ہے جس میں لکھا ہے کہ مہدی کے بارے میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں ہوئی اور زمین کا انعام بھی پایا ہے۔ معلوم نہیں کہ کس صلہ میں۔ مگر خدمت تو یہی ہے کہ مہدی کے وجود پر قلم نسخ پھیر دیا ہے۔ اب بتلاؤ آسمان سے مسیح کس کے لشکر میں اُترے گا جبکہ مہدی ندارد ہے۔ اس قدر کتابیں جن کا مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے وہ تو اسی غرض سے پیش کی جاتی ہیں کہ مہدی کی مدد کے لئے مسیح آئے گا۔ اب جب مہدی کا ہی وجود نہیں تو کیوں آئے گا۔ خلیفہ تو قریش میں سے ہونا چاہئیے سو وہ تو نہ رہا۔

دیکھو ہم انصاف سے کہتے ہیں کہ متذکرہ بالا کتابوں میں جو حدیثیں ہیں ان کی دو ٹانگیں تھیں ایک ٹانگ مہدی والی سو وہ مولوی محمد حسین صاحب نے توڑ دی۔ اب دوسری ٹانگ مسیح کے آسمان سے اُترنے کی ہم توڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ دو جزوں میں سے جب ایک جز باطل ہو جائے تو وہ اِس بات کی مستلزم ہوئی کہ دوسرا جز بھی باطل ہے۔ عیسیٰ کے لئے تو خلافت مسلّم نہیں کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں۔ اور مہدی کا تو خود مولوی صاحب نے خاتمہ کر دیا۔ تو پھر عیسیٰ کو دوبارہ زمین پر آنے کی کیوں تکلیف دی جائے۔ اُن کو دو ہزار برس سے بیکار رہنے کی عادت ہے اور طبیعت آرام طلب۔ اب خواہ مخواہ پھر تکلیف دینا نامناسب ہے۔

علاوہ اِس کے ان حدیثوں کے درمیان اس قدر تناقض ہے کہ اگر ایک حدیث کے برخلاف دُوسری حدیث تلاش کرو تو فی الفور مل جائے گی۔ پس اِس سے قرآن شریف کے بیّنات کو چھوڑنا اور ایسی متناقض حدیثوں کے لئے ایمان ضائع کرنا کسی ابلہ کا کام ہے نہ عقلمند کا۔ ﴿۲۸﴾

پھر یہ بھی سوچو کہ اگر قرآن کے مخالف ہو کر حدیثیں کچھ چیز ہیں تو نماز کی حدیثوں کو تو سب سے زیادہ وقعت ہونی چاہئے تھی اور تواتر کے رنگ میں وہ ہونی چاہئے تھیں مگر وہ بھی آپ لوگوں کے تنازع اور تفرقہ سے خالی نہیں ہیں۔ یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ ہاتھ کہاں باندھنے چاہئیں اور رفع یدین اور عدم رفع اور فاتحہ خلف امام اور آمین **بالجہر** وغیرہ کے جھگڑے بھی اب تک ختم ہونے میں نہیں آئے اور بعض بعض کی حدیثوں کو ردّ کر رہے ہیں۔ اگر ایک وہابی حنفیوں کی مسجد میں جا کر رفع یدین کرے اور امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے اور سینہ پر ہاتھ باندھے اور آمین **بالجہر** کرے تو گو اس عمل کی تائید میں چار سو صحیح حدیث سناوے تب بھی وہ ضرور مار کھا کر آئے گا۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتدا سے ہی حدیثوں کو بہت عظمت نہیں دی گئی اور **امام اعظم** جو **امام بخاری** سے پہلے گزر چکے ہیں بخاری کی حدیثوں کی کچھ پروا نہیں کرتے اور اُن کا زمانہ اقرب تھا چاہئے تھا کہ وہ حدیثیں اُن کو پہنچتیں اِس لئے مناسب ہے کہ حدیث کے لئے قرآن کو نہ چھوڑا جائے۔ ورنہ ایمان ہاتھ سے جائے گا۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ

الْحَقِّ شَيْئًا [1] پھر اگر حَکَم کا فیصلہ بھی نہ مانا جائے تو پھر وہ حَکَم کس چیز کا۔

ماسوا اِس کے اگر نہایت ہی نرمی کریں تو ان حدیثوں کو ظنّ کا مرتبہ دے سکتے ہیں اور یہی محدثین کا مذہب ہے۔ اور ظنّ وہ ہے جس کے ساتھ کذب کا احتمال لگا ہوا ہے۔ پھر ایمان کی بنیاد محض ظنّ پر رکھنا اور خدا کے قطعی یقینی کلام کو پسِ پُشت ڈال دینا کونسی عقلمندی اور ایمانداری ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ تمام حدیثوں کو ردّی کی طرح پھینک دو بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اُن میں سے وہ قبول کرو جو قرآن کے منافی اور معارض نہ ہوں تا ہلاک نہ ہو جاؤ۔ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ عیسیٰؑ کی عمر دو ہزار برس یا تین ہزار برس ہوگی۔ بلکہ ایک سو بیس برس کی عمر لکھی ہے اب بتلاؤ کیا ایک سو بیس برس اب تک ختم ہوئے یا نہیں۔ کسی حدیث مرفوع متصل میں یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسٰی چھت پھاڑ کر آسمان پر چڑھ گئے تھے اور لعنتی بنانے کے لئے اُن کا کوئی حواری یا کوئی دشمن مقرر کیا گیا تھا اگر حواری تھا تو بوجہ صلیب توریت کی رُو سے ایک ایماندار کو ملعون بنایا گیا کیا یہ فعل شنیع خدا کی طرف منسوب ہوسکتا ہے۔ اور اگر کوئی اور یہودی تھا تو وہ صلیب کے وقت چُپ کیوں رہا اور کیا اُس کی بیوی اور دوسرے رشتہ دار مر گئے تھے اور کیا وہ گونگا تھا جو اپنی بریّت کے لئے تسلّی نہ کرسکا۔ ﴿۲۹﴾

ماسوا اِس کے مولوی محمد حسین صاحب جو موحدین کے ایڈوکیٹ کہلاتے ہیں اپنے اشاعۃ السُنّہ میں جس میں اُنہوں نے براہین احمدیہ کا ریویو لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو بذریعہ کشف کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری ہوتی ہے وہ محدثین کی تنقید کے پابند نہیں ہو سکتے بعض حدیثیں جو محدثین کے نزدیک صحیح ہیں وہ اپنے کشف کے رُو سے اُن کو موضوع قرار دیتے ہیں اور بعض حدیثیں جو محدثین کے نزدیک موضوع ہیں وہ اُن کی نسبت اپنے کشف کی شہادت سے صحت کا یقین رکھتے ہیں۔ پس جبکہ یہ بات ہے تو پھر وہ جو مسیح موعود اور حَکَم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیوں مولوی صاحب اس پر اس قدر ناراض ہیں کہ اُس کا کشف دوسروں کے کشف کے برابر بھی نہیں مانتے حالانکہ وہ قرآن کے مطابق ہے۔

[1] یونس : ۳۷

جب قرآن اور کشف کا تظاہر ہو گیا بلکہ بعض حدیثوں نے بھی اِس کی تائید کی تو پھر تو اس کے قول کو قبول کرنا چاہیئے ورنہ مسیح موعود کا نام **حَکَم** رکھنا کیا فائدہ۔

بعض چالاک مولوی کہتے ہیں کہ اگر کوئی آسمان سے بھی اُترے اور یہ کہے کہ فلاں فلاں حدیث جو تم مانتے ہو صحیح نہیں ہے تو ہم کبھی قبول نہ کریں گے اور اُس کے منہ پر طمانچہ ماریں گے۔ اس کا **جواب** یہی ہے کہ ہاں حضرات آپ کے وجود پر یہی اُمید ہے۔ مگر ہم باادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ **حَکَم** کا لفظ جو **مسیح موعود** کی نسبت **صحیح بخاری** میں آیا ہے اُس کے ذرہ معنی تو کریں ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے کہ حَکَم اُس کو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اُس کا حکم قبول کیا جائے اور اُس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے جو شخص خدا کی طرف سے آئے گا وہ آپ کے طمانچے کھانے کو تو نہیں آئے گا خدا تعالیٰ اُس کے لئے خود راہ نکال دے گا۔ جس شخص کو خدا نے کشف اور الہام عطا کیا اور بڑے بڑے نشان اُس کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے اور قرآن کے مطابق ایک راہ اُس کو دکھلا دی تو پھر وہ بعض ظنّی حدیثوں کے لئے اس روشن اور یقینی راہ کو کیوں چھوڑے گا اور کیا اُس پر واجب نہیں ہے کہ جو کچھ خدا نے اُس کو دیا ہے اُس پر عمل کرے اور اگر خدا کی پاک وحی سے حدیثوں کا کوئی مضمون مخالف پاوے اور اپنی وحی کو قرآن سے مطابق پاوے اور بعض حدیثوں کو بھی اُس کی مؤیّد دیکھے تو ایسی حدیثوں کو چھوڑ دے اور اُن حدیثوں کو قبول کرے جو قرآن کے مطابق ہیں اور اُس کی وحی کے مخالف نہیں۔ ﴿۳۰﴾

مجھے حیرت ہے کہ **ایڈوکیٹ** صاحب کس قسم کی طبیعت رکھتے ہیں کہ یہ تو آپ مانتے ہیں کہ پہلے اولیاء ایسے گزرے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے صحیح حدیث کو غلط ٹھہراتے اور غلط کو صحیح ٹھہراتے تھے مگر آپ کو شرم آتی ہے کہ یہ مرتبہ مسیح موعود کو بھی جو حَکَم ہے عنایت کریں۔ اور تعجب کہ آپ کے پیرو کس قسم کے ہیں کہ اُن کو یہ نہیں پوچھتے کہ دوسرے اولیاء کے تو یہ اختیارات ہیں پھر حَکَم کو ان اختلافات کی وجہ سے کیوں کافر ٹھہراتے ہو اور کیوں خدا سے نہیں ڈرتے۔ مَیں تعجب کرتا ہوں کہ پیرانہ سالی کی وجہ سے مولوی محمد حسین صاحب کے حافظہ پر کیسے پتھر پڑ گئے یاد نہ رہا کہ

اشاعۃ السُنّہ میں کیا لکھا ہے اور اب کیا کہتے ہیں۔ صاحبِ مَن اقرار کے بعد کوئی قاضی انکار نہیں سُن سکتا۔ آپ تو اقرار کر چکے ہیں کہ اہل کشف اور مکالمات کا مقام بلند ہے اُن کے لئے ضروری نہیں ہے کہ خواہ مخواہ محدّثین کی تنقید کی اطاعت کریں بلکہ محدّثین نے تو مُردوں سے روایت کی ہے اور اہل کشف زندہ حیّ و قیّوم سے سنتے ہیں۔ پس آپ کا اُس شخص کی نسبت کیا گمان ہے جس کا نام **حکم** رکھا گیا ہے۔ کیا یہ مرتبہ اُس کو حاصل نہیں جو آپ دوسروں کے لئے تجویز کرتے ہیں۔

پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل میں آیا آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں یہ سادہ لوح یا تو افترا سے ایسا کہتے ہیں اور یا محض حماقت سے اور ہم اِس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اِس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں ﴿۳۱﴾ کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اِس دعویٰ کو کچھ حرج نہ پہنچتا تھا۔ ہاں خدا نے میری وحی میں جابجا قرآن کریم کو پیش کیا ہے چنانچہ تم براہین احمدیہ میں دیکھو گے کہ اِس دعویٰ کے متعلق کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی۔ جابجا خدا تعالیٰ نے میری وحی میں قرآن کو پیش کیا ہے۔

مَیں اب خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباحثہ موضع مُدّ میں فریب دہی کے طور پر اعتراض پیش کئے تھے سب کا کافی جواب ہو چکا ہے۔ ہاں یاد آیا ایک یہ بھی خیال اُنہوں نے پیش کیا تھا کہ جو کسوف خسوف کی حدیث مہدی کے ظہور کی علامت ہے جو دارقطنی اور کتاب اکمال الدین میں موجود ہے۔ اس میں قمر کا خسوف تیرہ تاریخ سے پہلے کسی ایسی تاریخ میں ہوگا جس میں چاند کو قمر کہہ سکتے ہوں۔ پس یاد رہے کہ یہ بھی یہودیوں کی مانند **تحریف** ہے۔ خدا نے **قمر** کے خسوف کے لئے اپنی سنّت کے موافق تین راتیں مقرر کر رکھی

ہیں۔ اور ایسا ہی شمس کے لئے تین دن مقرر ہیں اور حدیث میں صریح ذکر ہے کہ اُس زمانہ میں جب مہدی پیدا ہوگا قمر کا خسوف اُس کی پہلی رات میں ہوگا جو قانون قدرت میں اُس کے خسوف کے لئے مقرر ہے۔ اور سورج کا خسوف اُس کے بیچ کے دِن میں ہوگا جو اُس کے خسوف کے لئے سُنّت اللہ میں مقرر ہے۔ اِس سیدھے معنے کو چھوڑنا اور دوسری طرف بہکے پھرنا اگر بدبختی نہیں تو اور کیا ہے۔

علاوہ اِس کے عرب کے نزدیک وہ رات جس میں ہلال کو قمر کہا جاتا ہے کوئی مخصوص رات نہیں جس میں اختلاف نہ ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک رات ہلال رہتا ہے۔ دوسری رات قمر شروع ہو جاتا ہے۔ بعض تیسری رات کے چاند کو قمر کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک سات رات تک ہلال ہی ہے۔ پس اِس صورت میں پیشگوئی کے ظہور کے لئے کوئی خاص رات معیّن نہیں رہتی۔

﴿۳۲﴾ اَور یہ کہنا کہ سُنّت اللہ کے موافق کسوف خسوف ہونا کوئی خارق عادت امر نہیں یہ دوسری حماقت ہے۔ اصل غرض اِس پیشگوئی سے یہ نہیں ہے کہ کسی خارق عادت عجوبہ کا وعدہ کیا جائے بلکہ غرض اصلی ایک علامت کو بیان کرنا ہے جس میں دوسرا شریک نہ ہو۔

پس حدیث میں یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ جب وہ سچا مہدی دعویٰ کرے گا تو اُس زمانہ میں قمر رمضان کے مہینہ میں اپنے خسوف کی پہلی رات میں منخسف ہوگا اور ایسا واقعہ پہلے کبھی پیش نہ آیا ہوگا اَور کسی جھوٹے

مہدی کے وقت رمضان کے مہینہ میں اور ان تاریخوں میں کبھی خسوف کسوف نہیں ہوا اور اگر ہوا ہے تو اس کو پیش کرو ورنہ جبکہ یہ صورت اپنی ہیئت مجموعی کے لحاظ سے خود خارق عادت ہے تو کیا حاجت کہ سنّت اللہ کے برخلاف کوئی اور معنے کئے جائیں۔ غرض تو ایک علامت کا بتلانا تھا سو وہ متحقق ہوگئی اگر متحقق نہیں تو اِس واقعہ کی صفحۂ تاریخ میں کوئی نظیر تو پیش کرو اور یاد رہے کہ ہرگز پیش نہ کرسکو گے۔

اُردو نظم

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دِل میں آتا ہے مِرے سَو سَو اُبال

آنکھ تر ہے دِل میں میرے درد ہے
کیوں دِلوں پر اِس قدر یہ گرد ہے

دِل ہوا جاتا ہے ہردم بے قرار
کِس بیاباں میں نکالوں یہ بخار

ہوگئے ہم درد سے زیر و زبر
مَر گئے ہم پر نہیں تم کو خبر

آسماں پر غافلو اِک جوش ہے
کچھ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے

ہوگیا دیں کفر کے حملوں سے چُور
چُپ رہے کب تک خداوندِ غیور

اِس صدی کا بیسواں اب سال ہے
شرک و بدعت سے جہاں پامال ہے

بدگماں کیوں ہو خدا کچھ یاد ہے
افترا کی کب تلک بنیاد ہے

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اِک جہاں کو لارہا ہے میرے پاس

لعنتی ہوتا ہے مَردِ مُفتری
لعنتی کو کب ملے یہ سروری

﴿۳۴﴾ ایکؔ اور بات رہ گئی جس کا بیان کرنا لازم ہے اور وہ یہ کہ مُدّ کے مباحثہ میں جب ہمارے مخلص دوست سیّد محمد سرور شاہ صاحب نے اعجاز المسیح کو جو میری عربی کتاب ہے بطور نشان کے پیش کیا کہ یہ ایک معجزہ ہے اور اس کی نظیر پر مخالف قادر نہیں ہوئے تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مولوی محمد حسین بٹالوی کا حوالہ دے کر کہا کہ اُنہوں نے اعجاز المسیح کی غلطیوں کے بارے میں ایک لمبی فہرست تیار کی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ تیار کی ہوگی۔ مگر وہ ایسی ہی فہرست ہوگی جیسا کہ پہلے مولوی صاحب موصوف نے میرے ایک فقرے پر اعتراض کیا تھا۔ کہ عجب کا **لام صلہ** نہیں آتا۔ اور اس پر بہت زور دیا تھا اور جب اُن کو کوئی قدیم استادوں اور جاہلیت کے شاعروں کے شعر بلکہ بعض حدیثیں دکھلائی گئیں جن میں **لام صلہ** آیا تھا تو پھر مولوی صاحب چاہِ **ندامت** میں ایسے غرق ہوگئے کہ کوئی ان کا ادیب رفیق بھی اِس کنوئیں سے اُن کو نکال نہ سکا۔ یہ اُنہیں دِنوں کی بات ہے جب مولوی صاحب کی ذِلّت کے لئے پیشگوئی کی گئی تھی اور اشتہار میں لکھا گیا تھا کہ وہ پیشگوئی دو طور سے پوری ہوئی۔

اوّل یہ کہ مولوی صاحب کی منافقانہ عادت ثابت ہوگئی کہ گورنمنٹ کو تو یہ تسلّی دیتے ہیں کہ مہدی کچھ چیز نہیں تمام حدیثیں مجروح ہیں قابل اعتبار نہیں کیسا مہدی اور کیسا وہ مسیح جو آسمان سے اُس کی مدد کے لئے آئے گا۔ سب باتیں بے اصل ہیں اور ان باتوں کو پیش کر کے بڑے انعام کے خواہشمند معلوم ہوتے ہیں اور اگر وہ دِل سے ایسے مہدی اور ایسے مجاہد عیسیٰ کا انکار کرتے تو ہم بھی ان پر بہت خوش ہوتے کیونکہ سچ بولنے والا عزّت کے لائق ہوتا ہے اور اِس صورت میں اگر گورنمنٹ نہ صرف لائلپور میں کچھ زمین بلکہ بٹالہ اس کو جاگیر میں دے دیتی تو بھی ان کا حق تھا۔ لیکن ہم اس پر راضی نہیں ہیں اور ہرگز نہیں ہو سکتے کہ ایک شخص محض نفاق کے طور پر گورنمنٹ کے آگے مہدی کی ضعیف اور مجروح حدیثوں کی ایک فہرست پیش کر کے یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ مسلمان ایسے مہدی اور ایسے عیسیٰ کے منتظر نہیں ہیں جو عیسائیوں کے ساتھ لڑے گا اور یہ یقین دلاتا ہے کہ میرا تو یہی عقیدہ ہے کہ کوئی ایسا مہدی نہیں

آئے گا جو خونریزی سے قیامت برپا کر دے گا۔ اور نہ ایسا کوئی مسیح جو آسمان سے اُتر کر اُس کا ہاتھ بٹائے گا۔ اور پھر پوشیدہ طور پر اپنی قوم کو یہ کہتا ہے کہ ایسے مہدی سے انکار کرنا کفر ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ ان کارروائیوں سے اُس کی عزّت میں کچھ فرق نہیں آیا اور نہ اُس کے پَیرووٴں کی کچھ عزت بگڑی۔ ﴿۴۴﴾

غرض یہی ذلّت تھی جو مولوی محمد حسین صاحب کے نصیب ہوئی جس میں جعفر زٹلی وغیرہ اُن کے پَیرو حصّہ دار ہیں چاہے بے حیائی سے محسوس کریں یا نہ کریں۔ اور دوسری ذلّت علمی رنگ میں اُن کو نصیب ہوئی کہ ناحق لوگوں میں شور مچایا کہ **عجب** کا صلہ ہرگز **لام** نہیں آتا بڑی غلطی کی ہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ کا ارادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیا ذلّتیں ہیں کوئی اور ذلّت ہونی چاہیئے تھی اور کہتے ہیں کہ اُن کو تو زمین مل گئی حالانکہ یہی زمین تو اُن کی ذلّت کی گواہ ہے اور دورنگی پر شاہد ناطق جب تک وہ زمین اُن کے ہاتھ میں ہے یہ دورنگی بھی اُس زمین کا ایک پھل متصور ہوگا۔ یا یوں سمجھ لو کہ زمین اُس کا پھل ہے اور تم تحقیق کر لو کہ یہ تمام کامیابی ایک منافقانہ کارروائی کا نتیجہ ہے ان لوگوں کے مخفی اعتقاد اگر دیکھنے ہوں تو صدیق حسن کی کتابیں دیکھنی چاہئیں جن میں وہ نعوذ باللہ ملکہ معظّمہ کو بھی مہدی کے سامنے پیش کرتا ہے اور نہایت بُرے اور گستاخی کے الفاظ سے یاد کرتا ہے جن کو ہم کسی طرح اس جگہ نقل نہیں کر سکتے جو چاہے ان کتابوں کو دیکھ لے یہ وہی صدیق حسن ہے جس کو محمد حسین نے مجدّد بنایا ہوا تھا۔ بھلا کیونکر اور کس طور سے اپنے مجدّد کی رائے سے اُن کی رائے الگ ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ بات تو بہت اچھی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کی جائے اور جہاد کے خراب مسئلہ کے خیال کو دِلوں سے مٹا دیا جائے اور ایسے خونریز مہدی اور خونریز مسیح سے انکار کیا جائے۔ لیکن کاش اگر دِل کی سچائی سے مولوی محمد حسین صاحب یہ باتیں گورنمنٹ کے سامنے پیش کرتے تو بلا شبہ ہماری نظر میں بھی قابلِ تحسین ٹھہرتے۔ مگر اب اُن کی متناقض کتابیں جو گورنمنٹ کے سامنے

کچھ بیان ہیں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ اندرون حُجرے کچھ بیان یہ اُن کے منافقانہ طریق کو ثابت کر رہی ہیں اور منافق خدا کے نزدیک بھی ذلیل ہوتا ہے اور مخلوق کے نزدیک بھی۔ یہ لوگ درحقیقت مشکلات میں ہیں ان کے تو کئی عقیدے گورنمنٹ کے مصالح کے برخلاف ہیں۔ اب اگر منافقانہ طریق اختیار نہ کریں تو کیا کریں۔

غرض مولوی محمد حسین صاحب کی عربی دانی کے ہم آج سے قائل نہیں بلکہ اُسی وقت سے ہم قائل ہیں جب اُنہوں نے فرمایا تھا کہ عجب کا صلہ ہرگز لام نہیں آتا ایسے متبحر فاضل نے اگر اعجاز المسیح کی غلطیوں کی ایک لمبی فہرست تیار کی ہو تو ہمیں اس سے کب انکار ہے ضرور تیار کی ہوگی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو معلوم ہوگا کہ پہلا نشانہ عربی کے مقابلہ کا یہی فاضل صاحب ہیں جن کو مَیں نے لکھا تھا کہ فی غلطی ہم آپ کو پانچ روپیہ انعام دے سکتے ہیں بشرطیکہ اوّل آپ اپنا عربی دان ہونا ثابت کر دیں اور وہ اِس طرح پر کہ میرے زانو بزانو بیٹھ کر کسی آیت کی تفسیر ایک جز و یا دو جز و تک عربی فصیح میں لکھیں پھر بعد اس کے آپ کی طرف سے کوئی آواز نہیں آئی۔ ہر ایک انسان سمجھ سکتا ہے کہ غلطی نکالنا اُس شخص کا حق ہے جو اوّل لیاقت اپنی ثابت کرے ورنہ صرف بکواس ہے۔ اگر مثلاً کوئی شخص فن عمارت سے جاہل محض ہو اور یہ کہتا پھرے کہ اس ملک کے معمار اپنے کام میں غلطی کرتے ہیں تو کیا وہ اِس لائق نہیں ہوگا کہ اُس کو کہا جائے کہ اے نادان تُو تو ایک اینٹ بھی موزون طور پر لگا نہیں سکتا تو ان معماروں پر کیوں اعتراض کرتا ہے جن کے ہاتھ سے بہت سی عمارتیں طیار موجود ہیں۔

﴿۳۵﴾

اب یاد رہے کہ اگرچہ مَیں اب تک عربی میں ستّرہ کے قریب بے مثل کتابیں شائع کر چکا ہوں جن کے مقابل میں اِس دس برس کے عرصہ میں ایک کتاب بھی مخالفوں نے شائع نہیں کی۔ مگر آج مجھے خیال آیا کہ چونکہ وہ کتابیں صرف عربی فصیح بلیغ میں ہی نہیں بلکہ ان میں بہت سے قرآنی حقائق معارف ہیں اِس لئے ممکن ہے کہ وہ لوگ یہ جواب دیں کہ ہم حقائق معارف سے ناآشنا ہیں اگر صرف عربی فصیح میں نظم ہوتی جیسے عام قصائد ہوتے ہیں تو ہم بلاشبہ اس کی نظیر بنا سکتے

اور نیز یہ بھی خیال آیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے اگر صرف کتاب اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی جائے تو وہ اس میں ضرور کہیں گے کہ کیونکر ثابت ہو کہ سترؔ دِن کے اندر یہ کتاب تالیف کی گئی ہے اور اگر وہ یہ حجت پیش کریں کہ یہ کتاب دو برس میں بنائی گئی ہے اور ہمیں بھی دو برس کی مُہلت ملے تو مشکل ہوگا کہ ہم صفائی سے ان کو ستر دن کا ثبوت دے سکیں۔ ان وجوہات سے مناسب سمجھا گیا کہ خدا تعالیٰ سے یہ درخواست کی جائے کہ ایک سادہ **قصیدہ** بنانے کے لئے روح القدس سے مجھے تائید فرماوے جس میں **مباحثہ مُدّ** کا ذکر ہو۔ تا اِس بات کے سمجھنے کے لئے دقّت نہ ہو کہ وہ قصیدہ کتنے دنؔ میں طیار کیا گیا ہے۔ سو مَیں نے دُعا کی کہ اے خدائے قدیر مجھے نشان کے طور پر توفیق دے کہ ایسا قصیدہ بناؤں۔ اور وہ دُعا میری منظور ہوگئی اور روح القدس سے ایک خارق عادت مجھے تائید ملی اور وہ قصیدہ پانچ دن میں ہی مَیں نے ختم کر لیا۔ کاش اگر کوئی اور شغل مجبور نہ کرتا تو وہ قصیدہ ایک دن میں ہی ختم ہو جاتا۔ کاش اگر چھپنے میں کسی قدر دیر☆ نہ لگتی تو نوؔ نومبر ۱۹۰۲ء تک وہ قصیدہ شائع ہو سکتا تھا۔

﴿۳۶﴾

یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جس کے گواہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں کیونکہ قصیدہ سے خود ثابت ہے کہ یہ اُن کے مباحثہ کے بعد بنایا گیا ہے اور مباحثہ ۲۹؍اور ۳۰؍اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوا تھا اور ہمارے دوستوں کے واپس آنے پر ۸؍نومبر ۱۹۰۲ء کو اِس قصیدہ کا بنانا شروع کیا گیا اور ۱۲؍نومبر ۱۹۰۲ء کو معہ اِس اُردو عبارت کے ختم ہو چکا تھا۔ چونکہ مَیں یقین دِل سے جانتا ہوں کہ خدا کی تائید کا یہ ایک بڑا نشان ہے تا وہ مخالف کو شرمندہ اور لاجواب کرے۔ اِس لئے مَیں اِس نشان کو **دسؔ ہزار ۱۰۰۰۰** روپیہ **کے انعام کے ساتھ مولوی ثناء اللہ** اور اُس کے مددگاروں کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اسی میعاد میں یعنی پانچ دن میں ایسا قصیدہ معہ اسی قدر اُردو مضمون کے جواب کے جو وہ بھی ایک نشان ہے بنا کر شائع کر دیں تو مَیں بلا توقف

☆ دیر کا ایک یہ بھی باعث ہوا کہ مجھے منصف صاحب کی عدالت میں تاریخ ۷؍نومبر ۱۹۰۲ء کو بٹالہ جانا پڑا اصل تالیف کا زمانہ تو محض تین دن تھے اور دو دِن باعث حرج اور زائد ہو گئے۔ منہ

دس ہزار روپیہ اُن کو دے دوں گا۔ چھپوانے کے لئے ایک ہفتہ کی اُن کو اور مہلت دیتا ہوں یہ کُل بار۱۲ اں دن ہیں اور دو دن ڈاک کے لئے بھی اُن کا حق ہے۔ پس اگر اس تاریخ سے کہ یہ قصیدہ اور اُردو عبارت اُن کے پاس پہنچے چود۱۴ اں دن تک اسی قدر اشعار بلیغ فصیح جو اس مقدار اور تعداد سے کم نہ ہوں شائع کردیں تو مَیں دس ہزار روپیہ اُن کو انعام دے دوں گا۔ اُن کو اختیار ہوگا کہ مولوی محمد حسین صاحب سے مدد لیں یا کسی اور صاحب سے مدد لے لیں۔ اور نیز اِس وجہ سے بھی اُن کو کوشش کرنی چاہئے کہ میرے ایک **اشتہار** میں پیشگوئی کے طور پر خبر دی گئی ہے کہ اخیر دسمبر **۱۹۰۲ء** تک کوئی **خارق عادت نشان** ظاہر ہوگا۔ اور گو وہ نشان اور صورتوں میں بھی ظاہر ہوگیا ہے لیکن اگر مولوی ثناء اللہ اور دوسرے مخاطبین نے اس میعاد کے اندر اس قصیدہ اور اس اُردو مضمون کا جواب نہ لکھا یا نہ لکھوایا تو یہ نشان اُن کے ذریعہ سے پورا ہو جائیگا۔ سو انہیں لازم ہے کہ اگر وہ میرے کاروبار کو انسان کا منصوبہ خیال کرتے ہیں☆ تو مقابلہ کرکے اِس نشان کو کسی طرح روک دیں۔ اور دیکھو مَیں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اکیلے یا دوسروں کی مدد سے میعاد معیّنہ کے اندر میرے قصیدہ اور اُردو عبارت کے مطابق اور ان کی تعداد کے مطابق قصیدہ چھپوا کر شائع کریں گے اور تاریخ وصولی سے بارہ دن کے اندر بذریعہ ڈاک میرے پاس بھیج دیں گے تو صرف مَیں یہی نہیں کروں گا کہ دس ہزار روپیہ اُن کو انعام دونگا بلکہ اِس غلبہ سے میرا جھوٹا ہونا ثابت ہوگا۔ اِس صورت میں

﴿۳۷﴾

☆ چونکہ گالیاں اور تکذیب انتہا تک پہنچ گئی ہے۔ جن کے کاغذات میرے پاس ایک بڑے تھیلہ میں محفوظ ہیں اور یہ لوگ اپنے اشتہارات میں بار بار گذشتہ نشانوں کی تکذیب کرتے اور آئندہ نشان مانگتے ہیں اس لئے ہم یہ نشان ان کو دیتے ہیں ایسا ہی عیسائیوں نے بھی مجھے مخاطب کرکے بار بار لکھا ہے کہ انجیل میں ہے کہ جھوٹے مسیح آئیں گے۔ اور اس طرح پر انہوں نے مجھے جھوٹا مسیح قرار دیا ہے حالانکہ خود ان دنوں میں خاص لندن میں عیسائیوں میں سے جھوٹا مسیح پگٹ نام موجود ہے جو خدائی اور مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے اور انجیل کی پیشگوئی کو پورا کر رہا ہے۔ لیکن آئندہ اگر کوئی مجھے جھوٹا قرار دینا چاہے تو اُسے لازم ہے کہ میرے نشانوں کا مقابلہ کرے۔ عیسائیوں میں بھی بہت سے مُرتد مولوی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر پادری صاحبان اِس تکذیب میں سچے ہیں تو وہ ایسا قصیدہ اُن مولویوں سے پانچ دن تک بنوا کر دس۱۰ ہزار روپیہ مجھ سے لیں اور مشن کے کاموں میں خرچ کریں۔ مگر جو شخص تاریخ مقررہ کے بعد کچھ بکواس کرے گا یا کوئی تحریر دکھلائے گا اُس کی تحریر کسی گندی نالی میں پھینکنے کے لائق ہوگی۔ منه

مولوی ثناء اللہ صاحب اور اُن کے رفیقوں کو ناحق کے افتراؤں کی حاجت نہیں رہے گی اور مفت میں اُن کی فتح ہو جائے گی ورنہ اُن کا حق نہیں ہوگا کہ پھر کبھی مجھے جھوٹا کہیں یا میرے نشانوں کی تکذیب کریں۔ دیکھو مَیں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔ اگر مَیں صادق ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مَیں صادق ہوں تو کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور اُن کے تمام مولوی پانچ دِن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں اور اُردو مضمون کا ردّ لکھ سکیں کیونکہ خدا تعالیٰ اُن کی قلموں کو توڑ دے گا اور اُن کے دِلوں کو غبی کر دے گا۔ اور مولوی ثناء اللہ کو اس بدگمانی کی طرف راہ نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ قصیدہ پہلے سے بنا رکھا تھا کیونکہ وہ ذرا آنکھ کھول کر دیکھے کہ مباحثہ مُد کا اِس میں ذکر ہے۔ پس اگر مَیں نے پہلے بنایا تھا تب تو اُنہیں ماننا چاہیئے کہ مَیں عالم الغیب ہوں۔ بہر صورت یہ بھی ایک نشان ہوا اِس لئے اب ان کو کسی طرف فرار کی راہ نہیں اور آج وہ الہام پورا ہوا جو خدا نے فرمایا تھا۔

''قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے''

اور واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہوں گے (۱) وہ قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے اور سچی پیشگوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا اُن کے لئے موت ہوگی (۲) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے (۳) اور سب سے پہلے اس اُردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر اُن کی رُوسیاہی ثابت ہو جائے گی۔

﴿۳۸﴾ اور چونکہ ان دنوں میں مولوی محمد حسین نے سائیں مہر علی گولڑی کی علمیت کی اپنے اشاعۃ السنّہ میں بہت ہی تعریف کی ہے اور علی حائری صاحب شیعہ اپنی تعریف میں پھول رہے ہیں اس لئے مَیں اُن کو بھی اِس مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔ گالیاں دینے اور ٹھٹھا کرنے میں ان لوگوں کی زبان چالاک ہے لیکن اب مَیں دیکھوں گا کہ خدا سے ان کو کس قدر مدد مل سکتی ہے۔ مَیں نے ان لوگوں کی نسبت بھی اس قصیدہ میں کچھ لکھا ہے تا ان کی غیرت کو حرکت دوں یہ ایک آخری فیصلہ ہے **شیعہ حسین** سے مدد لیں اور **گولڑی** صاحب کسی اپنے

مُرشد سے اور مولوی **ثناء اللہ** اور اُن کے رفیق تو خود اپنے تئیں مولوی کہلاتے ہیں ناخنوں تک زور لگا لیں۔

مَیں نے اِس قصیدہ میں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے۔ یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسین جیسے یا حضرت عیسیٰ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور وعید مَنْ عَادَا وَلِیًّا لِی دست بدست اُس کو پکڑ لیتا ہے۔ پس مُبارک وہ جو آسمان کے مصالح کو سمجھتا ہے اور خدا کی حکمت عملیوں پر غور کرتا ہے۔ اور میری طرف سے صرف دس۱۰ ہزار کے انعام کا وعدہ نہیں بلکہ وہ شریر جو گالیاں دینے سے باز نہیں آتا اور ٹھٹھا کرنے سے نہیں رُکتا اور توہین کی عادت کو نہیں چھوڑتا اور ہر ایک مجلس میں میرے نشانوں سے انکار کرتا ہے اُس کو چاہیئے کہ میعاد مقررہ میں اِس نشان کی نظیر پیش کرے ورنہ ہمیشہ کے لئے اور دنیا کے انقطاع تک مفصلہ ذیل لعنتیں اُس پر آسمان سے پڑتی رہیں گی۔ بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب جو خود انہوں نے میری نسبت دعویٰ کیا ہے کہ اِس شخص کا کلام معجزہ نہیں ہے اُن کو ڈرنا چاہئے کہ خاموش رہ کر ان لعنتوں کے نیچے کچلے نہ جائیں اور وہ لعنتیں یہ ہیں۔

۱ لعنت ..

۲ لعنت ..

۳ لعنت ..

۴ لعنت ..

۵ لعنت ..

۶ لعنت ..

۷ لعنت ..

۸ لعنت ..

۹ لعنت ..

۱۰ لعنت ..

وتلک عشرة کاملة

﴿۳۹﴾

اب مَیں اپنے خدائے قدیر و کریم وقدّوس و غیور پر توکل کر کے قصیدہ کو لکھتا ہوں اور اپنے مؤید اور محسن سے مدد چاہتا ہوں اے میرے پیارے قادر اور دِلوں کے اسرار کے گواہ میری مدد کر اور ایسا کر کہ یہ تیرا نشان دنیا میں چمکے اور کوئی مخالف میعاد مقررہ میں اس کی نظیر بنانے میں قادر نہ ہو اے میرے پیارے ایسا ہی کر اور بہتوں کو اِس نشان اور اس تمام مضمون سے ہدایت دے۔ آمین ثم آمین

اور وہ قصیدہ یہ ہے۔

اَلْقَصِیْدَۃُ الْاِعْجَازِیَّۃُ

اَیَا اَرْضَ مُدٍّ☆ قَدْ دَفَاکِ❁ مُدَمَّرُ ۔۔۔ وَاَرْدَاکِ ضِلِّیْلٌ وَّ أَغْرَاکِ مُوْغِرُ

اے مُدّ کی زمین! ایک ہلاک شدہ نے تیری خستگی کی حالت میں تجھے ہلاک کیا۔ اور سخت گمراہ کرنے والے نے تجھے مارا اور ایک غصّہ دلانے والے نے تجھے برانگیختہ کیا

دَعَوْتِ کَذُوْبًا مُّفْسِدًا صَیْدِیَ الَّذِیْ ۔۔۔ کَحُوْتِ غَدِیْرٍ اَخْذُہٗ لَا یُعَذَّرُ

تو نے ایک جھوٹے مفسد، میرے شکار کو بُلا لیا۔ جس کا پکڑنا ڈھاب کی مچھلی کی طرح بڑا کام نہیں

وَجَاءَ کِ صَحْبِیْ نَاصِحِیْنَ کَاِخْوَۃٍ ۔۔۔ یَقُوْلُوْنَ لَا تَبْغُوْا ھَوًی وَ تَصَبَّرُوْا

اور میرے دوست تیرے پاس آئے جو بھائیوں کی طرح نصیحت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہوا و ہوس کی طرف مَیل مت کرو اور صبر کرو

فَظَلَّ أُسَارٰی کُمْ اُسَارٰی تَعَصُّبٍ ۔۔۔ یُرِیْدُوْنَ مَنْ یَّعْوِیْ کَذِئْبٍ وَّ یَخْتِرُ

پس تم میں سے وہ لوگ جو تعصّب کے قیدی تھے۔ انہوں نے چاہا کہ ایسا شخص تلاش کریں جو بھیڑیئے کی طرح چیخے اور فریب کرے

☆ مُدّ عربی عَلَم ہے عجمی نہیں۔ مسلمان جن جن ملکوں میں گئے اور جو جو انہوں نے نام رکھے وہ اکثر عربی تھے۔ منہ

❁ دفو کے معنی ہیں خستہ کو کشتہ کرنا۔ سو مُدّ کے لوگ اپنے اوہام کی وجہ سے پہلے ہی خستہ تھے ثناء اللہ نے جا کر اور جھوٹ بول کر ان کو کشتہ کر دیا اور وہ خود مدمّر تھا یعنی ہمارے آگے ہلاک شدہ تھا۔ سو ہلاک شدہ نے ان نادانوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ منہ

[1] ایڈیشن اول میں اس قصیدہ پر اعراب نہیں دئے گئے سوائے چند ایک مقامات کے اب قارئین کی سہولت کے لئے یہ اعراب دیئے جا رہے ہیں۔ (ناشر)

فَجَاءُوْا بِذِئْبٍ بَعْدَ جُهْدٍ اَذَابَهُمْ وَ نَعْنِیْ ثَنَاءَ اللّٰهِ مِنْهُ وَ نُظْهِرُ

پھر بہت کوشش کے بعد ایک بھیڑیئے کو لائے۔ اور مراد ہماری اس سے ثناءاللہ ہے اور ہم ظاہر کرتے ہیں

فَلَمَّا اَتَاهُمْ سَرَّهُمْ مِّنْ تَصَلُّفٍ وَقَالَ افْرَحُوْا اِنِّیْ كَمِیٌّ مُّظَفَّرُ

پس جب اُن کے پاس آیا تو لاف زنی سے اُن کو خوش کر دیا۔ اور کہا تم خوش ہو جاؤ میں بہادر فتحیاب ہوں

﴿۴۰﴾

وَقَالَ اسْتُرُوْا اَمْرِیْ وَاِنِّیْ اَرُوْدُهُمْ اَخَافُ عَلَیْهِمْ اَنْ یَّفِرُّوْا وَ یُدْبِرُوْا

اور کہا کہ میرے آنے کی بات پوشیدہ رکھو کہ میں اُن کو تلاش کر رہا ہوں۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ بھاگ نہ جائیں

وَاَرْضَی اللِّئَامَ اِذَا دَنَا مِنْ اَرْضِهِمْ عَلَی النَّارِ مَشَّاهُمْ وَ قَدْ كَانَ یَبْطَرُ

اور لوگوں کو خوش کیا جب ان کی زمین سے نزدیک ہوا۔ ان لوگوں کو آگ پر چلایا اور بہت خوش ہوا

تَكَلَّمَ كَالْاَجْلَافِ مِنْ غَیْرِ فِطْنَةٍ وَیَاْتِیْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ كَانَ یَنْظُرُ

اُس نے کمینوں کی طرح بغیر دانائی کے کلام کیا۔ اور دیکھنے والوں سے تُو خود سُن لے گا

وَ اِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ فَسَلْ یَا مُكَذِّبِیْ دَهَاقِیْنَ مُدٍّ وَّالْحَقِیْقَةُ اَظْهَرُ

اور اگر تجھے شک ہے تو مُدّ کے زمینداروں سے پوچھ لے ☆

فَلَمَّا الْتَقَی الْجَمْعَانِ لِلْبَحْثِ وَالْوَغَا وَنُوْدِیَ بَیْنَ النَّاسِ وَالْخَلْقُ اُحْضِرُوْا

پس جب دونوں فریق بحث کیلئے جمع ہو گئے اور لوگوں میں منادی کرائی گئی اور لوگ حاضر ہو گئے

وَاَوْجَسَ خِیْفَةً شَرِّهٖ بَعْضُ رُفْقَتِیْ لِمَا عَرَفُوْا مِنْ خُبْثِ قَوْمٍ تَنَمَّرُوْا

اور پوشیدہ طور پر میرے بعض رفیقوں کے دلوں میں خوف ہوا۔ کیونکہ قوم کی درندگی انہوں نے معلوم کر لی تھی

فَاَنْزَلَ مِنْ رَّبِّ السَّمَاءِ سَكِیْنَةٌ عَلٰی صُحْبَتِیْ وَاللّٰهُ قَدْ كَانَ یَنْصُرُ

پس میرے اصحاب پر آسمان سے تسلّی نازل کی گئی۔ اور خدا مدد کر رہا تھا

وَاَعْطَاهُمُ الرَّحْمٰنُ مِنْ قُوَّةِ الْوَغٰی وَ اَیَّدَهُمْ رُوْحٌ اَمِیْنٌ فَاَبْشَرُوْا

اور خدا نے ان کو قوّت لڑائی کی دے دی۔ اور رُوح القدس نے ان کو مدد دی پس وہ خوش ہو گئے

وَكَانَ جِدَالٌ یَطْرُدُ الْقَوْمَ بِالضُّحٰی اِلٰی خِطَّةٍ اَوْمٰی اِلَیْهَا الْمَعْشَرُ

اور لوگ قریب آٹھ بجے کے بحث دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اُس تکیہ کی طرف جس کی طرف گروہ نے اشارہ کیا تھا

☆ ترجمہ مطابق ایڈیشن اوّل

تَحَرَّوْا لِھٰذَا الْبَحْثِ اَرْضًا شَجِیْرَةً اِلَی الْجَانِبِ الْغَرْبِیِّ وَالْجُنْدُ جُمِّرُوْا

اور بحث کیلئے ایک زمین اختیار کی گئی جس میں کئی ایک☆ درخت تھے۔ اور وہ جگہ گاؤں سے باہر غربی طرف تھی اور ہمارے دوست وہاں ٹھہرائے گئے

فَکَانَ ثَنَاءُ اللّٰہِ مَقْبُوْلَ قَوْمِہٖ وَمِنَّا تَصَدّٰی لِلتَّخَاصُمِ سَرْوَرُ

اور ثناء اللہ اس کی قوم کی طرف سے مقبول تھا۔ اور ہماری طرف سے مولوی سیّد محمد سرور شاہ پیش ہوئے

کَاَنَّ مَقَامَ الْبَحْثِ کَانَ کَاَجَمَةٍ بِہِ الذِّئْبُ یَعْوِی وَالغَضَنْفَرُ یَزْءَرُ

﴿۴۱﴾

گویا مقامِ بحث ایک ایسے بَن کی طرح تھا۔ جس میں ایک طرف بھیڑیا چیختا تھا اور ایک طرف شیر غرّاتا تھا

وَقَامَ ثَنَاءُ اللّٰہِ یُغْوِیْ جُنُوْدَہٗ وَیُغْرِیْ عَلٰی صَحْبِیْ لِئَامًا وَّ یَھْذُرُ

اور کھڑا ہوا ثناء اللہ اپنی جماعت کو اغوا کر رہا تھا۔ اور میرے دوستوں پر برانگیختہ کرتا تھا

وَکَانَ طَوٰی کَشْحًا عَلٰی مُسْتَکِنَّةٍ وَ مَا رَادَ نَھْجَ الْحَقِّ بَلْ کَانَ یَھْجُرُ

اور اُس نے کینہ کو اپنے دل میں ٹھان لیا۔ اور حق جوئی نہ کی بلکہ بکواس کرتا رہا

سَعٰی سَعْیَ فَتَّانٍ لِتَکْذِیْبِ دَعْوَتِیْ وَکَانَ یُدَسِّی مَا تَجَلّٰی وَ یَمْکُرُ

اس نے فتنہ انگیز آدمی کی طرح میری دعوت کی تکذیب کی کوشش کی۔ اور وہ حق پوشی کر رہا تھا اور مکر کر رہا تھا

وَاَظْھَرَ مَکْرًا سَوَّلَتْ نَفْسُہٗ لَہٗ وَلَمْ یَرْضَ طُوْلَ الْبَحْثِ فَالْقَوْمُ سُحِّرُوْا

اور ایک مکر اُس نے ظاہر کیا جو اُس کے دل میں پیدا ہوا۔ اور لمبی بحث سے انکار کیا اور قوم اُس کے فریب میں آ گئی

فَشَقَّ عَلٰی صَحْبِیْ طَرِیْقٌ اَرَادَہٗ وَقَدْ ظَنَّ اَنَّ الْحَقَّ یُخْفٰی وَیُسْتَرُ

پس میرے دوستوں پر وہ طریق گراں گذرا جس کا اُس نے ارادہ کیا۔ اور انہوں نے گمان کیا کہ اس سے حق پوشیدہ رہ جائے گا

☆ اس میں سہو کتابت ہے اصل عبارت یوں ہوگی۔ ’’**جس میں کئی ایک درخت تھے**۔‘‘ کاتب سے جب سہواً ’’**کئی**‘‘ کا لفظ چھوٹ گیا تو تصحیح عبارت کے لئے ’’**تھے**‘‘ کو ’’**تھا**‘‘ بنا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں یہ شکایت کی گئی کہ بعض جگہ سہوِ کاتب سے غلطیاں رہ گئی ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ’’یہ کوئی غلطی نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ ساتھ ہی ترجمہ ہے اگر کوئی لفظ عربی ہے اور نقطہ وغیرہ کی غلطی ہے تو نیچے ترجمہ اس کی صحت کرتا ہے۔ اور اگر ترجمہ میں کوئی غلطی صحت سے رہ گئی ہے تو پھر اصل عبارت عربی موجود ہے۔ اس سے صحت ہو جاتی ہے۔‘‘ (البدر ۱۶؍ نومبر ۱۹۰۲ء)

رَءَوْا بُرْجَ بُهْتَانٍ تُشَادُ وَ تُعْمَرُ فَقَالُوْا لَحَاکَ اللّٰهُ کَیْفَ تُزَوِّرُ

انہوں نے بہتان کا قلعہ دیکھا جو بنایا جاتا تھا۔ پس انہوں نے کہا خدا کی ملامت تجھ پر' تُو کیسا جھوٹ بول رہا ہے

اَقَلُّ زَمَانِ الْبَحْثِ مِقْدَارُ سَاعَةٍ فَلَمْ یَقْبَلِ الْحَمْقٰی وَصَحْبِیْ تَنَفَّرُوْا

کم سے کم بحث کا زمانہ ایک ساعت چاہیئے ۔ پس احمقوں نے قبول نہ کیا اور میرے دوست اس مقدار سے متنفر ہوئے

رَضُوْا بَعْدَ تَکْرَارٍ وَّ بَحْثٍ بِثُلْثِهَا وَفِی الصَّدْرِ حُزَّازٌ وَفِی الْقَلْبِ خَنْجَرُ

آخر اس بات پر کسی قدر تکرار اور بحث کے بعد راضی ہوگئے کہ بیس بیس منٹ تک بحث ہو اور سینہ میں سوزشِ غضب تھی اور دل میں خنجر تھا

دَهَاهُمْ عَمَایَاتُ الْاُنَاسِ وَ حُمْقُهُمْ رَأَوْا مُدَّ قَوْمٌ وَّ الْمُدٰی قَدْ شَهَّرُوْا

قوم کی جہالتوں نے اُن کو خستہ کر دیا۔ موضع مُدّ کو انہوں نے ایسی صورت میں دیکھا جو چُھریاں نکالی ہوئی ہیں

فَصَارُوْا بِمُدٍّ لِلرِّمَاحِ دَرِیَّةً وَیَعْلَمُهَا اَحْمَدُ عَلِیُّ الْمُدَبِّرُ

پس میرے دوست مُدّ میں نیزوں کے نشانے بن گئے اور اس بات کو احمد علی' جو میرِ مجلس تھا' خوب جانتا ہے

وَکَانَ ثَنَاءُ اللّٰهِ فِیْ کُلِّ سَاعَةٍ یُأَجِّجُ نِیْرَانَ الْفَسَادِ وَ یُسْعِرُ ﴿۴۲﴾

اور ثناء اللہ ہر ایک گھڑی۔ فساد کی آگ بھڑکا رہا تھا

أَرٰی مَنْطِقًا مَایَنْبَحُ الْکَلْبُ مِثْلَهُ وَفِیْ قَلْبِهٖ کَانَ الْهَوٰی یَتَزَخَّرُ

ایسی باتیں کیں کہ ایک کتّا اس طرح آواز نہیں نکالے گا۔ اور اُس کے دل میں ہوا و ہوس جوش مار رہی تھی

وَ اِنَّ لِسَانَ الْمَرْءِ مَالَمْ یَکُنْ لَّهُ اُصَاةٌ عَلٰی عَوْرَاتِهٖ هُوَ مشعرُ

اور انسان کی زبان جب تک اس کے ساتھ عقل نہ ہو' اُس کے پوشیدہ عیبوں پر ایک دلیل ہے

یُکَلِّمُ حَتّٰی یَعْلَمَ النَّاسُ کُلُّهُمْ جَهُوْلٌ فَلَا یَدْرِیْ وَ لَا یَتَبَصَّرُ

ایسا انسان کلام کرتا ہے یہاں تک کہ سب لوگ جان لیتے ہیں۔ کہ یہ جاہل آدمی ہے نہ عقل ہے نہ بصیرت

وَلَوْلَا ثَنَاءُ اللّٰهِ مَازَالَ جَاهِلٌ یَشُکُّ وَلَا یَدْرِیْ مَقَامِیْ وَیَحْصُرُ

اور اگر ثناء اللہ نہ ہوتا تو ایک جاہل میرے بارے میں شک کرتا اور مجھے سوالوں سے تنگ کرتا

فَهٰذَا عَلَیْنَا مِنَّةٌ مِّنْ اَبِی الْوَفَا اَرٰی کُلَّ مَحْجُوْبٍ ضِیَائِیْ فَنَشْکُرُ

پس یہ مولوی ثناء اللہ کا ہم پر احسان ہے کہ ہر ایک غافل کو ہماری روشنی سے اطلاع دی۔ سو ہم اُس کا شکر کرتے ہیں

اَرَی الْمَوْتَ یَعْتَامُ الْمُکَفِّرَ بَعْدَہٗ بِمَاظَھَرَتْ آیُ السَّمَاءِ وَتَظْھَرُ

اب کافر کہنے والا گویا مر جائے گا۔ کیونکہ ہمارے غلبہ سے خدا کا نشان ظاہر ہوا

وَلَمَّا اعْتَدَی الْاَمْرُتْسَرِیُ بِمَکَائِدٍ وَاَغْرٰی عَلٰی صَحْبِیْ لِئَامًا وَّکَفَّرُوْا

اور جب ثناء اللہ اپنے فریبوں سے حد سے گذر گیا۔ اور لوگوں کو میرے دوستوں پر برانگیختہ کیا

فَقَالُوْا لِیُوْسُفَ مَانَرَی الْخَیْرَ ھٰھُنَا وَلٰکِنَّہٗ مِنْ قَوْمِہٖ کَانَ یَحْذَرُ

پس اُنہوں نے منشی محمد یوسف کو کہا کہ اس قسم کی بحث اور بیس منٹ مقرر کرنے میں ہمیں خیر نظر نہیں آتی مگر وہ اپنی قوم سے ڈرتا تھا

ھُنَاکَ دَعَوْا رَبًّا کَرِیْمًا مُّؤَیِّدًا وَ قَالُوْا حَلَلْنَا اَرْضَ رُجْزٍ فَنَصْبِرُ

تب انہوں نے خدا کی جناب میں دُعائیں کیں اور کہا کہ ہم پلید زمین میں داخل ہو گئے، پس ہم صبر کرتے ہیں

فَمَا بَرِحُوْھَا وَالرِّمَاحُ تَنُوْشُھُمْ وَلَا طَعْنَ رُمْحٍ مِثْلَ طَعْنٍ یُکَرَّرُ

پس وہ اس زمین سے الگ نہ ہوئے اور نیزے ان کو خستہ کر رہے تھے اور کوئی نیزہ اس طعنہ کی طرح نہیں جو بار بار کہا جاتا ہے

﴿۴۳﴾

وَ قَامَ ثَنَاءُ اللّٰہِ فِی الْقَوْمِ وَاعِظًا فَصَارُوْا بِوَعْظِ الْغُوْلِ قَوْمًا تَنَمَّرُوْا

اور ثناء اللہ نے قوم میں وعظ کیا۔ پس ایک غول کے وعظ سے وہ پلنگ کی طرح ہو گئے

وَذَکَّرَھُمْ صَحْبِیْ مُکَافَاتَ کُفْرِھِمْ وَ ھَلْ یَنْفَعَنْ اَھْلَ الْھَوٰی مَایُذَکَّرُ

اور میرے دوستوں نے پاداشِ انکار یاد دلایا۔ مگر بھلا ہوا پرستوں کو کوئی وعظ فائدہ دے سکتا ہے؟

تَجَنّٰی عَلَیَّ ا بُوالْوَفَاءِ ابْنُ الْھَوٰی لِیُبْعِدَ حَمْقٰی مِنْ جَنَایَ وَیَزْجُرُ

ثناء اللہ نے، میرے پر نکتہ چینی شروع کی، جو ہوا و ہوس کا بیٹا تھا۔ تا احمقوں کو میرے پھل سے محروم رکھے

وَخَاطَبَ مَنْ وَّافَاہُ فِیْ اَمْرِ دَعْوَتِیْ وَقَالَ یَمِیْنُ اللّٰہِ مَکْرٌ تَخَیَّرُوْا

اور ہر ایک جو اس کے پاس آیا اس کو اس نے مخاطب کیا۔ اور کہا کہ خدا کی قسم! یہ تو ایک مکر ہے جو اختیار کیا گیا

وَ اَقْسَمَ بِاللّٰہِ الْغَیُوْرِ مُکَذِّبًا فَیَا عَجَبًا مِّنْ مُّفْسِدٍ کَیْفَ یَجْسُرُ

اور اُس نے خدائے غیور کی قسم کھائی۔ پس تعجب ہے مفسد سے۔ کیسی دلیری کر رہا ہے

فَطَائِفَۃٌ قَدْ کَفَّرُوْنِیْ بِوَعْظِہٖ وَ طَائِفَۃٌ قَالُوْا کَذُوْبٌ یُّزَوِّرُ

پس ایک گروہ نے اس کے وعظ سے مجھے کافر ٹھہرایا۔ اور ایک گروہ نے کہا کہ یہ شخص جھوٹ بیان کر رہا ہے

وَمَامَسَّـهُ نُوْرٌ مِّنَ الْعِلْمِ وَالْهُدٰی فَیَا عَجَبًا مِّنْ بَقَّةٍ یَّسْتَنْسِرُ

حالانکہ ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے ذرّہ مس نہیں۔ پس تعجب ہے اس مچھر پر کہ کرگس بننا چاہتا ہے

فَلَمَّا اعْتَدٰی وَاحَسَّ صَحْبِیْ اَنَّهُ یُصِرُّ عَلٰی تَکْذِیْبِهٖ لَا یُقَصِّرُ

پس جب وہ حد سے بڑھ گیا اور میرے دوستوں نے معلوم کیا۔ کہ وہ تکذیب پر اصرار کر رہا ہے اور باز نہیں آتا

دَعَوْهُ لِیَبْتَهِلَنْ لِمَوْتِ مُزَوِّرٍ ☆ مُّضِلٍّ فَلَمْ یَسْکُتْ وَلَمْ یَتَحَسَّرُ

اُس کو بُلایا کہ جھوٹے کی موت کے لئے خدا کی جناب میں تضرّع کرے۔ وہ جھوٹا جو گمراہ کرتا ہے، پس ثناء اللہ اپنے شور سے چپ نہ ہوا اور نہ تھکا

وَ کَذَّبَ اِعْجَازَ الْمَسِیْحِ وَ اٰیَهُ وَ غَلَّطَهُ کِذْبًا وَّ کَانَ یُزَوِّرُ

اور کتاب اعجاز المسیح جو میری کتاب ہے اس کی اُس نے تکذیب کی اور اس کے نشانِ فصاحت کی تکذیب کی اور جھوٹ کی راہ سے اُس کو غلط ٹھہرایا اور جھوٹ بولا

وَقِیْلَ لِاِمْلَاءِ الْکِتَابِ کَمِثْلِهٖ فَقَالَ کَاَهْلِ الْعُجْبِ اِنِّیْ سَاَسْطُرُ

پس اس کو کہا گیا کہ اعجاز المسیح کی طرح کوئی کتاب لکھ۔ پس اس نے خود نمائی سے کہا کہ میں لکھوں گا

﴿۴۴﴾

وَ اَنْکَرَ اٰیَاتِیْ وَاَنْکَرَ دَعْوَتِیْ وَاَنْکَرَ اِلْهَامِیْ وَقَالَ مُزَوِّرُ

اور میرے نشانوں سے انکار کیا اور میری دعوت سے انکار کیا۔ اور میرے الہام سے انکار کیا اور کہا کہ ایک جھوٹا آدمی ہے

وَ کَذَّبَنِیْ بِالْبُخْلِ مِنْ کُلِّ صُوْرَةٍ وَ خَطَّأَنِیْ فِیْ کُلِّ وَعْظٍ اُذَکِّرُ

اور اُس نے ہر ایک صورت سے مجھے کاذب ٹھہرایا۔ اور ہر ایک وعظ میں، جو میں نے کیا، مجھے خطا کی طرف منسوب کیا

فَاُفْرِدْتُّ اِفْرَادَ الْحُسَیْنِ بِکَرْبَلَا وَ فِی الْحَیِّ صِرْنَا مِثْلَ مَنْ کَانَ یُقْبَرُ

پس اُس جگہ میں اکیلا رہ گیا جیسا کہ حسین ارضِ کربلا میں اور اس قوم میں ہم ایسے ہو گئے جیسا کہ مردہ دفن کیا جاتا ہے

تَصَدّٰی لِاِنْکَارِیْ وَ اِنْکَارِ اٰیَتِیْ وَ کَانَ لِحِقْدٍ کَالْعَقَارِبِ یَأْبُرُ

میرے انکار اور میرے نشانوں کے انکار کیلئے پیش آیا۔ اور وہ کینہ سے کژدم کی طرح نیش زنی کرتا تھا

☆ ایسا اس وقت کہا جب ثناء اللہ کو تکذیب میں انتہا تک دیکھا اور ایسی لاف زنی کرتے اس کو مشاہدہ بھی کر لیا۔ منہ

فَقَدْ سَرَّنِیْ فِیْ هٰذِهِ الصُّوَرِ صُوْرَةٌ لِیَدْفَعَ رَبِّیْ کُلَّمَا کَانَ یَحْشُرُ ☆

پس ان صورتوں میں مجھے ایک طریق اچھا معلوم ہوا۔تا میرا خدا اس طوفان کو دور کر دے جو اُس نے اٹھایا ہے

فَاَلَّفْتُ هٰذَا النَّظْمَ اَعْنِیْ قَصِیْدَتِیْ لِیُخْزِیَ رَبِّیْ کُلَّ مَنْ کَانَ یَهْذِرُ

پس میں نے یہ نظم یعنی یہ قصیدہ اپنا تالیف کیا۔تا میرا خدا اُن لوگوں کو رُسوا کرے جو بکواس کرتے ہیں

وَهٰذَا عَلٰی اِصْرَارِهٖ فِیْ سُؤَالِهٖ فَکَیْفَ بِهٰذَا السَّائِلِ اُغْضِیْ وَاَنْهَرُ

اور یہ قصیدہ اس کے اصرارِ مقابلہ پر بنایا گیا ہے۔پس مَیں باوجود اس قدر سوال کے کیونکر چشم پوشی کروں اور کیونکر سائل کو جھڑک دوں

وَلَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْجَوَابِ جَرِیْمَةٌ فَنَهْدِیْ لَهٗ کَالْاُکْلِ مَا کَانَ یَبْذُرُ

اور اس جواب میں ہم پر کوئی گناہ نہیں۔اور ہم اُس کو ہدیہ کے طور پر اس چیز کا پھل دیتے ہیں جو اُس نے بویا تھا

فَاِنْ اَکُ کَذَّابًا فَیَأْتِیْ بِمِثْلِهَا وَ اِنْ اَکُ مِنْ رَّبِّیْ فَیُغْشٰی وَیُثْبَرُ

پس اگر میں جھوٹا ہوں تو ایسا قصیدہ بنالائے گا اور اگر میں خدا کی طرف سے ہوں پس اس کی سمجھ پر پردہ ڈال دیا جائے گا اور روکا جائے گا

وَهٰذَا قَضَاءُ اللّٰهِ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ لِیُظْهِرَ اٰیٰتِهٖ وَمَا کَانَ یُخْبِرُ

اور یہ خدا کا فیصلہ ہے ہم میں اور اُن میں تا اپنے نشانوں کو ظاہر کرے اور اس نشان کو ظاہر کرے جو پہلے سے خبر دے رکھی تھی

قَطَعْنَا بِهٰذَا دَابِرَ الْقَوْمِ کُلِّهِمْ وَ غَادَرَهُمْ رَبِّیْ کَغُصْنٍ تُجَذَّرُ

ہم نے اس نشان سے سب کا فیصلہ کر دیا ہے اور میرے ربّ نے اُن کو اُن شاخوں کی طرح کر دیا جو کاٹ دی جاتی ہیں

اَرٰی اَرْضَ مُدٍّ قَدْ اُرِیْدَ تَبَارُهَا وَغَادَرَهُمْ رَبِّیْ کَغُصْنٍ تُجَذَّرُ ﴿۴۵﴾

میں مُدّ کی زمین دیکھتا ہوں کہ اُس کی تباہی نزدیک آ گئی۔اور میرے ربّ نے اُن کو کٹی ٹہنی کی طرح کر دیا

اَیَا مُحْسِنِیْ بِالْحُمْقِ وَالْجَهْلِ وَالرُّغَا رُوَیْدَکَ لَا تُبْطِلْ صَنِیْعَکَ وَاحْذَرُ

اے میرے محسن! اپنے حمق اور جہالت اور اونٹ کی طرح بولنے سے باز آ جا اور اپنے احسان کو باطل نہ کر

اَتَشْتِمُ بَعْدَ الْعَوْنِ وَالْمَنِّ وَالنَّدٰی اَتَنْسٰی نَدٰی مُدٍّ وَّ مَا کُنْتَ تَنْصُرُ

کیا تُو مدد اور احسان اور بخشش کے بعد گالیاں دے گا۔کیا تُو اُس بخشش کو بھلا دے گا جو مُدّ کے مقام میں تُو نے کی اور بخشش کی

تَرٰی کَیْفَ اَغْبَرَتِ السَّمَاءُ بِاٰیِهَا اِذَا الْقَوْمُ آذَوْنِیْ وَ عَابُوْا وَ غَبَّرُوْا

تُو دیکھتا ہے کہ کس طرح آسمان نشانوں کی پُر زور بارش کرنے لگا۔جب قوم نے مجھے دُکھ دیا اور عیب نکالے اور گرد اُٹھائی

☆ هٰذَا الشِّعْرُ مِنْ وَحْیِ اللّٰهِ تعالٰی جَلَّ شَانُهٗ۔

فَــلَا تَتَخَيَّــرْ سُبُلَ غَيٍّ وَّ شَقْوَةٍ وَلَا تَبْخَلَنْ بَعْدَ النَّوَالِ وَ فَكِّرُ

اور گمراہی اور شقاوت کی راہ اختیار مت کر۔ اور عطا کے بعد بخل مت کر اور سوچ لے

وَ لَا تَأْكُلُوْا لَحْمِيْ بِسَبٍّ وَّ غِيْبَةٍ وَ لَحْمِيْ بِوَجْهِ الْحِبِّ سَمٌّ مُّدَمِّرُ

اور گالی اور غیبت کے ساتھ میرا گوشت مت کھاؤ۔ اور اُس دوست کے مُنہ کی قسم! کہ میرا گوشت زہر ہلاک کرنے والا ہے

بِاَجْنِحَةِ الْاَشْوَاقِ جِئْنَا فِنَاءَ كُمْ بِمَا قُدِّمَتْ مِنْكُمْ عَطَايَا فَنَحْضُرُ

ہم شوق کے بازوؤں کے ساتھ تمہارے گھر آئے ہیں۔ کیونکہ تمہارے احسان ہم پر ہیں اس لئے ہم حاضر ہوئے ہیں

وَ اِنْ كُنْتَ قَدْ سَاءَ تْكَ اَمْرُ خِلَافَتِيْ فَسَلْ مُرْسِلِيْ مَاسَاءَ قَلْبَكَ وَاحْصُرُ

اور اگر تجھے میری خلافت بُری معلوم ہوئی ہے۔ تو پھر میرے بھیجنے والے کو بہت اصرار سے پوچھ کہ کیوں ایسا کیا؟

اَ تُنْكِرُنِيْ وَاللّٰهُ نَوَّرَ دَعْوَتِيْ أَتَلْعَنُ مَنْ هُوَ مِثْلَ بَدْرٍ مُّنَوَّرُ

کیا تو میرا انکار کرتا ہے اور خدا نے میری دعوت کو روشن کیا ہے۔ کیا تو ایسے شخص پر لعنت بھیجتا ہے کہ جو چاند کی طرح روشن ہے؟

يُصَدِّقُ اَمْرِيْ كُلُّ مَنْ كَانَ فِي السَّمَا فَمَا اَنْتَ يَا مِسْكِيْنُ اِنْ كُنْتَ تَكْفُرُ

میری تصدیق تو تمام آسمان والے کرتے ہیں۔ پس اے مسکین! تو کیا چیز ہے اگر انکار کرے

وَ اِنِّيْ قَتِيْلُ الْحِبِّ فَاخْشَوْا قَتِيْلَهٗ وَلَا تَحْسَبُوْنِيْ مِثْلَ نَعْشٍ يُّنَكَّرُ

اور میں کشتۂ دوست ہوں۔ پس تم کشتۂ دوست سے ڈرو۔ اور مجھے اس جنازہ کی طرح مت سمجھو جس کی ہیئت بدل دی گئی اور وہ شناخت نہ کیا جائے

﴿۴۶﴾

اَطُوْفُ لِمَرْضَاةِ الْحَبِيْبِ كَهَائِمٍ وَّ اَسْعٰى وَاِنِّيْ مُسْتَهَامٌ وَّ مُغْبِرُ

میں دوست کی رضا کیلئے ایک سرگشتہ کی طرح گھوم رہا ہوں۔ اور میں دوڑ رہا ہوں اور اس میں سرگردان ہوں اور بہت دوڑنے سے غبار آلودہ ہوں

اَذَابَتْ مَحَبَّتُهٗ عِظَامِيْ جَمِيْعَهَا وَ هَبَّتْ عَلٰى نَفْسِيْ رِيَاحٌ تُكَسِّرُ

اُس کی محبت نے میری ہڈیوں کو گلا دیا۔ اور میرے نفس پر اُس کی تیز ہوا چلی جو توڑنے والی تھی

ذَرُوْا حِرْصَ تَفْتِيْشِيْ فَاِنِّيْ مُغَيَّبٌ غُبَارٌ عِظَامِيْ قَدْ سَفَتْهَا صَرَاصِرُ

میری حقیقت شناسی کا خیال چھوڑ دو کہ میں تمہاری نظروں سے غائب ہوں۔ اور میری ہڈیاں ایک ایسا غبار ہیں کہ جن کو تیز ہوائیں اڑا کر لے گئیں

اِذَا مَا انْقَضٰى وَقْتِيْ فَلَا وَقْتَ بَعْدَهٗ لَدَيْنَا مَعِيْنٌ لَّا يُحَاكِيْهِ اٰخَرُ

جب میرا وقت گذر جائے گا تو بعد اُس کے کوئی وقت نہیں۔ ہمارے پاس وہ صاف پانی ہے جو اُس کی نظیر نہیں

دُعَائِیْ حُسَامٌ لَّا یُؤَخَّرُ وَقْعُہٗ وَصَوْلِیْ عَلٰی اَعْدَاءِ رَبِّیْ مُفَقِّرُ

میری دعا ایک تلوار ہے جو کوئی اُس کے وار کو روک نہیں سکتا۔ اور میرا حملہ میرے خدا کے دشمنوں پر ایک سخت تلوار ہے

وَ اِنِّیْ اُبَلِّغُ عَنْ مَّلِیْکِیْ رِسَالَۃً وَاِنِّیْ عَلَی الْحَقِّ الْمُنِیْرِ وَ نَیِّرُ

اور میں اپنے بادشاہ کا پیغام پہنچا رہا ہوں۔ اور روشن حق ہوں اور آفتاب ہوں

تَصَدّٰی لِنَصْرِ الدِّیْنِ فِیْ وَقْتِ عُسْرَۃٍ نَذِیْرٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَالْاٰنَ یُنْذِرُ

دین کی مدد کے لئے خدا سے تنگی کے وقت ایک نذیر کھڑا ہوا‘ پس اب وہ ڈرا رہا ہے

مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ مُقْبِلٌ عِنْدَ رَبِّہٖ مُخَلِّصُ دِیْنِ الْحَقِّ مِمَّا یُحَسِّرُ

وہ خدا کے نزدیک مکینِ امین ہے۔ اور دینِ حق کو آفات کمزور کرنے والی سے خلاص کرنے والا ہے

وَمِنْ فِتَنٍ یُّخْشٰی عَلَی الدِّیْنِ شَرُّھَا وَمِنْ مِّحَنٍ کَانَتْ کَصَخْرٍ تُکَسِّرُ

اور نیز ایسے فتنوں سے خلاصی بخشتا ہے جس کا خوف تھا۔ اور ایسی بلاؤں سے جو پتھر کی طرح توڑنے والی ہیں

اُرِیْ آیَۃً عُظْمٰی وَ جِئْتُ اَرُوْدُکُمْ فَھَلْ فَاتِکٌ اَوْ ضَیْغَمٌ اَوْ اَغْبَرُ

دیکھو! میں ایک عظیم نشان دکھلاتا ہوں۔ اور تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں۔ پس کیا کوئی دلیر ہے یا شیر ہے یا بھیڑیا ہے

وَ قَالَ ثَنَاءُ اللّٰہِ لِیْ اَنْتَ کَاذِبٌ فَقُلْتُ لَکَ الْوَیْلَاتُ أَنْتَ سَتُحْسَرُ

اور مجھے مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ تُو جھوٹا ہے۔ میں نے کہا تیرے پر واویلا ہے تو عنقریب ننگا کیا جائے گا

﴿۴۷﴾

تَعَالَوْا جَمِیْعًا وَّانْحِتُوْا اَقْلَامَکُمْ وَ اَمْلُوْا کَمِثْلِیْ اَوْ ذَرُوْنِیْ وَخَیِّرُوْا

سب آجاؤ اور قلمیں طیار کرو۔ میری مانند لکھو یا مجھے چھوڑ دو اور مجھے بااختیار سمجھ لو

وَ اَعْطَیْتُ آیَاتٍ فَلَا تَقْبَلُوْنَھَا فَلَا تَلْطَخُوْا اَرْضِیْ وَ بِالْمَوْتِ طَھِّرُوْا

میں نے نشان دیئے اور تم ان کو قبول نہیں کرتے۔ پس میری زمین کو کسی نجاست سے آلودہ مت کرو اور مرنے سے پاک کردو

وَ خَیْرُ خِصَالِ الْمَرْءِ خَوْفٌ وَّ تَوْبَۃٌ فَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ الْکَرِیْمِ وَاَبْشِرُوْا

اور بہترین خصلت انسان کی خوف اور توبہ ہے۔ پس خدا کی طرف توبہ کرو اور خوش ہو جاؤ

سَئِمْنَا تَکَالِیْفَ التَّطَاوُلِ مِنْ عِدَا تَمَادَتْ لَیَالِی الْجَوْرِ یَا رَبِّیَ انْصُرُ

ہم نے ظلم کی تکلیفیں دشمنوں سے اُٹھائیں۔ اور ظلم کی راتیں لمبی ہوگئیں۔ اے خدا! مدد کر

وَجِئْنَاکَ کَالْمَوْتٰی فَاَحْیِ اُمُوْرَنَا نَخِرُّ اَمَامَکَ کَالْمَسَاکِیْنِ فَاغْفِرُ

اور ہم مُردوں کی طرح تیرے پاس آئے ہیں پس ہمارے کاموں کو زندہ کر۔ ہم تیرے آگے مسکینوں کی طرح گرتے ہیں پس ہمیں بخش دے

اِلٰھِیْ فَدَتْکَ النَّفْسُ اِنَّکَ جَنَّتِیْ وَمَا اَنْ اَرٰی خُلْدًا کَمِثْلِکَ یُثْمِرُ

اے خدا! میری جان تیرے پر قربان‘ تُو میری بہشت ہے اور میں نے کوئی ایسی بہشت نہیں دیکھی کہ تیرے جیسا پھل لاوے

طُرِدْنَا لِوَجْھِکَ مِنْ مَّجَالِسِ قَوْمِنَا فَاَنْتَ لَنَا حِبٌّ فَرِیْدٌ وَّ مُؤْثَرُ

اے میرے خدا! تیرے منہ کے لئے ہم اپنی قوم کی مجلسوں سے ردّ کر دیئے گئے۔ پس تُو ہمارا یگانہ دوست ہے جو سب پر اختیار کیا گیا

اِلٰھِیْ بِوَجْھِکَ اَدْرِکِ الْعَبْدَ رَحْمَۃً وَلَیْسَ لَنَا بَابٌ سِوَاکَ وَمَعْبَرُ

اے میرے خدا! اپنے منہ کے صدقہ اپنے بندہ کی خبر لے۔ اور ہمارے لئے تیرے سوا نہ کوئی دروازہ اور نہ کوئی جائے گذر ہے

اِلٰی اَیِّ بَابٍ یَا اِلٰھِیْ تَرُدُّنِیْ وَمَنْ جِئْتُہٗ بِالرِّفْقِ یَزْرِ وَیَصْعَرُ

اے میرے خدا! تُو کس کے دروازہ کی طرف مجھے ردّ کرے گا۔ اور میں جس کے پاس نرمی کے ساتھ جاؤں وہ بدگوئی کرتا اور منہ پھیر لیتا ہے

صَبَرْنَا عَلٰی جَوْرِ الْخَلَائِقِ کُلِّھِمْ وَ لٰکِنْ عَلٰی ھَجْرٍ سَطَا لَا نَصْبِرُ

ہم نے تمام دنیا کا ظلم برداشت کر لیا۔ مگر تیری جدائی کی ہمیں برداشت نہیں

تَعَالَ حَبِیْبِیْ اَنْتَ رَوْحِیْ وَرَاحَتِیْ وَاِنْ کُنْتَ قَدْ اٰنَسْتَ ذَنْبِیْ فَسَتِّرُ

آ میرے دوست! تُو میری راحت اور میرا آرام ہے۔ اور اگر تُو نے میرا کوئی گناہ دیکھا ہے تو معاف کر

بِفَضْلِکَ اِنَّا قَدْ عُصِمْنَا مِنَ الْعِدَا وَاِنَّ جَمَالَکَ قَاتِلِیْ فَاْتِ وَانْظُرُ

﴿۴۸﴾

تیرے فضل سے ہم دشمنوں سے بچائے گئے۔ مگر تیرے جمال نے ہمیں قتل کر دیا۔ پس آ اور دیکھ

وَ فَرِّجْ کُرُوْبِیْ یَا اِلٰھِیْ وَ نَجِّنِیْ وَ مَزِّقْ خَصِیْمِیْ یَانَصِیْرِیْ وَ عَفِّرُ

اور میرے غم! اے میرے خدا! دور فرما۔ اور دشمن میرے کو اے میرے مددگار! پارہ پارہ کر اور خاک میں ملا

وَجَدْنَاکَ رَحْمَانًا فَمَا الْھَمُّ بَعْدَہٗ رَأَیْنَاکَ یَاحِبِّیْ بِعَیْنٍ تُنَوَّرُ

ہم نے تجھے رحمان پایا پس بعد اس کے کوئی غم نہ رہا دیکھا ہم نے تجھ کو اُس آنکھ سے جو روشن کی جاتی ہے

اَنَا الْمُنْذِرُ الْعُرْیَانُ یَا مَعْشَرَ الْوَرٰی اُذَکِّرُکُمْ اَیَّامَ رَبِّیْ فَاَبْصِرُوْا

اے لوگو! میں ایک کُھلا نذیر آیا ہوں۔ خدا کے دن تمہیں یاد دلاتا ہوں

بَلَاءٌ عَلَیْکُمْ وَالْعِلَاجُ اِنَابَۃٌ وَبِالْحَقِّ اَنْذَرْنَا وَبِالْحَقِّ نُنْذِرُ

تم پرایک بلا ہے اوراس کا علاج توبہ کرنا اور ہرایک گناہ سے پرہیز کرنا ہے۔ ہم نے سچے طور پر متنبہ کر دیا اور کر رہے ہیں

دَعُوْا حُبَّ دُنْیَاکُمْ وَحُبَّ تَعَصُّبٍ وَمَنْ یَّشْرَبِ الصَّھْبَاءَ یُصْبِحْ مُسَکَّرُ

دنیا کی محبت اور تعصّب کی محبت چھوڑ دو۔ اور جو شخص رات کو شراب پیئے گا وہ صبح خمار کی تکلیف اُٹھائے گا

وَکَمْ مِّنْ ھُمُوْمٍ قَدْ رَأَیْنَا لِاَجْلِکُمْ وَ نَضْرَمُ فِی الْقَلْبِ اضْطِرَامًا وَّ نَضْجَرُ

اور بہت غم ہم نے تمہارے لئے اُٹھائے۔ اور اب بھی ہمارے دل میں تمہارے لئے آگ ہے جس کو ہم پوشیدہ رکھتے ہیں

اَصِیْحُ وَقَدْ فَاضَتْ دُمُوْعِیْ تَأَلُّمًا وَ قَلْبِیْ لَکُمْ فِیْ کُلِّ اٰنٍ یُوَغَّرُ

میں آواز مارتا ہوں اور میرے آنسو درد سے جاری ہیں۔ اور میرا دل ہرایک دم تمہارے لئے گرم کیا جاتا ہے

فَسَلْ اَیُّھَا الْقَارِیْ اَخَاکَ اَبَا الْوَفَا لِمَا یَخْدَعُ الْحَمْقٰی وَقَدْ جَاءَ مُنْذِرُ

پس اے قاری! تُو اپنے بھائی ثناء اللہ سے پوچھ۔ کیوں احمقوں کو فریب دے رہا ہے اور ڈرانے والا آ گیا

اَلَا رُبَّ خَصْمٍ قَدْ رَأَیْتُ جِدَالَہٗ وَمَا اِنْ رَأَیْنَا مِثْلَہٗ مَنْ یُّزَوِّرُ

خبردار رہو! میں نے بہت بحث کرنے والے دیکھے ہیں۔ مگر اُس جیسا فریبی میں نے کوئی نہیں دیکھا

عَجِبْتُ لِمَبْحَثِہٖ اِلٰی ثُلْثِ سَاعَۃٍ اَکَانَ مَحَلُّ الْبَحْثِ اَوْکَانَ مَیْسِرُ

مجھے تعجب آیا کہ اُس نے بحث کا زمانہ بیس منٹ مقرر کیا۔ کیا یہ بحث تھی یا کوئی قمار بازی تھی؟

﴿۴۹﴾

اَمُکْفِرِ مَھْلًا کُلَّمَا کُنْتَ تَذْکُرُ وَ اَمْلِ کَمِثْلِیْ ثُمَّ اَنْتَ مُظَفَّرُ

اے میرے کافر کہنے والے! گذشتہ سب باتیں چھوڑ دے۔ اور میری مانند قصیدہ لکھ پھر تُو فتحیاب ہے

رَضِیْتُ بِاَنْ تَخْتَارَ فِی النَّمْقِ رُفْقَۃً وَ اِنَّا عَلٰی اِمْلَاءِ ھِمْ لَا نُعَیِّرُ

میں نے یہ بھی قبول کیا کہ اگر تُو مقابلہ سے گرے تو اپنے رفیق بنالے۔ اور ہم اُن کے لکھنے میں کوئی سرزنش تجھے نہیں کریں گے

فَمَا الْخَوْفُ فِیْ ھٰذَا الْوَغَا یَا اَبَاالْوَفَا لِیُمْلِ حُسَیْنٌ اَوْ ظَفَرٌ اَوْ اَصْغَرُ

پس اے ثناء اللہ! اس لڑائی میں تجھے کیا خوف ہے۔ چاہیئے کہ محمد حسین اس کا جواب لکھے یا قاضی ظفر الدین یا اصغر علی

وَ اِنِّیْ اَرٰی فِیْ رَأْسِھِمْ دُوْدَ نَخْوَۃٍ فَاِنْ شَاءَ رَبِّیْ یُخْرِجَنَّ وَ یَجْذُرُ

اور میں ان کے سر میں تکبّر کے کیڑے دیکھتا ہوں۔ اور اگر خدا چاہے تو وہ کیڑے نکال دے گا اور جڑ سے اکھاڑ دے گا

وَ اِنْ کَانَ شَأْنُ الْاَمْرِ اَرْفَعَ عِنْدَکُمْ فَاَیْنَ بِھٰذَا الْوَقْتِ مَنْ شَانَ جَوْلَرُ

پس اگر یہ کام ان لوگوں کے ہاتھ سے تیرے نزدیک بڑھ کر ہے۔ پس اس وقت مہر علی شاہ کہاں ہے جس نے گولڑہ کو بدنام کیا

اَمَیْتٌ بِقَبْرِ الْغَیِّ لَایَنْبَرِیْ لَنَا وَ مَنْ کَانَ لَیْثًا لَا مَحَالَةَ یَزْءَرُ

کیا وہ مُردہ ہے جواب باہر نہیں نکلے گا۔ اور شیر تو ضرور نعرہ مارتا ہے

وَ اِنْ کَانَ لَایَسْتَطِیْعُ اِبْطَالَ اٰیَتِیْ فَقُلْ خُذْ مَزَامِیْرَ الضَّلَالَةِ وَازْمُرُ

اور اگر وہ میرے اس نشان کو باطل نہیں کر سکتا۔ پس کہہ کہ طنبور وغیرہ بجایا کر تجھے علم سے کیا کام

اَغَلَّطَ اِعْجَازِیْ حُسَیْنٌ بِعِلْمِهٖ وَھَیْئَاتَ مَاحَوْلُ الْجَھُوْلِ اَتَسْخَرُ

کیا میری کتاب اعجاز المسیح کی محمد حسین نے غلطیاں نکالیں۔ اور یہ کہاں ہو سکتا ہے اور محمد حسین کی کیا طاقت ہے؟ کیا ہنسی کر رہا ہے؟

وَ اِنْ کَانَ فِیْ شَیْءٍ بِعِلْمٍ حُسَیْنُکُمْ فَمَالَکَ لَا تَدْعُوْهُ وَالْخَصْمُ یَحْصُرُ

اور اگر تمہارا محمد حسین کچھ چیز ہے۔ پس تو اُس کو کیوں نہیں بُلاتا اور دشمن سخت گرفت کر رہا ہے

وَ نَحْسَبُهٗ کَالْحُوْتِ فَأْتِ بِنَظْمِهٖ مَتٰی حَلَّ بَحْرًا نَقْتَنِصُهٗ وَ نَأْسِرُ

اور ہم تو اس کو ایک مچھلی کی طرح سمجھتے ہیں۔ پس اس کی نظم پیش کر۔ جب وہ شعر کے بحروں میں سے کسی بحر میں داخل ہوگا تو ہم اس کو شکار کر لیں گے اور پکڑ لیں گے

وَ اِنْ یَّاْتِنِیْ اَصْبَحْهُ کَأْسًا مِنَ الْھُدٰی فَاَحْضِرْهُ لِلْاِمْلَاءِ اِنْ کَانَ یَقْدِرُ

اگر وہ میرے پاس آئے گا تو اُسی صبح ہدایت کا پیالہ پلاؤں گا۔ پس اُس کو لکھنے کیلئے حاضر کر اگر وہ لکھنے کیلئے طاقت رکھتا ہے

﴿۵۰﴾

اِذَا مَا ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِالْاَرْضِ سُخْطَةً بَلَائِلَ قَالُوْا مُکْرَمٌ وَّ مُعَزَّرُ

جب خدا نے بیزاری کے طور پر اُس کو زمین لائلپور میں دی۔ تو مخالفوں نے کہا کہ اُس کی بڑی عزّت ہے

وَمَا الْعِزُّ اِلَّا بِالتَّوَرُّعِ وَالتُّقٰی وَ بُعْدٍ مِّنَ الدُّنْیَا وَ قَلْبٍ مُّطَهَّرُ

اور عزّت تو پرہیزگارو☆ں کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور دنیا سے علیحدہ ہونے اور دل پاک کرنے میں

وَ اِنَّ حَیَاةَ الْغَافِلِیْنَ لَذِلَّةٌ فَسَلْ قَلْبُهٗ زَادَ الصَّفَا اَوْ تَکَدَّرُ

اور غفلت کی زندگی ایک ذلت ہے۔ پس اُس سے پوچھ کہ کیا پہلے کی نسبت اُس کا دل صاف ہے یا دُنیا کی کدورت میں مشغول ہے

☆ ترجمہ میں سہو کاتب سے الفاظ کی کمی بیشی معلوم ہوتی ہے۔ لفظی ترجمہ یوں ہے اور عزت تو پرہیزگاری کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور دنیا سے علیحدہ ہونے اور دل پاک کرنے میں۔ (شمس)

اِذَا نَحْنُ بَارَزْنَا فَاَیْنَ حُسَیْنُکُمْ وَ اِنْ کُنْتَ تَحْمَدُہٗ فَاَعْلِنْ وَاَخْبِرٗ

جب ہم میدان میں آئے تو تمہارا حسین کہاں ہوگا۔ اور اگر تُو اس کی تعریف کرتا ہے پس اُس کو خبر دے دے

اَ تَحْسَبُہٗ حَیًّا وَ تَاللّٰہِ اِنَّنِیْ اَرَاہُ کَمَنْ یُّدْفٰی وَیُفْنٰی وَیُقْبَرُ

کیا تو اس کو زندہ سمجھتا ہے اور بخدا! میں دیکھتا ہوں اُس کو مثل اُس شخص کے جو کُشتہ ہے اور مر گیا اور قبر میں داخل ہو گیا

وَلَوْشَاءَ رَبِّیْ کَانَ یَبْغِیْ ھِدَایَتِیْ وَلَوْ شَاءَ رَبِّیْ کَانَ مِمَّنْ یُبَصَّرُ

اور اگر میرا خدا چاہتا تو وہ ہدایت قبول کرتا۔ اور اگر میرا خدا چاہتا تو وہ مجھے پہچان لیتا

وَ مَا اِنْ قَنَطْنَا وَالرَّجَاءُ مُعَظَّمٌ کَذٰلِکَ وَحْیُ اللّٰہِ یُدْرِیْ وَ یُخْبِرُ

اور ہم اُس کے ایمان سے نا امید نہیں ہوئے بلکہ اُمید بہت ہے۔ اسی طرح خدا کی وحی خبر دے رہی ہے

وَاِنَّ قَضَاءَ اللّٰہِ مَا یُخْطِیءُ الْفَتٰی لَہٗ خَافِیَاتٌ لَّا یَرَاھَا مُفَکِّرُ

اور خدا کا حکم مردِ راہ کو بھولتا نہیں۔ اُس کے لئے پوشیدہ راز ہیں کہ کوئی فکر کرنے والا اُن کو دیکھ نہیں سکتا

سَیُبْدِیْ لَکَ الرَّحْمٰنُ مَقْسُوْمَ حِبِّکُمْ سَعِیْدٌ فَلَا یُنْسِیْہِ یَوْمٌ مُّقَدَّرُ

تجھ پر خدا تعالیٰ تیرے دوست محمد حسین کا مقسوم ظاہر کر دے گا۔ سعید ہے پس روزِ مقدّر اُس کو فراموش نہیں کرے گا

وَ یُحْیٰی بِاَیْدِی اللّٰہِ وَاللّٰہُ قَادِرٌ وَ یَاْتِیْ زَمَانُ الرُّشْدِ وَالذَّنْبُ یُغْفَرُ

اور خدا کے ہاتھوں سے زندہ کیا جائے گا اور خدا قادر ہے۔ اور رُشد کا زمانہ آئے گا اور گناہ بخش دیا جائے گا

فَیَسْقُوْنَہٗ مَآءَ الطَّھَارَۃِ وَالتُّقٰی نَسِیْمُ الصَّبَا تَاْتِیْ بِرَیًّا یُّعَطِّرُ

پس پاکیزگی اور طہارت کا پانی اسے پلائیں گے۔ اور نسیمِ صبا خوشبو لائے گی اور معطّر کر دے گی

﴿۵۱﴾

وَ اِنَّ کَلَامِیْ صَادِقٌ قَوْلُ خَالِقِیْ وَمَنْ عَاشَ مِنْکُمْ بُرْھَۃً فَسَیَنْظُرُ

اور میرا کلام سچا ہے اور میرے خدا کا قول ہے۔ اور جو شخص تم میں سے کچھ زمانہ زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا

اَ تَعْجَبُ مِنْ ھٰذَا فَلَا تَعْجَبَنْ لَّہٗ کَلَامٌ مِّنَ الْمَوْلٰی وَ وَحْیٌ مُّطَھَّرُ

کیا تو اس سے تعجب کرے گا پس کچھ تعجب نہ کر۔ یہ خدا کا کلام ہے اور پاک وحی ہے

وَمَا قُلْتُہٗ مِنْ عِنْدِ نَفْسِیْ کَرَاجِمٍ اُرِیْتُ وَمِنْ اَمْرِالْقَضَا اَتَحَیَّرُ

اور میں نے اپنے ہی دل سے اٹکل سے بات نہیں کی۔ بلکہ کشفی طور پر مجھے دکھلایا گیا اور میں اس سے حیران ہوں

اَقَلْبُ حُسَیْنٍ یَّھْتَدِیْ مَنْ یَّظُنُّہٗ عَجِیْبٌ وَّ عِنْدَ اللّٰہِ ھَیْنٌ وَّ اَیْسَرُ

کیا محمد حسین کا دل ہدایت پر آ جائے گا یہ کون گمان کر سکتا ہے؟۔ عجیب بات ہے اور خدا کے نزدیک سہل اور آسان ہے

ثَلٰثَۃُ اَشْخَاصٍ بِہٖ قَدْ رَاَیْتُھُمْ وَ مِنْھُمْ اِلٰھِیْ بَخْش فَاسْمَعْ وَ ذَکِّرُ

تین آدمی اس کے ساتھ اور ہیں۔ ایک اُن میں سے الٰہی بخش اکونٹنٹ ملتانی ہے پس سُن اور سُنا دے

لَعَمْرُکَ ذُقْنَا دُوْنَ ذَنْبٍ رِمَاحَھُمْ فَمَا سَرَّنَا اِلَّا دُعَاءٌ یُّکَرَّرُ

تیری قسم! کہ ہم نے بغیر گناہ کے ان کے نیزوں کا مزہ چکّھا پس ہمیں یہی اچھا معلوم ہوا کہ اُن کے حق میں دعا کرتے ہیں

مَتٰی ذُکِّرُوْا یَغْتَمُّ قَلْبِیْ بِذِکْرِھِمْ بِمَا کَانَ وَقْتٌ بِالْمُلَاقَاۃِ نُبْشِرُ

جب وہ ذکر کئے جاتے ہیں تو میرا دل غمناک ہو جاتا ہے کیونکہ یاد آتا ہے کہ ایک دن ہم ملاقات سے خوش ہوتے تھے

أَ اُرْضِعْتَ مِنْ غُوْلِ الْفَلَا یَا اَبَا الْوَفَا فَمَالَکَ لَا تَخْشٰی وَلَا تَتَفَکَّرُ

کیا تجھے جھوٹ کا دودھ پلایا گیا؟ اے ثناءاللہ! پس تجھے کیا ہو گیا کہ نہ ڈرتا ہے نہ فکر کرتا ہے

تَرَکْتُمْ سَبِیْلَ الْحَقِّ وَالْخَوْفِ وَالْحَیَا وَجُزْتُمْ حُدُوْدَ الْعَدْلِ وَاللّٰہُ یَنْظُرُ

تم نے حق کو چھوڑ دیا☆ اور عدل سے باہر ہو گئے اور اللہ دیکھتا ہے

وَکَیْفَ تَرٰی نَفْسٌ حَقِیْقَۃَ وَحْیِنَا یُصِرُّ عَلٰی کِذْبٍ وَّ بِالسُّوْءِ یَجْھَرُ

ایسا آدمی ہماری وحی کی حقیقت کیا جانتا ہے جو جھوٹ پر اصرار کرتا ہے اور کھلی بدگوئی کرتا ہے

وَ اِنْ کُنْتُ کَذَّابًا کَمَا ھُوَ زَعْمُکُمْ فَکِیْدُوْا جَمِیْعًا لِّیْ وَلَا تَسْتَاْخِرُوْا

اور اگر میں تمہارے نزدیک جھوٹا ہوں۔ تو میری بربادی کیلئے تم سب کوشش کرو اور پیچھے مت ہٹو

وَ اِنَّ ضِیَائِیْ یَبْلُغُ الْاَرْضَ کُلَّھَا اَتُنْکِرُھَا فَاسْمَعْ وَ اِنِّیْ مُذَکِّرُ ﴿۵۲﴾

اور میری روشنی دُنیا میں پھیل جائے گی۔ کیا تُو انکار کرتا ہے؟ پس سن رکھ اور میں یاد دلاتا ہوں

عَقَرْتَ بِمُدٍّ صُحْبَتِیْ یَا اَبَاالْوَفَا بِسَبٍّ وَّ تَوْھِیْنٍ فَرَبِّیْ سَیَقْھَرُ

اے ثناءاللہ! تو نے مُدّ میں ہمارے دوستوں کو رنج پہنچایا۔ گالی سے اور توہین سے پس میرا خدا عنقریب غالب ہو جائے گا

جَلَا لَکَ رَبِّیْ اَبْتَغِیْ لَا جَلَالَتِیْ وَ اَنْتَ تَرَی قَلْبِیْ وَ عَزْمِیْ وَ تُبْصِرُ

اے میرے خداوند! میں تیرا اجلال چاہتا ہوں نہ اپنی بزرگی اور تو میرے دل کو اور میرے قصد کو دیکھ رہا ہے

☆ نشان شدہ مصرعہ میں سہو کتابت سے ترجمہ کا کچھ حصہ لکھنے سے رہ گیا ہے۔ پورا ترجمہ یوں ہوگا ''تم نے حق اور خوف اور حیا کے راستے کو چھوڑ دیا'' (ناشر)

اِلَیْکَ اَرُدُّ مَحَامِدِیْ رُدْتُّ کُلَّھَا وَ مَا اَنَا اِلَّا مِثْلُ ذَرْقٍ یُّعَفَّرُ

میں تیری طرف ان تمام تعریفوں کو ردّ کرتا ہوں جن کا میں قصد کرتا ہوں۔ اور میں نہیں ہوں مگر ایک سرگین کی طرح جو خاک میں ملایا جاتا ہے

وَ قَالُوْا عَلَی الْحَسْنَیْنِ فَضَّلَ نَفْسَهٗ اَقُوْلُ نَعَمْ وَاللّٰهُ رَبِّیْ سَیُظْھِرُ

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا

وَلَوْ کُنْتُ کَذَّابًا لَمَا کُنْتُ بَعْدَهٗ کَمِثْلِ یَھُوْدِیٍّ وَّ مَنْ یَّتَنَصَّرُ

اور اگر میں جھوٹا ہوتا تو پھر اس کے بعد۔ میں ایک یہودی اور مُرتد نصرانی کی مانند بھی نہ ہوتا

وَلٰکِنَّنِیْ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ خَلِیْفَةٌ مَسِیْحٌ سَمِعْتُمْ وَعْدَهٗ فَتَفَکَّرُوْا

مگر میں اپنے خدا کے حکم سے خلیفہ۔ اور مسیح موعود ہوں۔ اب تم سوچ لو

فَمَا شَأْنُ مَوْعُوْدٍ وَّمَا فِیْهِ عِنْدَکُمْ مِنَ الْقَوْلِ قَوْلِ نَبِیِّنَا فَتَدَبَّرُوْا

پس مسیح موعود کی کیا شان ہے اور تمہارے پاس اس کے باب میں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا قول ہے؟

حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عِنْدَکُمْ تَقْرَءُوْنَهٗ فَلَا تَکْتُمُوْا مَا تَعْلَمُوْنَ وَاَظْھِرُوْا

تمہارے پاس ایک صحیح حدیث ہے جس کو تم پڑھتے ہو۔ پس جو کچھ تم جانتے ہو اس کو پوشیدہ مت کرو اور ظاہر کرو

وَمَنْ یَّکْتُمَنَّ شَھَادَةً کَانَ عِنْدَهٗ فَسَوْفَ یَرٰی تَعْذِیْبَ نَارٍ تُسَعَّرُ

اور جو شخص اس گواہی کو پوشیدہ کرے گا جو اس کے پاس ہے۔ پس عنقریب وہ آگ کا عذاب دیکھے گا جو خوب بھڑکائی جائے گی

فَلَا تَجْعَلُوْا کِذْبًا عَلَیْکُمْ عُقُوْبَةً وَ دَعْ یَا ثَنَاءَ اللّٰهِ قَوْلًا تُزَوِّرُ

پس تم جھوٹ کو اپنے لئے وبال کا ذریعہ مت ٹھہراؤ۔ اور اے ثناء اللہ! تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے

﴿۵۳﴾

تَرَکْتَ طَرِیْقَ کِرَامِ قَوْمٍ وَّ خُلْقَھُمْ ھَجَوْتَ بِمُدٍّ عَامِدًا لِّتُحَقِّرُ

تو نے شریفوں کے خُلق اور طریق کو چھوڑ دیا۔ اور تُو نے موضع مُدّ میں قصداً ہماری ہجو کی تا تُو تحقیر کرے

وَ شَتَّانَ مَا بَیْنَ الْکِرَامِ وَبَیْنَکُمْ وَ اِنَّ الْفَتٰی یَخْشَی الْحَسِیْبَ وَیَحْذَرُ

اور کہاں شریف اور کہاں تم لوگ۔ اور نیک انسان خدا سے ڈرتا ہے اور بدی سے پرہیز کرتا ہے

تَرَکْنَاکَ حَتّٰی قِیْلَ لَا یَعْرِفُ الْقِلٰی فَجِئْتَ خَصِیْمًا اَیُّھَا الْمُسْتَکْبِرُ

ہم نے تو تجھے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ تم لوگ کہتے تھے کہ اب کیوں کچھ لکھتے نہیں؟۔ پس تُو خود مقابلہ کے لئے آیا ہے اے متکبر!

اَلا اَیُّھَا اللَّعَّانُ مَالَکَ تَھْجُرُ وَ تَلْعَنُ مَنْ ھُوَ مُرْسَلٌ وَّ مُوَقَّرُ

اے لعنت کرنے والے! تجھے کیا ہو گیا کہ بیہودہ بک رہا ہے۔ اور تُو اُس پر لعنت کر رہا ہے جو خدا کا فرستادہ اور خدا کی طرف سے عزّت یافتہ ہے

شَتَمْتَ وَمَا تَدْرِیْ حَقِیْقَۃَ بَاطِنِیْ وَکُلُّ امْرِءٍ مِّنْ قَوْلِہٖ یُسْتَفْسَرُ

تُو نے مجھے گالیاں دیں اور میرا حال تجھے معلوم نہیں۔ اور ہر ایک انسان اپنے قول سے پوچھا جائے گا

صَبَرْنَا عَلٰی سَبٍّ بِہٖ آذَیْتَنَا وَ لٰکِنْ عَلٰی مَا تَفْتَرِیْ لَا نَصْبِرُ

ہم نے ان گالیوں پر تو صبر کیا جن کے ساتھ تُو نے ہمارا دل دُکھایا لیکن وہ جو تُو نے ہم پر افترا کیا اس پر ہم صبر نہیں کر سکتے

وَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ صَادِقٌ لَسْتُ کَاذِبًا فَلَا تَھْلِکُوْا مُسْتَعْجِلِیْنَ وَ فَکِّرُوْا

اور خدا کی قسم! کہ میں صادق ہوں کاذب نہیں ہوں۔ پس تم جلدی کر کے ہلاک مت ہو اور خوب سوچ لو

وَ لَوْ کُنْتُ کَذَّابًا شَقِیًّا لَضَرَّنِیْ عَدَاوَۃُ قَوْمٍ کَذَّبُوْنِیْ وَ کَفَّرُوْا

اور اگر میں جھوٹا بدبخت ہوتا تو ضرور مجھے ان لوگوں سے نقصان پہنچتا جنہوں نے دشمنی سے مجھے جھٹلایا اور کافر قرار دیا

وَشَاھَدْتَّ اَنَّ الْقَوْمَ کَیْفَ تَدَاکَئُوْا عَلَیَّ وَ کَیْفَ رَمَوْا سِھَامًا وَّ جَمَّرُوْا

اور تُو نے دیکھ لیا کہ قوم نے کیسے میرے پر بلوے کئے اور کیسے انہوں نے تیر چلائے اور کیسے وہ لڑائی پر جمے

رَمَوْا کُلَّ صَخْرٍ کَانَ فِیْ اَذْیَالِھِمْ بِغَیْظٍ فَلَمْ اَقْلَقْ وَلَمْ اَتَحَیَّرُ

جس قدر پتھر اُن کے دامن میں تھے سب پھینک دیئے۔ اور یہ کام غصّہ کے ساتھ کیا۔ پس میں نہ بیقرار ہوا اور نہ حیران ہوا

وَجُرِّحَ عِرْضِیْ مِنْ رِمَاحِ اِھَانَۃٍ وَ اُلْقِیَ مِنْ سَبٍّ اِلَیَّ الْخَنْجَرُ

اور میری آبرو اہانت کے نیزوں سے زخمی کی گئی اور دُشنام دہی سے میری طرف خنجر پھینکے گئے

﴿۵۴﴾

وَ قَالُوْا کَذُوْبٌ مُّفْنِدٌ غَیْرُ صَادِقٍ فَقُلْنَا اخْسَئُوْا اِنَّ الْخَفَایَا سَتَظْھَرُ

اور انہوں نے کہا یہ جھوٹا دروغ گو ہے، سچا نہیں۔ ہم نے کہا کہ تم سب دفع ہو آخر یہ مخفی حقیقت ظاہر ہو جائے گی

وَسَبُّوْا وَ اٰذَوْنِیْ بِاَنْوَاعِ سَبِّھِمْ وَ سَمَّوْنِ دَجَّالًا وَّسَمَّوْنِ اَبْتَرُ

اور مجھے گالیاں دیں اور طرح طرح کی گالیوں سے دُکھ دیا۔ اور میرا نام دجّال رکھا اور میرا نام شرِّ محض رکھا جس میں کوئی خیر نہیں

وَ سَمَّوْنِ شَیْطَانًا وَّ سَمَّوْنِ مُلْحِدًا وَ سَمَّوْنِ مَلْعُوْنًا وَّ قَالُوْا مُزَوِّرُ

اور میرا نام شیطان رکھا اور میرا نام مُلحِد رکھا۔ اور میرا نام لعنتی رکھا اور کہا کہ یہ ایک دروغ باف آدمی ہے

فَصِرْتُ کَاَنِّیْ لِلرِّمَاحِ دَرِیَّۃٌ وَ اُوْذِیْتُ حَتّٰی قِیْلَ عَبْدٌ مُّحَقَّرُ

پس میں ایسا ہو گیا گویا کہ میں تیروں کا نشانہ ہوں اور میں دُکھ دیا گیا یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ یہ نہایت حقیر انسان ہے

وَمَا غَادَرُوْا کَیْدًا لِّدَوْسِیْ وَبَعْدَہٗ عَلَیَّ حَضَوْا زَمْعَ الْاُنَاسِ وَثَوَّرُوْا

اور میرے کُچلنے کے لئے کسی مکر کو اُٹھا نہ رکھا اور بعد اس کے میرے پر کمینہ لوگوں کو مشتعل کیا اور برانگیختہ کیا

وَ لٰکِنْ مَاٰلُ الْاَمْرِ کَانَ ھَوَانُھُمْ وَ اُنْزِلَ لِیْ آیٌ تُنِیْرُ وَتَبْھَرُ

مگر انجام کار اُن کی رُسوائی ہوئی اور میرے لئے وہ نشان ظاہر کئے گئے جو روشن اور غالب تھے

فَاُوْصِیْکَ یَارِدْفَ الْحُسَیْنِ اَبَاالْوَفَا اَنِبْ وَاتَّقِ اللّٰہَ الْمُحَاسِبَ وَاحْذَرُ

پس میں تجھے نصیحت کرتا ہوں اے محمد حسین کے پیچھے چلنے والے خدا کی طرف توبہ کر اور اُس مُحاسِب سے ڈر

وَلَا تُلْھِکَ الدُّنْیَا عَنِ الدِّیْنِ وَالْھَوٰی وَ اِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ اَدْھٰی وَاَکْبَرُ

اور تجھے دنیا اور ہوا و ہوس دین سے نہ روکے اور خدا کا عذاب بہت سخت اور بڑا ہے

وَ لَا تَحْسَبِ الدُّنْیَا کَنَاطِفِ نَاطِفِیٍّ اَتَدْرِیْ بِلَیْلِ مَسَرَّۃٍ کَیْفَ تُصْبِحُ

اور دُنیا کو شیرینی کی طرح مت سمجھ جو شیرینی بنانے والا تیار کرتا ہے۔ کیا تُو خوشی کی رات کو جانتا ہے کہ کس طرح صبح کرے گا

اَلَا تَتَّقِی الرَّحْمٰنَ عِنْدَ تَصَنُّعٍ وَمَنْ کَانَ اَتْقٰی لَا اَبَالَکَ یَحْذَرُ

کیا تُو خدا سے ڈرتا نہیں اور بناوٹ کرتا ہے اور جو شخص پرہیز گار ہو وہ ضرور ڈرتا ہے

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ ھَلْ تُشَاھِدُ بَعْدَنَا مَسِیْحًا یَحُطُّ مِنَ السَّمَآءِ وَ یُنْذِرُ

کاش تجھے سمجھ ہوتی۔ کیا میرے بعد کوئی اور مسیح آسمان سے اُترے گا اور ڈرائے گا؟

﴿۵۵﴾

وَلِلّٰہِ دَرُّ مُذَکِّرٍ قَالَ اِنَّہٗ یَعَافُ الْھُدٰی شِکْسٌ زَنِیْمٌ مُّدَعْثَرُ

اور اُس ڈرانے والے نے کیا اچھا کہا ہے کہ ایک بدخُو ویران شدہ کمینہ ہدایت سے نفرت رکھتا ہے

ذَکَرْتَ بِمُدٍّ عِنْدَ بَحْثِکَ بِالْھَوٰی اَحَادِیْثَ وَالْقُرْاٰنَ تُلْغِیْ وَ تَھْجُرُ

تُو نے مقام مُدّ میں بحث کرنے کے وقت کہا تھا کہ ہمارے پاس یہ احادیث ہیں اور قرآن کو تو محض نکمّا اور باطل ٹھہرایا جاتا ہے

نَبَذْتُمْ كَلَامَ اللهِ خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ تَرَكْتُمْ يَقِيْنًا لِلظُّنُوْنِ فَفَكِّرُوْا

تم لوگوں نے کلام اللہ کو پسِ پشت ڈال دیا اور تم نے ظنّ کی خاطر یقین کو چھوڑ دیا اب سوچ لو۔

فَصَارَ كَآثَارٍ عَفَتْ وَ تَغَيَّبَتْ مَدَارُ نَجَاةِ النَّاسِ يَا مُتَكَبِّرُ

پس قرآن ایسا ہو گیا جیسا کہ آثار محو شدہ اور چُھپ گیا وہی تو مدارِ نجات تھا۔ اے متکبر!

وَاِنَّ شِفَاءَ النَّاسِ كَانَ بَيَانُهُ فَهَلْ بَعْدَهُ نَحْوَ الظُّنُوْنِ نُبَادِرُ

اور اُس کا بیان لوگوں کے لئے شفا تھی پس کیا ہم قرآن چھوڑ کر ظنّوں کی طرف دوڑیں؟

وَ فَاضَتْ دُمُوْعُ الْعَيْنِ مِنِّيْ تَأَلُّمًا اِذَا مَا سَمِعْتُ الْبَحْثَ يَا مُتَهَوِّرُ

پس اِس خیال سے میرے آنسو جاری ہو گئے جب میں نے تیری بحث کو اے بیباک! سُنا۔

كَذَبْتَ بِمُدٍّ عَامِدًا فَتَمَايَلَتْ عَلَيْكَ شَطَايِبُ جَاهِلِيْنَ وَثَوَّرُوْا

تُو نے موضع مُدّ میں قصداً جھوٹ بولا پس جاہل لوگ تیری طرف جُھک گئے اور شور ڈالا۔

وَ وَاللهِ فِي الْقُرْاٰنِ كُلُّ حَقِيْقَةٍ وَ آيَاتُهُ مَقْطُوْعَةٌ لَّا تَغَيَّرُ

اور بخدا! قرآن شریف میں ہر ایک حقیقت ہے اور اُس کی آیتیں قطعی ہیں جو بدلتی نہیں

مَعِيْنٌ مَّعِيْنُ الْخُلْدِ نُوْرُ مُعِيْنِنَا هُدَاهُ نَمِيْرُ الْمَاءِ لَا يَتَكَدَّرُ

وہ صاف پانی ہے، بہشت کا پانی، ہمارے خدا کا نور ہدایت اُس کی صاف زلال ہے مکدّر نہیں

اَرٰى آيَهٗ كَالْغِيْدِ جَاءَتْ مِنَ السَّمَا وَفِيْهَا شِفَاءٌ لِّلَّذِيْ يَتَدَبَّرُ

اُس کی آیتیں حسین ہیں جو آسمان سے اُتریں اور ان آیتوں میں فکر کرنے والوں کے لئے شفا ہے

وَيُصْبِي قُلُوْبَ النَّاسِ بِالنُّوْرِ وَالْهُدٰى وَيُرْوِي الْعَطَاشٰى بِالْمَعِيْنِ وَيَظْئَرُ

اور لوگوں کے دل اپنے نور کے ساتھ کھینچ رہا ہے اور پیاسوں کو صاف پانی سے سیراب کر رہا ہے اور دائیوں کی طرح دُودھ پلاتا ہے

وَ قَدْ كَانَ صُحُفٌ قَبْلَهٗ مِثْلَ خَادِجٍ فَجَاءَ لِتَكْمِيْلِ الْوَرٰى لِيُغَزِّرُ ﴿۵۶﴾

اور اس سے پہلی کتابیں اُس اُونٹنی کی طرح تھیں جو قبل از وقت بچہ دیتی ہے پس قرآن لوگوں کے کامل کرنے کیلئے آیا تا ایک بار ہی تمام دُودھ دوہا جائے

بِلَيْلٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ اَرْخٰى سُدُوْلَهٗ تَجَلّٰى وَاَدْرٰى كُلَّ مَنْ كَانَ يُبْصِرُ

ایسی رات میں آیا جو سمندر کی موج کی طرح اپنی چادر پھیلا رکھے تھی سو اُس نے آ کر زمانہ کو روشن کر دیا اور ہر ایک جو دیکھ سکتا تھا اُس کو دِکھا دیا

اَیَا اَیُّھَا الْمُغْوِیْ اَتُنْکِرُ شَأْنَہٗ وَمَا فِیْ یَدَیْنَا غَیْرُہٗ یَا مُزَوِّرُ

اے گمراہ کرنے والے! کیا تُو قرآن کی شان سے انکار کرتا ہے اور بجز قرآن ہمارے ہاتھ میں کیا ہے؟ (اے جھوٹ گھڑنے والے!)

لِقَوْمٍ ھَذٰی لَا بَارَکَ اللّٰہُ مُدَّھُمْ جَھُوْلٌ فَاَدّٰی حَقَّ کِذْبٍ فَاَبْشَرُوْا

اس شخص نے ایک قوم کی خاطر کے لئے بکواس کی۔ خدا اُن کے مُدّ کو برکت نہ دے۔ یہ شخص جاہل ہے اس نے دروغ گوئی کا حق ادا کر دیا اس لئے وہ لوگ خوش ہو گئے

لَہٗ جَسَدٌ لَّا رُوْحَ فِیْہِ وَلَا صَفَا کَقِدْرٍ یَّجُوْشُ و لَیْسَ فِیْہِ تَدَبُّرُ

یہ صرف ایک جسم ہے جس میں جان نہیں اور نہ صفا اور ایک ہنڈیا کی طرح جوش مارتا ہے کچھ تدبّر نہیں کرتا

نَبَذْتُمْ ھُدَی الْمَوْلٰی وَرَآءَ ظُھُوْرِکُمْ فَدَعْنِیْ اُبَیِّنْ کُلَّمَا کَانَ یُسْتَرُ

تم نے خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کو پسِ پُشت پھینک دیا۔ پس مجھے چھوڑ دے تا میں بیان کروں جو کچھ پوشیدہ کیا گیا ہے

وَ اِنِّیْ اَخَذْتُ الْعِلْمَ مِنْ مَّنْبَعِ الْھُدٰی وَ اَجْرٰی عُیُوْنِیْ فَضْلُہُ الْمُتَکَثِّرُ

اور میں نے علم کو منبعِ ہدایت سے لیا ہے اور اُس کے فضل نے میرے چشمے جاری کر دیئے ہیں

وَ اُعْطِیْتُ مِنْ رَّبِّیْ عُلُوْمًا صَحِیْحَۃً وَاَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَاُعْثَرُ

اور میں نے اپنے ربّ سے علومِ صحیحہ پائے ہیں۔ اور جو کچھ تم نہیں جانتے وہ مجھے سکھلایا جاتا اور اطلاع دیا جاتا ہے

وَکَأْسٍ سَقَانِیْ رُوْحُ رُوْحِیْ کَاَنَّھَا رَحِیْقٌ کَنَجْمٍ نَاصِعِ اللَّوْنِ اَحْمَرُ

اور کئی پیالے میری جان کی جان نے مجھے ایسے پلائے ہیں کہ گویا ستارہ کی طرح ایک شراب ہے خالص سُرخ رنگ

فَلَا تُبْشِرُوْا بِالنَّقْلِ یَا مَعْشَرَ الْعِدَا وَکَمْ مِّنْ نُّقُوْلٍ قَدْ فَرَاھَا مُسَحِّرُ

پس اے مخالفو! محض نقلوں کے ساتھ خوش مت ہو جاؤ۔ اور بہتیری نقلیں اور حدیثیں ہیں جو دھوکا باز نے بنائی ہیں

ھَلِ النَّقْلُ شَیْءٌ بَعْدَ اِیْحَاءِ رَبِّنَا فَاَیَّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ نَتَخَیَّرُ

اور خدا تعالیٰ کی وحی کے بعد نقل کی کیا حقیقت ہے۔ پس ہم خدا تعالیٰ کی وحی کے بعد کس حدیث کو مان لیں

﴿۵۷﴾

وَ قَدْ مُزِّقَ الْاَخْبَارُ کُلَّ مُمَزَّقٍ فَکُلٌّ بِمَا ھُوَ عِنْدَہٗ یَسْتَبْشِرُ

اور حدیثیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ اور ہر ایک گروہ اپنی حدیثوں سے خوش ہو رہا ہے

اَعِنْدَکَ بُرْھَانٌ قَوِیٌّ مُّنَقَّحٌ عَلٰی فَضْلِ شَیْخٍ عَابَ اَوْ اَنْتَ تَھْذِرُ

کیا تیرے پاس مولوی محمد حسین کی فضیلت کی کوئی دلیل ہے۔ جو میرے کلام کا عیب نکالتا ہے؟ یا تُو یوں ہی بکواس کر رہا ہے

اَ تَحسَبُ مِنْ حُمقٍ حُسَینًا مُّحَقِّقًا وَفِیْ کَفِّہٖ حَمْأٌ وَّ مَاءٌ مُّکَدَّرُ

کیا تو حُمق سے محمد حسین کو عالم سمجھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں مٹی سیاہ اور گندا پانی ہے

اَ تُخبِرُنِیْ مِنْ نَّازِلٍ مَّا رَأَیْتَہٗ وَتَذْکُرُ اَخْبَارًا دَفَاھَا التَّغَیُّرُ

کیا تُو میرے پاس اس اُترنے والے کا ذکر کرتا ہے جس کو تُو نے نہیں دیکھا۔ اور ایسی حدیثیں پیش کرتا ہے جن کا تحریف نے ستیاناس کر دیا

وَ تَعْلَمُ اَنَّ الظَّنَّ لَیْسَ بِقَاطِعٍ وَ اَنَّ الْیَقِیْنَ الْبَحْتَ یُرْوِیْ وَیُثْمِرُ

اور تُو جانتا ہے کہ ظنّ کوئی قطعی دلیل نہیں۔ اور یقین وہ چیز ہے کہ سیراب کرتا اور پھل لاتا ہے

وَلَسْتُ کَمِثْلِکَ فِی الظُّنُوْنِ مُقَیَّدًا وَ اِنِّیْ اَرَی اللّٰہَ الْقَدِیْرَ وَ اُبْصِرُ

اور میں تیری طرح ظنّوں میں گرفتار نہیں۔ میں اپنے قادر خدا کو دیکھ رہا ہوں اور مشاہدہ کرر ہا ہوں

اَخَذْنَا مِنَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَیْسَ مِثْلُہٗ وَ اَنْتُمْ عَنِ الْمَوْتٰی رَوَیْتُمْ فَفَکِّرُوْا

ہم نے اُس سے لیا کہ وہ حیّ و قیّوم اور واحد لاشریک ہے۔ اور تم لوگ مُردوں سے روایت کرتے ہو

اُرَبّٰی بِفَضْلِ اللّٰہِ فِیْ حُجْرِ لُطْفِہٖ وَفِیْ کُلِّ مَیْدَانٍ اُعَانُ وَاُنْصَرُ

میں خدا کی کنارِ عاطفت میں پرورش پا رہا ہوں۔ اور ہر ایک میدان میں مدد دیا جاتا ہوں

وَقَدْ خَصَّنِیْ رَبِّی بِفَضْلٍ وَّرَحْمَۃٍ وَّ نَصْرٍ وَّ تَأْیِیْدٍ وَّ وَحْیٍ یُّکَرَّرُ

اور میرے ربّ نے اپنے فضل اور رحمت سے مجھے خاص کر دیا۔ اور نیز تائید اور نصرت اور متواتر وحی سے مجھے مخصوص فرمایا ہے

سَقَانِیْ مِنَ الْاَسْرَارِ کَأْسًا رَوِیَّۃً ھَدَانِیْ اِلٰی نَھْجٍ بِہِ الْحَقُّ یَبْھَرُ

مجھے وہ پیالہ پلایا جو سیراب کرنے والا ہے۔ اور اُس راہ کی مجھے ہدایت کی جس کے ساتھ حق چمکتا ہے

فَدَعْ اَیُّھَا الْمُغْوِیْ حُسَیْنًا وَّ ذِکْرَہٗ اَ تَذْکُرُ لَیْلًا عِنْدَ شَمْسٍ تُنَوِّرُ

پس اے اغوا کرنے والے! محمد حسین اور اُس کے ذکر کو چھوڑ دے۔ کیا تُو سورج کے مقابل پر ایک رات کا ذکر کرے گا

وَ نَحْنُ کُمَاۃُ اللّٰہِ جِئْنَا بِاَمْرِہٖ حَلَلْنَا بِلَادَ الشِّرْکِ وَاللّٰہُ یَخْفُرُ ﴿۵۸﴾

ہم خدا کے سوار ہیں۔ اُس کے حکم سے آئے ہیں۔ اور شرک کے شہروں میں ہم داخل ہوئے ہیں اور خدا رہنمائی کرر ہا ہے

اَقُوْلُ وَلَا اَخْشٰی فَاِنِّیْ مَسِیْحُہٗ وَلَوْ عِنْدَ ھٰذَا الْقَوْلِ بِالسَّیْفِ اُنْحَرُ

میں بے دھڑک کہتا ہوں کہ میں خدا کا مسیح موعود ہوں۔ اگرچہ مَیں اِس قول پر تلوار سے قتل بھی کیا جاؤں

وَقَدْ جَاءَ فِی الْقُرْآنِ ذِکْرُ فَضَائِلِیْ وَ ذِکْرُ ظُھُوْرِیْ عِنْدَ فِتَنٍ تُثَوَّرُ

اور میرے فضائل کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔اور میرے ظہور کا ذکر بھی پُر آشوب زمانہ میں ہونا لکھا ہے

وَمَا اَنَا اِلَّا مُرْسَلٌ عِنْدَ فِتْنَۃٍ فَرُدَّ قَضَاءَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتَ تَقْدِرُ

اور میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔پس خدا کے حکم کو تُو بدل دے اگر تجھے قُدرت ہے

تَخَیَّرَنِی الرَّحْمَانُ مِنْ بَیْنِ خَلْقِہٖ لَہُ الْحُکْمُ یَقْضِیْ مَایَشَاءُ وَ یَاْمُرُ

خدا نے مجھے اپنی مخلوقات میں سے چُن لیا ہے۔حکم اسی کا حکم ہے جو چاہے کرے

وَ وَاللّٰہِ مَا اَفْرِیْ وَاِنِّیْ لَصَادِقٌ وَ اِنَّ سَنَا صِدْقِیْ یَلُوْحُ وَ یَبْھَرُ

اور بخدا مَیں مُفتری نہیں۔مَیں سچا ہوں۔اور میری سچائی کی روشنی چمک رہی ہے

تَرَاءَ تْ لَنَا کَالشَّمْسِ صَفْوَۃُ اَمْرِنَا وَ اَرْوَتْ حَدَائِقَنَا عُیُوْنٌ تُنَضِّرُ

آفتاب کی طرح ہمارے امر کی صفائی ظاہر ہوگئی۔اور ہمارے باغوں کو اُن چشموں نے سیراب کیا جو تر و تازہ کر دیتے ہیں

تَکَدَّرَ مَاءُ السَّابِقِیْنَ وَعَیْنُنَا اِلٰی اٰخِرِ الْاَیَّامِ لَا تَتَکَدَّرُ

دوسروں کے پانی، جو اُمّت میں سے تھے، خشک ہو گئے مگر ہمارا چشمہ آخری دِنوں تک کبھی خشک نہیں ہوگا

اِذَا مَا غَضِبْنَا یَغْضَبُ اللّٰہُ صَائِلًا عَلٰی مُعْتَدٍ یُّؤْذِیْ وَ بِالسُّوْءِ یَجْھَرُ

جب ہم غضبناک ہوں تو خدا اس شخص پر غضب کرتا ہے۔جو حد سے بڑھ جاتا ہے اور کھلی کھلی بدی پر آمادہ ہوتا ہے

وَ یَاْتِیْ زَمَانٌ کَاسِرٌ کُلَّ ظَالِمٍ وَھَلْ یُھْلَکَنَّ الْیَوْمَ اِلَّا الْمُدَمَّرُ

اور وہ زمانہ آ رہا ہے کہ ہر یک ظالم کو توڑے گا اور کوئی ہلاک نہ ہوگا مگر وہی جو پہلے سے ہلاک ہو چکا

وَ اِنِّیْ لَشَرُّ النَّاسِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّھُمْ جَزَاءَ اِھَانَتِھِمْ صَغَارٌ یُّصَغِّرُ

اور میں بدتر انسانوں کا ہوں گا۔اگر اہانت کرنے والے اپنی اہانت نہیں دیکھیں گے

﴿۵۹﴾

وَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ مَا ادَّعَیْتُ تَعَلِّیًا وَ اَبْغِیْ حَیَاۃً مَّا یَلِیْھَا التَّکَبُّرُ

اور بخدا! میں نے تعلّی کی راہ سے دعویٰ نہیں کیا اور میں ایسی زندگی چاہتا ہوں جس پر تکبّر کا سایہ ہی نہ ہو

وَقَدْ سَرَّنِیْ اَنْ لَّا یُشَارَ بِاِصْبَعٍ اِلَیَّ وَ اُلْقٰی مِثْلَ عَظْمٍ یُعَفَّرُ

اور میری یہ خوشی رہی کہ میری طرف انگلی کے ساتھ اشارہ نہ کیا جاوے اور میں ایسا پھینک دیا جاؤں جیسا کہ ایک ہڈی خاک آلودہ

فَلَمَّا اَجَزْنَا سَاحَةَ الْكِبْرِ كُلَّهَا اَتَانِیْ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَحْیٌ يُّكَبِّرُ

پس جبکہ ہم تکبّر کے میدان سے بہت دور نکل گئے اور سب میدان طے کرلیا۔تب خدا کی وحی میرے پاس آئی جس نے مجھے بڑا بنادیا

اِذَا قِيْلَ اِنَّکَ مُرْسَلٌ خِلْتُ اَنَّنِیْ دُعِيْتُ اِلٰى اَمْرٍ عَلَى الْخَلْقِ يَعْسُرُ

جب یہ کہا گیا کہ تُو خدا کی طرف سے بھیجا گیا۔تو میں نے خیال کیا کہ میں ایسے امر کی طرف بُلایا گیا کہ جو لوگوں پر بھاری ہوگا

وَلَوْ اَنَّ قَوْمِیْ اٰنَسُوْنِیْ کَطَالِبٍ دَعَوْتُ لِيُعْطَوْا عَيْنَ عَقْلٍ وَّ يُبْصِرُوْا

اوراگر میرے پاس میری قوم طالب کی طرح آتی۔تو میں دعا کرتا کہ ان کو عقل دی جائے اور بینائی بخشی جائے

وَ لٰكِنَّهُمْ عَابُوْا وَ اٰذَوْا وَ زَوَّرُوْا وَ حَثُّوْا عَلَيَّ الْجَاهِلِيْنَ وَ ثَوَّرُوْا

مگر انہوں نے عیب جوئی کی اور دُکھ دیا اور دروغ آرائی کی۔اور جاہلوں کو میرے پر برانگیختہ کیا

وَعَيَّرَنِیْ الْوَاشُوْنَ مِنْ غَيْرِ خُبْرَةٍ وَنَاشُوْا ثِيَابِیْ مِنْ جُنُوْنٍ وَّ اعْذَرُوْا

اورنکتہ چینوں نے بغیر آزمائش اور آگاہی کے مجھے سرزنش کی۔اور جنون سے میرے کپڑے پکڑ لئے اور اس کام میں میرا ☆ مبالغہ کیا

عَجِبْتُ لَهُمْ فِیْ حَرْبِنَا كَيْفَ خَالَطُوْا وَلَمْ يَبْقَ ضِغْنٌ بَيْنَهُمْ وَتَنَمُّرُ

میں نے ان سے تعجب کیا کہ ہماری لڑائی میں وہ کیسے باہم مل گئے۔اوران کے درمیان باہم کوئی درندگی اور کینہ نہ رہا

وَ قَضَّوْا مَطَاعِنَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ اَصْدَرُوْا اِلَيْنَا الْاَسِنَّةَ وَالْخَنَاجِرَ شَهَّرُوْا

ایک مُدّت تک تو ایک دوسرے پر طعن کرتے رہے۔پھر ہماری طرف انہوں نے نیزے پھیر دیئے اور تلواریں کھینچیں

فَقُلْتُ لَهُمْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَالَكُمْ اَثَرْتُمْ غُبَارًا مِّنْ كَلَامٍ يُّزَوَّرُ

پس میں نے اُن سے کہا کہ اے لوگو! تمہیں کیا ہوگیا۔تم نے ایک جھوٹی بات سے اس قدر غبار انگیزی کی

عَلَى الْحُمْقِ جَيَّاشُوْنَ مِنْ غَيْرِ فِطْنَةٍ كَمَا زَلَّتِ الصَّفْوَاءُ حِيْنَ تُكَوَّرُ

محض حماقت سے جوش کرنے والے بغیر دانائی کے۔جیسا کہ ایک صاف پتھر نیچے پھینکنے سے جلد تر نیچے کو پھسل جاتا ہے

﴿۶۰﴾

فَمَا بَرِحَتْ اَقْدَامُنَا مَوْطِنَ الْوَغٰى وَمَا ضَعُفَتْ حَتّٰى اَعَانَ الْمُظَفِّرُ

پس ہمارے قدم جنگ گاہ سے الگ نہ ہوئے اور نہ ہم تھکے یہاں تک کہ خدا نے ہمیں فتح دی

☆ سہو کاتب ہے۔دراصل یہ لفظ ''سراسر'' ہے۔(شمس)

وَ كُنْتُ اَرَى الْاِ سْلَامَ مِثْلَ حَدِيْقَةٍ مُبَعَّدَةٍ مِّنْ عَيْنِ مَاءٍ يُّنَضِّرُ

اور میں اسلام کو اس باغ کی طرح دیکھتا تھا جو اس چشمہ سے دور ہو جو تر و تازہ کرتا ہے

فَمَازِلْتُ اَسْقِيْهَا وَ اَسْقِىْ بِلَادَهَا مِنَ الْمُزْنِ حَتّٰى عَادَ حِبْرٌ مُّدَعْثَرُ

پس میں اس باغ کو پانی دیتا رہا اور اس کی زمینوں کو آسمانی بارش کا پانی دیا یہاں تک کہ اس کی خوبصورتی ویران شدہ عود کر آئی

وَجَاشَتْ اِلَىَّ النَّفْسُ مِنْ فِتْنَةِ الْعِدَا فَاَنْزَلَ رَبِّىْ حَرْبَةً لَّا تُكَسَّرُ

اور میرا دل دشمنوں کے فتنہ سے نکلنے لگا۔ پس نازل کیا میرے ربّ نے ایک حربہ جو توڑا نہیں جائے گا

فَاَصْبَحْتُ اَسْتَقْرِى الرِّجَالَ رِجَالَهُمْ لِاُفْحِمَ قَوْمًا جَابِرِيْنَ وَ اُنْذِرُ

پس میں نے صبح کی اور اُن لوگوں کی تلاش میں لگ گیا۔ تا میں ظالموں پر اتمامِ حجت کروں

وَقَدْ كَانَ بَابُ اللُّدِّ مَرْكَزَ حَرْبِهِمْ كَلَامٌ مُّضِلٌّ لَّا حُسَامٌ مُشَهَّرُ

اور ان کا طرز جنگ صرف زبانی خصومت تھی یعنی محض گمراہ کرنے والی باتوں کو پیش کرتے اور مذہب کے لئے تلوار کی لڑائی نہ تھی

فَوَافَيْتُ مَجْمَعَ لُدِّهِمْ وَقَتَلْتُهُمْ بِضَرْبٍ وَّلَمْ اَكْسَلْ وَلَمْ اَتَحَسَّرُ

پس میں لڑنے والوں کے مجمع میں آیا اور ایک ہی ضرب سے انہیں قتل کر دیا اور نہ میں سُست ہوا اور نہ ماندہ ہوا

وَاِنِّىْ اَنَا الْمَوْعُوْدُ وَالْقَائِمُ الَّذِىْ بِهٖ تُمْلَأَنَّ الْاَرْضُ عَدْلًا وَّ تُثْمِرُ

اور میں **مسیح موعود** اور وہ امام قائم ہوں جو زمین کو عدل سے بھرے گا اور ویران جنگلوں کو پھل دار کرے گا

بِنَفْسِىْ تَجَلَّتْ طَلْعَةُ اللّٰهِ لِلْوَرٰى فَيَا طَالِبِىْ رُشْدٍ عَلٰى بَابِىَ احْضُرُوْا

میرے ساتھ صورت خدا کی خلقت پر ظاہر ہوگی۔ پس اے ہدایت کے طالبو! میرے دروازے پر حاضر ہو جاؤ

خُذُوْا حَظَّكُمْ مِّنِّىْ فَاِنِّىْ اِمَامُكُمْ اُذَكِّرُكُمْ اَيَّامَكُمْ وَاُبَشِّرُ

اپنا حصّہ مجھ سے لے لو کہ میں تمارا امام ہوں۔ تمہیں تمہارے دن یاد دلاتا ہوں اور بشارت دیتا ہوں

وَقَدْ جِئْتُكُمْ يَا قَوْمِ عِنْدَ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ مِنْ رَشِيْدٍ عَاقِلٍ يَّتَدَبَّرُ

اور اے میری قوم! میں ضرورت کے وقت تمہارے پاس آیا ہوں۔ پس کیا کوئی تم میں رشید اور عقلمند ہے جو اس بات کو سوچے

﴿۶۱﴾

وَمَا الْبِرُّ اِلَّا تَرْكُ بُخْلٍ مِّنَ التُّقٰى وَمَا الْبُخْلُ اِلَّا رَدُّ مَنْ يَّتَبَقَّرُ

اور نیکی بجز اس کے کوئی چیز نہیں کہ تقویٰ کی راہ سے بخل کو دور کر دیا جاوے۔ اور بُخل بجز اس کے کچھ نہیں کہ جس کا علم وسیع اور کامل ہے اور اپنے سے بہتر ہے اس کو قبول نہ کیا جائے

وَ قَالُوْا اِلَی الْمَوْعُوْدِ لَیْسَ بِحَاجَةٍ فَاِنَّ کِتَابَ اللّٰہِ یَھْدِیْ وَ یُخْبِرُ

اورانہوں نے کہا کہ مسیح موعود کی طرف کچھ حاجت نہیں۔ کیونکہ اللہ کی کتاب ہدایت دیتی اورخبر دیتی ہے

وَمَاھِیَ اِلَّا بِالْغَیُوْرِ دُعَابَةٌ فَیَا عَجَبًا مِّنْ فِطْرَةٍ تَتَھَوَّرُ

اور یہ تو خدائے غیور کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا ہے۔ پس ایسی بیباک فطرتوں پر تعجب آتا ہے

وَقَدْ جَاءَ قَوْلُ اللّٰہِ بِالرُّسْلِ تَوْأَمًا وَمِنْ دُوْنِھِمْ فَھْمُ الْھُدٰی مُتَعَسِّرُ

اوراصل حقیقت یہ ہے کہ خدا کا کلام اور رسول باہم توام ہیں۔ اوراُن کے بغیر خدا کے کلام کا سمجھنا مشکل ہے

فَاِنَّ ظُبَی الْاَسْیَافِ تَحْتَاجُ دَائِمًا اِلٰی سَاعِدٍ یُّجْرِی الدِّمَاءَ وَ یُنْدِرُ

کیونکہ تلواروں کی دھار ہمیشہ ایسے بازو کی محتاج ہے جوخون کو جاری کرتا اور سر کو بدن سے الگ کر دیتا ہے

بِعَضْبٍ رَّقِیْقِ الشَّفْرَتَیْنِ ھَزِیْمَةٌ اِذَا نَاشَہُ طِفْلٌ ضَعِیْفٌ مُّحَقَّرُ

تلوار گو باریک دھاریں رکھتی ہو مگر تب بھی شکست ہوگی۔ جبکہ اس کو کمزور اور حقیر بچہ ہاتھ میں پکڑے گا

وَ اَمَّا اِذَا اَخَذَ الْکَمِیُّ مُفَقِّرًا کَفَی الْعَوْدَ مِنْہُ الْبَدْءُ ضَرْبًا وَّ یَنْحَرُ

لیکن جب ایک بہادر آدمی ایک سخت تلوار کو پکڑے تو اس کا پہلا وار دوسرے وار کی حاجت نہیں رکھے گا اور ذبح کر دے گا

اِذَا قَلَّ تَقْوَی الْمَرْءِ قَلَّ اقْتِبَاسُہُ مِنَ الْوَحْیِ کَالسَّلْخِ الَّذِیْ لَا یُنَوِّرُ

جب انسان کی تقویٰ کم ہوجاتی ہے تو خدا کی کلام سے استنباط اور اقتباس اس کا بھی کم ہوجاتا ہے جیسا کہ مہینہ کی آخری رات میں کچھ روشنی نہیں رہتی

فَیَا اَسَفًا اَیْنَ التُّقَاةُ وَاَرْضُھَا وَاِنِّیْ اَرٰی فِسْقًا عَلَی الْفِسْقِ یَظْھَرُ

پس افسوس! کہاں ہے تقویٰ اور کہاں ہے زمین اس کی اور میں دیکھتا ہوں کہ فسق پر فسق ظاہر ہو رہا ہے

أَرَی ظُلُمَاتٍ لَّیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَھَا وَ ذُقْتُ کُئُوْسَ الْمَوْتِ اَوْکُنْتُ اُنْصَرُ

اور میں وہ تاریکیاں دیکھتا ہوں کہ کاش میں ان سے پہلے مر جاتا۔ اور موت کے پیالے چکھ لیتا اور یا مدد دیا جاتا

أَرَی کُلَّ مَحْجُوْبٍ لِدُنْیَاہُ بَاکِیًا فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَبْکِیْ لِدِیْنٍ یُحَقَّرُ

میں ہر ایک محجوب کو دیکھتا ہوں جو اپنی دُنیا کے لئے رو رہا ہے۔ پس کون ہے جو اس دین کے لئے روتا ہے جس کی تحقیر کی جاتی ہے

وَلِلدِّیْنِ اَطْلَالٌ اَرَاھَا کَلَاھِفٍ وَ دَمْعِیْ بِذِکْرِ قُصُوْرِہٖ یَتَحَدَّرُ ﴿۶۲﴾

اور دین کے لئے شکستہ ریختہ نشان باقی ہیں جن کو میں حسرت کے ساتھ دیکھ رہا ہوں اور اُس کے محلّوں کو یاد کر کے میرے آنسو جاری ہیں

تَـرَاءَ تْ غَـوَايَـاتٌ كَـرِيْحٍ مُّجِيْحَةٍ وَارْخٰـى سَـدِيْـلَ الْـغَـيِّ لَيْلٌ مُّكَدَّرٌ

گمراہیاں ایک آندھی کی طرح ظاہر ہوگئیں ایسی آندھی جو درختوں کو جڑ سے اکھاڑتی ہے۔ اور ایک تاریک رات نے گمراہی کے پردے نیچے چھوڑ دیئے

تَهُـبُّ رِيَـاحٌ عَـاصِفَـاتٌ كَـأَنَّهَـا سِبَـاعٌ بِـاَرْضِ الْهِنْدِ تَعْوِىْ وَتَزْءَرُ

سخت آندھیاں چل رہی ہیں گویا کہ وہ درندے ہیں ملکِ ہند میں جو بھیڑیئے اور شیر کی آواز نکال رہے ہیں

اَرَى الْفَاسِقِيْنَ الْمُفْسِدِيْنَ وَزُمْرَهُمْ وَقَـلَّ صَلَاحُ الـنَّـاسِ وَالْـغَيُّ يَكْثُرُ

میں فاسقوں اور مفسدوں کی جماعتیں دیکھ رہا ہوں۔ اور نیکی کم ہوگئی اور گمراہی بڑھ گئی

أَرٰى عَيْـنَ دِيْـنِ اللهِ مِـنْهُمْ تَكَدَّرَتْ بِهَـا الْعِيْنُ وَ الْآرَامُ تَـمْشِـىْ وَتَعْبُرُ

میں دین الٰہی کے چشمہ کو دیکھتا ہوں کہ مکدّر ہوگیا۔ اور اس میں وحشی چار پائے چل رہے اور عبور کر رہے ہیں

اَرَى الـدِّيْـنَ كَالْمَرْضٰى عَلَى الْاَرْضِ رَاغِمًا وَكُـلُّ جَهُـوْلٍ فِـى الْهَـوٰى يَتَبَخْتَرُ

میں دین کو دیکھتا ہوں کہ زمین ☆ پر پڑا ہوا ہے۔ اور ہر ایک جاہل اپنی ہَوا و ہوس کے جوش میں ناز کے ساتھ چل رہا ہے

وَمَـا هَـمُّهُـمْ اِلَّا لِـحَـظِّ نُفُـوْسِهِمْ وَمَـا جُهْـدُهُـمْ اِلَّا لِـحَـظٍّ يُّـوَفَّـرُ

اور ان کی ہمتیں اس سے زیادہ نہیں کہ وہ نفسانی حظوظ کے طالب ہیں۔ اور ان کی کوششیں اس سے بڑھ کر نہیں کہ وہ حظِّ نفسانی کثرت سے چاہتے ہیں

نَسُـوْا نَهْـجَ دِيْـنِ اللهِ خُبْثًـا وَّ غَفْلَةً وَ قَدْ سَرَّهُمْ سُكْرٌ وَّ فِسْقٌ وَّ مَيْسِرُ

(انہوں) نے دین کی راہ کو خُبث اور غفلت کی وجہ سے بھلا دیا۔ اور ان کو مستی اور بدکاری اور قمار بازی پسند آ گئی

أَرٰى فِسْـقَهُـمْ قَـدْ صَارَ مِثْلَ طَبِيْعَةٍ وَمَـا اِنْ أَرٰى عَـنْهُـمْ شَقَاهُمْ يُقَشَّرُ

میں دیکھتا ہوں کہ ان کا فسق طبیعت میں داخل ہوگیا۔ میرے نزدیک اب بظاہر غیر ممکن ہے کہ ان کی شقاوت ان سے الگ کر دی جائے

فَـلَـمَّـا طَغَى الْفِسْقُ الْمُبِيْدُ بِسَيْلِهٖ تَـمَـنَّيْـتُ لَـوْ كَـانَ الْوَبَـاءُ الْمُتَبِّرُ

پس جبکہ فسق ہلاک کنندہ ایک طوفان کی حد تک پہنچ گیا تو میں نے آرزو کی کہ مُلک میں طاعون پھیلے اور ہلاک کرے

فَاِنَّ هَلَاكَ النَّاسِ عِنْدَ اُولِى النُّهٰى اَحَـبُّ وَاَوْلٰـى مِنْ ضَلَالٍ يُّدَمِّـرُ

کیونکہ لوگوں کا مرجانا عقلمندوں کے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ گمراہی کی موت اُن پر آوے

☆ سہو کاتب سے کالمرضٰی کا ترجمہ رہ گیا ہے۔ اصل ترجمہ یوں ہوگا۔ ”مَیں دین کو دیکھتا ہوں کہ وہ بیمار کی طرح زمین پر پڑا ہوا۔“ (شمس)

﴿۶۳﴾

وَمَنْ ذَا الَّذِیْ مِنْھُمْ یَخَافُ حَسِیْبَہٗ وَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَبْغِی السَّدَادَ وَیُؤْثِرُ

اوران میں سے کون ہے جو اپنے خدا سے ڈرتا ہے؟ اوران میں سے کون ہے جو نیکی کی راہ اختیار کررہا ہے؟

وَمَنْ ذَا الَّذِیْ لَا یَفْجُرُ اللّٰہَ عَامِدًا وَمَنْ ذَا الَّذِیْ بَرٌّ عَفِیْفٌ مُّطَھَّرُ

اور کون ان میں ہے جو عمدًا خدا کا گناہ نہیں کرتا۔ اور کون ان میں نیک، پرہیزگار، پاک دل ہے؟

وَمَنْ ذَا الَّذِیْ مَاسَبَّنِیْ لِتُقَاتِہٖ وَقَالَ ذَرُوْنِیْ کَیْفَ اُوْذِیْ وَ اُکْفِرُ

اور کون ان میں ہے جس نے بوجہ پرہیزگاری مجھ کو گالیاں نہ دیں؟ اور کہا مجھ کو چھوڑ دو، میں کیونکر دُکھ دوں اور کافر ٹھہراؤں

وَکَیْفَ وَاِنَّ اَکَابِرَ الْقَوْمِ کُلَّھُمْ عَلَیَّ حِرَاصٌ وَّالْحُسَامُ مُشَھَّرُ

اور بدزبانی سے بچنا کیونکر ہوسکے۔ وہ تو میری جان لینے کے حریص ہیں اور تلوار کھینچی گئی ہے

وَ لٰکِنْ عَلَیْھِمْ رُعْبُ صِدْقِیْ مُعَظَّمٌ فَکَیْفَ یُبَارِی اللَّیْثَ مَنْ ھُوَ جَوْذَرُ

لیکن میری شان کا رعب اُن پر عظیم ہے۔ پس کیونکر شیر کا مقابلہ کرسکتا ہے وہ جو گوسالہ ہے

فَلَیْسَ بِاَیْدِی الْقَوْمِ اِلَّا لِسَانُھُمْ مُنَجَّسَۃً بِالسَّبِّ وَاللّٰہُ یَنْظُرُ

پس قوم کے ہاتھ میں بجز زبان کے کچھ نہیں، وہ زبان۔ جو دشنام دہی کی نجاست سے آلودہ ہے اور خدا دیکھ رہا ہے

قَضَی اللّٰہُ اَنَّ الطَّعْنَ بِالطَّعْنِ بَیْنَنَا فَذَالِکَ طَاعُوْنٌ اَتَاھُمْ لِیُبْصِرُوْا

خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ طعن کی سزا طعن ہے۔ پس وہ یہی طاعون ہے کہ ان کے ملک میں پہنچ گئی ہے تا ان کی آنکھیں کھلیں

وَلَیْسَ عِلَاجُ الْوَقْتِ اِلَّا اِطَاعَتِیْ اَطِیْعُوْنِ فَالطَّاعُوْنُ یُفْنٰی وَیُدْحَرُ

علاجِ وقت میری اطاعت ہے۔ پس میری اطاعت کرو طاعون دور ہوجائے گی

وَ قَدْ ذَابَ قَلْبِیْ مِنْ مَّصَائِبِ دِیْنِنَا وَاَعْلَمُ مَالَا یَعْلَمُوْنَ وَاُبْصِرُ

اور میرا دل دینی مصیبتوں سے گداز ہوگیا ہے۔ اور مجھے وہ باتیں معلوم ہیں جو اُنہیں معلوم نہیں

وَبَثِّیْ وَحُزْنِیْ قَدْ تَجَاوَزَ حَدَّہٗ وَ لَوْلَا مِنَ الرَّحْمٰنِ فَضْلٌ اُتَبَّرُ

اور میرا غم اور حُزن حد سے بڑھ گیا ہے۔ اور اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو میں ہلاک ہوجاتا

وَعِنْدِیْ دُمُوْعٌ قَدْ طَلَعْنَ الْمَآقِیَا وَعِنْدِیْ صُرَاخٌ لَّا یَرَاہُ الْمُکَفِّرُ

اور میرے پاس وہ آنسو ہیں جو گوشہ آنکھ کے اُوپر چڑھ رہے ہیں۔ اور میرے پاس وہ آہ ہے جو کافر کہنے والا اس کو نہیں دیکھتا

﴿۶۴﴾

وَ لِیْ دَعَوَاتٌ صَاعِدَاتٌ اِلَی السَّمَا وَلِیْ کَلِمَاتٌ فِی الصَّلَایَۃِ تَقْعَرُ

اور میری وہ دُعائیں ہیں جو آسمان پر چڑھ رہی ہیں۔ اور میری وہ باتیں ہیں جو پتھر میں دھس جاتی ہیں

وَ اُعْطِیْتُ تَاْثِیْرًا مِّنَ اللّٰہِ خَالِقِیْ وَ تَاْوِیْ اِلٰی قَوْلِیْ قُلُوْبٌ تُطَھَّرُ

اور مَیں خدا سے، جو میرا پیدا کرنے والا ہے، ایک تاثیر دیا گیا ہوں۔ اور میری طرف پاک دل میل کرتے ہیں

وَ اِنَّ جَنَانِیْ جَاذِبٌ بِصِفَاتِہٖ وَ اِنَّ بَیَانِیْ فِی الصُّخُوْرِ یُؤَثِّرُ

اور میرا دل اپنے صفات کے ساتھ کشش کر رہا ہے۔ اور میرا بیان پتھروں میں تاثیر کرتا ہے

حَفَرْتُ جِبَالَ النَّفْسِ مِنْ قُوَّۃِ الْعُلٰی فَصَارَ فُؤَادِیْ مِثْلَ نَھْرٍ تُفَجَّرُ

میں نے نفس کے پہاڑوں کو آسمانی طاقت سے کھود دیا۔ پس میرا دل اس نہر کی طرح ہو گیا جو جاری کی جاتی ہے

وَ اُعْطِیْتُ مِنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ مِّنَ الْھُدٰی فَکُلَّ بَیَانٍ فِی الْقُلُوْبِ اُصَوِّرُ

اور مجھے ایک نئی پیدائش ہدایت کی دی گئی۔ پس میں ہر ایک بیان دلوں میں نقش کر دیتا ہوں

فَرِیْقٌ مِّنَ الْاَحْرَارِ لَایُنْکِرُوْنَنِیْ وَ حِزْبٌ مِّنَ الْاَشْرَارِ آذَوْا وَ اَنْکَرُوْا

ایک گروہ منصف مزاجوں کا مجھ سے انکار نہیں کرتا۔ اور ایک گروہ شریروں کا دُکھ دے رہے ہیں اور انکار کرتے ہیں

وَ قَدْ زَاحَمُوْا فِیْ کُلِّ اَمْرٍ اَرَدْتُّہٗ فَاَیَّدَنِیْ رَبِّیْ فَفَرُّوْا وَ اَدْبَرُوْا

اور ہر ایک امر جس کا میں نے ارادہ کیا اس کی انہوں نے مزاحمت کی۔ پس خدا نے میری مدد کی۔ پس بھاگ گئے اور مُنہ پھیر لیا

وَ کَیْفَ عَصَوْا وَاللّٰہِ لَمْ یُدْرَ سِرُّھَا وَ کَانَ سَنَا بَرْقِیْ مِنَ الشَّمْسِ اَظْھَرُ

اور کیوں نافرمان ہو گئے؟ اس کا، بخدا! بھید کچھ معلوم نہ ہوا اور میری برق کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ظاہر تھی

لَزِمْتُ اصْطِبَارًا عِنْدَ جَوْرِ لِئَامِھِمْ وَ کَانَ الْاَقَارِبُ کَالْعَقَارِبِ تَاْبُرُ

میں نے ان کے ظلم کی برداشت کی اور اس پر صبر کیا اور اقارب عقارب کی طرح نیش زنی کرتے تھے

وَ یَعْلَمُ رَبِّیْ سِرَّ قَلْبِیْ وَسِرَّھُمْ وَ کُلُّ خَفِیٍّ عِنْدَہٗ مُتَحَضِّرُ

اور میرا ربّ میرے بھید اور اُن کے بھید کو جانتا ہے اور ہر ایک پوشیدہ اُس کے نزدیک حاضر ہے

وَ لَیْسَ لِعَضْبِ الْحَقِّ فِی الدَّھْرِ کَاسِرا وَ مَنْ قَامَ لِلتَّکْسِیْرِ بَغْیًا فَیُکْسَرُ

اور خدا کی تلوار کو کوئی توڑنے والا نہیں اور جو توڑنا چاہے وہ خود ٹوٹ جائے گا

﴿۶۵﴾

وَ مَنْ ذَا یُعَادِیْنِیْ وَاِنِّیْ حَبِیْبُہٗ وَمَنْ ذَا یُرَادِیْنِیْ اِذِ اللّٰہُ یَنْصُرُ

اورکون میرا دشمن ہوسکتا ہے جبکہ خدا مجھے دوست رکھتا ہے۔ اورکون سنگ اندازی کے ساتھ مجھ سے لڑائی کرسکتا ہے جبکہ خدا میرا مددگار ہے

وَلَوْ کُنْتُ کَذَّابًا کَمَا ھُوَ زَعْمُھُمْ لَقَدْ کُنْتُ مِنْ دَھْرٍ اَمُوْتُ وَاُقْبَرُ

اوراگر میں جھوٹا ہوتا جیسا کہ اُن کا گمان ہے۔ تو میں ایک مُدّت سے مرا ہوتا اور قبر میں داخل ہوتا

یَظُنُّوْنَ اَنِّیْ قَدْ تَقَوَّلْتُ عَامِدًا بِمَکْرٍ وَّ بَعْضُ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ مُنْکَرُ

وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں نے عمداً جھوٹ بنالیا اور مکر سے جھوٹ بنایا اور بعض ظن ایسے گناہ ہیں جو شرع اور عقل کو ان کے قبول کرنے سے انکار ہے

وَ کَیْفَ وَاِنَّ اللّٰہَ اَبْدٰی بَرَاءَ تِیْ وَجَآءَ بِاٰیَاتٍ تَلُوْحُ وَتَبْھَرُ

اور یہ کیونکر☆ اور خدا نے تو میری بریّت ظاہر کردی اور وہ نشان دکھلائے جو روشن اور واضح ہیں

وَ یَاْتِیْکَ وَعْدُ اللّٰہِ مِنْ حَیْثُ لَا تَرٰی فَتَعْرِفُہٗ عَیْنٌ تُحَدُّ وَ تُبْصِرُ

اور خدا کا وعدہ اس طور سے تجھے پہنچے گا کہ تجھے خبر نہیں ہوگی۔ پس اس کو وہ آنکھ شناخت کرے گی جو اس دن تیز اور بینا ہوگی

اَمُکْفِرِ مَھْلًا بَعْضَ ھٰذَا التَّھَکُّمِ وَخَفْ قَھْرَ رَبٍّ قَالَ لَا تَقْفُ ' فَاحْذَرُ

اے میرے کافر کہنے والے! اس غم وغصّہ کو کچھ کم کر اور اس خدا سے ڈر جس نے کہا ہے ''لَا تَقْفُ مَالَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ''

وَاِذْ قُلْتُ اِنِّیْ مُسْلِمٌ قُلْتَ کَافِرٌ فَاَیْنَ التُّقٰی یَااَیُّھَا الْمُتَھَوِّرُ

اور جب میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ تُو نے کہا کہ کافر ہے پس تیری تقویٰ کہاں ہے اے دلیری کرنے والے!

وَاِنْ کُنْتَ لَا تَخْشٰی فَقُلْ لَّسْتَ مُؤْمِنًا وَّ یَاْتِیْ زَمَانٌ تُسْئَلَنَّ وَتُخْبَرُ

اوراگر تُو ڈرتا نہیں ہے پس کہہ دے کہ تُو مومن نہیں اور وہ زمانہ چلا آتا ہے کہ تُو پُوچھا جائے گا اور آگاہ کیا جائے گا

وَ اِنِّیْ تَرَکْتُ النَّفْسَ وَالْخَلْقَ وَالْھَوٰی فَلَا السَّبُّ یُؤْذِیْنِیْ وَلَا الْمَدْحُ یُبْطِرُ

اور میں نے نفس اور مخلوق اور ہوا و ہوس کو چھوڑ دیا ہے۔ پس اب مجھے نہ تو گالی دُکھ دیتی ہے اور نہ تعریف ناز اور خوشی پیدا کرتی ہے

وَ کَمْ مِّنْ عَدُوٍّ کَانَ مِنْ اَکْبَرِ الْعِدَا فَلَمَّا اَتَانِیْ صَاغِرًا صِرْتُ اَصْغَرُ

اور بہت لوگ ہیں کہ جو میرے سخت دشمن تھے۔ پس جب ایسا دشمن کسرِ نفسی سے میرے پاس آیا تو میں نے اُس سے بڑھ کر کسرِ نفسی کی

وَ لَسْتُ بِذِیْ کُھْرُوْرَۃٍ غَیْرَ اَنَّنِیْ اِذَا زَادَ فُحْشًا ذُوْعِنَادٍ اُصَعِّرُ

اور میں کینہ ور آدمی نہیں ہوں۔ ہاں اس قدر ہے کہ جب کوئی گالی دینے میں حد سے بڑھ جائے تو میں اُس سے منہ پھیر لیتا ہوں

☆ سہو کتابت سے یہاں غالباً ''درست ہوسکتا ہے'' کے الفاظ لکھنے سے رہ گئے ہیں۔ (ناشر)

﴿۶۶﴾

وَ لَا غِلَّ فِیْ قَلْبِیْ وَلَا مِنْ جَبَانَةٍ وَ اُلْقِیْ حُسَامِیْ مُغْضِیًا وَّ اُشَهِّرُ

اور نہ میرے دل میں کچھ کینہ ہے اور نہ میں بُزدل ہوں۔ اور میں عفو کر کے اپنی تلوار پھینک دیا کرتا ہوں مگر مقابلہ میں کھینچ بھی لیتا ہوں

فَاِنْ تَبْغِنِیْ فِیْ حَلْقَةِ السِّلْمِ تُلْفِنِیْ وَ اِنْ تَطْلُبَنِّیْ فِی الْمَیَادِیْنِ اَحْضُرُ

پس اگر تو مجھے صلح کاری کے حلقہ میں طلب کرے تو وہیں پائے گا اور اگر تو مجھے جنگ کے میدان میں ڈھونڈے تو وہیں مجھے دیکھ لے گا

وَ اَرْسَلَنِیْ رَبِّیْ لِاِصْلَاحِ خَلْقِهٖ فَیَا صَاحِ لَا تَنْطِقْ هَوًی وَّ تَصَبَّرُ

اور خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں مخلوق کی اصلاح کروں۔ پس اے میرے صاحب! نفسانی طور پر بات مت کر اور صبر سے میرے کام میں فکر کر

وَ اِنْ اَکُ کَذَّابًا فَکِذْبِیْ یُبِیْدُنِیْ وَ اِنْ اَکُ مِنْ رَّبِّیْ فَمَالَکَ تَهْجُرُ

اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میرا جھوٹ مجھے ہلاک کر دے گا۔ اور اگر میں خدا کی طرف سے ہوں۔ پس کیوں تُو بیہودہ گوئی کرتا ہے؟

فَذَرْنِیْ وَ رَبِّیْ وَ انْتَظِرْ سَیْفَ حُکْمِهٖ لِیَقْطَعَ رَأْسِیْ اَوْ قَفَا مَنْ یُّکَفِّرُ

پس مجھے میرے خدا کے ساتھ چھوڑ دے اور اس کے حکم کی تلوار کا منتظر رہ تا وہ میرا سر کاٹے یا اُس کا جو مجھے کافر کہتا ہے

تَحَامَ قِتَالِیْ وَ اجْتَنِبْ مَاصَنَعْتَهٗ وَ اِنَّا اِذَا جُلْنَا فَاِنَّکَ مُدْبِرُ

میرے جنگ سے تُو پرہیز کر اور اپنے بدکاموں سے الگ ہو جا۔ اور جب ہم میدان میں آئے تو تُو بھاگ جائے گا

اَرَی الصَّالِحِیْنَ یُوَفَّقُوْنَ لِطَاعَتِیْ وَ اَمَّا الْغَوِیُّ فَفِی الضَّلَالَةِ یُقْبَرُ

میں نیک بختوں کو دیکھتا ہوں کہ میری فرمانبرداری کے لئے وہ توفیق دیئے جاتے ہیں۔ مگر جو ازلی گمراہ ہے وہ گمراہی میں قبر میں جائے گا

وَ ذَالِکَ خَتْمُ اللّٰهِ مِنْ بَدْوِ فِطْرَةٍ وَاِنَّ نُقُوْشَ اللّٰهِ لَا تَتَغَیَّرُ

اور یہ ابتدائے پیدائش سے خدا کی مُہر ہے۔ اور خدا کے نقش متغیّر نہیں ہو سکتے

کَذَالِکَ نُوْرُ الرُّشْدِ مَایُخْطِءُ الْفَتٰی وَ کُلُّ نَخِیْلٍ لَّا مَحَالَةَ تُثْمِرُ

اسی طرح جس فطرت میں رُشد کا نور ہے وہ اس مرد سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک کھجور انجام کار پھل لاتی ہے

وَ مَنْ یَّکُ ذَا فَضْلٍ فَیُدْرِکُ مَقَامَهٗ وَ لَوْ فِیْ شَبَابٍ اَوْ بِوَقْتٍ یُّعَمَّرُ

اور جس کے شاملِ حال فضلِ الٰہی ہے وہ اپنے مقام کو پالے گا۔ اگرچہ جوانی میں یا اس وقت کہ جب بڈھا ہو جائے

وَ لَا یَهْلِکُ الْعَبْدُ السَّعِیْدُ جِبِلَّةً اِذَا مَا عَمِیْ یَوْمًا بِاٰخَرَ یَنْظُرُ

اور جس کی فطرت میں سعادت ہے وہ ہلاک نہیں ہوگا۔ اگر آج اندھا ہے تو کل دیکھنے لگے گا

﴿۶۷﴾

وَ لِلْغَیِّ آثَارٌ وَّ لِلرُّشْدِ مِثْلُهَا فَقُوْمُوْا لِتَفْتِیْشِ الْعَلَامَاتِ وَانْظُرُوْا

اور گمراہی کے لئے نشان ہیں اور ایسا ہی رُشد کے لئے بھی۔ پس تم علامات کی تفتیش کرو اور خوب دیکھو

اَرَی الظُّلْمَ یَبْقٰی فِی الْخَرَاطِیْمِ وَسْمُهٗ وَ یُنْصَرُ مَظْلُوْمٌ ضَعِیْفٌ مُّخَسَّرُ

میں دیکھتا ہوں کہ انسان کی ناک میں ظلم کی علامتیں باقی رہ جاتی ہیں۔ اور مظلوم کو آخر مدد دی جاتی ہے جو ضُعف اور نقصان والا ہوتا ہے

وَ قَدْ اَعْرَضُوْا عَنْ کُلِّ خَیْرٍ بِغَیْظِهِمْ کَاَنِّیْ اَرَاهُمْ مِّثْلَ نَارٍ تُسَعَّرُ

اور انہوں نے ہر ایک نیکی سے غصّہ سے منہ پھیر لیا جو میں نے پیش کی۔ گویا میں ایک بھڑکتی ہوئی آگ کی طرح ان کو دیکھ رہا ہوں

وَ یُنْصَرُ مَظْلُوْمٌ بِآخِرِ اَمْرِهٖ وَلَا سِیَّمَا عَبْدٌ مِّنَ اللّٰهِ مُنْذِرُ

اور مظلوم آخر کار مدد دیا جاتا ہے۔ بالخصوص وہ بندہ جو خدا کی طرف سے ہے

اِذَامَا بَکَی الْمَعْصُوْمُ تَبْکِی الْمَلَائِکُ فَکَمْ مِّنْ بِلَادٍ تُهْلَکَنَّ وَ تُجْذَرُ

جب معصوم روتا ہے تو اس کے ساتھ فرشتے روتے ہیں۔ پس بہت بستیاں ہلاک کی جاتی ہیں اور اجاڑی جاتی ہیں

اِذَا ذَرَفَتْ عَیْنَا تَقِیٍّ بِغُمَّةٍ یُفَرَّجُ کَرْبٌ مَّسَّهٗ اَوْ یُبَشَّرُ

جب ایک پرہیزگار کی آنکھیں آنسو جاری کرتی ہیں ایک غم کی وجہ سے۔ پس وہ بے قراری اُس سے دور کی جاتی ہے یا بشارت دی جاتی ہے

عَلَی الْاَرْضِ قَوْمٌ کَالسُّیُوْفِ دُعَائُهُمْ فَمَنْ مَّسَّ هٰذَا السَّیْفَ بِالشَّرِّ یُبْتَرُ

زمین پر ایک قوم ہے کہ تلواروں کی طرح ان کی دعا ہے۔ پس جو شخص اُس تلوار کو چھوجاتا ہے وہ کاٹا جاتا ہے

تَرٰی کَیْفَ نَرْقٰی وَالْحَوَادِثُ جُمَّةٌ وَیُهْلَکُ مَنْ یَّبْغِیْ هَلَاکِیْ وَ یَمْکُرُ

تو دیکھتا ہے کہ ہم کیونکر ترقی کر رہے ہیں حالانکہ حوادث چاروں طرف سے جمع ہیں اور جو شخص میری ہلاکت چاہتا ہے اور مکر کرتا ہے وہ ہلاک کیا جاتا ہے

لَنَا کُلَّ آنٍ مِّنْ مُّعِیْنٍ حِمَایَةٌ نُغَادِرُ صَرْعٰی مَاکِرِیْنَ وَ نَظْفَرُ

ہمارے لئے ایک مددگار کی طرف سے حمایت ہے۔ ہم مکر کرنے والوں کو گرادیتے ہیں اور فتح پاتے ہیں

اَیَا شَاتِمًا لَّا شَاتِمَ الْیَوْمَ مِثْلُکُمْ وَمَا اِنْ اَرٰی فِیْ کَفِّکُمْ مَایُبْطِرُ

اے گالی دینے والے! آج تیرے جیسا دشنام دہندہ کوئی نہیں۔ اور میں تمہارے ہاتھ میں وہ چیز نہیں دیکھتا کہ تمہیں اس ناز پر آمادہ کرتی ہے

تَسُبُّ وَمَا اَدْرِیْ عَلٰی مَاتَسُبُّنِیْ اَ آذَاکَ قَوْلِیْ فِیْ حُسَیْنٍ فَتُوْغَرُ

تُو مجھے گالی دیتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھے گالی دیتا ہے۔ کیا امام حسین کے سبب سے تجھے رنج پہنچا پس تُو برافروختہ ہوا

علی حائری شیعہ کے اعتراض کا جواب

﴿۶۸﴾

اَ تَحۡسَبُهٗ اَتۡقَى الرِّجَالِ وَ خَيۡرَهُمۡ فَمَا نَالَكُمۡ مِّنۡ خَيۡرِهٖ يَا مُعۡذِرُ

کیا تو اس کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیزگار سمجھتا ہے اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا؟ اے مبالغہ کرنے والے!

اَرَاكُمۡ كَذَاتِ الۡحَيۡضِ لَامِثۡلَ طَاهِرٍ تَطِيۡبُ وَمِنۡ مَّاءِ الۡعَذَابَةِ تَطۡهَرُ

میں تمہیں حیض والی عورت کی طرح دیکھتا ہوں۔ نہ اس عورت کی طرح جو حیض سے پاک ہوتی ہے۔☆

حَسِبۡتُمۡ حُسَيۡنًا اَكۡرَمَ النَّاسِ فِي الۡوَرٰى وَاَفۡضَلَ مَا فَطَرَ الۡقَدِيۡرُ وَ يَفۡطُرُ

تم نے حسین کو تمام مخلوق سے بہتر سمجھ لیا ہے۔ اور تمام ان لوگوں سے افضل سمجھا ہے جو خدا نے پیدا کئے

كَاَنَّ امۡرَءًا فِي النَّاسِ مَا كَانَ غَيۡرُهٗ وَ طَهَّرَهُ الرَّحۡمٰنُ وَالۡغَيۡرُ يَفۡجُرُ

گویا لوگوں میں وہی ایک آدمی تھا۔ اور اس کو خدا نے پاک کیا اور غیر ناپاک ہیں

وَ هٰذَا هُوَ الۡقَوۡلُ الَّذِيۡ فِي ابۡنِ مَرۡيَمٍ يَقُوۡلُ النَّصَارٰى اَيُّهَا الۡمُتَنَصِّرُ

اور یہ تو وہی قول ہے جو حضرت عیسیٰ کی نسبت نصاریٰ کہا کرتے ہیں۔ اے نصاریٰ سے مشابہ!

فَيَا عَجَبًا كَيۡفَ الۡقُلُوۡبُ تَشَابَهَتۡ فَكَادَ السَّمَا مِنۡ قَوۡلِكُمۡ تَتَفَطَّرُ

پس تعجب ہے کہ کیونکر دل باہم مشابہ ہوگئے۔ پس نزدیک ہے کہ آسمان ان کی باتوں سے پھٹ جائیں

اَ تُطۡرِءُ عَبۡدًا مِّثۡلَ عِيۡسٰى وَتَنۡحِتُ لَهٗ رُتۡبَةً كَالۡاَنۡبِيَاءِ وَ تَهۡذُرُ

کیا تو عیسیٰ کی طرح ایک بندہ کی حد سے زیادہ تعریف کرتا ہے۔ اور اس کے لئے انبیاء کا رتبہ قرار دیتا ہے

اَ لَا لَيۡتَ شِعۡرِيۡ هَلۡ رَاَيۡتَ مَقَامَهٗ كَمِثۡلِ بَصِيۡرٍ اَوۡ عَلَى الظَّنِّ تَعۡمُرُ

کاش تجھے سمجھ ہوتی۔ کیا تو نے اس کا مقام دیکھ لیا ہے۔ یا ساری عمارت ظنّ پر ہے

اَ تُعۡلِيۡهِ اِطۡرَاءً وَّ كِذۡبًا وَّ فِرۡيَةً اَتَسۡقِيۡهِ كَاۡسًا مَا سَقَاهُ الۡمُقَدِّرُ

کیا تو اس کو محض جھوٹ اور افترا کی راہ سے بلند کرنا چاہتا ہے کیا تو اس کو وہ پیالہ پلاتا ہے جو خدا نے اس کو نہیں پلایا

 دوسرے مصرع کے تحت جو عبارت ہے وہ پہلے مصرع ہی کا ترجمہ ہے۔ کاتب سے سہواً دوسرے مصرع کا ترجمہ رہ گیا ہے جو یہ ہے۔ ”وہ خوشبو لگائے ہوا اور حیض کے بعد اس کے رحم سے پانی آنا بھی ختم ہو کر اس سے بھی پاک ہو چکی ہو۔ (شمس)

تَکَادُ السَّمٰوَاتُ العُلٰی مِنْ کَلَامِکُمْ تَفَطَّرْنَ لَوْلَا وَقْتُھَا مُتَقَرِّرُ

قریب ہے کہ آسمان تمہارے کلام سے پھٹ جائیں اگران کے پھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو

اَکَانَ حُسَیْنٌ اَفْضَلَ الرُّسْلِ کُلِّھِمْ اَکَانَ شَفِیْعَ الْاَنْبِیَاءِ وَ مُؤْثَرُ

کیا حُسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔ کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے برگزیدہ تھا

﴿۶۹﴾

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ الْغَیُوْرِ عَلَی الَّذِیْ یَمِیْنُ بِاِطْرَاءٍ وَّ لَا یَتَبَصَّرُ

خبردار ہو کہ خدائے غیور کی لعنت اس شخص پر ہے جو مبالغہ آمیز باتوں سے جھوٹ بولتا ہے اور نہیں دیکھتا

وَاَمَّا مَقَامِیْ فَاعْلَمُوْا اَنَّ خَالِقِیْ یُحَمِّدُنِیْ مِنْ عَرْشِهٖ وَ یُوَقِّرُ

اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا۔ عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے

لَنَا جَنَّةٌ سُبُلُ الْھُدٰی اَزْھَارُھَا نَسِیْمُ الصَّبَا مِنْ شَأْنِھَا تَتَحَیَّرُ

ہمارے لئے ایک بہشت ہے کہ ہدایت کی راہیں اس کے پھول ہیں۔ اور نسیمِ صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے

تَکَدَّرَ مَاءُ السَّابِقِیْنَ وَ عَیْنُنَا اِلٰی آخِرِ الْاَیَّامِ لَا تَتَکَدَّرُ

پہلوں کا پانی مکدّر ہو گیا اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک مکدّر نہیں ہوگا

رَأَیْنَا وَاَنْتُمْ تَذْکُرُوْنَ رُوَاتَکُمْ وَھَلْ مِنْ نُّقُوْلٍ عِنْدَ عَیْنٍ تُبَصَّرُ

ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو اور کیا قصے دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیز ہیں؟

وَ شَتَّانَ مَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ حُسَیْنِکُمْ فَاِنِّیْ اُؤَیَّدُ کُلَّ اٰنٍ وَّ اُنْصَرُ

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے

وَاَمَّا حُسَیْنٌ فَاذْکُرُوْا دَشْتَ کَرْبَلَا اِلٰی ھٰذِهِ الْاَیَّامِ تَبْکُوْنَ فَانْظُرُوْا

مگر حسین، پس تم دشتِ کربلا کو یاد کرلو اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو

وَ اِنِّیْ بِفَضْلِ اللّٰهِ فِیْ حُجْرِ خَالِقِیْ اُرَبّٰی وَ اُعْصَمُ مِنْ لِّیَامٍ تَنَمَّرُوْا

اور میں خدا کے فضل سے اس کے کنارِ عاطفت میں پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ لئیموں کے حملہ سے جو پلنگ صورت ہیں بچایا جاتا ہوں

وَاِنْ یَّأْتِنِی الْاَعْدَاءُ بِالسَّیْفِ وَالْقَنَا فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ اُحْفَظَنَّ وَ اُظْفَرُ

اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں پس بخدا میں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی

وَ اِنْ یُّلْقِنِیْ خَصْمِیْ بِنَارٍ مُّذِیْبَۃٍ تَجِدْنِیْ سَلِیْمًا وَّ الْعَدُوُّ یُدَمَّرُ

اور اگر میرا دشمن ایک گداز کرنے والی آگ میں مجھے ڈال دے۔ تو مجھے سلامت پائے گا اور دشمن ہلاک ہوگا

وَ اَوْعَدَنِیْ قَوْمٌ لِّقَتْلِیْ مِنَ الْعِدَا فَاَدْرَکَھُمْ قَھْرُ الْمَلِیْکِ وَخُسِّرُوْا

اور بعض دشمنوں نے مجھے قتل کرنے کے لئے وعدہ کیا۔ پس خدا کے قہر نے ان کو پکڑ لیا اور وہ زیاں کار ہو گئے

﴿۷۰﴾

کَذَالِکَ تَبْغِیْ قَھْرَ رَبٍّ مُّحَاسِبٍ وَمَا اِنْ أَرَی فِیْکَ الْکَلَامَ یُؤَثِّرُ

اسی طرح تُو بھی خدائی حساب لینے والے سے قہر طلب کر رہا ہے اور میں نہیں دیکھتا کہ تجھ میں کلام اثر کرے

بُعِثْتُ مِنَ اللّٰہِ الرَّحِیْمِ لِخَلْقِہٖ لِاُنْذِرَ قَوْمًا غَافِلِیْنَ وَاُخْبِرُ

میں خدائے رحیم کی طرف سے اس کی مخلوق کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ تاکہ میں غافلوں کو متنبّہ کروں اور ان کو خبر دوں

وَ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ الْکَرِیْمِ وَلُطْفِہٖ عَلٰی کُلِّ مَنْ یَّبْغِی الصَّلَاحَ وَیَشْکُرُ

اور میرا آنا خدائے کریم کا فضل ہے اور اس کا لُطف ان تمام لوگوں پر ہے جو صلاحیت کے طلب گار ہیں اور شکر کرتے ہیں

اَرَی النَّاسَ یَبْغُوْنَ الْجِنَانَ نَعِیْمَھَا وَ اَحْلٰی اَطَائِبُھَا الَّتِیْ لَا تُحْصَرُ

میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ بہشت اور اس کی نعمتوں کے طلب گار ہیں اور بہشت کی وہ لذّات طلب کرتے ہیں جو اعلیٰ اور بے حد و پایاں ہیں

وَ اَبْغِیْ مِنَ الْمَوْلٰی نَعِیْمًا یَّسُرُّنِیْ وَمَا ھُوَ اِلَّا فِیْ صَلِیْبٍ یُّکَسَّرُ

اور میری خواہش ایک مراد ہے جس پر میری خوشی موقوف ہے اور وہ خواہش یہ ہے کہ کسی طرح صلیب ٹوٹ جائے

وَ ذٰلِکَ فِرْدَوْسِیْ وَ خُلْدِیْ وَ جَنَّتِیْ فَاَدْخِلْنِ رَبِّیْ جَنَّتِیْ اَنَا اَضْجَرُ

یہی میرا فردوس ہے، یہی میرا بہشت ہے، یہی میری جنت ہے۔ پس اے میرے خدا! میرے بہشت میں مجھے داخل کر کہ میں بے قرار ہوں

وَ اِنِّیْ وَرِثْتُ الْمَالَ مَالَ مُحَمَّدٍ فَمَا اَنَا اِلَّا آلُہُ الْمُتَخَیَّرُ

اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کا وارث بنایا گیا ہوں۔ پس میں اس کی آل برگزیدہ ہوں جس کو ورثہ پہنچ گیا

وَ کَیْفَ وَرِثْتُ وَ لَسْتُ مِنْ اَبْنَاءِ ہٖ فَفَکِّرْ وَھَلْ فِیْ حِزْبِکُمْ مُّتَفَکِّرُ

اور میں کیونکر اس کا وارث بنایا گیا جب کہ میں اس کی اولاد میں سے نہیں ہوں، پس اس جگہ فکر کر کیا تم میں کوئی بھی فکر کرنے والا نہیں؟

اَ تَزْعَمُ اَنَّ رَسُوْلَنَا سَیِّدَ الْوَرٰی عَلٰی زَعْمِ شَانِیْہِ تُوُفِّیَ اَبْتَرُ

کیا تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے بے اولاد ہونے کی حالت میں وفات پائی جیسا کہ دشمن بدگو کا خیال ہے

فَلَا وَالَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاءَ لِاَجْلِہٖ لَہٗ مِثْلُنَا وُلْدٌ اِلٰی یَوْمِ یُحْشَرُ

مجھے اس کی قسم جس نے آسمان بنایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میری طرح اور بھی بیٹے ہیں اور قیامت تک ہوں گے

وَاِنَّا وَرِثْنَا مِثْلَ وُلْدٍ مَتَاعَہٗ فَاَیُّ ثُبُوْتٍ بَعْدَ ذٰلِکَ یُحْضَرُ

اور ہم نے اولاد کی طرح اس کی وراثت پائی۔ پس اس سے بڑھ کر اور کون سا ثبوت ہے‘ جو پیش کیا جائے؟

لَہٗ خَسَفَ الْقَمَرُ الْمُنِیْرُ وَاِنَّ لِیْ غَسَا الْقَمَرَانِ الْمُشْرِقَانِ اَ تُنْکِرُ

﴿۷۱﴾

اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا؟

وَکَانَ کَلَامٌ مُعْجِزٌ آیَۃً لَّہٗ کَذٰلِکَ لِیْ قَوْلِیْ عَلَی الْکُلِّ یَبْھَرُ

اور اس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔ اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے

اِذَا الْقَوْمُ قَالُوْا یَدَّعِی الْوَحْیَ عَامِدًا عَجِبْتُ فَاِنِّیْ ظِلُّ بَدْرٍ یُنَوِّرُ

جب قوم نے کہا کہ یہ تو عمداً وحی کا دعویٰ کرتا ہے۔ میں نے تعجب کیا کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہوں

وَ اَنّٰی لِظِلٍّ اَنْ یُّخَالِفَ اَصْلَہٗ فَمَا فِیْہِ فِیْ وَجْھِیْ یَلُوْحُ وَیَزْھَرُ

اور سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہوسکتا ہے۔ پس وہ روشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے

وَاِنِّیْ لَذُوْنَسَبٍ کَاَصْلٍ اُطِیْعُہٗ وَمِنْ طِیْنِہِ الْمَعْصُوْمِ طِیْنِیْ مُعَطَّرُ

اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ذو نسب ہوں۔ اور اس کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے

کَفَی الْعَبْدَ تَقْوَی الْقَلْبِ عِنْدَ حَسِیْبِنَا وَلَیْسَ لِنَسَبٍ ذُوْصَلَاحٍ مُعَیِّرُ

اور بندہ کو دل کا تقویٰ کافی ہے اور ایک صالح کو اس لئے سرزنش نہیں کر سکتے کہ اس کی نسب اعلیٰ نہیں

وَلٰکِنْ قَضٰی رَبُّ السَّمَا لِاَئِمَّۃٍ لَھُمْ نَسَبٌ کَیْلَا یَھِیْجَ التَّنَفُّرُ

مگر خدا نے اماموں کے لئے چاہا کہ وہ ذو نسب ہوں تا کہ لوگوں کو ان کی کمی نسب کا تصور کر کے نفرت پیدا نہ ہو

وَمَنْ کَانَ ذَا نَسَبٍ کَرِیْمٍ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ حَسَبٌ فَھُوَ الدَّنِیُّ الْمُحَقَّرُ

اور جو شخص اچھی نسب رکھتا ہے مگر اس میں ذاتی صفات کچھ نہیں تو وہ کمینہ اور حقیر ہے

وَلِلّٰهِ حَمْدٌ ثُمَّ حَمْدٌ فَاِنَّنَا جَمَعْنَاهُمَا حَقًّا فَلِلّٰهِ نَشْكُرُ

اور خدا کو حمد ہے اور پھر حمد ہے کہ ہم نے اپنے اندر حسب اور نسب دونوں کو جمع کیا ہے پس ہم خدا کا شکر کرتے ہیں

كَذٰلِكَ سُنَنُ اللّٰهِ فِيْ أَنْبِيَائِهِ جَرَتْ مِنْ قَدِيْمِ الدَّهْرِ فَاخْشَوْا وَ ابْصِرُوْا

اسی طرح خدا کی سنّت اس کے نبیوں میں ہے جو قدیم زمانہ سے جاری ہے۔ پس ڈرو اور دیکھو

وَاَمَّا الَّذِيْ مَاجَاءَ مِثْلَ أَئِمَّةٍ فَلَيْسَ لِذَالِكَ شَرْطُ نَسَبٍ فَابْشِرُوْا

مگر جو شخص اماموں میں سے نہیں ہے۔ اس کے لئے نسب کی ضرورت نہیں۔ پس خوشی کرو

﴿۷۲﴾

وَمَا جِئْتُ اِلَّا مِثْلَ مَطَرٍ وَّ دِيْمَةٍ دَرُوْرٍ وَّ اَرْوَيْتُ الْبِلَادَ وَاَعْمُرُ

اور میں مثل بارش کے آیا ہوں جو زور سے اور آہستگی سے برستی ہے۔ اور اس کا پانی جاری رہتا ہے اور میں نے شہروں کو سیراب کر دیا اور آباد کر رہا ہوں

وَكَمْ مِّنْ اُنَاسٍ بَايَعُوْنِيْ بِصِدْقِهِمْ وَمَا خَالَفُوْا قَوْلِيْ وَمَا هُمْ تَذَمَّرُوْا

اور بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے مجھ سے بیعت کی۔ اور نہ انہوں نے میری بات کی مخالفت کی اور نہ وہ خبیث النفس ہو گئے

فَقَرَّبْتُ قُرْبَانًا يُّنَجِّيْ رِقَابَهُمْ وَ يَعْلَمُ رَبِّيْ مَانَحَرْتُ وَاَنْحَرُ

پس میں نے ایسی قربانی کی جس سے ان کی گردنوں کو میں نے چھڑا دیا۔ اور میرا خدا جانتا ہے کہ میں نے کیا قربانی کی اور کیا کر رہا ہوں

وَلِيْ عِزَّةٌ فِيْ حَضْرَةِ اللّٰهِ خَالِقِيْ فَطُوْبٰى لِقَوْمٍ طَاوَعُوْنِيْ وَاٰثَرُوْا

اور مجھے جناب الٰہی میں، جو میرا خالق ہے، ایک عزت ہے۔ پس خوشی ہو اس قوم کے لئے جنہوں نے میری اطاعت کی اور مجھے اختیار کیا

أَتَى الْعِلْمُ بِالْمُتَقَدِّمِيْنَ وَبَعْدَهُمْ تَلَافٰى جَمِيْعَ الْفَائِتَاتِ مُؤَخَّرُ

علم متقدمین کے ذریعہ سے آیا اور بعد ان کے جو کچھ ان کے زمانوں میں رہ گیا تھا اس کے پیچھے آنے والے نے تلافی کی

وَمَا اَنَا اِلَّا مِثْلَ مَالِ تِجَارَةٍ فَمَنْ رَدَّنِيْ كِبْرًا اُبِيْدُوْا وَ خُسِّرُوْا

اور میں ایک مال تجارت کے مانند ہوں۔ پس جن لوگوں نے مجھے ردّ کیا وہ تباہی اور خسارہ میں رہے

وَمَا هَلَكَ الْاَشْرَارُ اِلَّا لِبُخْلِهِمْ وَمَا فَهِمُوْا اَقْوَالَنَا وَتَنَمَّرُوْا

اور شریر لوگ تو محض اپنے بخل سے ہلاک ہوئے۔ اور ہماری باتوں کو انہوں نے نہ سمجھا اور پلنگی ظاہر کی

قُلُوْبٌ تُضَاهِيْ اَجْمَةً مَوْحُوْشَةً فَمِنْ شَكْلِ اِنْسٍ وَحْشُهَا تَتَنَفَّرُ

بعض دل ایسے ہیں کہ اُس بَن سے مشابہ ہیں جس میں جنگلی جانور رہتے ہیں۔ پس انسانوں کی شکل دیکھ کر اس کے وحشی متنفّر ہوتے ہیں

کَبِیْرُ أُنَاسٍ شَرُّھُمْ فِیْ زَمَانِنَا وَاَعْقَلُھُمْ شَیْطَانُ قَوْمٍ وَاَمْکَرُ

بڑا بزرگ ہمارے زمانہ میں وہ ہے جو بڑا شریر ہے اور بڑا عقلمند وہ ہے جو تمام قوم میں سے ایک شیطان ہے اور سب سے بڑا مکر کرنے والا

فَمَنْ یَّتَّقِیْ مِنْھُمْ وَمَنْ کَانَ خَائِفًا اُقَلِّبُ طَرْفِیْ کُلَّ آنٍ وَّاَنْظُرُ

پس کون ان میں سے ڈرتا ہے اور کون خائف ہے۔ میں اپنی آنکھ ہر ایک طرف پھیر رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں

وَمَنْ کَانَ فِیْھِمْ ذُوْصَلَاحٍ کَنَادِرٍ فَکَانَ غَرِیْبًا بَیْنَھُمْ لَا یُوَقَّرُ

اور جو شخص ان میں کچھ صلاحیت رکھتا ہوگا۔ پس وہ ان میں ایک غریب ہوگا اس کی کوئی عزت نہیں ہوتی

وَ جَاءَ کَرَھْطٍ حَوْلَھُمْ عَامَۃُ الْوَرٰی شَطَائِبُ شَتّٰی مِثْلَ عُمْیٍ فَاَنْکَرُوْا ﴿۷۳﴾

اور عام لوگ ایک گروہ کی طرح ان کے پاس آ گئے۔ متفرق گروہ جو اندھوں کی طرح تھے۔ پس انکار کیا

اَنَاخُوْا بِوَادٍ مَا رَأَی وَجْہَ خُضْرَۃٍ وَ ھَلْ عِنْدَ اَرْضٍ جَدْبَۃٍ مَّا یُخَضِّرُ

ایسے جنگل میں فروکش ہوئے جس میں سبزی کا نام ونشان نہ تھا۔ اور کیا زمینِ بے نبات میں کوئی سبزہ پیدا ہوسکتا ہے؟

فَاَبْکِیْ عَلٰی تِلْکَ الثَّلٰثَۃِ بَعْدَھُمْ عَلٰی زُمْرَۃٍ یَقْفُوْنَھُمْ اَتَحَسَّرُ

پس میں ان تینوں یعنی ثناء اللہ اور مہر علی اور علی حائری پر روتا ہوں۔ اور نیز اس گروہ پر جو ان کے پیرو ہیں حسرت کرتا ہوں

وَمَا اِنْ اَرٰی فِیْھِمْ مَّخَافَۃَ رَبِّھِمْ شُعُوْبُ لِئَامٍ بِالْمَلَاھِیْ تَمَوَّرُوْا

اور میں ان میں ان کے ربّ کا کچھ خوف نہیں دیکھتا۔ بد بخت گروہ لہو ولعب کے ساتھ ناز کر رہے ہیں

وَمَاقُمْتُ فِیْ ھٰذَا الْمَقَامِ بِمُنْیَتِیْ وَیَعْلَمُ رَبِّیْ سِرَّ قَلْبِیْ وَیَشْعُرُ

اور مَیں اس مقام میں اپنی خواہش سے کھڑا نہیں ہوا۔ اور میرا خدا میرے دل کے بھید کو جانتا ہے

وَکُنْتُ امْرَءًا اَبْغِی الْخُمُوْلَ مِنَ الصِّبَا مَتٰی یَاْتِنِیْ مِنْ زَائِرِیْنَ اُصَعِّرُ

اور میں ایک آدمی تھا کہ بچپن سے گوشہ گزینی کو دوست رکھتا تھا۔ جب کوئی ملنے والا میرے پاس آتا تو میں کنارہ کش ہو جاتا

فَاَخْرَجَنِیْ مِنْ حُجْرَتِیْ حُکْمُ مَالِکِیْ فَقُمْتُ وَلَمْ اُعْرِضْ وَلَمْ اَتَعَذَّرُ

پس مجھے حجرہ میں سے میرے مالک کے حکم نے نکالا۔ پس میں اٹھا اور نہ میں نے اعراض کیا اور نہ تاخیر کی

وَاِنِّیْ مِنَ الْمَوْلَی الْکَرِیْمِ وَاِنَّہٗ یُحَافِظُنِیْ فِیْ کُلِّ دَشْتٍ وَیَخْفِرُ

اور میں خدا کی طرف سے ہوں اور خدا ہر ایک جنگل میں میری محافظت اور رہنمائی کرتا ہے

فَکِیْدُوْا جَمِیْعَ الْکَیْدِ یَا اَیُّھَا الْعِدَا فَیَعْصِمُنِیْ رَبِّیْ وَھٰذَا مُقَدَّرُ

پس ہر ایک قسم کا مکر مجھ سے کرو اے دشمنو! پس میرا خدا مجھے بچائے گا اور یہی مقدّر رہے

مَضٰی وَقْتُ ضَرْبِ الْمُرْھِفَاتِ وَ دَفُّھَا وَاِنَّا بِبُرْھَانٍ مِّنَ اللّٰہِ نَنْحَرُ

وہ وقت گذر گیا جب کہ تلواریں چلائی جاتی تھیں۔ اور ہم خدا کی برہان سے منکروں کو ذبح کرتے ہیں

وَلِلّٰہِ سُلْطَانٌ وَّحُکْمٌ وَّشَوْکَۃٌ وَنَحْنُ کُمَاۃٌ بِالْاِشَارَۃِ نَحْضُرُ

اور خدا کے لئے تسلّط اور حکم اور شوکت ہے۔ اور ہم وہ سوار ہیں جو اشارہ پر حاضر ہوتے ہیں

﴿۷۴﴾ (علی حائری شیعی کی نسبت)

اِذَا مَا رَأَیْنَا حَائِرًا اَجْھَلَ الْوَرٰی طَوَیْنَا کِتَابَ الْبَحْثِ وَالْآیُ اَظْھَرُ

اور جب میں نے علی حائری جو سب سے جاہل تر ہے☆ دیکھا نشان جو ہم پیش کرتے ہیں وہ ظاہر ہیں پھر بحث کی کیا حاجت؟

وَمَا کُنْتُ بِالصَّمْتِ الْمُخَجِّلِ رَاضِیاً وَلٰکِنْ رَّأَیْتُ الْقَوْمَ لَمْ یَتَبَصَّرُ

اور میں شرمندہ کرنے والی خاموشی پر راضی نہ تھا۔ مگر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ کچھ سوچتے نہیں

اُخَاطِبُ جَھْرًا لَا اَقُوْلُ کَخَافِتٍ فَاِنِّیْ مِنَ الرَّحْمٰنِ اُوْحٰی وَاُخْبَرُ

میں کھلے کھلے مخاطب کرتا ہوں نہ پوشیدہ قول سے کیونکہ میں خدا کی طرف سے وحی پاتا اور خبر دیا جاتا ہوں

اَیَا عَابِدَ الْحَسَنَیْنِ اِیَّاکَ وَاللَّظٰی وَمَالَکَ تَخْتَارُ السَّعِیْرَ وَ تَشْعُرُ

اے حُسین اور حَسن کی عبادت کرنے والے! دوزخ کی آگ سے پرہیز کر۔ تجھے کیا ہو گیا کہ دوزخ کو اختیار کرتا ہے اور جانتا ہے

وَاَنْتَ امْرَءٌ مِّنْ اَھْلِ سَبٍّ وَّاِنَّنَا رِجَالٌ لِاِظْھَارِ الْحَقَائِقِ نُؤْمَرُ

اور تُو وہ آدمی ہے کہ گالیاں دیتا ہے اور ہم لوگ وہ آدمی ہیں جو حقیقتوں کے ظاہر کرنے کے لئے حکم دیئے جاتے ہیں

سَبَبْتَ وَاِنَّ السَّبَّ مِنْ سُنَنِ دِیْنِکُمْ لِکُلِّ اُنَاسٍ سُنَّۃٌ لَّا تُغَیَّرُ

تو نے گالیاں دیں اور گالیاں دینا تمہارا طریق ہے اور ہر ایک آدمی کے لئے ایک طریق ہے جو نہیں بدلتا

تَرٰی سُقْمَ نَفْسِیْ مَا تَرٰی آیَ رَبِّنَا کَاَنَّکَ غُوْلٌ فَاقِدُ الْعَیْنِ اَعْوَرُ

تُو میرے نفس کا عیب دیکھتا ہے اور خدا کے نشان نہیں دیکھتا۔ گویا تو ایک دیو ہے‘ آنکھ کھوئی والا‘ یک چشم

☆ ترجمہ میں کچھ الفاظ سہو کاتب سے رہ گئے ہیں۔ اصل میں ترجمہ یوں ہوگا ’’اور جب میں نے علی حائری کو جو سب سے جاہل تر ہے کو دیکھا تو (کہا کہ)۔‘‘ (شمس)

وَمَا اَفْلَحَ الْعُمْرَانِ مِنْ ضَرْبِ لَعْنِکُمْ فَمِثْلِیْ لِھٰذَا اللَّعْنِ اَحْرٰی وَاَجْدَرُ

اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے تمہارے سے مخلصی نہیں پائی۔ پس میرے جیسا آدمی اس لعنت کے لئے لائق تر ہے

رُوَیْدَکَ دَأْبَ اللَّعْنِ ھٰذَا وَصِیَّتِیْ وَ بَعْضُ الْوَصَایَا مِنْ مَّنَایَا تُذَکَّرُ

لعنت کرنے کی عادت کو چھوڑ دے۔ یہ میری وصیّت ہے۔ اور بعض وصیّتیں موتوں کے وقت یاد آئیں گی

وَیَأْتِیْ زَمَانٌ یَسْتَبِیْنُ خِفَاءُنَا فَمَالَکَ لَا تَخْشٰی وَ لَا تَتَبَصَّرُ

اور وہ زمانہ آتا ہے کہ ہماری پوشیدگی ظاہر ہو جائے گی۔ پس تجھے کیا ہو گیا کہ نہ تو ڈرتا ہے اور نہ حق کو پہچانتا ہے

وَلَا تَذْکُرُوا الْاَخْبَارَ عِنْدِیْ فَاِنَّھَا کَجَلْدَۃِ بَیْتِ الْعَنْکَبُوْتِ تُکَسَّرُ

اور میرے پاس محض خبروں کا کچھ ذکر مت کرو کہ وہ عنکبوت کے گھر کی طرح توڑی جا سکتی ہیں

وَاَنّٰی لِاَخْبَارٍ مُّقَامٌ وَّمَوْقِفٌ لَدٰی شَأْنِ فُرْقَانٍ عَظِیْمٍ مُعَزَّرُ ﴿۷۵﴾

اور خبریں بمقابلہ اس کتاب کے کہاں ٹھہر سکتی ہیں جو خدا کا بزرگ کلام قرآن شریف ہے

فَلَا تَقْفُ اَمْرًا لَسْتَ تَعْرِفُ سِرَّہٗ فَتُسْأَلُ بَعْدَ الْمَوْتِ یَا مُتَھَوِّرُ

پس ایسے امر کی پیروی مت کر جس کا بھید تجھے معلوم نہیں۔ پس موت کے بعد اے دلیری کرنے والے! تو ضرور پوچھا جائے گا

وَلَسْتُ بِتَوَّاقٍ اِلٰی مَجْمَعِ الْعِدَا وَلٰکِنْ مَتٰی یَسْتَحْضِرُ الْقَوْمُ اَحْضُرُ

اور میں خواہ نخواہ دشمنوں کے مجمع کی طرف توجہ شوق نہیں رکھتا۔ مگر جب مخالف لوگ مجھے بلاتے ہیں تو میں حاضر ہو جاتا ہوں

وَلِلّٰہِ فِیْ اَمْرِیْ عَجَائِبُ لُطْفِہٖ اُشَاھِدُھَا فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَّاَنْظُرُ

اور خدا کو میرے کام میں اپنی مہربانی کے عجائبات ہیں۔ میں ان کو ہر ایک بات میں مشاہدہ کرتا ہوں

عَجِبْتُ لِخَتْمِ اللّٰہِ کَیْفَ اَضَلَّکُمْ فَمَا اِنْ اَرٰی فِیْکُمْ رَشِیْدًا یُّفَکِّرُ

میں خدا کی مُہر پر تعجب کرتا ہوں کیوں کر تم کو گمراہ کر دیا۔ پس میں تم میں کوئی ایسا رشید نہیں دیکھتا جو فکر کرتا ہو

وَھَلْ مِنْ دَلِیْلٍ عِنْدَکُمْ تُؤْثِرُوْنَہٗ فَاِنْ کَانَ فَأْتُوْنَا فَاِنَّا نُفَکِّرُ

اور کیا کوئی دلیل تمہارے پاس ہے جس کو تم نے اختیار کر رکھا ہے؟۔ پس اگر ہو تو پیش کرو کہ ہم اس میں سوچیں گے

سَیَجْزِی الْمُھَیْمِنُ کَاذِبًا تَارِکَ الْھُدٰی کِلَانَا اَمَامَ اللّٰہِ لَا نَتَسَتَّرُ

خدا تعالیٰ جھوٹے کو سزا دے گا جو ہدایت کو چھوڑتا ہے۔ ہم دونوں گروہ خدا کے سامنے ہیں جو اس سے پوشیدہ نہیں ہو سکتے

اَ تَعْصُوْنَ بَغْیًا مَّنْ اَتٰی مِنْ مَّلِیْکِکُمْ وَ قَدْ تَمَّتِ الْاَخْبَارُ وَالْآیُ تَبْھَرُ

کیا تم محض بغاوت کے رُو سے اس شخص کی نافرمانی کرتے ہو جو تمہارے بادشاہ کی طرف سے آیا ہے اور خبریں پوری ہو گئیں اور نشان چمک اٹھے

وَقَدْ قِیْلَ مِنْکُمْ یَأْتِیَنَّ اِمَامُکُمْ وَذٰلِکَ فِی الْقُرْآنِ نَبَأٌ مُّکَرَّرُ

اور تم سن چکے ہو کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا۔ اور یہ خبر تو قرآن میں کئی مرتبہ آ چکی ہے

ثناء اللہ علیہ ما علیہ کی نسبت

اَتَانِیْ کِتَابٌ مِّنْ کَذُوْبٍ یُّزَوِّرُ کِتَابٌ خَبِیْثٌ کَالْعَقَارِبِ یَأْبُرُ

مجھے ایک کتاب کذّاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن

فَقُلْتُ لَکِ الْوَیْلَاتُ یَا اَرْضَ جُوْلَرَ لُعِنْتِ بِمَلْعُوْنٍ فَاَنْتِ تُدَمَّرُ

پس میں نے کہا کہ اے گولرہ کی زمین! تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی

﴿۷۶﴾

تَکَلَّمَ ھٰذَا النِّکْسُ کَالزَّمْعِ شَاتِمًا وَ کُلُّ امْرِءٍ عِنْدَ التَّخَاصُمِ یُسْبَرُ

اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے۔ اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے

اَ تَزْعَمُ یَا شَیْخَ الضَّلَالَۃِ اَنَّنِیْ تَقَوَّلْتُ فَاعْلَمْ اَنَّ ذَیْلِیْ مُطَھَّرُ

کیا تو اے گمراہی کے شیخ! یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے یہ جھوٹ بنا لیا ہے؟ پس جان کہ میرا دامن جھوٹ سے پاک ہے

اَ تُنْکِرُ حَقًّا جَآءَ مِنْ خَالِقِ السَّمَا سَیُبْدِیْ لَکَ الرَّحْمَانُ مَا أَنْتَ تُنْکِرُ

کیا تو اس حق سے انکار کرتا ہے جو آسمان سے آیا۔ خدا عنقریب تیرے پر ظاہر کرے گا جس چیز کا تو نے انکار کیا ہے

اِذَا مَا رَأَیْنَا اَنَّ قَلْبَکَ قَدْ غَسَا فَفَاضَتْ دُمُوْعُ الْعَیْنِ وَالْقَلْبُ یَضْجَرُ

جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا۔ تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل بے قرار تھا

اَخَذْتُمْ طَرِیْقَ الشِّرْکِ مَرْکَزَ دِیْنِکُمْ اَھٰذَا ھُوَ الْاِسْلَامُ یَا مُتَکَبِّرُ

تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔ کیا یہی اسلام ہے؟ اے متکبّر!

وَمَا اَنَا اِلَّا نَائِبُ اللّٰہِ فِی الْوَرٰی فَفِرُّوْا اِلَیَّ وَ جَانِبُوا الْبُغْیَ وَاحْذَرُوْا

اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔ پس میری طرف بھاگو اور نافرمانی چھوڑ دو اور ڈرو

وَاِنَّ قَضَاءَ اللّٰہِ یَأْتِیْ مِنَ السَّمَا وَمَا کَانَ اَنْ یُّطْوٰی وَیُلْغٰی وَیُحْجَرُ

اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی۔ اور ممکن نہیں ہو گا کہ موقوف رکھی جائے گی اور باطل کی جائے گی اور روک دی جائے

نَطَقْتَ بِکِذْبٍ اَیُّھَا الْغُوْلُ شِقْوَۃً خَفِ اللّٰہَ یَاصَیْدَ الرَّدٰی کَیْفَ تَجْسُرُ

اے دیو! تو نے بدبختی کی وجہ سے جھوٹ بولا۔ اے موت کے شکار! خدا سے ڈر کیوں دلیری کرتا ہے

اَ تَقْصِدُ عِرْضِیْ بِالْاَکَاذِیْبِ وَالْجَفَا وَاَنْتَ مِنَ الدَّیَّانِ لَا تَتَسَتَّرُ

کیا جھوٹی باتوں کے ساتھ میری آبرو کا قصد کرتا ہے؟ اور تو سزا دینے والے سے پوشیدہ نہیں ہے

وَاِنْ تَضْرِبَنْ علی الصَّلَاتِ زُجَاجَۃً فَلَا الصَّخْرُ بَلْ اِنَّ الزُّجَاجَۃَ تُکْسَرُ

اور اگر تو شیشہ کو پتھر پر مارے تو پتھر نہیں بلکہ شیشہ ہی ٹوٹے گا

تَعَالٰی مَقَامِیْ فَاخْتَفٰی مِنْ عُیُوْنِکُمْ وَکُلُّ رَفِیْعٍ لَا مَحَالَۃَ یُسْتَرُ

میرا مقام بلند تھا پس تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہوگیا۔ اور ہر ایک دُور اور بلند بالضرور پوشیدہ ہو جاتا ہے

﴿۷۷﴾

وَّفِیْ حِزْبِکُمْ اِنَّا نَرٰی بَعْضَ اٰیِنَا فَاِنَّا دَعَوْنَا حِزْبَکُمْ فَتَأَخَّرُوْا

ہم نے تمہارے گروہ میں بعض نشان اپنے پائے۔ کیونکہ ہم نے تمہارے گروہ کو بلایا اور وہ پیچھے ہٹ گئے

تَبَصَّرْ خَصِیْمِیْ ھَلْ تَرٰی مِنْ مَّطَاعِنٍ عَلَیَّ خُصُوْصًا غَیْرَ قَوْمٍ تُطَھِّرُ

اے میرے دشمن! تو سوچ لے کہ کیا ایسے بھی اعتراض ہیں جو خاص مجھ پر وارد ہوتے ہیں۔ اور دوسرے نبیوں پر وارد نہیں ہوئے جن کو تو پاک سمجھتا ہے

وَاَرْسَلَنِیْ رَبِّیْ بِآیَاتِ فَضْلِہٖ لِاَعْمُرَ مَاھَدَّ اللِّئَامُ وَدَعْثَرُوْا

اور خدا نے اپنے نشانوں کے ساتھ مجھے بھیجا ہے تا کہ میں اس عمارت کو بناؤں جو لئیموں نے اس کو توڑا اور ویران کیا

وَفِی الدِّیْنِ اَسْرَارٌ وَّسُبُلٌ خَفِیَّۃٌ وَیُظْھِرُھَا رَبِّیْ لِعَبْدٍ یُخَیِّرُ

اور دین میں بھید ہیں اور پوشیدہ راہیں ہیں اور میرا ربّ وہ بھید اس بندہ پر ظاہر کرتا ہے جس کو چن لیتا ہے

وَکَمْ مِّنْ حَقَائِقَ لَا یُرٰی کَیْفَ شَبْحُھَا کَنَجْمٍ بَعِیْدٍ نُوْرُھَا یَتَسَتَّرُ

اور بہت سی حقیقتیں ہیں جو ان کی صورت نظر نہیں آتی۔ اس ستارہ کی طرح جو دور تر ہے۔ بباعث دوری ان حقائق کا نور چھپ جاتا ہے

فَیَاْتِیْ مِنَ اللّٰہِ الْعَلِیْمِ مُعَلِّمٌ وَیَھْدِیْ اِلٰی اَسْرَارِھَا وَیُفَسِّرُ

پس خدا کی طرف سے ایک معلّم آتا ہے۔ اور اس کے بھید ظاہر کرتا ہے اور بیان فرماتا ہے

وَ اِنْ کُنْتَ قَدْ آلَیْتَ اَنَّکَ تُنْکِرُ فَکِدْنِیْ لِمَا زَوَّرْتَ فَالْحَقُّ یَظْھَرُ

اور اگر تو نے قسم کھالی ہے کہ تو انکار کرتا رہے گا۔ پس تو جس طرح چاہے اپنی دروغ بازی سے فریب کر اور حق ظاہر ہو کر رہے گا

وَسَوۡفَ تَرٰی اَنِّیۡ صَدُوۡقٌ مُؤَیَّدٌ وَلَسۡتُ بِفَضۡلِ اللّٰہِ مَااَنۡتَ تَسۡطُرُ

اورعنقریب تُو دیکھے گا کہ میں سچا ہوں اور مدد کیا گیا ہوں۔ اور میں خدا کے فضل سے ایسا نہیں جیسا کہ تو لکھتا ہے

وَیُبۡدِیۡ لَکَ الرَّحۡمَانُ اَمۡرِیۡ فَیَنۡجَلِیۡ اَ اِنِّیۡ ظَلَامٌ اَوۡ مِنَ اللّٰہِ نَیِّرُ

اور خدا میری حقیقت تیرے پر ظاہر کرے گا پس کھل جائے گا کہ کیا میں تاریکی ہوں یا نور ہوں

اُرِیۡکَ وَ غَدَّارَ الزَّمَانِ اَبَا الۡوَفَا یَدَاللّٰہِ فَالضَّوۡضَاۃُ یُخۡفٰی وَیُسۡتَرُ

میں تجھے اور غدّار زمانہ ثناء اللہ کو خدا کا ہاتھ دکھلاؤں گا پس شور وفریاد سب موقوف ہو جائے گی

وَیَعۡلَمُ رَبِّیۡ مَنۡ تَصَلَّفَ وَافۡتَرٰی وَمَنۡ ھُوَ عِنۡدَاللّٰہِ بَرٌّ مُّطَھَّرُ

اور خدا میرا جانتا ہے کہ شریر اور مفتری کون ہے اور کون وہ ہے جو اس کے نزدیک نیک اور پاک ہے

اَ تُطۡفِئُ نُوۡرًا قَدۡ اُرِیۡدَ ظُھُوۡرُہٗ لَکَ الۡبُھۡرُ فِی الدَّارَیۡنِ وَ النُّوۡرُ یَبۡھَرُ ﴿۷۸﴾

کیا تو اس نور کو بجھانا چاہتا ہے جس کا ظاہر کرنا ارادہ کیا گیا ہے۔ تجھے دونوں جہانوں میں بدبختی ہے اور نور ظاہر ہو کر رہے گا

اَ لَا اِنَّ وَقۡتَ الدَّجۡلِ وَالزُّوۡرِقَدۡ مَضٰی وَجَاءَ زَمَانٌ یُحۡرِقُ الۡکِذۡبَ فَاصۡبِرُوۡا

خبردار رہو۔ جھوٹ اور فریب کا وقت گذر گیا۔ اور وہ زمانہ آ گیا جو جھوٹے کو جلا دے گا پس صبر کر

وَاِنۡ کُنۡتَ قَدۡ جَاوَزۡتَ حَدَّ تَوَرُّعٍ فَکَفِّرۡ وَ کَذِّبۡ اَیُّھَا الۡمُتَھَوِّرُ

اور اگر تو پرہیز گاری کی حد سے آگے گذر گیا ہے۔ پس مجھے کافر کہہ اور تکذیب کر۔ اے دلیر آدمی!

اَیَا اَیُّھَا الۡمُوۡذِیۡ خَفِ الۡقَادِرَ الَّذِیۡ یَشُجُّ رُؤُوۡسَ الۡمُعۡتَدِیۡنَ وَیَقۡھَرُ

اے دکھ دینے والے! اس قادر خدا سے خوف کر۔ جو تجاوز کرنے والوں کا سر توڑتا ہے اور ان پر قہر نازل کرتا ہے

اِذَامَا تَلَظّٰی قَھۡرُہٗ یُھۡلِکُ الۡوَرٰی فَلَیۡسَ بِوَاقٍ بَعۡدَہٗ یَا مُزَوِّرُ

جب اس کا قہر بھڑکتا ہے تو لوگوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ پھر اس کے بعدٗ اے مزوّر! کوئی بچانے والا نہیں ہوتا

وَلَسۡتَ تُرَاعِیۡ نَھۡجَ رِفۡقٍ وَلِیۡنَۃٍ کَدَأۡبِ ثَنَاءِ اللّٰہِ تُؤۡذِیۡ وَتَأۡبُرُ

اور تو نرمی کی راہ کی رعایت نہیں رکھتا۔ اور مولوی ثناء اللہ کی طرح نیش زنی کرتا ہے

اَ لَا اِنَّ حُسْنَ النَّاسِ فِیْ حُسْنِ خُلْقِهِمْ وَمَنْ يَّقْصِدِ التَّحْقِيْرَ خُبْثًا يُحَقَّرُ

خبردار ہو کہ لوگوں کی خوبی ان کے خُلق کی خوبی میں ہے۔ اور جو شخص شرارت سے تحقیر کرتا ہے اس کی بھی تحقیر کی جاتی ہے

أَ آخَيْتَ ذِئْبًا عَايِثًا اَوْ اَبَاالْوَفَا أَ وَافَيْتَ مُدًّا اَوْ رَأَيْتَ امْرَتْسَرُ

کیا تو نے کسی بھیڑیئے سے دوستی لگائی یا مولوی ثناء اللہ سے۔ کیا تُو نے مُدّ میں اپنا قدم ڈالا یا امرت سر میں؟

اَلَا اِنَّ اَهْلَ السَّبِّ يُدْرٰى بِلَطْمَةٍ وَ مُجْرِمُ لَطْمٍ بِالْهَرَاوٰى يُكَسَّرُ

خبردار ہو کہ گالی دینے والا طمانچہ سے متنبّہ کیا جاتا ہے۔ اور جو طمانچہ مارنے کا مجرم ہوا اُس کو سونٹوں کے ساتھ کوٹا کرتے ہیں

فَاِيَّاكَ وَالتَّوْهِيْنَ وَالسَّبَّ وَالْقِلٰى اِذَامَارَمَيْتَ الْحَجَرَ بِالْحَجَرِ تُنْذَرُ

پس تو توہین اور گالی اور دشمنی سے پرہیز کر۔ جب تو نے پتھر چلایا تو پتھر سے ہی ڈرایا جائے گا

وَاَعْلَمُ اَنَّ اللَّعْنَ وَالسَّبَّ دَأْبُكُمْ وَمَنْ اَكْثَرَ التَّكْفِيْرَ يَوْمًا سَيُكْفَرُ

اور میں جانتا ہوں کہ لعنت بازی اور گالی تمہاری عادت ہے اور جو شخص بار بار لوگوں کو کافر کہے گا ایک دن وہ بھی کافر ٹھہرایا جائے گا

وَاِنَّا وَاِيَّاكُمْ اَمَامَ مَلِيْكِنَا فَيَقْضِىْ قَضَايَانَا كَمَا هُوَ يَنْظُرُ ﴿۷۹﴾

اور ہم اور تم خدا کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ پس وہ ہمارے مقدمہ کو جیسا کہ دیکھ رہا ہے فیصلہ کر دے گا

فَاِنْ كُنْتُ كَذَّابًا كَمَا اَنْتَ تَزْعَمُ فَتُعْلٰى وَاِنِّىْ فِى الْاَنَامِ اُحَقَّرُ

پس اگر میں جھوٹا ہوں جیسا کہ تو گمان کرتا ہے۔ پس تو اونچا کیا جائے گا اور میں لوگوں میں حقیر کیا جاؤں گا

وَاِنْ كُنْتُ مِنْ قَوْمٍ اَتَوْامِنْ مَّلِيْكِهِمْ فَتُجْزٰى جَزَاءَ الْمُفْسِدِيْنَ وَتُبْتَرُ

اور اگر مَیں اُن لوگوں میں سے ہوں جو اپنے بادشاہ کی طرف سے آئے۔ پس تجھے وہ سزا ملے گی جو مفسدوں کو ملا کرتی ہے

واَقْسَمْتُ بِاللّٰهِ الَّذِىْ جَلَّ شَأْنُهُ سَيُكْرِمُنِىْ رَبِّىْ وَشَأْنِىْ يُكَبَّرُ

اور میں خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی شان بزرگ ہے کہ عنقریب خدا میرا مجھے بزرگی دے گا اور میری شان بلند کی جائے گی

شَعَرْنَا مَاٰلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَمَنْ يَّعِشْ اِلٰى بُرْهَةٍ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ يَشْعُرُ

ہمیں انجام کار مفسدوں کا معلوم ہو گیا ہے اور جو شخص کچھ مدت تک زندہ رہے گا اسے بھی معلوم ہو جائے گا

وَفِى الْاَرْضِ اَحْنَاشٌ وَسَبُعٌ وَشَرُّهُمْ رِجَالٌ اَهَانُوْنِىْ وَسَبُّوْا وَ كَفَّرُوْا

اور زمین میں سانپ بھی ہیں اور درندے بھی مگر سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو میری توہین کرتے اور گالیاں دیتے اور کافر کہتے ہیں

مَنَعْنَا مِنَ الْکِذْبِ الْکَثِیْرِ فَکَا ثَرُوْا وَشَرُّ خِصَالِ الْمَرْءِ کِذْبٌ یُّکَرِّرُ

ہم نے بہت جھوٹ سے ان کو منع کیا پس انہوں نے جھوٹ کثرت کے ساتھ بولنا شروع کیا۔ اور انسان کی بدترین خصلت وہ جھوٹ ہے جو بار بار بیان کرتا ہے

کَتَبْتَ فَوَیْلٌ لِّلْاَنَامِلِ وَالْقَلَمِ وَتَبَّتْ یَدٌ تُغْوِی الْاَنَامَ وَتَهْذُرُ

تو نے اپنی کتاب لکھی پس ان انگلیوں پر واویلا ہے۔ اور ہلاک ہو گیا وہ ہاتھ جو لوگوں کو گمراہ کرتا اور بکواس کرتا ہے

وَکَیْفَ الْفَرَاغَۃُ لِلرِّسَالَۃِ حُصِّلَتْ اَلَمْ یَکُ طَنْبُوْرٌ وَّمَا اَنْتَ تَزْمُرُ

اور کیونکر رسالہ تالیف کرنے کے لئے فراغت پیدا ہو گئی۔ کیا طنبور اور دوسرے مزامیر تیرے پاس موجود نہ تھے؟

اُوَانِسُ رِجْزَ الْکِذْبِ فِیْهَا کَاَنَّهَا کَنِیْفٌ وَقَدْ عَایَنْتُ وَالْعَیْنُ تَقْذُرُ

میں جھوٹ کی پلیدی اس رسالہ میں دیکھتا ہوں گویا وہ پاخانہ ہے اور میں نے دیکھا اور آنکھوں نے کراہت کی

زَمَانٌ یَسُحُّ الشَّرَّ عَنْ کُلِّ فِیْقَۃٍ وَزَلْزَلَۃٌ اَرْدَی الْاُنَاسَ وَصَرْصَرُ

یہ وہ زمانہ ہے کہ وقتاً فوقتاً شر کے بادل سے پانی نکال رہا ہے اور ایک زلزلہ ہے جس نے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور ہوا سخت اور تیز چل رہی ہے

﴿۸۰﴾

فَفِیْ هٰذِهِ الْاَیَّامِ یُطْرَی ابْنُ مَرْیَمِ مَسِیْحٌ اَضَلَّ بِهِ النَّصَارٰی وَ خَسَّرُوْا

پس ان دنوں وہ مسیح تعریف کیا جاتا ہے۔ جس کے ساتھ نصاریٰ نے مخلوق کو گمراہ کیا اور ہلاک کیا

کَذٰلِکَ فِی الْاِسْلَامِ عَاثَ تَشَیُّعٌ اَبَادُوْا کَثِیْرًا کَاللُّصُوْصِ وَدَمَّرُوْا

اسی طرح اسلام میں شیعہ مذہب پھیل گیا ہے۔ چوروں کی طرح بہتوں کو ہلاک کر چکے ہیں

نَرٰی شِرْکَهُمْ مِثْلَ النَّصَارٰی مُخَوِّفًا نَرَی الْجَاهِلِیْنَ تَشَیَّعُوْا وَ تَنَصَّرُوْا

ہم ان کے شرک کو نصاریٰ کی طرح خوفناک دیکھتے ہیں۔ ہم جاہلوں کو دیکھتے ہیں کہ شیعہ ہوتے جاتے ہیں اور نصرانی بھی

مولوی علی حائری شیعہ کی نسبت

فَتُبْ وَاتَّقِ الْقَهَّارَ رَبَّکَ یَاعَلِیُ وَاِنْ کُنْتَ قَدْ اَزْمَعْتَ حَرْبِیْ فَاَحْضُرُ

پس اے علی حائری! تو خدا سے ڈر اور توبہ کر۔ اور اگر تو نے میرے مقابلہ کا قصد کر لیا ہے تو میں حاضر ہوں

عَکَفْتُمْ عَلٰی قَبْرِ الْحُسَیْنِ کَمُشْرِکٍ فَلَا هُوَ نَجَّاکُمْ وَ لَا هُوَ یَنْصُرُ

تم نے مشرکوں کی طرح حسین کی قبر کا اعتکاف کیا۔ پس وہ تمہیں چھڑا نہ سکا اور نہ مدد کر سکا

اَلَا رُبَّ یَوْمٍ کَانَ شَاهِدَ عِجْزِکُمْ وَلَا سِیَّمَا یَوْمٌ اِذَا الصَّحْبُ خُیِّرُوْا

خبردار ہو کہ تمہارے عاجز رہنے کے لئے کئی دن گواہ ہیں۔ خصوصاً وہ دن جب کہ ابوبکر اور عمر اور عثمان خلیفے ہو گئے اور حضرت علی رہ گئے

وَیَوْمَ فَعَلْتُمْ مَّافَعَلْتُمْ بِغَدْرِکُمْ بِاَخِّ الْحُسَیْنِ وَ وُلْدِہٖ اِذْ اُحْصِرُوْا

اور جب کہ تم نے وہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی مسلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وہ قید کئے گئے

فَظَلَّ الْاُسَارٰی یَلْعَنُوْنَ وَفَائَکُمْ فَرَرْتُمْ وَاَھْلُ الْبَیْتِ اُوْذُوْا وَدُمِّرُوْا

پس وہ قیدی یعنی اہلِ بیت تمہاری وفا پر لعنت کرتے تھے تم بھاگ گئے اور اہلِ بیت دُکھ دیئے گئے اور قتل کئے گئے

ھُنَاکَ تَرَاءَ ی عِجْزُ مَنْ تَحْسَبُوْنَہٗ شَفِیْعَ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ فَتَفَکَّرُوْا

تب عجز اور ضُعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہوگیا جس کو تم کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی قیامت کو وہی شفاعت کرے گا

زَعَمْتُمْ حُسَیْنًا اَنَّہٗ سَیِّدُ الْوَرٰی وَکُلُّ نَبِیٍّ مِّنْہُ یَنْجُوْ وَ یُغْفَرُ

تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔ اور ہر ایک نبی اسی کی شفاعت سے نجات پائے گا اور بخشا جائے گا

فَاِنْ کَانَ ھٰذَا الشِّرْکُ فِی الدِّیْنِ جَائِزًا فَبِاللَّغْوِ رُسُلُ اللّٰہِ فِی النَّاسِ بُعْثِرُوْا

پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا تو تمام پیغمبر محض لغو طور پر مبعوث شمار کئے جاتے

وَ ذٰلِکَ بُھْتَانٌ وَّ تَوْھِیْنُ شَاْنِھِمْ لَکَ الْوَیْلُ یَاغُوْلُ الْفَلَا کَیْفَ تَجْسُرُ ﴿۸۱﴾

اور یہ بہتان ہے اور انبیاء علیہم السلام کی کسرِ شان ہے۔ اے جنگلوں کے غول! تجھ پر ویل! یہ تو کیا دلیری کر رہا ہے

طَلَبْتُمْ فَلَاحًا مِّنْ قَتِیْلٍ بِخَیْبَۃٍ فَخَیَّبَکُمْ رَبٌّ غَیُوْرٌ مُّتَبِّرُ

تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو نومیدی سے مر گیا پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک مراد سے نومید کیا۔ وہ خدا جو ہلاک کرنے والا ہے

وَوَاللّٰہِ لَیْسَتْ فِیْہِ مِنِّیْ زِیَادَۃٌ وَعِنْدِیْ شَھَادَاتٌ مِّنَ اللّٰہِ فَانْظُرُوْا

اور بخدا اُسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔ اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو

وَاِنِّیْ قَتِیْلُ الْحِبِّ لٰکِنْ حُسَیْنُکُمْ قَتِیْلُ الْعِدَا فَالْفَرْقُ اَجْلٰی وَاَظْھَرُ

اور میں خدا کا کُشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کُشتہ ہے۔ پس فرق کُھلا کُھلا اور ظاہر ہے

حَدَرْنَا سَفَائِنَکُمْ اِلٰی اَسْفَلِ الثَّرٰی وَاَوْثَانَکُمْ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ نُکَسِّرُ

ہم نے تمہاری کشتیاں تحت الثّریٰ کی طرف اتار دیں۔ اور تمہارے بُت ہر وقت توڑ رہے ہیں

وَوَاللّٰہِ اِنَّ الدَّھْرَ فِیْ کُلِّ وَقْتِہٖ نَصِیْحٌ لَکُمْ فِیْ نُصْحِہٖ لَا یُقَصِّرُ

اور بخدا کہ زمانہ اپنے ہر ایک وقت میں تمہیں نصیحت کر رہا ہے اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا

تَنَاهَی لِسَانُ النَّاسِ عَنْ دَأْبِ فُحْشِهِمْ وَ مِقْوَلُكُمْ يَجْرِیْ وَلَا يَتَحَسَّرُ

تمام لوگوں نے بدزبانی کی عادت چھوڑ دی۔ اور تمہاری زبان اب تک لعنت بازی پر جاری ہو رہی ہے اور نہیں تھکتی

اَشَعْتُمْ طَرِيقَ اللَّعْنِ فِیْ اَهْلِ سُنَّةٍ فَاَجْرَوْا طَرِيقَتَكُمْ فَاِنْ شِئْتُمْ انْظُرُوْا

تم نے لعنت بازی کے طریقوں کو اہل سنت والجماعت میں شائع کر دیا۔ پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا۔ اگر چاہو تو دیکھ لو

فَيَا لَيْتَ مِتُّمْ قَبْلَ تِلْكَ الطَّرَائِقِ وَلَمْ يَكُ دِيْنُ اللهِ مِنْكُمْ يُخَسَّرُ

پس کاش! تم ان تمام طریقوں سے پہلے ہی مر جاتے۔ اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تباہ نہ ہوتا

جَعَلْتُمْ حُسَيْنًا اَفْضَلَ الرُّسْلِ كُلِّهِمْ وَجُزْتُمْ حُدُوْدَ الصِّدْقِ وَاللهُ يَنْظُرُ

تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا۔ اور سچائی کی حدوں سے آگے گذر گئے (اور اللہ دیکھ رہا ہے)☆

وَعِنْدَ النَّوَائِبِ وَالْاَذٰی تَذْكُرُوْنَهُ كَاَنَّ حُسَيْنًا رَبُّكُمْ يَا مُزَوِّرُ

اور مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم اسی کو یاد کرتے ہو گویا حسین تمہارا ربّ ہے۔ اے بدبخت جھوٹ بولنے والے!

﴿۸۲﴾

وَخَرَّتْ لَهُ اَحْبَارُكُمْ مِثْلَ سَاجِدٍ فَمَا جُرْمُ قَوْمٍ اَشْرَكُوْا اَوْ تَنَصَّرُوْا

اور تمہارے علماء سجدہ کرنے والوں کی طرح اس کے آگے گر گئے۔ پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے

نَسِيْتُمْ جَلَالَ اللهِ وَالْمَجْدَ وَالْعُلٰی وَمَا وِرْدُكُمْ اِلَّا حُسَيْنٌ اَتُنْكِرُ

تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔ اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے؟

فَهٰذَا عَلَى الْاِسْلَامِ اِحْدَی الْمَصَائِبِ لَدٰی نَفَحَاتِ الْمِسْكِ قَذْرٌ مُّقَنْطَرُ

پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے

وَاِنْ كَانَ هٰذَا الشِّرْكُ فِی الدِّيْنِ جَائِزًا ۞ فَبِاللَّغْوِ رُسْلُ اللهِ فِی النَّاسِ بُعْثِرُوْا

اور اگر شرک دین میں جائز ہے۔ پس خدا کے پیغمبر بیہودہ طور پر لوگوں میں بھیجے گئے

وَاَیُّ صَلَاحٍ سَاقَ جُنْدَ نَبِيِّنَا اِلٰی حَرْبِ حِزْبِ الْمُشْرِكِيْنَ فَدَمَّرُوْا

اور کیا غرض تھی کہ ہمارے نبیؐ کا لشکر مقابلہ کے لئے چلا گیا۔ مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر، پس ان کو ہلاک کیا

۞ **حاشیہ**۔ اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ جبکہ شرک جائز تھا اور کافروں نے صرف اپنے ان معبودوں کی حمایت میں جو حسین کی طرح غیر اللہ تھے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا جس پر آخر مسلمانوں کو اجازت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا

☆ وَاللهُ يَنْظُرُ کا ترجمہ ایڈیشن اول میں لکھنے سے رہ گیا ہے (ناشر)

وَشَنُّوْا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَنٍّ بِمَوْطِنٍ ۔۔۔ فَصَارَ مِنَ الْقَتْلٰى بَرَازٌ مُعَصْفَرُ

اور اپنی کوششوں سے خوب ان مشرکوں کو تباہ کیا لڑائی کے میدان میں۔ یہاں تک کہ اُن کُشتوں سے میدان جنگ سُرخ ہو گیا

وَكَمْ مِّنْ زِرَاعَاتٍ اُبِيْدَتْ وَمِثْلُهَا ۔۔۔ بُيُوْتٌ مُبَيَّتَاةٌ وَّ طِرْفٌ مُّصَدَّرُ

اور بہت سی کھیتیاں تباہ کی گئیں اور گھر ویران کئے گئے اور وہ گھوڑے جو سب سے آگے نکل جاتے تھے مارے گئے

وَاُحْرِقَ مَالُ الْمُشْرِكِيْنَ وَ حُصِّلَتْ ۔۔۔ مَغَانِمُ شَتّٰى وَالْمَتَاعُ الْمُوَقَّرُ

اور مشرکوں کا گھر بار جلایا گیا۔ اور بہت سی غنیمتیں اور بہت متاع حاصل کئے گئے

بِبَدْرٍ وَّاُحُدٍ قَامَ نَوْعُ قِيَامَةٍ ۔۔۔ وَكَانَ الصَّحَابَةُ كَالْاَفَانِيْنِ كُسِّرُوْا

بدر میں اور اُحد کی لڑائی میں ایک قیامت برپا تھی۔ اور اصحاب رضی اللہ عنہم شاخوں کی طرح توڑے گئے

هَمَتْ مِثْلَ جَرْيَانِ الْعُيُوْنِ دِمَاءُ هُمْ ۔۔۔ تَسَوَّرَ دِعْصَ الرَّمْلِ مَا كَانَ يَقْطُرُ

اور چشموں کی طرح ان کے خون رواں ہو گئے۔ اور ان کا خون ریت کے تودہ کے اوپر چڑھ گیا

وَكَانَ بِحُرِّ الرَّمْلِ مَوْقِفُهُمْ فَهُمْ ۔۔۔ عَلٰى رِسْلِهِمْ بَارَوْا عِدَاهُمْ وَجَمَّرُوْا

اور خالص ریت میں ان کے کھڑے ہونے کی جگہ تھی پس انہوں نے بڑے وقار اور آرام سے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور لڑائی پر جمے رہے

وَ قَامُوْا لِبَذْلِ نُفُوْسِهِمْ مِنْ صِدْقِهِمْ ۔۔۔ عَلٰى مَوْطِنٍ فِيْهِ الْمَنِيَّةُ يَزْءَرُ ﴿۸۳﴾

اور اپنے صدق سے جان قربان کرنے کے لئے ایسی جگہ کھڑے ہو گئے۔ جس میں موت شیر کی طرح غرّاتی تھی

وَصُبَّتْ عَلٰى رَأْسِ النَّبِيِّ مُصِيْبَةٌ ۔۔۔ وَدَقُّوْا عَلَيْهِ مِنَ السُّيُوْفِ الْمِغْفَرُ

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ایک مصیبت نازل ہوئی۔ اور دشمنوں نے اس کے خود کو تلواروں سے اس کے سر میں دھنسا دیا

بقیہ حاشیہ: مقابلہ کرو تو اس مقابلہ کی کیا ضرورت تھی بلکہ مشرکوں کو کہنا چاہئے تھا کہ تم اپنے شرک میں حق پر ہو اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ غلط ہے اب تم مہربانی کر کے جنگ چھوڑ دو اور ہمیں دکھ نہ دو۔ ہم تم سے بمقابلہ تمہارے کوئی جنگ نہیں کرتے اور ہم مانتے ہیں کہ غیر اللہ سے مرادیں مانگنا سب سچ ہے اس پر ہمارا کوئی اعتراض نہیں۔ منہ

عَلٰی مِثْلِهَا لَمْ نَطَّلِعْ فِی مُکَلَّمٍ وَاِنْ کَانَ عِیْسٰی اَوْ مِنَ الرُّسْلِ اٰخَرُ

ان تمام مصیبتوں کے لئے دوسرے نبی میں نظیر نہیں پائی جاتی خواہ عیسٰی ہو یا کوئی اور نبی ہو

فَفَکِّرْ أَهٰذَا کُلُّهٗ کَانَ بَاطِلًا وَمَا کَانَ شِرْکُ النَّاسِ شَیْئًا یُغَیَّرُ

پس سوچ کیا یہ تمام کارروائی باطل تھی؟ اور شرک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کو بدلا یا جائے

اَ لَا لَائِمِیْ عَارَ النِّسَاءِ اَبَالْوَفَا اِلَامَ کَفِتْیَانِ الْوَغٰی تَتَنَمَّرُ

اے عورتوں کے عار ثناء اللہ۔ کب تک مردانِ جنگ کی طرح پلنگی دکھلائے گا

أَرُدْتُّ الْهَوٰی مِنْ بَعْدِ سِتِّیْنَ حِجَّةً؟ وَذٰلِکَ رَأْیٌ لَایَرَاهُ الْمُفَکِّرُ

کیا میں نے ساٹھ برس کی عمر کے بعد ہوا پرستی کو اختیار کیا۔ یہ تو کسی عقلمند کی رائے نہ ہوگی

اَرَیْنَاکَ اٰیَاتٍ فَلَا عُذْرَ بَعْدَهَا وَاِنْ خِلْتَهَا تُخْفٰی عَلَی النَّاسِ تُظْهَرُ

ہم تجھے (کئی)☆ ایک نشان دکھلاتے ہیں اور اس کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے گا اور اگر تو خیال کرے کہ وہ پوشیدہ رہے گا تو وہ ہرگز پوشیدہ نہ رہے گا

اَرَدْتَّ بِمُدٍّ ذِلَّتِیْ فَرَأَیْتَهَا وَمَنْ لَّایُوَقِّرْ صَادِقًا لَّایُوَقَّرُ

تو نے مقامِ مُدّ میں میری ذلّت کو چاہا پس خود ذلّت اٹھائی۔ اور جو شخص صادق کی بےعزتی کرتا ہے وہ خود بےعزت ہو جائے گا

وَکَائِنْ❋ مِّنَ الْاٰیَاتِ قَدْ مَرَّ ذِکْرُهَا رَأَیْتُمْ فَاَعْرَضْتُمْ وَقُلْتُمْ تُزَوِّرُ

اور بہت سے نشان ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ تم نے وہ نشان دیکھے اور انکار کیا اور کہا کہ جھوٹ بولتا ہے

فَعَنَّ لَنَا بَعْدَ التَّجَارِبِ حِیْلَةٌ لِنَکْتُبَ اَشْعَارًا بِهَا الْآیَ تَشْعُرُ

پس ہمارے لئے بہت تجارب کے بعد ایک حیلہ ظاہر ہوا تا ہم یہ چند شعر لکھیں جن سے تمہیں یہ نشان معلوم ہو جائیں

فَهٰذَا هُوَ التَّبْکِیْتُ مِنْ فَاطِرِ السَّمَا وَهٰذَا هُوَ الْاِفْحَامُ مِنِّیْ فَفَکِّرُوْا

پس اسی ذریعہ سے تمہارا منہ خدا بند کرنا چاہتا ہے۔ اور یہی میری طرف سے اتمامِ حجّت ہے

☆ سہوِ کاتب سے کئی کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ اصل ترجمہ یوں ہوگا۔ ’’ہم تجھے کئی ایک نشان دکھلاتے ہیں۔‘‘ (شمس)

❋ یستعمل لفظ کَاین کما یستعمل کَأَیِّن فی لسان العرب۔ منه

﴿۸۴﴾

اَثَارَتْ سَنَابِکُ طِرْفِنَا نَقْعَ فَوْجِکُمْ فَھَلْ مِنْ کَمِیٍّ لِّلْوَغٰی یَتَبَخْتَرُ

ہمارے گھوڑوں کے سُموں نے تمہاری خاک اڑا دی۔ پس کیا تم میں کوئی سوار ہے جو میدان میں آوے؟

اَتُثْبِتُ عَظْمَۃَ آیَتِی بِتَقَاعُسٍ وَقَدْ جِئْتَ مُدًّا سَاعِیًا لِّتُحَقِّرُ

کیا اب تو پیچھے ہٹنے سے میرے نشان کو ثابت کر دے گا؟ اور تو مُدّ میں دوڑتا ہوا آیا تھا تا میری تحقیر کرے

فَاِنْ تُعْرِضَنَّ الْاٰنَ یَابْنَ تَصَلُّفٍ فَھٰذَا عَلٰی بَطْنِ الْمُکَذِّبِ خَنْجَرُ

پس اگر اب تُو نے مقابلہ سے منہ پھیر لیا۔ پس یہ طور تو مکذّب کے پیٹ پر ایک تلوار ہے

وَاِنْ کُنْتَ تَخْتَارُ الْھَزِیْمَۃَ عَامِدًا وَتَھْوِیْ بِوَھْدِ الذُّلِّ عِجْزًا وَّ تَحْدُرُ

اور اگر تو عمداً شکست کو اختیار کرے گا اور ذلّت کے گڑھے میں عاجزی سے گر پڑے گا

فَفِیْھَا نَکَالُ الْعٰلَمِیْنَ وَلَعْنَۃٌ وَفِیْھَا فَضِیْحَتُکُمْ اَلَا تَتَذَکَّرُ

پس اس میں دین و دنیا کا وبال اور لعنت ہے۔ اور اس میں تمہاری رسوائی ہے۔ کیا تم خیال نہیں کرتے؟

وَمَالَکَ لَا تَسْطِیْعُ اِنْ کُنْتَ صَادِقًا لِاَھْلِ صَلَاحٍ کُلُّ اَمْرٍ مُیَسَّرُ

اور اگر تو سچا ہے تو کیوں اب تجھے مقابلہ کی قدرت نہیں ہوتی؟ اور صادق کے لئے ہر ایک کام آسان کیا جاتا ہے

وَکُنْتَ اِذَا خُیِّرْتَ لِلْبَحْثِ وَالْوَغَا سَطَوْتَ عَلَیْنَا شَاتِمًا لِتُوَقَّرُ

اور جب تو مقام مُدّ میں بحث کے لئے انتخاب کیا گیا۔ تو نے ہم پر حملہ کیا تا اس طرح تیری عزت ہو

لَعَمْرِیْ لَقَدْ شَجَّتْ قَفَاکَ رِسَالَتِیْ وَاِنْ مِتَّ لَا یَاْتِیْکَ عَوْنٌ مُّعَزِّرُ

اور مجھے قسم ہے کہ میرے رسالہ نے تیرا سر توڑ دیا اور اب اگر تو مر بھی جائے تو تجھے وہ مدد نہیں پہنچنے کی جو تجھے عزت دے

وَکَیْفَ وَاَنْتُمْ قَدْ تَرَکْتُمْ مُعِیْنَکُمْ وَلَیْسَ لَکُمْ مَوْلٰی وَمَنْ ھُوَیَنْصُرُ

اور تمہیں مدد کیونکر پہنچتی۔ تم تو خدا کو چھوڑ بیٹھے۔ اور تمہارا اب کوئی مولا نہیں جو تمہیں مدد دے

اَفِیْکُمْ کَمِیٌّ ذُوْنِضَالٍ شَمَرْدَلٌ فَاِنْ کَانَ فَلْیَحْضُرْ وَلَا یَتَاَخَّرُ

کیا تم میں کوئی سوار لڑنے والا بہادر موجود ہے؟ پس اگر ہو تو چاہیے کہ حاضر ہو جائے اور توقّف نہ کرے

وَجِئْنَاکَ یَاصَیْدَ الرَّدٰی بِھَدِیَّۃٍ وَنُھْدِی اِلَیْکَ الْمُرْھِفَاتِ وَ نَعْقِرُ

اور اے وبال کے شکار! ہم تیرے پاس ایک ہدیہ لے کر آئے ہیں اور ہم تیز تلواروں کا یعنی لاجواب قصیدہ کا تجھے ہدیہ دیتے ہیں

﴿۸۵﴾

فَاَبْشِرْ وَبَشِّرْ کُلَّ غُوْلٍ یَسُبُّنِیْ سَیَأْتِیْکَ مِنِّیْ بِالتَّحَائِفِ سَرْوَرُ

پس خوش ہو اور ہر ایک غول جو مجھے گالی دیا کرتا تھا اس کو بشارت دے۔ عنقریب میری طرف سے سید محمد سرور تحفہ لے کر تیرے پاس آئیں گے

وَاِنِّیْ اَنَا الْبَازِی الْمُطِلُّ عَلَی الْعِدَا وَاِنِّیْ مُعَانٌ مِّنْ مُّعِیْنٍ یُّکَبِّرُ

اور میں وہ باز ہوں جو دشمنوں پر جا پڑتا ہے اور میں خدا تعالیٰ سے مدد دیا گیا ہوں

اَثِرْ کُلَّ شَرْقِیِّ الْبِلَادِ وَغَرْبِهَا وَکُلَّ اَدِیْبٍ کَانَ کَالْبَقِّ یَطْمِرُ

تو مشرق مغرب کو میرے مقابل پر برانگیختہ کر اور ہر ایک ادیب کو بلا لو جو مچھر کی طرح کودتا تھا

وَمَنْ کَانَ یَحْکِیْ نَاقَةً مُشْمَعِلَّةً صَغَارٌ یَمُسُّ الْقَوْمَ فَاسْعَوْا وَدَبِّرُوْا

اور اس شخص کو بُلا لو جو تیز رَو اونٹنی کے مشابہ ہو۔ قوم کو بڑی خواری پیش آئی ہے۔ دوڑو اور کچھ تدبیر کرو

وَاِنِّیْ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَسْتُ بِجَائِرٍ وَاِنْ کُنْتَ تَأْتِیْ بِالصَّوَابِ فَاُدْبِرُ

اور میں' بخدا' ظالم نہیں ہوں۔ اگر تمہارا جواب درست ہوگا تو میں پیچھے ہٹ جاؤں گا

وَاِنْ کُنْتَ لَا تُصْغِیْ اِلَیْنَا تَغَافُلًا تَهُدُّ وَتُلْغِیْ کُلَّمَا کُنْتَ تَعْمُرُ

اور اگر تو نے ہمارے اس قول کی طرف توجہ نہ کی۔ تو تُو اس عمارت کو ڈھاوے گا اور بیکار کر دے گا جو تو نے بنائی تھی

اَلَسْتَ تَرٰی یَرْمِی الْقَنَا مَنْ عِنْدَکُمْ جَهُوْلٌ وَلَا یَدْرِی الْعُلُوْمَ وَاَکْفَرُ

کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ شخص تم پر نیزے چلا رہا ہے کہ جو تمہارے نزدیک جاہل۔ بے علم☆

فَاَیْنَ ضَرَتْ مِنْکُمْ عَلَامَةُ صِدْقِکُمْ وَاَیْنَ اخْتَفٰی عِلْمٌ بِهٖ کُنْتَ تُکْفِرُ

پس کہاں کود کر تمہاری سچائی کی علامت چلی گئی۔ اور کہاں وہ علم چلا گیا جس کے ساتھ تُو کافر بناتا تھا

وَاَیْنَ التَّصَلُّفُ بِالْفَضَائِلِ وَالنُّهٰی وَاَیْنَ بِهٰذَا الْوَقْتِ قَوْمٌ وَّ مَعْشَرُ

اور کہاں وہ لاف زنی' جو فضیلت اور عقل کی' کی جاتی تھی۔ اور کہاں ہے اس وقت تیری قوم اور تیرا گروہ؟

وَاَیْنَ عَفَتْ مِنْکُمْ طَلَاقَةُ اَلْسُنٍ سِلَاطٍ عَلَیْنَا مِثْلَ سَیْفٍ یُّشَهَّرُ

اور کہاں نابود ہوگئی زبانوں کی چالاکی۔ وہ زبانیں جو ہم پر تلوار کی طرح کھینچی گئی تھیں

☆ سہو کاتب سے واکفر کا ترجمہ رہ گیا ہے۔ مکمل ترجمہ یوں ہے۔ ''جو تمہارے نزدیک جاہل۔ بے علم اور کافر ہے۔'' (شمس)

وَفِیْ خَمْسَۃٍ قَدْ تَمَّ نَظْمُ قَصِیْدَتِیْ بَلِ الْوَقْتُ خَالِصَۃً اَقَلُّ وَاَقْصَرُ

اور میرا قصیدہ پانچ دن میں ختم ہوا۔ بلکہ اصل وقت اس سے بھی کمتر ہے یعنی تین دن

﴿۸۶﴾

فَفَکِّرْ بِجُھْدِکَ خَمْسَ عَشْرَۃَ لَیْلَۃً وَنَادِ حُسَیْنًا اَوْ ظَفَرْ اَوْ اَصْغَرُ

پس تو پندرہ راتیں کوشش کرتا رہ۔ اور محمد حسین کو اور قاضی ظفر الدین اور اصغر علی کو بلا لے

وَھٰذَا مِنَ الْاٰیٰتِ یَا اَکْبَرَ الْعِدَا فَھَلْ اَنْتَ تَنْسِجُ مِثْلَھَا یَا مُخَسَّرُ

اور یہ خدا کا نشان ہے اے بڑے دشمن! پس کیا تو اس کی مانند بنا لے گا؟

عَلٰی مَوْطِنٍ یَّخْشَی الْجَبَانُ نُجَمِّرُ فَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَیْءٍ فَبَادِرْ وَ نَبْدِرُ

جہاں بزدل بھاگ جاتے ہیں ہم جم کر کھڑے ہیں۔ پس اگر تُو کچھ چیز ہے تو مقابلہ پر آ، پھر ہم دیکھ لیں گے

اَتَسْتُرُ بَغْیًا بَرْقَ اٰیٰتِ رَبِّنَا سَیُظْھِرُ رَبِّیْ کُلَّمَا کُنْتَ تَسْتُرُ

کیا تو بغاوت کر کے ☆ نشانوں کی چمک کو پوشیدہ کرنا چاہتا ہے۔ پس میرا خدا وہ سب ظاہر کر دے گا جس کو تُو چھپاتا ہے

تُرِیْدُوْنَ ذِلَّتَنَا وَنَحْنُ ھَوَانَکُمْ وَلِلّٰہِ حُکْمٌ نَافِذٌ فَسَیَأْمُرُ

تم ہماری ذلّت چاہتے ہو اور ہم تمہاری اور خدا کے لئے حکم نافذ ہے۔ وہ فیصلہ کر دے گا

تَرَکْتُمْ کَلَامَ اللّٰہِ مِنْ غَیْرِ حُجَّۃٍ وَاِنَّ کَلَامَ اللّٰہِ اَھْدٰی وَاَظْھَرُ

تم نے خدا کے کلام کو بے دلیل ترک کر دیا اور خدا کا کلام اصل ہدایت اور ظاہر تر ہے

وَ یَسَّرَہُ الْمَوْلٰی لِیَدَّکَّرَ الْوَرٰی فَلَاشَکَّ اَنَّ الذِّکْرَاَجْلٰی وَاَیْسَرُ

اور خدا نے اس کو سہل کیا تا لوگ یاد کریں۔ پس کچھ شک نہیں کہ قرآن روشن اور آسان تر ہے

وَفِیْہِ تَجَلَّتْ بَیِّنٰتٌ مِّنَ الْھُدٰی وَسَمَّاہُ فُرْقَانًا عَلِیْمٌ مُقَدِّرُ

اور اس میں کھلی کھلی ہدایتیں موجود ہیں۔ اور خدا نے اس کا نام فرقان رکھا ہے

☆ اس مصرعہ میں ربّنا کا ترجمہ سہو کاتب سے نہیں لکھا گیا۔ ترجمہ یوں چاہئے تھا۔ ’’کیا تو بغاوت کر کے ہمارے ربّ کے نشانوں کی چمک کو پوشیدہ کرنا چاہتا ہے‘‘۔ (شمس)

وَ سَمَّاهُ تِبۡیَانًا وَّ قَوۡلًا مُّفَصَّلًا فَاَیَّ حَدِیۡثٍ بَعۡدَهُ نَتَخَیَّرُ

اور اس کا نام تبیان اور قولِ مفصّل رکھا۔ پس کس حدیث کو ہم اس کے بعد اختیار کریں

فَدَعۡ ذِکۡرَ بَحۡثٍ فِیۡهِ ظُلۡمٌ وَّفِرۡیَةٌ وَفَکِّرۡ بِنُوۡرِ الۡقَلۡبِ فِیۡمَا نُکَرِّرُ

پس ایسی بحث کو چھوڑ دے جس میں جھوٹ ہے۔ اور نورِ دل کے ساتھ ہماری باتوں میں غور کر

لَنَا الۡفَضۡلُ فِی الدُّنۡیَا وَاَنۡفُکَ رَاغِمٌ وَکُلُّ صَدُوۡقٍ لَّا مَحَالَةَ یُظۡهَرُ

ہمیں دنیا میں بزرگی دی گئی اور تو ذلّت میں ہے۔ اور ہر ایک راستباز انجام کار غالب کیا جاتا ہے

﴿۸۷﴾ عَلَوۡنَا بِسَیۡفِ اللّٰهِ خَصۡمًا اَبَاالۡوَفَا فَنُمۡلِیۡ ثَنَاءَ اللّٰهِ شُکۡرًا وَّنَسۡطُرُ

ہم نے ☆ اپنے دشمن ابوالوفا کو مار لیا۔ پس ہم خدا کی تعریف از روئے شکر کے لکھتے ہیں

اَیَزۡعَمُ اَنِّیۡ قَدۡ تَقَوَّلۡتُ عَامِدًا فَوَیۡلٌ لَّهٗ یُغۡوِی الۡاُنَاسَ وَیَهۡذُرُ

وہ گمان کرتا ہے کہ میں نے عمداً جھوٹ بنالیا۔ پس اس پر واویلا کہ لوگوں کو گمراہ اور بکواس کر رہا ہے

اَرٰی بَاطِلًا قَدۡ ثَلَّمَ الۡحَقُّ جُدۡرَهٗ فَاَضۡحَی الۡهُدٰی مِثۡلَ الضُّحٰی یُتَبَصَّرُ

میں دیکھتا ہوں کہ سچائی نے باطل کی دیواروں میں سوراخ کر دیا۔ پس ہدایت روزِ روشن کی طرح نمایاں ہوگئی

وَاِنِّیۡ طَبَعۡتُ الۡیَوۡمَ نَظۡمَ قَصِیۡدَتِیۡ وَکَانَ اِلٰی نِصۡفٍ تَمَشّٰی نُوۡفَمۡبَرُ

اور آج میں نے اپنے اس قصیدہ کی نظم کو چھاپ دیا۔ اور نومبر کا مہینہ قریباً نصف گذر چکا تھا

کَذٰلِکَ مِنۡ شَعۡبَانَ نِصۡفٌ کَمِثۡلِهٖ فَیَا رَبِّ بَارِکۡهَا لِمَنۡ یَّتَذَکَّرُ

اسی طرح شعبان کا بھی نصف تھا۔ پس اے میرے ربّ! ان کے لئے اس کو مبارک کر جو ہدایت پر آنا چاہے

رَمَیۡتُ لِاَغۡتَالَنۡ وَّمَا کُنۡتُ رَامِیًا وَلٰکِنۡ رَّمَاهُ اللّٰهُ رَبِّیۡ لِیُظۡهِرُ

میں نے اس رسالہ کو تیر کی طرح چلایا تا یک دفعہ دشمن کا کام تمام کروں۔ اور دراصل میں نے اس کو نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا تا مجھے غلبہ دے

☆ سہو کاتب سے بِسَیۡفِ اللّٰهِ کا ترجمہ رہ گیا ہے۔ مکمل ترجمہ یوں ہے۔ ”ہم نے خدا کی تلوار سے اپنے دشمن ابوالوفا کو مار دیا“۔ (شمس)

وَهٰذَا لِعَهْدٍ قَدْ تَقَرَّرَ بَيْنَنَا بِمُدٍّ فَلَمْ نَنْكُثْ وَلَمْ نَتَغَيَّرُ

اور یہ قصیدہ ہم نے اس عہد کے لحاظ سے لکھا ہے جو موضع مُدّ میں کیا گیا تھا۔ پس ہم نے عہد شکنی نہیں کی اور نہ ہم بدل گئے

نَرٰى بَرَكَاتٍ نَزَّلُوْهَا مِنَ السَّمَا لَنَا كَالـلَّوَاقِحِ وَالْكَلَامُ يُنَضَّرُ

ہم ایک ایسی برکات دیکھ رہے ہیں جو آسمان سے ہمارے لئے اتری ہیں۔ ان اونٹنیوں کی طرح جو حمل دار ہوتی ہیں۔ اور کلام تازہ کی گئی ہے

وَوَ اللّٰهِ اِنَّ قَصِيْدَتِيْ مِنْ مُّؤَيِّدِيْ فَنُثْنِيْ عَلٰى رَبٍّ كَرِيْمٍ وَ نَشْكُرُ

اور بخدا! میرا قصیدہ میرے اسی خدا کی طرف سے ہے☆۔ پس ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور شکر کرتے ہیں

وَيَا رَبِّ اِنْ اَرْسَلْتَنِيْ مِنْ عِنَايَةٍ

اور اے میرے رب! اگر تو نے اپنی عنایت سے مجھے بھیجا ہے

فَاَيِّدْ وَ كَمِّلْ كُلَّ مَا قُلْتُ وَانْصُرُ

پس تائید کر اور ہر ایک طریق جو میں نے سوچا ہے اس کو کامل کر

☆ سہوِ کاتب سے مؤیّدی کا ترجمہ نہیں آیا۔ اصل میں ترجمہ یوں ہوگا۔

’’اور بخدا میرا قصیدہ میرے اسی خدا کی طرف سے ہے جو میری تائید کر رہا ہے۔‘‘

﴿۸۸﴾

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

شعر

قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہوگئے جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہوگئے

دس ہزار روپیہ کا اشتہار

یہ اشتہار خدا تعالیٰ کے اس نشان کے اظہار کیلئے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانوں کی طرح ایک پیشگوئی کو پورا کرے گا یعنی یہ بھی وہ نشان ہے جس کی نسبت وعدہ تھا کہ وہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور میں آجائے گا اور اس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار اِس بات کے لئے بطور گواہ کے ہے کہ اپنے دعویٰ کی سچائی کے لئے کس زور سے اور کس قدر صرفِ مال سے مخالفین کو متنبہ کیا گیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے موضع مُدّ میں بآواز بلند کہا تھا کہ ہم کتاب اعجاز المسیح کو معجزہ نہیں کہہ سکتے اور مَیں اِس طرح کی کتاب بنا سکتا ہوں اور یہ سچ بھی ہے کہ اگر مخالف مقابلہ کرسکیں اور اُسی مقرر مُدت میں اسی طرح کی کتاب بنا سکیں تو پھر وہ معجزہ کیسا ہوا اِس صورت میں تو ہم صاف جھوٹے ہوگئے لیکن جب ہمارے دوست مولوی سیّد محمد سرور صاحب و مولوی عبداللہ صاحب ۲؍نومبر ۱۹۰۲ء کو قادیان میں پہنچ گئے تو چندروز کے بعد مجھے خیال آیا کہ اگر اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی جائے تو جیسا کہ ہمیشہ سے یہ مخالف لوگ حیلہ بہانہ سے کام لیتے ہیں اِس میں بھی کہہ دیں گے کہ ہماری دانست میں کتاب اعجاز المسیح ستّر دِن میں طیار نہیں ہوئی جیسا کہ تقریر متعلقہ جلسہ مہوتسو کی نسبت

﴿۸۹﴾

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ تقریر پہلے بنائی گئی ہے اور ایک مُدّت تک سوچ کر لکھی گئی ہے۔ پس اگر اب بھی کہہ دیں کہ یہ اعجاز المسیح ستّر دن میں نہیں بلکہ ستّر مہینے میں بنائی گئی ہے تو اب یہ امر عوام کی نظر میں مشتبہ ہو جائے گا اور مَیں چند روز اِسی فکر میں تھا کہ کیا کروں آخر ۶؍نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام مُدّ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں کیونکہ بہر حال قصیدہ بنانے کا زمانہ یقینی اور قطعی ہے کیونکہ اس سے تو کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ ۲۹؍اور ۳۰؍اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بمقام مُدّ بحث ہوئی تھی اور پھر دوسری نومبر کو ہمارے دوست قادیان پہنچے اور ۷؍نومبر ۲ء کو مَیں ایک گواہی کے لئے منشی نصیر الدّین صاحب منصف عدالت بٹالہ کی کچہری میں گیا شاید مَیں نے ایک یا دو شعر راہ میں بنائے مگر ۸؍نومبر ۲ء کو قصیدہ پوری توجہ سے شروع کیا اور پانچ دن تک قصیدہ اور اُردو مضمون ختم کرلیا اس لئے یہ امر شک وشبہ سے پاک ہوگیا کہ کتنی مُدّت میں قصیدہ بنایا گیا کیونکہ اس قصیدہ میں اور نیز اُردو مضمون میں واقعات اُس بحث کے درج ہیں جو ۲۹؍اور ۳۰؍اکتوبر ۲ء میں بمقام مُدّ ہوئی تھی پس اگر یہ قصیدہ اور اُردو مضمون اِس قلیل مُدت میں طیار نہیں ہوا اور پہلے اِس سے بنایا گیا تو پھر مجھے عالم الغیب ماننا چاہئے جس نے تمام واقعات کی پہلے سے خبر دی۔ غرض یہ ایک عظیم الشان نشان ہے اور نہایت سہل طریق فیصلہ کا۔ اور یاد رہے کہ جیسا میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ یہ تمام مدت قصیدہ پر ہی خرچ نہیں ہوئی بلکہ اُس اُردو مضمون پر بھی خرچ ہوئی ہے جو اِس قصیدہ کے ساتھ شامل ہے اور وہ دونوں بہیئت مجموعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہیں اور مقابلہ کیلئے اور دس ہزار روپیہ انعام پانے کیلئے یہ شرط ضروری ہے کہ جو شخص بالمقابل لکھے وہ ساتھ ہی اِس اُردو کا ردّ بھی لکھے جو میری وجوہات کو توڑ سکے جس کی عبارت ہماری عبارت سے کم نہ ہو اور اگر کوئی ان دونوں میں سے کسی کو چھوڑے گا تو وہ اِس شرط کا توڑنے والا ہوگا مَیں اپنے مخالفوں پر کوئی ایسی مشقت

نہیں ڈالتا جس مشقت سے مَیں نے حصہ نہ لیا ہو ظاہر ہے کہ اُردو عبارت بھی اسی واقعہ بحث کے متعلق ہے اور اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے اُن اعتراضات کا جواب ہے جو اُنہوں نے پیش کئے تھے۔ اِس صورت میں کون شک کر سکتا ہے کہ وہ اُردو عبارت پہلے سے بنا رکھی تھی۔ پس میرا حق ہے کہ جس قدر خارق عادت وقت میں یہ اُردو عبارت اور قصیدہ تیار ہو گئے ہیں مَیں اُسی وقت تک نظیر پیش کرنے کا اُن لوگوں سے مطالبہ کروں کہ جو اِن تحریرات کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں اور معجزہ قرار نہیں دیتے اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اتنی مدت تک جو مَیں نے اردو مضمون اور قصیدہ پر خرچ کی ہے اِسی قدر مضمون اُردو جس میں میری ہر ایک بات کا جواب ہو کوئی بات رہ نہ جائے اور اسی قدر قصیدہ جو اِسی تعداد کے اشعار میں واقعات کے بیان پر مشتمل ہو اور فصیح و بلیغ ہو اِسی مُدّت مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیں تو مَیں ان کو دس ہزار روپیہ نقد دوں گا۔ میری طرف سے یہ اقرار صحیح شرعی ہے جس میں ہرگز تخلّف نہیں ہوگا اور جس کا وہ بذریعہ عدالت بھی ایفاء کرا سکتے ہیں اور اگر اب مولوی ثناء اللہ اور دوسرے میرے مخالف پہلو تہی کریں اور بدستور مجھے کافر اور دجّال کہتے رہیں تو یہ ان کا حق نہیں ہوگا کہ مغلوب اور لاجواب ہو کر ایسی چالاکی ظاہر کریں اور وہ پبلک کے نزدیک جھوٹے ٹھہریں گے اور پھر مَیں یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ وہ سب مل کر اُردو مضمون کا جواب اور قصیدہ مشتملہ بر واقعات لکھ دیں مَیں کچھ عذر نہیں کروں گا۔ اگر انہوں نے قصیدہ اور جواب مضمون ملحقہ قصیدہ میعاد مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیا تو مَیں بیشک جھوٹا ٹھہروں گا۔ مگر چاہئے کہ میرے قصیدہ کی طرح ہر یک بیت کے نیچے اُردو ترجمہ لکھیں اور منجملہ شرائط کے اس کو بھی ایک شرط سمجھ لیں اِس مقابلہ سے تمام جھگڑے کا فیصلہ ہو جائے گا اور انشاء اللہ ۱۶؍ نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کو مَیں یہ رسالہ اعجاز احمدی مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیج دوں گا جو مولوی سید محمد سرور صاحب لے کر جائیں گے اور اسی تاریخ

﴿۹۰﴾

یہ رسالہ اُن تمام صاحبوں کی خدمت میں جو اِس قصیدہ میں مخاطب ہیں بذریعہ رجسٹری روانہ کردوں گا۔ بالآخر مَیں اِس بات پر بھی راضی ہوگیا ہوں کہ ان تمام مخالفوں کو جواب مذکورہ بالا کے لکھنے اور شائع کرنے کے لئے پندرہ روز کی مہلت دوں کیونکہ اگروہ زیادہ سے زیادہ بحث کریں تو انہیں اِس صورت میں کہ ۱۸ یا ۱۹ ؍نومبر ۱۹۰۲ء تک میرا قصیدہ اُن کے پاس پہنچ جائے گا۔ بہرحال ماننا پڑے گا کہ یکم نومبر ۱۹۰۲ء سے نصف نومبر تک پندرہ دن ہوئے مگر تاہم مَیں نے اُن کی حالت پر رحم کر کے اتمام حجت کے طور پر پانچ دن اُن کے لئے اور زیادہ کر دیئے ہیں اور ڈاک کے دن ان دنوں سے باہر ہیں۔ پس ہم جھگڑے سے کنارہ کرنے کے لئے تین دن ڈاک کے فرض کر لیتے ہیں یعنی ۱۷-۱۸-۱۹ ؍نومبر ۱۹۰۲ء۔ اِن دنوں تک بہرحال اُن کے پاس جابجا یہ قصیدہ پہنچ جائے گا۔ اب اُن کی میعاد ۲۰ ؍نومبر سے شروع ہوگی۔ پس اِس طرح پر دس دسمبر ۱۹۰۲ء تک اِس میعاد کا خاتمہ ہوجائے گا۔ پھر اگر بیس دن میں جو دسمبر ۱۹۰۲ء کی دسویں کے دِن کی شام تک ختم ہو جائے گی۔ اُنہوں نے اِس قصیدہ اور اُردو مضمون کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا تو یُوں سمجھو کہ مَیں نیست و نابود ہوگیا اور میرا سلسلہ باطل ہوگیا۔ اِس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہیئے کہ مجھے چھوڑ دیں اور قطع تعلق کریں لیکن اگر اب بھی مخالفوں نے عمداً کنارہ کشی کی تو نہ صرف دس ہزار روپے کے انعام سے محروم رہیں گے بلکہ دس لعنتیں اُن کا ازلی حصّہ ہوگا اور اِس انعام میں سے ثناء اللہ کو پانچ ہزار ملے گا۔ اور باقی پانچ کو اگر فتح یاب ہوگئے ایک ایک ہزار ملے گا۔

وَالسَّلام عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

﴿۱﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کے مباحثہ پر

مسیح موعود حکم ربّانی کا ریویو

اور

اپنی جماعت کے لئے ایک نصیحت

فریقین کی تحریرات سے معلوم ہوا کہ مباحثہ مندرجہ عنوان کے پیش آنے کی وجہ یہ تھی کہ مولوی عبداللہ صاحب احادیث نبویہ کو محض ردّی کی طرح خیال کرتے ہیں اور ایسے الفاظ منہ پر لاتے ہیں جن کا ذکر کرنا بھی سُوءِ ادب میں داخل ہے اور مولوی محمد حسین صاحب نے اُن کے مقابل پر یہ حجت پیش کی تھی کہ اگر احادیث ایسی ہی ردّی اور لغو اور ناقابل اعتبار ہیں تو اِس سے اکثر حصّے عبادات اور مسائل فقہ کے باطل ہو جائیں گے کیونکہ احکام قرآن کی تفاصیل کا پتہ حدیث کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے ورنہ اگر صرف قرآن کو ہی کافی سمجھا جائے تو پھر محض قرآن کے رُو سے اِس پر کیا دلیل ہے کہ فریضہ صبح کی دو رکعت اور مغرب کی تین رکعت اور باقی تین نمازیں چار چار رکعت ہیں۔ یہ اعتراض ایک زبردست پیرایہ میں ہے گو اپنے اندر ایک غلطی رکھتا ہے یہی وجہ تھی کہ اس اعتراض کا مولوی عبداللہ صاحب نے کوئی شافی جواب نہیں دیا۔ محض فضول باتیں ہیں جو لکھنے کے بھی لائق نہیں۔ ہاں اس اعتراض کا نتیجہ آخرکار یہ ہوا کہ مولوی عبداللہ صاحب کو ایک نئی نماز بنانی پڑی جس کا جمیع اسلام کے فرقوں میں نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ اُنہوں نے التّحیات اور درود اور دیگر تمام ادعیہ ماثورہ جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں درمیان سے اُڑا دیں اور اُن کی جگہ صرف قرآنی آیتیں رکھ دیں۔ ایسا ہی اور بہت کچھ نماز میں

تبدیلی کی جس کے ذکر کی اِس جگہ ضرورت نہیں اور شاید مسائل حج وزکوٰۃ وغیرہ میں بھی تبدیلی کی ہوگی لیکن کیا یہ سچ ہے کہ حدیثیں ایسی ہی ردّی اور لغو ہیں جیسا کہ مولوی عبداللہ صاحب نے سمجھا ہے معاذ اللہ ہرگز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ان ہر دو فریق میں سے ایک فریق نے افراط کی راہ اختیار کر رکھی ہے اور دوسرے نے تفریط کی۔ فریق اوّل یعنی مولوی محمد حسین صاحب اگرچہ اس بات میں سچ پر ہیں کہ احادیث نبویّہ مرفوعہ متصلہ ایسی چیز نہیں ہیں کہ اُن کو ردّی اور لغو سمجھا جائے لیکن وہ حفظ مراتب کے قاعدہ کو فراموش کر کے احادیث کے مرتبہ کو اس بلند مینار پر چڑھاتے ہیں جس سے قرآن شریف کی ہتک لازم آتی ہے اور اس سے انکار کرنا پڑتا ہے اور کتاب اللہ کی مخالفت اور معارضت کی وہ کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے اور حدیث کے قصّہ کو اُن قصّوں پر ترجیح دیتے ہیں جو کتاب اللہ میں بتصریح موجود ہیں اور حدیث کے بیان کو کلام اللہ کے بیان پر ہر ایک حالت میں مقدم سمجھتے ہیں اور یہ صریح غلطی اور جادۂ انصاف سے تجاوز ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ [1]۔ یعنی خدا اور اُس کی آیتوں کے بعد کس حدیث پر ایمان لائیں گے۔ اِس جگہ حدیث کے لفظ کی تنکیر جو فائدہ عموم کا دیتی ہے صاف بتلا رہی ہے کہ جو حدیث قرآن کے معارض اور مخالف پڑے اور کوئی راہ تطبیق کی پیدا نہ ہو۔ اُس کو ردّ کر دو۔ اور اس حدیث میں ایک پیشگوئی بھی ہے جو بطور اشارۃ النص اس آیت سے مترشح ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ آیۃ ممدوحہ میں اس بات کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ ایک ایسا زمانہ بھی اس اُمّت پر آنے والا ہے کہ جب بعض افراد اس امّت کے قرآن شریف کو چھوڑ کر ایسی حدیثوں پر بھی عمل کریں گے جن کے بیان کردہ بیان قرآن شریف کے بیانات سے مخالف اور معارض ہوں گے۔ غرض یہ فرقہ اہلِ حدیث اس بات میں افراط کی راہ پر قدم مار رہا ہے کہ قرآنی شہادت پر حدیث کے بیان کو مقدّم سمجھتے ہیں اور اگر وہ انصاف اور خدا ترسی سے کام لیتے تو ایسی حدیثوں کی تطبیق قرآن شریف سے کر سکتے تھے مگر وہ اِس بات پر راضی ہوگئے کہ

﴿۲﴾

[1] الجاثیۃ : ۷

خدا کے قطعی اور یقینی کلام کو بطور متروک اور مہجور کے قرار دے دیں اور اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ ایسی حدیثوں کو جن کے بیانات کتاب اللہ سے مخالف ہیں یا تو چھوڑ دیں اور یا اُن کی کتاب اللہ سے تطبیق کریں پس یہ وہ افراط کی راہ ہے جو مولوی محمد حسین نے اختیار کر رکھی ہے۔

اور ان کے مخالف مولوی عبداللہ صاحب نے تفریط کی راہ پر قدم مارا ہے جو سرے سے احادیث سے انکار کر دیا ہے اور احادیث سے انکار ایک طور سے قرآن شریف کا بھی انکار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[1] پس جبکہ خدا تعالیٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے اور آنجناب کے عملی نمونوں کے دریافت کیلئے جن پر اتباع موقوف ہے حدیث بھی ایک ذریعہ ہے۔ پس جو شخص حدیث کو چھوڑتا ہے وہ طریق اتباع کو بھی چھوڑتا ہے اور مولوی عبداللہ صاحب کا یہ قول کہ تمام حدیثیں محض شکوک اور ظنون کا ذخیرہ ہے۔ یہ قلّت تدبّر کی وجہ سے خیال پیدا ہوا ہے اور اِس خیال کی اصل جڑ محدّثین کی ایک غلط اور نامکمل تقسیم ہے جس نے بہت سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے کیونکہ وہ یوں تقسیم کرتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں ایک تو کتاب اللہ ہے اور دوسری حدیث۔ اور حدیث کتاب اللہ پر قاضی ہے گویا احادیث ایک قاضی یا جج کی طرح کُرسی پر بیٹھی ہیں اور قرآن اُن کے سامنے ایک مستغیث کی طرح کھڑا ہے اور حدیث کے حکم کے تابع ہے۔ ایسی تقریر سے بیشک ہر ایک کو دھوکا لگے گا کہ جبکہ حدیثیں سَو ڈیڑھ سو برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جمع کی گئی ہیں اور انسانی ہاتھوں کے مس سے وہ خالی نہیں ہیں اور با ایں ہمہ وہ اَحاد کا ذخیرہ اور ظنّی ہیں اور اُن میں قسم متواترات شاذ و نادر جو حکم معدوم کا رکھتی ہیں اور پھر وہی قرآن شریف پر قاضی بھی ہیں تو اِس سے لازم آتا ہے کہ تمام دین اسلام ظنّیات کا ایک تودہ اور انبار ہے اور ظاہر ہے کہ ظنّ کوئی چیز نہیں ہے اور جو شخص محض ظنّ کو پنجہ مارتا ہے وہ مقام بلند حق سے بہت نیچے گِرا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا[2] یعنی محض ظنّ حق الیقین کے مقابلہ پر کچھ چیز نہیں۔ پس قرآن شریف تو

﴿۳﴾

[1] اٰل عمران:۳۲ [2] یونس: ۳۷

یوں ہاتھ سے گیا کہ وہ بغیر قاضی صاحب کے فتووں کے واجب العمل نہیں اور متروک اور مہجور ہے اور قاضی صاحب یعنی احادیث صرف ظن کے میلے کچیلے کپڑے زیب تن رکھتے ہیں جن سے احتمال کذب کسی طرح مرتفع نہیں۔ کیونکہ ظن کی تعریف یہی ہے کہ وہ دروغ کے احتمال سے خالی نہیں ہوتا۔ پس اس صورت میں نہ تو قرآن ہمارے ہاتھ میں رہا اور نہ حدیث اس لائق کہ اس پر بھروسہ ہو سکے۔ گویا دونوں ہاتھ سے گئے یہ غلطی ہے جس نے اکثر لوگوں کو ہلاک کیا☆۔

اور صراط مستقیم جس کو ظاہر کرنے کیلئے مَیں نے اس مضمون کو لکھا ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کیلئے تین چیزیں ہیں (۱) قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھ کر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں وہ خدا کا کلام ہے وہ شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے (۲) دوسری سُنّت اور اس جگہ ہم اہلحدیث کی اصطلاحات سے الگ ہو کر بات کرتے ہیں۔ یعنی ہم حدیث اور سُنّت کو ایک چیز قرار نہیں دیتے جیسا کہ رسمی محدثین کا طریق ہے بلکہ حدیث الگ چیز ہے اور سنّت الگ چیز۔ سُنّت سے مُراد ہماری صرف آنحضرتؐ کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتدا سے قرآن شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور

﴿۴﴾

☆ **نوٹ:** مَیں جب اشتہار کو ختم کر چکا شائد دو تین سطریں باقی تھیں تو خواب نے میرے پر زور کیا یہاں تک کہ مَیں بمجبوری کاغذ کو ہاتھ سے چھوڑ کر سو گیا تو خواب میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نظر کے سامنے آ گئے۔ مَیں نے ان دونوں کو مخاطب کر کے یہ کہا **خسف القمر و الشمس فی رمضان. فبایّ اٰلآءِ ربّکما تکذّبٰن** یعنی چاند اور سُورج کو تو رمضان میں گرہن لگ چکا پس تم اے دونوں صاحبو! کیوں خدا کی نعمت کی تکذیب کر رہے ہو۔ پھر مَیں خواب میں اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کو کہتا ہوں کہ اٰلآء سے مُراد اس جگہ مَیں ہوں۔ اور پھر مَیں نے ایک دالان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا کہ اس میں چراغ روشن ہے گویا رات کا وقت ہے اور اُسی الہام مندرجہ بالا کو چند آدمی چراغ کے سامنے قرآن شریف کھول کر اس سے یہ دونوں فقرے نقل کر رہے ہیں گویا اسی ترتیب سے قرآن شریف میں وہ موجود ہے اور ان میں سے ایک شخص کو مَیں نے شناخت کیا کہ میاں نبی بخش صاحب رفوگر امرتسری ہیں۔ منہ

ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قدیم سے عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کیلئے لاتے ہیں تو اپنے فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں (۳) تیسرا ذریعہ ہدایت کا **حدیث** ہے اور حدیث سے مُراد ہماری وہ آثار ہیں کہ جو قصّوں کے رنگ میں آنحضرتؐ سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کئے گئے ہیں۔ پس سنّت اور حدیث میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ سنّت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے جس کو آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے جاری کیا اور وہ یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجہ پر ہے۔ اور جس طرح آنحضرتؐ قرآن شریف کی اشاعت کے لئے مامور تھے ایسا ہی سنّت کی اقامت کے لئے بھی مامور تھے۔ پس جیسا کہ قرآن شریف یقینی ہے ایسا ہی سنّت معمولہ متواترہ بھی یقینی ہے۔ یہ دونوں خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے بجا لائے اور دونوں کو اپنا فرض سمجھا۔ مثلاً جب نماز کے لئے حکم ہوا تو آنحضرتؐ نے خدا تعالیٰ کے اِس قول کو اپنے فعل سے کھول کر دکھلا دیا اور عملی رنگ میں ظاہر کر دیا کہ فجر کی نماز کی یہ رکعات ہیں اور مغرب کی یہ اور باقی نمازوں کے لئے یہ یہ رکعات ہیں۔ ایسا ہی حج کر کے دکھلایا اور پھر اپنے ہاتھ سے ہزارہا صحابہ کو اِس فعل کا پابند کر کے سلسلہ تعامل بڑے زور سے قائم کر دیا۔ پس عملی نمونہ جو اب تک اُمّت میں تعامل کے رنگ میں مشہود و محسوس ہے اِسی کا نام سنّت ہے۔ لیکن حدیث کو آنحضرت صلعم نے اپنے رُوبرو نہیں لکھوایا اور نہ اس کے جمع کرنے کیلئے کوئی اہتمام کیا۔ کچھ حدیثیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع کی تھیں لیکن پھر تقویٰ کے خیال سے اُنہوں نے وہ سب حدیثیں جلا دیں کہ یہ میرا اسماع بلا واسطہ نہیں ہے خدا جانے اصل حقیقت کیا ہے۔ پھر جب وہ دَور صحابہ رضی اللہ عنہم کا گذر گیا تو بعض تبع تابعین کی طبیعت کو خدا نے اس طرف پھیر دیا کہ حدیثوں کو بھی جمع کر لینا چاہئے

تب حدیثیں جمع ہوئیں۔ اِس میں شک نہیں ہوسکتا کہ اکثر حدیثوں کے جمع کرنے والے بڑے متّقی اور پرہیزگار تھے اُنہوں نے جہاں تک اُن کی طاقت میں تھا حدیثوں کی تنقید کی اور ایسی حدیثوں سے بچنا چاہا جواُن کی رائے میں موضوعات میں سے تھیں اور ہر ایک مشتبہ الحال راوی کی حدیث نہیں لی۔ بہت محنت کی مگر تاہم چونکہ وہ ساری کارروائی بعدازوقت تھی اِس لئے وہ سب ظن کے مرتبہ پر رہی بایں ہمہ یہ سخت ناانصافی ہوگی کہ یہ کہا جائے کہ وہ سب حدیثیں لغو اور نکمّی اور بے فائدہ اور جھوٹی ہیں بلکہ اُن حدیثوں کے لکھنے میں اس قدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور اس قدر تحقیق اور تنقید کی گئی ہے جواس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔ یہودیوں میں بھی حدیثیں ہیں اور حضرت مسیح کے مقابل پر بھی وہی فرقہ یہودیوں کا تھا جو عامل بالحدیث کہلاتا تھا لیکن ثابت نہیں کیا گیا کہ یہودیوں کے محدثین نے ایسی احتیاط سے وہ حدیثیں جمع کی تھیں جیسا کہ اسلام کے محدثین نے۔ تاہم یہ غلطی ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ جب تک حدیثیں جمع نہیں ہوئی تھیں اُس وقت تک لوگ نمازوں کی رکعات سے بیخبر تھے یا حج کرنے کے طریق سے ناآشنا تھے کیونکہ سلسلہ تعامل نے جو سنّت کے ذریعے سے ان میں پیدا ہوگیا تھا تمام حدود اور فرائض اسلام ان کو سکھلا دیئے تھے اس لئے یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اُن حدیثوں کا دنیا میں اگر وجود بھی نہ ہوتا جو مُدّت دراز کے بعد جمع کی گئیں تو اِسلام کی اصلی تعلیم کا کچھ بھی حرج نہ تھا کیونکہ قرآن اور سلسلہ تعامل نے اُن ضرورتوں کو پورا کردیا تھا۔ تاہم حدیثوں نے اس نور کو زیادہ کیا گویا اسلام نورٌ علٰی نور ہوگیا اور حدیثیں قرآن اور سنّت کے لئے گواہ کی طرح کھڑی ہوگئیں اور اسلام کے بہت سے فرقے جو بعد میں پیدا ہوگئے اُن میں سے سچے فرقے کو احادیث صحیحہ سے بہت فائدہ پہنچا۔ پس مذہب اسلم یہی ہے کہ نہ تو اِس زمانہ کے اہلحدیث کی طرح حدیثوں کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن پر وہ مقدم ہیں اور نیز اگر اُن کے قصّے صریح قرآن کے بیانات سے مخالف پڑیں تو ایسا نہ کریں کہ حدیثوں کے قصّوں کو قرآن پر ترجیح دی جاوے اور قرآن کو چھوڑ دیا جائے اور نہ حدیثوں کو مولوی عبداللہ چکڑالوی کے عقیدہ کی طرح محض لغو اور باطل ٹھہرایا جائے بلکہ چاہیئے کہ قرآن اور سنّت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے

﴿۵﴾

اور جو حدیث قرآن اور سنّت کے مخالف نہ ہو اُس کو بسر وچشم قبول کیا جاوے یہی صراطِ مستقیم ہے۔ مبارک وہ جو اس کے پابند ہوتے ہیں۔ نہایت بدقسمت☆ اور نادان وہ شخص ہے جو بغیر لحاظ اس قاعدہ کے حدیثوں کا انکار کرتا ہے۔

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سُنّت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اُس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اُس کو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنّت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اِس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں ہاں جہاں قرآن اور سنّت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اُس حدیث کو چھوڑ دیں۔ یاد رکھیں کہ ہماری جماعت بہ نسبت عبداللہ کے اہلحدیث سے اقرب ہے اور عبداللہ چکڑالوی کے بیہودہ خیالات سے ہمیں کچھ بھی مناسبت نہیں۔ ہر ایک جو ہماری جماعت میں ہے اُسے یہی چاہئے کہ وہ عبداللہ چکڑالوی

﴿۶﴾

☆ **نوٹ**۔ آج رات مجھے رؤیا میں دکھایا گیا کہ ایک درخت باردار اور نہایت لطیف اور خوبصورت پھلوں سے لدا ہوا ہے اور کچھ جماعت تکلف اور زور سے ایک بوٹی کو اُس پر چڑھانا چاہتی ہے جس کی جڑ نہیں بلکہ چڑھا رکھی ہے وہ بوٹی افتیمون کی مانند ہے اور جیسے جیسے وہ بوٹی اُس درخت پر چڑھتی ہے اُس کے پھلوں کو نقصان پہنچاتی ہے اور اس لطیف درخت میں ایک کھجواہٹ اور بدشکلی پیدا ہو رہی ہے اور جن پھلوں کی اس درخت سے توقع کی جاتی ہے اُن کے ضائع ہونے کا سخت اندیشہ ہے بلکہ کچھ ضائع ہو چکے ہیں۔ تب میرا دِل اس بات کو دیکھ کر گھبرایا اور پگھل گیا اور مَیں نے ایک شخص کو جو ایک نیک اور پاک انسان کی صورت پر کھڑا تھا پوچھا کہ یہ درخت کیا ہے اور یہ بوٹی کیسی ہے جس نے ایسے لطیف درخت کو شکنجہ میں دبا رکھا ہے تب اُس نے جواب میں مجھے یہ کہا کہ یہ درخت قرآن خدا کا کلام ہے اور یہ بوٹی وہ احادیث اور اقوال وغیرہ ہیں جو قرآن کے مخالف ہیں یا مخالف ٹھہرائی جاتی ہیں اور ان کی کثرت نے اِس درخت کو دبا لیا ہے اور اس کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔ تب میری آنکھ کھل گئی چنانچہ مَیں آنکھ کھلتے ہی اِس وقت جو رات ہے اِس مضمون کو لکھ رہا ہوں اور اب ختم کرتا ہوں اور یہ شنبہ کی رات ہے اور ۱۲ بجے کے بعد ۲۰ منٹ کم دو بجے کا وقت ہے۔ **فالحمدللّٰہ علٰی ذالک**۔ م۔ غ۔ ا

کے عقیدوں سے جو حدیثوں کی نسبت وہ رکھتا ہے بدل متنفر اور بیزار رہو اور ایسے لوگوں کی صحبت سے حتی الوسع نفرت رکھیں کہ یہ دوسرے مخالفوں کی نسبت زیادہ برباد شدہ فرقہ ہے☆ اور چاہئے کہ نہ وہ مولوی محمد حسین کے گروہ کی طرح حدیث کے بارہ میں افراط کی طرف جھکیں اور نہ عبداللہ کی طرح تفریط کی طرف مائل ہوں بلکہ اِس بارہ میں وسط کا طریق اپنا مذہب سمجھ لیں یعنی نہ تو ایسے طور سے بکلّی حدیثوں کو اپنا قبلہ و کعبہ قرار دیں جس سے قرآن متروک اور مہجور کی طرح ہو جائے اور نہ ایسے طور سے اُن حدیثوں کو معطل اور لغو قرار دیدیں جن سے احادیث نبویہ بکلّی ضائع ہو جائیں۔ ایسا ہی چاہئے کہ نہ تو ختمِ نبوت آنحضرت صلعم کا انکار کریں اور نہ ختم نبوت کے یہ معنے سمجھ لیں جس سے اِس امّت پر مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا دروازہ بند ہو جاوے۔ اور یاد رہے کہ ہمارا یہ **ایمان** ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحبِ شریعت ہو یا بلاواسطہ متابعت آنحضرت صلعم وحی پا سکتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعت نبوی سے نعمتِ وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی مگر نبوت شریعت والی یا نبوّت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے **ولا سبیل الیھا الٰی یوم القیٰمۃ ومن قال انی لست من امۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم وادعی انہ نبی صاحب الشریعۃ اومن دون الشریعۃ ولیس من الامّۃ فمثلہ کمثل رجل غمرہ السیلُ المنھمر فالقاہ وراءہ ولم یغادر حتّی مات۔** اس کی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس جگہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں اُسی جگہ یہ اشارہ بھی فرما دیا ہے کہ آنجناب اپنی روحانیت کی رُو سے اُن صلحاء کے حق میں **باپ** کے حکم میں ہیں جن کی بذریعہ متابعت تکمیل نفوس کی جاتی ہے اور وحی الٰہی اور شرف مکالمات کا ان کو بخشا جاتا ہے۔

☆ اسی رات میں ایک الہام ہوا بوقت ۳ بجے ۲ منٹ اوپر اور وہ یہ ہے **مَن أعرض عن ذکری نبتلیہ بذریّۃ فاسقۃٍ ملحدۃٍ یمیلون إلی الدّنیا ولا یعبد وننی شیئًا** ۔ جو شخص قرآن سے کنارہ کرے گا ہم اس کو ایک خبیث اولاد کے ساتھ مبتلا کریں گے جن کی ملحدانہ زندگی ہوگی۔ وہ دنیا پر گریں گے اور میری پرستش سے ان کو کچھ بھی حصہ نہ ہوگا یعنی ایسی اولاد کا انجام بد ہوگا اور توبہ اور تقویٰ نصیب نہیں ہوگا۔ منہ

جیسا کہ وہ جلّ شانہٗ قرآن شریف میں فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [1] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور خاتم الانبیاء ہے۔ اب ظاہر ہے کہ لٰکن کا لفظ زبان عرب میں استدراک کے لئے آتا ہے یعنی تدارک مافات کے لئے۔ سو اِس آیت کے پہلے حصّہ میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا تھا یعنی جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نفی کی گئی تھی وہ جسمانی طور سے کسی مرد کا باپ ہونا تھا۔ سو لٰکن کے لفظ کے ساتھ ایسے فوت شدہ امر کا اِس طرح تدارک کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد براہِ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے۔ اور اب کمال نبوت صرف اُسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا اور اِس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔ غرض اِس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا تا وہ اعتراض جس کا ذکر آیت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ [2] میں ہے دُور کیا جائے۔ ماحصل اِس آیت کا یہ ہوا کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو۔ اِس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہِ راست مقامِ نبوت حاصل کر سکے لیکن اِس طرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو یعنی ایسا صاحب کمال ایک جہت سے تو اُمّتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوارِ محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو اور اگر اِس طور سے بھی تکمیل نفوس مستعدہ اُمّت کی نفی کی جائے تو اِس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں طور سے ابتر ٹھہرتے ہیں نہ جسمانی طور پر کوئی فرزند نہ روحانی طور پر کوئی فرزند اور معترض سچا ٹھہرتا ہے جو آنحضرت صلعم کا نام ابتر رکھتا ہے۔ ﴿۷﴾

اب جبکہ یہ بات طے پا چکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت مستقلہ جو

[1] الاحزاب: ۴۱ [2] الکوثر: ۴

براہِ راست ملتی ہے☆۔ اس کا دروازہ قیامت تک بند ہے اور جب تک کوئی اُمّتی ہونے کی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا اور حضرت محمدؐ کی غلامی کی طرف منسوب نہیں تب تک وہ کسی طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر نہیں ہوسکتا تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے اُتارنا اور پھر ان کی نسبت تجویز کرنا کہ وہ اُمّتی ہیں اور اُن کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغِ نبوّت محمدیہؐ سے مکتسب اور مستفاض ہے کس قدر بناوٹ اور تکلّف ہے۔ جو شخص پہلے ہی نبی قرار پاچکا ہے۔ اُس کی نسبت یہ کہنا کیونکر صحیح ٹھہرے گا کہ اس کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغِ نبوّت سے مستفاد ہے۔ اور اگر اس کی نبوّت چراغِ نبوت محمدیہ سے مستفاد نہیں ہے تو پھر وہ کن معنوں سے اُمّتی کہلائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ اُمّت کے معنے کسی پر صادق نہیں آسکتے جب تک ہر ایک کمال اُس کا نبی متبوع کے ذریعہ سے اس کو حاصل نہ ہو۔ پھر جو شخص اتنا بڑا کمال نبی کہلانے کا خود بخود رکھتا ہے وہ اُمّتی کیونکر ہوا بلکہ وہ تو مستقل طور پر نبی ہوگا جس کے لئے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ اور اگر کہو کہ پہلی نبوت اُس کی جو براہِ راست تھی۔ دُور کی جائے گی اور اب از سرِ نو باتباع نبوی نئی نبوت اس کو ملے گی جیسا کہ منشاء آیت کا ہے۔ تو پھر اس صورت میں یہی اُمّت جو خیرالامم کہلاتی ہے حق رکھتی ہے کہ ان میں سے کوئی فرد بیُمنِ اتباع نبویؐ اِس مرتبہ ممکنہ کو پہنچ جائے اور حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُتارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر اُمّتی کو بذریعہ انوارِ محمدی کمالات نبوت مل سکتے ہیں تو اِس صورت میں کسی کو آسمان سے اُتارنا اصل حقدار کا حق ضائع کرنا ہے اور کون مانع ہے جو کسی اُمّتی کو فیض پہنچایا جائے۔ تانمونہ فیض محمدی کسی پر مشتبہ نہ رہے کیونکہ نبی کو نبی بنانا کیا معنی رکھتا ہے۔ مثلاً

﴿۸﴾

☆ بعض نیم مُلّا میرے پر اعتراض کرکے کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ خوشخبری دے رکھی ہے کہ تم میں تیس۳۰ دجّال آئیں گے۔ اور ہر ایک اُن میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اِس کا جواب یہی ہے کہ اے نادانو! بدنصیبو!! کیا تمہاری قسمت میں تیس۳۰ دجّال ہی لکھے ہوئے تھے۔ چودھوِیں۱۴ صدی کا خمس بھی گزرنے پر ہے اور خلافت کے چاند نے اپنے کمال کی چودہ منزلیں پوری کرلیں جس کی طرف آیت وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ[1] بھی اشارہ کرتی ہے اور دنیا ختم ہونے لگی مگر تم لوگوں کے دجّال ابھی ختم ہونے میں نہیں آتے شاید تمہاری موت تک تمہارے ساتھ رہیں گے۔ اے نادانو! وہ دجّال جو شیطان کہلاتا ہے وہ خود تمہارے اندر ہے۔ اس لئے تم وقت کو نہیں پہنچانتے۔ آسمانی نشانوں کو نہیں دیکھتے۔ مگر تم پر کیا افسوس وہ جو میری طرح موسیٰ کے بعد چودھوِیں۱۴ صدی میں ظاہر ہوا تھا اُس کا نام بھی خبیث یہودیوں نے دجّال ہی رکھا تھا۔ فالقلوب تشابهت اللّٰهُمَّ ارحم۔ منه

[1] یٰسٓ : ۴۰

ایک شخص سونا بنانے کا دعویٰ رکھتا ہے اور سونے پر ہی ایک بوٹی ڈال کر کہتا ہے کہ لو سونا ہوگیا۔ اِس سے کیا یہ ثابت ہوسکتا ہے کہ وہ کیمیا گر ہے۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کمال تو اس میں تھا کہ اُمّتی کو وہ درجہ ورزش اتباع سے پیدا ہو جائے ورنہ ایک نبی کو جو پہلے ہی نبی قرار پا چکا ہے اُمّتی قرار دینا اور پھر یہ تصور کر لینا کہ جو اس کو مرتبہ نبوت حاصل ہے وہ بوجہ اُمّتی ہونے کے ہے نہ خود بخود یہ کس قدر دروغ بے فروغ ہے۔ بلکہ یہ دونوں حقیقتیں متناقض ہیں کیونکہ حضرت مسیح کی حقیقت نبوت یہ ہے کہ وہ براہِ راست بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کو حاصل ہے۔ اور پھر اگر حضرت عیسیٰ کو اُمّتی بنایا جاوے جیسا کہ حدیث امامکم منکم سے مترشح ہے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ ہر ایک کمال ان کا نبوت محمدیہ سے **مستفاض** ہے اور ابھی ہم فرض کر چکے تھے کہ کمال نبوت اُن کی کا چراغ نبوت محمدیہ سے مستفاض نہیں ہے اور یہی اجتماع **نقیضین** ہے جو بالبداہت باطل ہے اور اگر کہو کہ حضرت عیسیٰ امتی تو کہلائیں گے مگر نبوت محمدیہ سے ان کو کچھ فیض نہ ہوگا تو اِس صورت میں امتی ہونے کی حقیقت اُن کے نفس میں سے مفقود ہوگی۔ کیونکہ ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں کہ اُمّتی ہونے کے بجز اِس کے اور کوئی معنی نہیں کہ تمام کمال اپنا اتباع کے ذریعہ سے رکھتا ہو جیسا کہ قرآن شریف میں جا بجا اس کی تصریح موجود ہے اور جبکہ ایک اُمّتی کیلئے یہ دروازہ کھلا ہے کہ اپنے نبی متبوع سے یہ فیض حاصل کرے تو پھر ایک بناوٹ کی راہ اختیار کرنا اور اجتماع نقیضین جائز رکھنا کس قدر حمق ہے اور وہ شخص کیونکر اُمتی کہلا سکتا ہے جس کو کوئی کمال بذریعہ اتباع حاصل نہیں۔ اس جگہ بعض نادانوں کا یہ اعتراض بھی دفع ہو جاتا ہے کہ وحی الٰہی کے دعویٰ کو یہ امر مستلزم ہے کہ وہ وحی اپنی زبان میں ہو نہ عربی میں۔ کیونکہ اپنی مادری زبان اس شخص کیلئے لازم ہے جو مستقل طور پر بغیر استفادہ مشکوٰۃ نبوت محمدی کے دعوئ نبوت کرتا ہے لیکن جو شخص بحیثیت ایک امتی ہونے کے فیض نبوت محمدیہ سے اکتساب انوار نبوت کرتا ہے وہ مکالمہ الٰہیہ میں اپنے متبوع کی زبان میں وحی پاتا ہے تا تابع اور متبوع میں ایک علامت ہو جو ان کے باہمی تعلّق پر دلالت کرے۔ افسوس حضرت عیسیٰ پر ہر ایک طور سے یہ لوگ ظلم کرتے ہیں۔ اوّل بغیر تصفیہ اعتراض لعنت کے ان کے جسم کو آسمان پر چڑھاتے ہیں جس سے اصل اعتراض یہودیوں کا ان کے سر پر قائم رہتا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ قرآن میں ان کی موت کا کہیں ذکر نہیں۔ گویا ان کی خدائی کیلئے ایک وجہ پیدا کرتے ہیں۔ تیسری نامرادی کی حالت میں آسمان کی طرف ان کو کھینچتے ہیں۔ جس نبی کے ابھی بارہ[۱۲] حواری بھی زمین پر موجود نہیں اور کار تبلیغ ناتمام ہے اُس کو آسمان کی طرف کھینچنا اُس کیلئے ایک دوزخ ہے کیونکہ رُوح اس کی تکمیل تبلیغ کو چاہتی ہے اور اس کو برخلاف مرضی اس کی آسمان پر بٹھایا جاتا ہے۔ مَیں اپنے نفس کی نسبت دیکھتا ہوں کہ بغیر تکمیل اپنے کام کے اگر مَیں زندہ آسمان پر اُٹھایا جاؤں اور گو ساتویں آسمان تک پہنچایا جاؤں تو مَیں اِس میں خوش نہیں ہوں کیونکہ جب میرا کام ناقص رہا تو مجھے کیا خوشی ہوسکتی ہے۔ ایسا ہی ان کو بھی آسمان پر جانے سے کوئی خوشی نہیں۔ مخفی طور پر ایک ہجرت تھی جس کو نادانوں نے آسمان قرار دے دیا خدا ہدایت کرے۔

والسّلام علیٰ من اتبع الهدیٰ۔ المشتہر میرزا غلام احمد قادیانی ۲۷؍ نومبر ۱۹۰۲ء

ٹائیٹل بار اول

هذا كتاب ألهمته من تأييد ربي المنّان

ووالله إنه من قوة ربي لا من قوة الانسان

وإنه لآية عظيمة لمن فكر وخاف الديّان -

وإني سمّيته

مواهب الرحمن

وأنا عبد الله الأحد غلام احمد عافاني الله

وأيّد وجعل قريتي هذه قاديان

دار الاسلام ومهبط الملائكة

الكرام

(آمين)

قد طبع في مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتمام

الحكيم فضل الدين البهيروي لاربعة عشر خلون

من شوال سنة ١٣٢٠ھ مطابقاً لاربعة عشر خلون من

شهر جنوري سنة ١٩٠٣ء

التعداد ٢٠٠٠

أحلِفُ باللهِ كلَّ مَنْ بلغتْه هٰذه الأوراقُ أنْ يُشيعوها في جرائدِهم، وسيَجْزيهم العليمُ الخلّاقُ

من قسم بخدا بر آن صاحب اخبار را میدہم کہ این ورقہا بدو رسند کہ این ہا را در اخبارات خود شائع کنند خدائے علیم و خلّاق ایشان را جزا خواہد داد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

﴿۱﴾

اللِّواء ـ وَآيَةٌ مِّنَ السَّمآء

پرچہ اخبار لواء و نشانے از آسمان

قد اعترض علينا صاحب اللواء☆، عفا الله عنه وغفر له
بر ما صاحب اخبار لواء (کہ از مصر می برآید) اعتراضے کردہ است خدا از و درگذرد و آن گناہ او بہ بخشد

خطأه الذى صدر منه من غير عزم الإيذاء. قال: وردَت
کہ از و بغیر قصد ایذاء صادر شدہ است۔ او گفتہ است کہ بما پرچہ

إلينا نشرة باللغة الإنكليزية متضمنة آراء المسيح الذى ظهر
اخبارے رسیدہ بزبان انگریزی کہ متضمن بود بر رائے آن مسیح کہ در بعض

فى بعض البلاد الهندية، و ادعى النبوة، و ادعى أنه هو عيسٰى
بلاد ہندیہ ظہور کردہ است ودعویٰ نبوت کردہ وگفتہ کہ آن عیسیٰ کہ آمد نش

ليجمع الناس علٰى دينٍ واحدٍ وليهديهم إلى سبيل التُّقٰى.
موعود بود آن منم تا کہ مردم را بر دینِ واحد جمع کنم وسوئے راہ تقویٰ ایشان را رہبری نمایم

وإنه زعم أنّ التطعيم ليس بمفيد للناس، واستدل بآية
واین شخص گمان بُردہ است کہ آن خال زدن کہ از بہر طاعون می کنند ہیچ فائدہ ندارد۔ و بآیۃ

☆ مصطفیٰ کامل پاشا صاحب جریدة اللواء المصرية (شمس)

﴿۲﴾

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ ، فانظروا إلى سقم هذا القياس . ثم بعد ذالك
قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا [1] استدلال کردہ پس بہ بینید سقم این قیاس را بعدازین

قال صاحب اللواء :إن هذا المدعى يزعم أن ترك الدواء هو مناط
صاحب لواء میفرماید کہ این مدعی گمان میکند کہ ترک دوا مدار

التوكل على واهب الشفاء . وليس الأمر كذالك .فإن الاتكال على الله
توکل است برخداوند شفا بخشندہ حالانکہ امر واقعہ چنین نیست چرا کہ توکل برخدائے عزوجل

تعالى هو العمل بمقتضى سنّته، التي جرت في خليقته، وقد أُمرنا في القرآن أن
این معنی دارد کہ بمقتضیٰ آن سنت و عادت عمل کردہ شود کہ در مخلوقات او جاریست وما در قرآن ماموریم کہ

ندرَأ الأمراض والطواعين بالمداواة والمعالجات، ولا نجد فيه
مرضہا و طاعونہا را بدواہا و علاجہا ازالہ نمائیم ودر قرآن ازان سخنہائے بیہودہ

شيئا مما قال هذا الرجل من الكلِم الواهيات . بل الاتكال بالمعنى الذى
نمی یابیم کہ این شخص میگوید بلکہ لفظ توکل بآن معنی کہ

يظن هذا المدعى هو عدم الاتكال فى الحقيقة، فإنه خروجٌ من السنة الجارية
این مدعی خیال میکند درحقیقت آن عدم توکل است چرا کہ درین خروج است از سنت جاریہ

المَحْسُوسَةِ المشهودة فى عالَم الخَلْق، وخلافٌ لآية : لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ [2]
محسوسہ مشہودہ در عالم آفرینش ودرین مخالف است آیہ کریمہ را کہ لاتلقوا بایدیکم الی التهلكة است۔

هذا ما قال صاحب اللواء وما تَظنّى .فالأسف كل
این آن اعتراض است کہ صاحب لواء کردہ وگمان بدبُردہ پس چہ افسوس ہا کہ

الأسف عليه أنه اعترض قبل أن يُفتّش وتَجنّى .ولما قرأتُ ما أشاعَ
بروی آید کہ بدون تفتیش براعتراض آمادہ شدہ وعیب جوئی کردہ وہرگاہ من آن مضمون را

وأَمْلٰى، قُلْتُ :يا سبحان الله ! ما هذا الكذب الذى على مِقْوَله جرَى؟
خواندم کہ اشاعت کرد و نبشت ، گفتم سبحان اللہ این چہ دروغے است کہ برزبان او جاری شد۔

[1] التوبۃ:۵۱ [2] البقرۃ : ۱۹۶

﴿۳﴾

وَإنی ما تفوهتُ قطُّ بهذا فكيف إلىّ هذا القول يُعزى؟ يطلبنی فی
ومن گاہے این چنین کلمات برزبان نرانده ام پس چگونه سوئے من منسوب کرده شدند۔ این کس مرادر بیابان

نياط وأنا على بساط، ويُبيّن ما فُهتُ به بصورة أُخرٰی. فأقول: علٰى
می طلبد ومن بربساطے نشسته ام وآن سخنها میگوید که بصورت دیگر گفته بودم۔ پس میگویم

رِسْلِك يا فتٰى.. ولا تَعْزِنِی إلٰى قولٍ ما أتعزَّى. ومِن حُسْن خصائل
که آہسته باش اے جوان ومرابسوئے آن سخن منسوب مکن که من خودرا سوئے آن منسوب نمی کنم واز سیرتہائے نیکو

المَرْءِ أن يُحقق ولا يعتمد على كلّ ما يُروٰى. فاتق الله يا من يُجرّح جِلْدتی
که مردرا می شائد اینست که تحقیق کند و بر ہر روایتے که بشنود اعتماد نه نماید۔ پس بترس از خدا اے که پوست مرا مجروح

ويُشهّر مَنقصتی، وتعال أقصّ عليك قصّتی، واسمع منی معذرتی،
می کنی ومنقصت من مشہور می نمائی وبیا که برتو قصه خود می خوانم وعذر من بشنو

ثم اقض ما أنت قاض، واخْطُ خطوة التقٰى، واسلُكْ سبيل التقوى، ولا تَقْفُ
باز ہر فیصله که میخواہی اختیار تست که کرده باشی وہمچو پرہیزگاران گام بزن وراہِ پرہیزگاری برو وپس آن چیز مرو

ما ليس لك به علم ولا تتبع الهوى. إنی امرؤ يكلّمنی ربّی، ويُعلّمنی من لّدُنه،
که بروبوجه یقین اطلاع نداری وہواپرستی مکن من مردے ام که بامن خدا گفتگو میکند واز خزانه خاص خود مرا

ويحسن أدبی، ويوحی إلیّ رحمة منه، فأتّبع ما يُوحٰی، وما كان لی أنْ أترك
تعلیم میدہد وبادب خود مرا تادیب می فرماید واز رحمت خود برمن وحی می فرستد۔ پس من وحی او را پیروی میکنم ومرا چه شد که

سبيله وأَخْتارَ طُرقًا شتّى. وكلّ ما قُلتُ قلت من أمره، وما فعلت شيئًا
راه او بگذارم وطریقه ہائے متفرق اختیار کنم۔ وہرچه گفتم از امر او گفتم واز خود چیزے

عن أمری، وما افتريت على ربّی الأَعلٰى، وقد خاب من افترٰى. أتعجب
نه کرده ام وبرخداوند بزرگ خود دروغے نه بستم وہلاک شدنی است آنکه مفتری است چه ازین

من هذا؟ فلا تعجب من فعل القدير الذی خلق الأرض والسّماوات العُلٰى،
کاروبار تعجب میکنی پس برکار آن قادر ہیچ تعجب مکن که زمین وآسمان ہائے بلند را پیدا کرده است۔

﴿۴﴾

وإنه يفعل ما يشاء، ولا يُسأل عما قضٰى. وعندى منه شهادات كثيرة،
واو ہرچہ خواہد میکند ونتوان پرسید کہ چہ کردہ است ونزد من ازو بسیار شہادت ہا است

وإنه أرى لِى آياتٍ كُبْرٰى، وله أَسْرارٌ فى أنباء وحيه الذى رزقنى ورُموزٌ
واو نشانہائے بزرگ برائے من بنمود۔ ودر اخبار غیبیہ وحی او کہ مرا روزی کرد۔ راز ہا و رمز ہا ہستند

لا تُدركها عقول الورٰى. فلا تُمارِنى فى ترك التطعيم، ولا تكن كمثل من أغفل
کہ عقل انسانی بدان ہا نمیرسد۔ پس با من در ترک خال زدن طاعون مجادلہ مکن وہمچو آن شخص مباش

الله قلبه فاتّخذ أسبابه إلٰهًا وكان أمره فُرُطًا. ولكلِّ سببٍ إلٰى ربّنا المُنتهٰى،
کہ خدا دلِ او غافل کرد پس اسبابِ خود را خدائے خود گرفت واز حد تجاوز کردن کار او شد و ہر سبب را تا خدائے ما

ويَفْنى السبب بعد مراتب شتّٰى. ثم تأتى مرتبة الأمر البحت
انتہاء ست وناچند واسطہ سلسلہ سبب مفقود میگردد۔ بعد ازان مرتبہ امر خالص می آید کہ دران مرتبہ ہیچ

لا يشار فيه إلى سبب ولا يومٰى، ويبقى الله وحده وتُقْطَع الأسباب
چیز را سوئے سبب منسوب نتوان کرد وباقی ماند خدائے واحد تنہا واسباب منقطع کردہ می شوند

وتُمحٰى. وليس للأسباب إلّا خطواتٌ، ثم بَعْده قدرٌ بَحْتٌ لا يُدْرَك
ومحو میشوند۔ واسباب را چند قدم اندیش نیست بعد ازان قدرت خالص است کہ غیر مدرک

ولا يُرٰى، وخزائن مخفية لا تُحَدّ ولا تُحصٰى، وبحرٌ لا ساحل له، ودَشْتٌ
وغیر مرئی است۔ وخزانہ ہائے پوشیدہ ہستند کہ لا تُعد ولا تُحصٰی است ودریائیست کہ اورا کنارہ نیست ودشتے است

نَطْناطٌ لا يُمْسَح ولا يُطوٰى. أعُطّلتِ القدرةُ البحتُ وبقى الأسباب؟
دراز کہ قابل مساحت وطے کردن نیست۔ آیا قدرت خالص معطل گردید وصرف اسباب باقی ماندند

تلك إذا قسمة ضيزى! أَلا تعلم كيف خلق الله آدم وعيسٰى، وتتلو ذكرهما
این تقسیم خالی از عدل است آیا نمیدانی کہ خدا آدم وعیسیٰ را چگونہ پیدا کردہ بود وتو در

فى القرآن ثم تنسى؟ أنسيت قصة الكليم وفلق البحر العظيم، إذْ أَجاز
قرآن ذکر آن ہر دو میخوانی وباز فراموش میکنی آیا قصہ موسیٰ را فراموش کردی وداستان شگافتن دریا یاد نداشتی

البحرَ وأُغرِقَ فرعون اللئيم؟ فبيِّنْ لنا أى فُلْكٍ كان ركِبه موسٰى؟ وما قص الله ﴿۵﴾
وقتیکہ او بسلامت از دریا بیرون رفت وفرعون لئیم غرق شد پس مارا جواب دہ کہ بر کدام کشتی موسیٰ از دریا گذشتہ بود

هذه القصص عبثًا بل أودعها معارف عُظمٰى، لتَعلمُوا أنّ قدرة اللّه
وخدا تعالیٰ این قصہ ہا را بطور عبث ذکر نہ کردہ است بلکہ دران ہا بسیارے از معارف عظیمہ ودیعت نہادہ تا کہ شما بدانید کہ

ليستْ مُقيّدةً فى الْأَسباب، وليزداد إيمانكم وتفتح عيونكم وتنقطع عروق
قدرت او سبحانہ در اسباب مقید نیست وتا کہ ایمان شما زیادہ گردد وچشم بکشاید ورگہائے شک

الارْتِيَاب، ولتعرفُوا أنّ ربّكم قديرٌ كاملٌ ما سُدَّ عليه باب من الأبواب،
منقطع شوند وتا کہ بشناسید کہ خداوندِ شما خداوندیست قادر بروہیچ درے از درہا مسدود نیست

ولا تنتهى قدرته ولا تبلٰى. ومن أنكر سعة قدرته وقيّدها بسببٍ لقلة
وقدرت او انتہائے ندارد ونہ کہنہ میشود وہر کہ از وسعت قدرت او منکر شد وبہ سببے اورا مقید گردانید

فطنته فقد خرّ مِن ذُرَى الصدقِ وهوٰى، وكان خروره أصعب و أَدْهٰى .
پس او از کوہِ صدق بیفتاد و افتادنِ او بسیار سخت شد

فلا تسُبّ الذين يتركون بعض الأسباب بأمر الله الوهّاب، ولا تُقيِّدُ
پس کسانے را دشنام مدہ کہ بہ حکم خداوندی ترکِ بعض اسباب میکنند وسنت ہائے

سنن الله فى دائرةٍ أضيق وأغسٰى. اعلم أن الأسباب أصل عظيم للشرك
خدارا در دائرہ تنگ وتاریک مقید مکن وبدان کہ بتحقیق اسباب اصلی عظیم ست مر شرک را

الذى لا يُغفَر، وأنها أقرب أبواب الشرك وأوسعها للذى لا يحذر، وكم
کہ بخشیدہ نخواہد شد۔ وآن از درہائے شرک قریب تر درے ست وفراخ تر برائے کسے کہ از وپرہیز نمی کند۔

من قوم أهلكهم هذا الشرك وأردى، فصاروا كالطبعيّين والدهريّين،
وبسا قوم ہا کہ این شرک اوشان راہلاک کردہ است پس ہمچو طبعیان و دہریان شدند

يضحكون على الدّين متصلفين ومستكبرين، كما تشاهد فى هذا الزمان وترىٰ .
و ازراہِ گزاف وتکبر بر دین می خندند چنانچہ درین زمان مشاہدہ میکنی ومی بینی

﴿۶﴾

وّلا نمنع من الأسباب على طريق الاعتدال، ولكن نمنع من الانهماك فيها
وماازاستعمال اسباب بطریق اعتدال منع نمیکنیم لیکن ازین منع میکنیم کہ ہمہ تن براسباب خودرااندازندودران منہمک

والذهول عن الله الفعّال، ومَن تمايل عليها كل التمايل فقد طغٰى .ثم
شوندوخدائے کارساز رافراموش کنندوہرکہ براسباب بتمام ہمت خودافتادواوازحدتجاوزکردہ است۔ باز

مع ذالك إن كان ترك الأسباب بتعليم من الله الحكيم، فهِيَ آية من آيات
باوجوداین کہ ذکرکردم اگرکسےاسباب رابتعلیم خداوندحکیم ترک کنند پس آن نشانے ازنشانہائے

الله الجليل العظيم، وليس بقبيح عند العقل السليم، وقد سمعتَ أمثالها
خداوند بزرگ است ونزدعقل سلیم جائے اعتراض نیست ودرمیان گذشتہ مثالہائے

فيما مضٰى.واعلمْ أن لأولياء الله بعضَ أفعال لا تدركها العقول، ولا
آں شنیدستی۔ وبدانکہ اولیاءخدارا بعض افعال می باشندکہ عقلہائے انسانی تا بکنہ ہائے آن ہانمیرسد

يعترض عليها إلا الجهول .أنسيت قصّة رفيق موسٰى وهى أكبر من قصّتى
واعتراض نمیکند برآن افعال مگرشخصے نادان۔ آیا فراموش کردی قصہ رفیق موسی راوآن قصہ ازقصۂ من بزرگتر است

كما لا يَخفَى؟ إنّه قتل نفسًا زكيّةً بغير نفس، ومُنِع فما انتهٰى، وخرَق السفينة
او نفسے بے گناہ رابکشت بغیرآنکہ بقصاص نفسے دیگرکشتہ باشدومنع کردہ شدپس باز نیامدوکشتی رابشکست

وظُنّ أنه يُغرق أهلها وجاء شيئا إِمْرا .ثم هٰهنا نكتة لطيفة وهو أنّ
حتی کہ گمان کردہ شدکہ اہل کشتی غرق خواہندشدواین آن حرکتہاازوصادرشدندکہ عقل آن ہاراقبول نمیکندازاینجانکتہ است لطیف

الأسباب خُلقت للأولياء ، ولو لا وجودهم لبطلت خواص الأشياء ،
وآن اینست کہ ہمہ اسباب دراصل برائے اولیاء پیداکردہ شدہ اندواگروجودایشان نبودے پس البتہ خواص ادویہ ہمہ باطل گردیدے

وما نفَع شيء من حيل الأطبّاء ، وأنهم لأهل الأرض كالشفعاء ، وأن وجودهم
وچیزےازحیلہ ہائے طبیبان فائدہ نکردےوبتحقیق وجوداولیاءاہل زمین راہمچوشفاعت کنندگان است وبلکہ وجود

حِرْزُهم، ولولا وجودهم لمات الناس كلّهم بالوباء. فليس الدواء فى نفسه
شان برائے زمینیان تعویذ است واگروجوداوشان نبودے ہمہ آدم بہ وبامردندے پس دوادرنفس خودچیزےنیست



شيئًا، بل يأتي الفضل من السّماء، كما قال لي ربّي في وحيٍ منه" : لولا الإكرام

بلکہ فضل از آسمان می آید چنانچہ خداوندِ من مرا در وحی خود فرمودہ کہ اگر من در ایام و بار عایت عزت تو

لهلك المقام"، وإنّ في ذالك لعبرة لمن يخشٰى .ثم جرت عادة اللّٰه أنّ

نمیداشتم ہمہ را ہلاک کردمی و یک کس زندہ نماندے و درین وحی الٰہی جائے عبرت گرفتن است برائے آنکہ می ترسد باز عادت الٰہی چنین

بعض الناس يُبتَلون بكَلِم أَوْلِيَائه ولا يتدبرون ولا يفهمون، ويُضل الله بهم

جاری شدہ کہ بعض مردم بکلمات فرستادگان او در امتحان می افتند و در گفتار اوشان تدبر نمیکنند و نمی فہمند و خدا بگفتار شان

كثيرا، ويهدى بهم كثيرا، وكذالك قَدَّر وقضٰى .ولا يضلّون إلا الذين في

بسیار کس را گمراہ میکند و بسیار کس را ہدایت میدہد و ہمچنین از ابتدا مقدر کردہ است و حکم فرمودہ و گمراہ نمی شوند مگر آنانکہ در

قلوبهم كبرٌ فهُمْ لكبرهم ينطحون، ولا يخافون يوم الحساب، ويصرّون

دل اوشان تکبر است پس اوشان بوجہ تکبر اوشان سرون می زنند۔ و از یوم محاسبہ نمی ترسند، و نہ تقویٰ اختیار

علٰى ما يقولون، وما لهم بِهٖ علم ولا يتّقون، ويسبّون رسل ربهم بغير علم ويعترضون

می نمایند و فرستادگان خدا را دشنام میدہند و برقول پوشیدہ ایشان اعتراض نمایند

علٰى قولهم الأَخفٰى .ولا يُهدَونَ إلى نورهم لِشقْوةٍ سبقت، ولذنوب كثرت،

و سوئے نور شان رہنمائی این کسان کردہ نمی شود و این برائے آن شقاوت کہ در زمن پیشین از ان حصہ گرفتہ بودند و برائے

ولمعاصي بلغت إلى المنتهٰى .فلا يَرون إلّا عيوبهم ولا يُوفَّقون، ويُغشّى الله

آن گناہان کہ بکثرت کردہ بودند و برائے آن معصیت کہ تا انتہا رسیدہ بود پس نمی بینند مگر عیبہائے اولیائے خدا را و توفیق خیر نمی یابند

أبصارهم لئلّا يبصروا، ويُصمّ آذانهم لئلا يسمعوا، ويختم على قلوبهم لئلا يفهموا،

و خدا چشمہائے ایشان می پوشد تا نہ بینند و گوش ایشان را کر میکند تا نشنوند و بر دلہائے شان مہر میکند تا نفہمند☆ پس اولیاء

فينظرون إليهم وهم لا يبصرون. ذالك بما قدمت أيديهم وبما تمايلوا على الدنيا،

خدا را باوجود دیدن نمی بینند و سوئے شان نظر میکنند مگر ایشان از نظر شان پوشیدہ می مانند این بشامت آن اعمال کہ پیش ازین کردہ بودند

وداسوا تحت أقدامهم دَارالعُقبٰى. يسبّون ولا يظلمون إلّا أنفسهم ويُبارِزون اللّٰه الأغنٰى.

بوجہ اینکہ بر دنیا سرنگون کردند و دارِ عقبیٰ را زیر قدمہائے خود کوفتند دشنام میدہند و ظلم نمیکنند مگر بر نفسہائے خود و با خدائے غنی در جنگ مشغول اند

☆ ایڈیشن اول میں سہو کتابت سے ’’نشنوند‘‘ لکھا گیا ہے۔ روحانی خزائن میں اسے درست کر دیا گیا ہے۔ (ناشر)

﴿۸﴾ وَّإنْ سبُّهم إلّا حسرةٌ عليهم وحفرةٌ من النّار، فيقربون الحُفرة ظلمًا وطغوى، ومن دنا

ودشنام دادن شما ایشان راموجب حسرتہا خواہد شد و آن دشنام سوراخی ہست از آتش برائے شان پس از روئے ظلم وزیادتی بدان سوراخ قریب تر

منها فقد تردّى. يقولون ما رأينا من آية وما رأينا من أمرٍ عجيب. يا سبحان الله!

میشوند و ہر کہ بدان نزدیک شد پس ہلاک گردید۔ میگویند کہ ما ہیچ نشانے ندیدہ ایم و نہ امرے عجیب مشاہدہ کردہ ایم سبحان اللہ این چہ

ما هذه الأكاذيب؟ ما لهم لا يخافون أيام الحسيب؟ وقد رأوا منّي أكثر من مائة ألفٍ آياتٍ

دروغہا ہست کہ میگویند وچہ شد ایشان را کہ از روز محاسبہ نمی ترسند حالانکہ زیادہ از یک لک نشانہائے من دیدہ اند۔

وخوارقَ ومعجزاتٍ، فنَسِيَ كل منهم ما رأى. فكيف إذا سُئِلوا يوم القيامة وكُشِفَ

پس ہر چہ دیدند فراموش کردند پس روز قیامت حال شان چہ خواہد بود و آن وقت چہ خواہند کرد چون ازین انکار پرسیدہ شوند

ما كتموا، وأتوا ربّهم بنفسٍ تتعرّى؟ وإنّ لعن الصادقين المرسلين ليس بِهَيِّنٍ،

وظاہر گردد ہر چہ پوشیدہ میکردند و بحضور خداوند خواہند آمد برہنہ ونتوانند کہ عیبہائے خود بپوشند ولعنت کردن بر راستبازان و مرسلان

فسوف يرون ثمرة ما يبذرون، ويرون من أُخِذَ ومن نجى. وإن الله يأتي ينقُص

امرے سہل نیست پس عنقریب ثمرہ کاشتہء خود خواہند دید و زود تر خواہند دید کہ کدام کس گرفتار شد و کدام کس نجات یافت۔ وخدا می آید

الأرضَ من أطرافها، فيُرى الفاسقين ما أرى في قرونٍ أُولٰى. وإن لحوم أوليائه مسمومة،

بدین طور کہ اول از اطراف کاروبار خود شروع کردہ است باز فاسقان را آن چیزے خواہد نمود کہ پیشینیان را نمودہ است وگوشتہائے

فمن أكلها بالاغتياب والبهتان عليهم فقد دعا إليه الردى. وسيبدى السمّ

اولیائے خدا زہرناک میباشند پس ہر کہ بغیبت ولعنت کردن آں گوشتہا را بخورد او موت را سوئے خود بخواند وعنقریب آن زہر تاثیر ہائے خود

آثاره، ولا يفلح الفاسق حيث أتى. وإن الله غيور لنفوسهم كما هو غيور لنفسه،

ظاہر خواہد کرد و مردے بدکار رہائی نخواہد یافت ہر جا کہ برود وخدا برائے اولیاء خود چنان غیرتے دارد کہ برائے نفس خود میدارد

فلا يترك من عادٰى، فانتظروا المدى. وإنّ أشقى النّاس من عاداهم وإن

پس نمیگذارد آن کس را کہ دشمنی کردہ است پس غایت کار را منتظر باشید و بدبخت تر از مردمان آن کسے است کہ با اولیاء خدا عداوتے دارد

أَسْعدَهم من وَالٰى. وإنّي والله من عنده، وهو لي قائم، فما رأيك أيها العزيز.

وسعید تر از یشان آن کس است کہ با ایشان محبت می ورزد ومن بخدا از نزد اوٗ ہستم و او برائے من استادہ است پس چہ رائے تست اے عزیز

أتقبل أَوْ تأبٰی؟ وما أنکرنیْ إلّا الذی خاف الناسَ، أو کان من الذین ﴿۹﴾
قبول میکنی یاانکار و انکارِمن ہیچکس نمیکند بجز آنکس کہ ازمردم بترسد یامتکبرے

یستکبرون، أَوْ ما فکّر حَقَّ فکره، فتخلَّفَ مع الذین یتخلّفون، أو لم یصبر علٰی ما
باشد۔ یادرکارمن چنان فکرنہ کرد کہ حق فکر کردن است وباتخلف کنندگان تخلف کرد یابرابتلاۓ

ابتلاه به اللّٰه، فعثر وصار من الذین یهلکون. اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا
کہ ازخدارسید برصبر کاربندنشد وبسرافتاد وازانان گردید کہ ہلاک شدہ اند چہ گمان دارند کہ خداازیشان

اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ [1] وقد ردِف الابتلاء نفوسَهم وأموالهم و
بدین قدرراضی گردد کہ دعویٰ ایمان آوردن کنند وہنوزازروۓ اعمال امتحانِ شمانہ کردہ باشد وبتحقیق بلا

أعراضهم، لیعلم اللہ أنهم کانوا یصدُقون وما کانوا کحَطَبٍ یتشظی.
درپس جانہاۓ اوشان ومالہاۓ ایشان وآبروۓ اوشان ست تاخدابداند کہ ایشان صادق ہستند وہیچوآن ہیزم

ثُمّ اعلم أَیُّها العَزِیْز، أنّی لستُ کرجل یخالف الأسباب من تِلقاءِ نفسه
نیستند کہ باندک صدمہ پارہ پارہ میشود باز بدان اے عزیز کہ من ہیچومردے نیستم کہ ازراۓ خودترک اسباب

ویسلک مسلک الحمقٰی، بل أعلم أن رعایة الأسباب شیء لا یُترک و
کند وراہ نادان اختیارنماید۔ بلکہ میدانم کہ رعایت اسباب چیزے است کہ بجز ارشادوحی الٰہی

لا یُلغٰی إلا بعد إیحاء اللہ الوهاب، وما کان لبشر أن یترک الأسباب
ترک نتوان کردوابطال آں نتوان نمود۔ وہیچ انسان رانمی رسد کہ اسباب را بجز

من غیر وحی انجلٰی. فلا تعجَلُ علیّ من غیر بصیرة، ولا تجعلنی دَرِیّةً لرماحک
وحی جلی فروگذارد۔ پس بغیر بصیرت برمن عجلت مکن ومرانشانہ نیزۂ خودمگردان و نشانہ

وغرضًا لعائر یُرْمٰی .إنک لا تعلم دخیلة أمری وخَبِیْءَ باطنی، فلیس لک
تیرہوائی مرامکن کہ مقصدآن معین نیست توراز اندرون مرانمی دانی وبرپنہانی باطن من اطلاۓ نداری پس ترا

أن تَزْرِیَ قبل أَنْ تدری، وکذالک من السعداء یُرْجٰی .وقد أرسلنی
نمیرسد کہ عیب گیری من کنی وہنوزازحقیقت من بیخبرباشی وازسعیدان امید ہااست کہ ہمچنین کنندومراآن خداۓ

[1] العنکبوت:۳

﴿۱۰﴾

ربّی الّذِی لا یترک المخلوق سدی .وإنّی واللّٰهِ صدوق وما کُنتُ أن أتمنّٰی،
فرستادہ است کہ مخلوق خودراضائع نمیگذارد۔ومن بخداصادقم وآن نیستم کہ دروغ بگویم۔

ففکّرْ وکذالک من الکرام أتمنّٰی، ولا تجادِلْنی فی ترک التطعیم، وقُلْ
پس فکر کن وہمچنین از بزرگان امیدے دارم ودربارہ ترک خال زدن بامن مجادلہ مکن وبگو کہ

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا .ولـلّـهِ تصرّفاتٌ فی مخلوقه بالأسباب ومن دون الأسباب
اے رب من علم من زیادہ کن۔ومرخدارادرمخلوقات خودتصرف ہاست بااسباب وبغیراسباب۔

ویعلمها أولو النهٰی .بل هذا کاللُّبّ وذاک کالقشُر، فلا تقنع
وعقلمندان اورا میدانند بلکہ تصرف بےاسباب ہمچو مغزاست وبااسباب ہمچو پوست پس ہمچو فرقہ

بالقشر کالقَدریّة، واطلُبْ سرَّ أقداره لیُعطٰی .
قدریہ برپوست قناعت مکن و از قدرتہائے او تعالیٰ بجُو تاتراعطاشود۔

إنّ الله یفعل ما یشاء ، ولا تُدْرکه الأَبْصار، ولا تحدّه الآراء ، ولا
خداہر چہ خواہدمیکند وچشم ہا بکنہ قدرت اونتوانند رسیدورائے ہاحد بست اونتوانند کرد و

یحتاج إلی مادةٍ وهَیُولٰی .وإنّه قادرٌ علی أن یشفی المرضی من غیر دواءٍ،
اوحاجت مادہ و ہیولیٰ نمیدارد و او قادرست کہ مریضان را بغیر دوا شفادہد

ویخلق الوُلْدَ مِنْ غَیْرِ آباءٍ، ویُنْبت الزّرع مِنْ غَیْرِ أَنْ یُسْقٰی .وما کان
وفرزندان رابغیر پدر پیداکند وکشت رابغیرآب پاشی بکمال او رساند وطاقت دوا

لدواءٍ أن ینفع من غیر أَمْر ربّنا الأَعْلٰی. یودع التأثیرَ فیما یشاء ، وینزع
نیست کہ بغیرامر خداوند بزرگ ما نفع رساند اودر ہر چہ خواہد تاثیرودیعت می نہدواز ہر چہ خواہد

عما یشاء ، وله الأمر فی الأرض والسّماوات العُلٰی .ومن لم یؤمن بتصرفه التّام،
آن تاثیر بیرون میکشد ومراوست راحکم درزمین ودرآسمان ہائے بلندوہرکہ برتصرف تام اوایمان نیاردونشناسدآن امر

ولم یعرف أمره الذی لم یَأْبَه ذرّةٌ من ذرّات الأنام، فما قدَره حقّ قدره،
اوراکہ یک ذرہ از ذرّات مخلوق ازوسر باز نتوانند زد پس اوقدرومنزلت خدارانشناخت چنانچہ حق قدر شناختن است



ومَا عَرفَ شأنه وما اهتدیٰ .ومَن ذا الـذی حَدَّ قوانینَ قُدرتهٖ، أو أحاط علمُه
ونہ شناسائے شان اوشد ونہ ہدایت یافت وآن کیست کہ حد بست قوانین قدرت اوکردہ است یا علمِ او بر سنت او
بِسُنّته؟ أتعلم ذالک الرجل علی الأرض أو تحت الثریٰ؟ أتقول کیفَ تُبرَأُ الْمَرضٰی
سبحانہ محیط گردیدہ آیا این چنین کس را بر زمین یا زیر زمین میدانی آیا میگوئی کہ چگونہ مریضان
بغیر دواءٍ ..ذالک أَمْرٌ بعیدٌ؟ وقد بَرَأَک اللّٰه ولم تکُ شَیْئًا، ثم یُفنی ثم یُعِید،
بغیر دوا بہ شوند این امریست بعید از قیاس حالانکہ خدا ترا پیدا کرد وتو چیزے نبودی۔ باز ہلاک خواہد کرد باز
وذاک فعلٌ قد جریٰ فیک فکیف عنه تحید؟ فاتق اللّٰه ولا تُنکر قدرته العظمٰی .
از سر نو اعادہ خواہد نمود وآن کاریست کہ در تو جاری گردیدہ پس چرا از و منحرف میشوی پس از خدا بترس وقدرت
وإنّ الـطاعُـون تَـرمـی بشـررٍ یُـقعِص علی المکان، فبأیّ دواءٍ یُرجی الأمان؟
بزرگتر او را فراموش مکن وطاعون اخگرہا می بارد و بر مکان خود میکشد و نگذارد کہ انسان ازان حرکت کند پس
وإنّ الـدواء ظـنـون، والـظـنّ لا یـغـنی من الحقّ یـا فتیـان .أتـذکـر التـطعیم؟
بکدام دوا از وامن امید داشتہ آید۔ دوا صرف گمانہا ہستند پس گمان حکم یقین ندارد۔ اے مردان آیا خال زدن
وإنّـه شـیء لا یـغـنـی مـن لَهَـبٍ بسَـط جناحه علی جمیع البلدان، فما عندکم
را یاد میکنی وآن چیزے است کہ برائے دفع آن زبانہ آتش کافی نیست کہ جناح خود در تمام شہرہا دور کردہ است و
مـن تـدبیـر یـمنع قضاء السّماء ویردّ هذا الثعبان .وإنّهـا بـلیّة تری القوم منها
نزد شما کدام تدبیر است کہ قضائے آسمان را منع کند و این ماررا ردّ کند و این بلائے است کہ می بینی ازان قوم را
صَـرْعٰی .وقـد ضـل الـذیـن زعـمـوا أنهـم أحـصـوا سنن اللـه وأنهم بقوانینـه
مردہ افتادہ وگمراہ شدند کسانیکہ گمان میکنند کہ ما سنتہائے خدا را حصر کردیم وزعم کردند کہ اوشان بر قانونِ قدرت
یحیطون .سبـحـانه وتعالٰی عما یصِفون !وإن هـم إلّا کَالعُمْی أو أضَلُّ سبیلا .
احاطہ میدارند خدائے ما ازان منقصت برتر است کہ بسوئے او منسوب میکنند ونیستند اوشان مگر ہمچو نابینایان یا
بـل الـحـق أنّ سُـنّتـهٗ أَرفـع من التَّحْدِیْدِ والإِحْصَاءِ ، وله عادات، فیخرق بعض
از وشان بدتر بلکہ حق این ست کہ سنت او بلند تر از تحدید وشمار کردن است واو عادات میدارد پس بعض

﴿۱۲﴾ عـادا تــه لــلأحبّــاء والأتــقيــاء ، ويُـبـدی لهـم مـا لا يُتصـور ولا يُـر ی .
عادتہائے خودرا برائے دوستان خود پرہیز گاران می شگافد وترک آن می نماید وآن امور برائے اوشان پیدا میکند کہ
ولـو لا ذالک لشَـقِـیَ طُلّابُـه، ونُـكّـِرَ جنـابُـه، ومـات عُشّـاقه فی الحُجبِ
بالاتر از تصور ورویت اند واگر چنین نبودے۔ پس جویندگان اونا کام ماندندے وحضرت اوعز اسمہ ناشناختہ ماندے وعاشقان او
والـغشـاءِ والـعـمٰـی . ووالـلّٰـهِ لـولا خرق العادت لضاعت ثمرات العبادات،
در پردہ ہا وکوری مردندے۔ وبخدا اگر خرقِ عادات نبودے البتہ ہمہ ثمرہ ہائے عبادات ضائع گشتندے
وَمـاتـت عبـادُه تـحـت مـكـائـد أهـل المعادات، ولـصَار المنقطِعون خاسرين
وبندگان خاص خدا زیر مکر ہائے دشمنان مکار بمردندے۔ وآنانکہ سوئے او آمدہ واز ہمہ بریدہ اند
فی الدنيا والأُخرٰی، ولضاعت نفوسُهم مِنَ الهِجْرَانِ، وماتوا وما لهم عينان، وما
در دنیا درین زیان کار شدندے واز جدائی حضرت عزت جانہائے ایشان ضائع گشتے وبغیر چشم بینا بمردندے وہیچو
كـان أحد كمثلهم أَشقٰی .وإنّ الـلّـه جَـنّتهم وجُنّتهم، وإنهم تركوا له عيشهم
اوشان ہیچکس بدبخت نبودے۔ وخدا بہشت ایشان است وسپر ایشان است۔ واوشان برائے اوعیش وراحت
وراحتهـم، فـكيف يتـرك الـحِبّ مَن كان له؟ بل يسعی فضله إلی من مشٰی .
خودرا ترک کردہ اند پس چگونہ آن دوست آنکس را ترک کند کہ ہمہ تن برائے اوشدہ است بلکہ ہر کہ سوئے او برفتار آہستہ
والـخـلق عُـمْـیٌ كلّهم لا يعرفون أولياء ه، فيعرّفهم بآياتٍ يجلّيها كالضّحٰی .
آمد او سوئے او مید ودو مردم ہمہ نابینا اند دوستان خدا را نمی شناسند پس او بہ نشان ہائے روشن می شناساند
ولـو لا ترک العادات ..فـمـا مـعـنـی الآيـات؟ أَلا تُفكّرون يَا وُلْدَ المسلمين
واگر خدا ترکِ عادات نمیکند۔ پس معنی نشانہائے چیست آیا فکر نمیکنید اے اولاد مسلمانان
وأُمّةَ نبيِّـنـا الـمُـصـطـفٰی عَـلَيْـهِ سَلَامُ الـلّٰـه إلٰی يوم تَری الناسَ فيـه سُكارٰی
وامت پیغمبر ما کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم است تا آن روز کہ مردم دران چنان خواہند شد کہ گویا مستان
ومَـا هـم بسُـكارٰی . وإنّ إلٰهُـنَـا إِلٰـهٌ واحِـدٌ قَـدِيـمٌ أزَلِيٌّ، وقد كفَر مَنْ شَكَّ
ہستند حالانکہ مست نخواہند بود۔ وخدائے ما خدائیست یگانہ قدیم ازلی وکافر شد کہ درین شک کرد

﴿۱۳﴾

وبالسوء تَظنّی .ولکنه مع ذالک یتجدّد لأصفیائه، ویبرُز فی حُلَلٍ جدیدةٍ
وبدگمانی نمود مگر او با این ہمہ برائے اولیائے خود خدائے نو میگردد و برائے اولیائے خود لباس جدید می پوشد

لأولیائه، کأنّه إلٰه آخرُ لا یَعْرِفه أحَدٌ من الورٰی، فیفعَلُ لهم أفعالًا
گویا او خدائے دیگر است کہ مخلوق او را نمی شناسد۔ پس برائے اوشان آن کارہا میکند کہ

لا یُری نظیرُها فی هذه الدنیا. ولا یخرق عادته إلا لِمَنْ خرَق عادته
نظیر آنہا در دنیا یافتہ نمی شود۔ و عادات خود را نمی شگافد مگر برائے آن کسانیکہ عادات خود

وتزکّیٰ، ولا ینزلُ لأحدٍ إلا لِمن نزل من مرکب الأمّارة ورَکِبَ الموتَ
رامی شگافند و برائے ہیچ کس فرو نمی آید مگر برائے کسیکہ از مرکب امارہ فرو می آید و سوار موت میگردد

لابْتغاء الرضٰی، وخرّ علی حضرته وأحرق جذبات النفس ومحٰی .وإنّه یُبدِّل
تا رضائے خدا تعالیٰ حاصل کند و بر درگاہِ او افتاد و جذبات نفس را بسوخت و نابود کرد و او برائے آنانکہ

عاداته للمُبدِّلین، ویتجدّد للمتجدّدین، ویهَب وجودًا جدیدا لمن فَنٰی .
تبدیل حالت خود میکنند۔ تبدیل عادات خود میکند و برائے آنکہ باصلاح نفس وجود خود را نو میکنند نو میشود و فانیان را

وهذا هو المطلوب لکل مؤمن..ومن لم یر منه شیئا فما رأی. وإنه یتجلّی
وجودے جدید می بخشد و ہمین مطلوب ہر مومن است و آنکہ ازین چیزے ندیدہ او چہ دید۔ و او برائے آن بندگان خود

لِعبادهِ المنقطعین بقُدرةٍ نادرةٍ، ویقوم لهم بعنایةٍ مُبتکرة، فیُری لهم آیاتٍ
کہ سوئے او منقطع میشوند بقدرتہائے نادرہ تجلّی میفرماید و بآن عنایتہا کہ ہمچو ثمرہ نو میباشند

ما مَسَّها أحد وما دنٰی. وإذا أقبلوا علیه بتضرع وابتهال، سعی إلیهم ونجّاهم
برائے ایشان قائم میشود پس آن نشانہا برائے شان می نماید کہ ہیچکس بدان مس نہ کردہ و نہ بدان نزدیک شدہ و چون بتضرع و گریہ سوئے او متوجہ شوند می دود سوئے ایشان

من کلّ نکال ومِنْ کُلِّ مَن آذی.وإذا اسْتفتَحوا بجُهْدهم وإقبالهم علی الحضرة،
و نجات مید ہد ایشان را از ہر وبال و از ہر آنکس کہ ایذا دہد و چون از خدا بتمام تر کوشش فتح بخواہند و توجہ بر درگاہ حضرت عزّ اسمہٗ

قُضِیَ الأمْر لهم بخرق العادةِ، وخاب کلّ من آذاهم وما اتّقٰی.وکیف یستوی ولیُّ اللّٰه
کنند بطور خرق عادت فیصلہ در حق شان میکنند و ہر مفسدے ناکام و نامراد میماند کہ ایشان را ایذا داد و تقویٰ اختیار نہ کرد و چگونہ دوستِ خدا

﴿۱۴﴾

وعدوّہ ..ألا ترى؟ الذين طحِنتهم رحى المحبّة، ودارت عليهم لِحبّهم أنواعُ
ودشمنِ خدابرابرشوند آیانمی بینی آنانکہ درآسیائے محبت اودقیق کردہ شدندوآمد برایشان درراہ دوست شان

دَورِ المصيبة، فهم لا يُهْلكون .ولا يجمع الله عليهم موتين ..موتٌ من يده
قسماقسم ازگردشِ مصیبت ایشان ہلاک کردہ نمی شوند وخداجمع نمیکند برایشان دومرگ۔ مرگے ازدستِ او

وموتٌ من يد عدوّه..لئلّا يضحك الضاحكون، وكذالك مِن بَدْوِ خلقِ العالم
ومرگے ازدستِ دشمنِ اوتاکہ نہ خندہ کنند خندہ کنندگان۔ وہمچنین ارادہ کردہ است ازروزیکہ دنیا

قضى .إنْ يُهْلِكهم فهم عباده ..وإنْ ينصُرْهم فما العدوّ وعناده؟ وإنه كتب
آفرید۔ اگراوایشان رابمیراند پس ایشان بندگان اوہستند واگرمدددہد پس دشمن وعناداوچہ حقیقت است تانقصان

لهم العزّ والعُلٰى .قوم أخفياء تحت ردائه، لا يعرفهم الخلق من دون إدرائهِ،
ایشان کندواوبرائے اوشان عزت وغلبہ نوشتہ است۔ این قومے است پوشیدہ زیرچادراوتعالیٰ ومخلوق ایشان رابجزشناساکردن

واللّٰهُ يعرفُ ويرىٰ .فيقوم لهم كالشاهدين، ويُرى لهم آياتٍ فى الأرضين،
اونمی شناسدمگرخدامی شناسدومی بیند پس می ایستد برائے ایشان مثل گواہان وبرائے شان درزمین ہانشان ہامی نماید

ويهدى من يبتغى الهدىٰ .ويتجالد لهم العدا، ويخلق لهم أسبابا
وہرکہ ہدایت طلبد اوراہدایت میدہد۔ وبدشمنان شان می آویزدیعنی دروقت ہرمشکلے ازآسمان مددشان میکند و

لايخلق لغيرهم، ويأمر ملائكه ليخدموهم بإيصال خيرهم، فينصر عبده
برائے شان آن اسباب پیدامیکند کہ برائے دیگرے پیدانمیکند وفرشتگان خودراحکم می فرمایدکہ تابایصال خیرخدمت

من حيث لا يُحتسب ولا يُتظنّى .أتلومنى لترك الأسباب مع أننى
شان کندپس بندہ اوراازان گونہ ازغیب مددمیرسدکہ نمیداندونہ گمان میکند۔ آیابرائے ترک اسباب مرا

أُمرتُ من ربّ الأرباب .فلا أعلم على ما تلومنى ..ما لك تُبصر ثم تتعامٰى .
ملامت میکنی باوجودیکہ من ازخدامامورم پس نمیدانم کہ چراملامت میکنی تراچہ شدکہ می بینی بازنمی بینی۔

وإنى ما أمنع الناس من التطعيم، ولا ينفع تركه إلّا إيّاىَ ومن اتبعنى
ومن مردم راازخال زدن منع نمی کنم وترک کردن آنکسے رانفع نہ بخشدمگرمراوآنان راکہ پیروی من

﴿۱۵﴾

بقلبٍ سليم، وعَمِلَ عملا صالحًا لرضى الرب الرحيم، وآ نسلخ من نفسه
بدل صافی وبطور واقعی اعمال صالحہ بجامی آرند تا رضائے خدا تعالیٰ حاصل کنند۔ واز نفس خود بیرون می آیند

كما تنسلخ الحيّة من جلدها، وبَعُدَ مِن كل إثم وأثيم، أولئک الذين
ہمچنا نکہ مار از جلد خود بیرون می آید و دور شد از ہر گناہ و گنہگار پس اینان اند کہ ازین جہنم بترک اسباب

حُفظوا من هذا اللظى. أنسيتَ عجائب أمره تعالىٰ فى خلقِ المسيح وحفظِ الكليم
نجات خواہند یافت آیا عجائب کار او تعالیٰ در پیدائش مسیح وحفاظت موسیٰ

وخلقِ يَحْيىٰ؟ أو تزعَمُ أن ربَّنا ليس بربٍّ كان فى قرونٍ أُولى؟ أتظنّ أنّ موسٰى
و پیدائش یحیٰ فراموش کردی یا گمان میکنی کہ خداوند ما آن خداوند نیست کہ در زمانہ ہائے پیشین بودہ است۔ آیا گمان تو این است

عند عبوره من غير السفينة ألقى نفسه وقومه إلى التهلكة؟ ولا بد لک
کہ موسیٰ وقت عبور او از دریا بغیر کشتی نفس خود را وقوم خود را در ہلاکت انداختہ بود۔ و ترا ازین

أنْ تُؤمن بهذه الواقعة، وتقرّ بأنّ موسٰى ما ركب الفلک وما أوى إلى جَسْرٍ
ناگزیر است کہ ایمان برین واقعہ آری واقرار کنی کہ موسیٰ نہ بر کشتی سوار شدہ بود و نہ از بہر حفاظت خود پناہ

لرعاية الأسباب المعتادة العادية، وتَرَكَ محلّ الأَمَنة وترَک سُنَن
بہ پُل بردہ وازین طور رعایت اسباب معتادہ نہ کردہ۔ ومحل امن را گذاشتہ وترک سنت الٰہی

اللّٰهِ وعصَى. ففكِّرْ أيها الذى سللتَ علىّ المُدٰى، أليس هذا محل الزراية
کردہ ونافرمان شدہ۔ پس فکر کن ای کہ بر من کاردہا کشیدی۔ آیا قصہ موسیٰ وغیرہ محل اعتراض نیست

كما أنت علىّ تتزرّىٰ؟ أتعلم كم من سفائن جمَع موسٰى على البَحْر لرعاية
ہمچنان کہ بر من اعتراض میکنی آیا میدانی کہ موسیٰ برائے رعایت اسباب چند عدد کشتی ہا بر

الأسباب؟ فأَخْرِجْ لنا إن كنت قرأت فى الكتاب، ولا تَهِمْ فى وادى الهوى.
دریا جمع کردہ بود۔ پس از قرآن شریف برائے ما آن مقام را برار و در وادی ہوا وہوس سرگردان مَرَ و۔

ذالک ما عُلِّمْنا من كتاب اللّٰه، فلا أَعْلم إلى أَين تتمشَّى، ومِن أين تتلقَّى.
آنچہ ذکر کردیم آن ہمونست کہ کتاب اللہ مارا تعلیم داد پس نمیدانم کہ تو کجا میروی واز کجا این کلمات میگیری۔

﴿۱۶﴾

ما نَجِدُ فی صُحف الله بیانک وما نَریٰ .أتعجب مِنْ آیات الله، وکان
مابیان تودرقرآن نمی یابیم ونہ می بینیم چہ ازنشانہائے خداتعالیٰ تعجب میکنی و

الله علی کلِّ شیءٍ مُقتدِرا؟ أَلا تری أنّ نار الوباء مشتعلة، وموت الناس
خدابرہرچیز قادراست آیانمی بینی کہ آتش وبا دراشتعال است وموت مردم

کالقلاص متتابعة، والطاعون فی الاقتناص لا یغادر ذَکرًا ولا أُنثٰی؟
ہمچوشتران پئے یکدیگر رونده متواتر است وطاعون درشکار کردن نہ مردرامی گذارد ونہ زن را۔

فلو کنتُ کذوبًا لأخذنی رُعب العقوبة، وما اجترأتُ علی مثل هذا
پس اگرمن دروغگو بودے البتہ رعب عقوبت مرامیگرفت۔ ودروقت تباہی طوائف مخلوق

عند هذه الطوائف المخدوبة والخلیقة المشغوبة، ولو کنتُ متقوّلا
وہلاکت اوشان این چنین دلیری نہ کردمے واگر من مفتری و

ومزوّرا لإراءة الکرامة، ما کانت لی جرأة أن أتفوّه بکلمة عند قیام هذه
بافندہ دروغ بودمے تا کرامت خود بنمایم مراہیچ جرأت نبودے کہ دروقت قیام این قیامت یک کلمہ ہم برزبان

القیامة. وإنّ غضب الله شدید ترتعد منه فرائص المَلأ الأعْلٰی، وما کان لکاذب
راندمے۔ وبتحقیق غضب خداتعالیٰ سخت است شانہ ہائے ملاءاعلیٰ ازان می لرزند ومجال ہیچ دروغگو نیست

أن یَفْتَری عَلٰی حضرةِ الکِبریاء ، فی وقتٍ تُرمَی النّار مِنَ السَّماءِ، ویُقْعَص
کہ برخداتعالیٰ دروقتے افترا بہ بندد کہ ازآسمان آتش می بارد ومردم برجائے خود

الناس علی المَثْوی، ویُمسی إنسانٌ حیًّا ویصبحُ فإذا هو من الموتٰی .أَعند
مے میرند ویک انسان شام میکند بحالت زندگی وصبح ازمردگان می باشد آیانزد

هذا القعاص یُفتی العقل أنْ یقوم أحد کالخَرّاص، ویفتری علی قدیرٍ
این ناگہ کشتنی عقل فتویٰ میدہد کہ ہیچکس چون دروغگویان بایستد وبرخدائے بیننده وداننده

یعلم ویری؟ ألیس العذاب قام أمام الأعین وشاع فی القُرَی؟ ودُعِیَ
افترا بندد آیا این عذاب چنین نیست کہ روبروئے چشمہائے مردم ایستاده است ودردیہات وقریہ ہا شائع

الناس من كل قوم لهذا القِرَى؟ وإنّى بُشِّرتُ فِىْ هٰذِهِ الأَيّام
شده ومردم از ہرقوم برائے این مہمانی خوانده شده اند ومن درین روز ہا بشارت داده شدم

مِنْ ربّى الوهّاب، فآمنتُ بوعده ورَضِيت بترك الأسباب، ﴿۱۷﴾
ازخداوندمن که بخشنده است۔ پس بروعدۂ او ایمان آورده ام وبترک اسباب راضی گشتم۔

وما كان لى أن أَعصِىَ ربّى أو أشكّ فيما أُوحى .ولا أبالى قول الأعداءِ،
ومراچه شدکه خداوندخود را نافرمانی کنم یادروحی او شکے آرم۔ ومن پروائے سخن دشمنان ندارم

فإن الأرض لا تفعل شيئًا إلّا ما فُعِلَ فى السّماءِ .وإنّ مَعِىَ ربّى فما كان لى
چراکه زمین ہیچ نتوان کردمگر ہمان که برآسمان کرده شود۔ وبتحقیق خداوندمن بامن است پس مرا

أن أفكر فكرا، وإنّه بشّرنى وقال" :لا أُبقى لك فى المخزِيات ذكرًا"، وقال :
نسزدکه ہیچ فکرے کنم واو مرا بشارت دادوگفت من نگذارم که بعدازمردن تو ہیچ دستاویزعیب دردستِ مردم بماند

"يعصِمك الله من عنده ."وهو الولى الرحمٰن، وإنْ يُعْزَ حُسنٌ إلى سوادٍ فيتراءى
وگفت خداخاص بفضل خودحفاظت توخواہدکرد وہمونست دوست رحم کننده واگر یک حسن بسوئے سیاہی منسوب گردد

الحُسنانِ .هذا ربّنا المُستعَان، فكيف نخاف بعده أهل العدوان؟
بعوض آن دوحسن ظاہرخواہند شد اینست خداوند ما که ازومدد میخواہیم پس بعدازین چگونه ازدشمنان بترسیم۔

فلا تُعيّرنى علٰى ترك التطعيم، وإنَّ رَبّى بكلّ خَلقٍ عليمٌ . ألا تعلم
پس مرابرترک خال زدن سرزنش مکن۔ زیراکه خداوندمن ہرقسم پیدائش رامیداند آیانمیدانی که

ما جرى علٰى أُمّ موسٰى إِذْ أَلْقت طفلها فى البحر وقلبها تتشظّى، وآمنتْ
برمادرِموسیٰ چه گذشت ہرگاه که طفل خودرادردریائے انداخت ودل اوپاره پاره شدوبروعدۂ

بوعد ربّها وما وَهَنتْ كمَنْ تظنّى؟ أتعلم بأىّ دواءٍ كان عيسٰى يبرء الأكمه
خداوندخود که دانندہ عواقب است ایمان آوردوہیچو بدگمانان سست نشد۔ آیامیدانی که بکدام دواعیسیٰ کوران را

والمبروص؟ فتصفَّحِ الفرقان والصحيحَينِ وأَرِنا النصوص، أو أَخرِجْ لنا كتابًا
به میکردومبروص را☆۔ پس برمابخوان آن آیت را و اوراق قرآن شریف بگردان یابرائے ماکتابے دیگر

☆ ایڈیشن اول میں خط کشیدہ ترجمہ لکھنے سے رہ گیا ہے(ناشر)

آخر مِنْ كتُبٍ أُولٰى . أتكفيكَ هذه الشواهد أو نأتيك بأمثالٍ أُخرٰى؟
از کتاب ہائے نخستین برار آیا کفایت اند ترا این گواہان یا دیگر امثال ہا بیاریم

﴿۱۸﴾ فَإِنْ فكّرتَ فيما تلوتُ عليك من الأمثال ذكرا، فستعلم أنّك قد بلَغت منّى
پس اگر فکر کنی در انچہ بر تو خواندم از امثال برائے یاد دہانیدن۔ پس عنقریب بدانی کہ از ما عذر کامل

عُذْرا، هٰذا ..وسأكشفُ عليْكَ أمرًا لم تستطِعْ عليه صبرا .
شنیدی۔ این است بطور مختصر و عنقریب مفصل بیان آن امر می کنم کہ بر و صبر نہ کردی۔

اَلْبَيان الشّافِيْ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَتَفْصِيْل مَا ألجأنى
بیان شافی درین باب و تفصیل آن امر کہ چرا برائے

إلٰى ترك التّطْعِيْم وَالتّوكّلِ عَلٰى ربِّ الْأَرْبَابِ
ترک خال زدن مضطر گردیدم و بیان توکل برخدائے خداوندان۔

اِعلمْ أنّ موضوع أمرنا هذا هُو الدَّعْوى الّذى عرَضتُ على الناسِ، وقُلْتُ إنّى
بدان کہ موضوع این امر ما آن دعویٰ است کہ برمردم پیش کردم و گفتم کہ من

أنا المسيح الموعود والإمام المنتظر المعهود، حكّمنى الله لرَفع اختلاف الأُمّة،
مسیح موعود ہستم و امام منتظر معہود ہستم۔ خدا مرا حَکَم مقرر کردہ است برائے رفع اختلاف امت

وعَلّمنى من لدنه لأدعو الناس على البصيرة .فما كان جوابهم إلا السبّ و
واز جناب خود مرا تعلیم داد تا مردم را بوجہ بصیرت بخوانم۔ پس جواب اوشان بجز این ہیچ نبود کہ دشنام ہا

الشَّتْم والفحشاءُ، والتكفير والتكذيب والإيذاء .وقد سَبُّونى بكل سبٍّ
دادند و فحش ہا گفتند۔ و کافر گفتن و دروغگو قرار دادن و ستم کردن۔ و مرا از ہر گونہ بسبّ و شتم یاد کردند

فما رددتُ عليهم جوابهم، وما عبَأتُ بمقالهم وخطابِهم، ولم يزل
پس جواب آن دشنامہا ندادم۔ و پروائے آن گفتگو و خطاب ایشان نداشتم و دشنام دادن

أمـرُ شـتـمـهـم يـزداد، ويشتـعـل الـفـسـاد، ورأوا آيـاتٍ فـكـذّبـوهـا،
ایشان ہمیشہ درزیادت بود۔ وفساد شان ہمیشہ در اشتعال و بسیارے از نشانہا دیدند و تکذیب کردند

وآنسُوا عـلامـاتٍ فـأنـكـرُوْهَـا، وصـالـوا عـلـيّ بمطاعنَ مفتـرَياتٍ، ومعائبَ
وچندین از علامات بمشاہدہ نمودند پس انکار کردند و برمن بطعنہ ہا افترا کردہ وعیب ہا از خود تراشیدہ حملہ ہا

﴿۱۹﴾

مَـنْـحُـوْتَـاتٍ، وأغـرَوا زَمَـعَ الـنـاس عـلـيّ للتوهين، ودعوا النصارى لتائيدهم
کردند و مردم فرومایہ وسفلگان را برائے توہین من برانگیختند ونصاریٰ و دیگر قومہا را برائے مدد خود

وغيـرهـم من أعداء الدّين، وأَفْتٰى علماؤهم لتكفيرنا، وتوالى الإشاعاتُ لتعييرنا،
خواندند و علماء شان برکفرِ ما فتویٰ ہا دادند و متواتر از بہر سرزنش ما اشاعت ہا کردند

وقـطَـع الـعُـلَـقَ كلُّ مَن آخَا، ومُطِرْنا حتى صارت الأرض سُوّاخَى، وضحِـك
وہر کسے کہ دعویٰ برادری می کرد از ما قطع تعلق نمود۔ و بر ما آن بارش بارید کہ زمین تر گردید۔ وسفیہانِ

عـلـيـنـا سـفـهـاؤهـم مـن غيـر علم وما اتّقوا خَـلّاقهم، وكاد أن يشقّ ضحكهم
ایشان بر ما بغیر علم خندیدند و از پیدا کنندۂ خود ہیچ نترسند و چندان خندیدند کہ قریب بود کہ

أشـداقَهم .ورقّـصـهـم الـعـلـمـاء كـقـرّاد يُـرقِّص قرده، ويضحِّـك مَن عنده،
خندہ شان جانب لبہائے شان رابشگافد۔ واین مردم را علماء شان زانسان جہانیدند کہ قلندرے بوزنہ خود را می

فتبِـعهـم الـحُـمُـقٰـى كالـمُـحرّج ومشوا خلفهم كالأعرج .وما
جہاند و مردم مجتمع را مےخنداند۔ پس نادانان ہمچو سگ تعلیم یافتہ پیروی ایشان کردند و از پس ایشان چنان رفتند کہ لنگ

احـتـفـل مـحـفل وما انتفض مـجـلـس إلّا بـالـلّـعـن عـلـيّ وعلى المبايعين، و
پسِ لنگ می رود و ہیچ محفلے منعقد نشد و ہیچ مجلسے برنخاست مگر در حالت لعنت کردن برمن و بر بیعت کنندگانِ

تـفسيـقِ الـصّالحين .ومـا اطّـلـعـنـا عـلـى حـلـقـةٍ منهم إلا وجدناهم صخّابين
من کہ از صالحان ہستند۔ و ما بر ہیچ حلقہ اوشان اطلاع نیافتیم مگر اوشان را فریاد وشور کنندگان

ولاعـنـين .وإنـا مـع أتبـاعـنـا القلا ئل أوذيـنـا مـن أفـواجـهـم كل الإيذاء ،
ولعنت کنندگان یافتیم و ما مع جماعت ما کہ اندک است از افواجِ ایشان ایذا دادہ شدیم ایذائے کہ کمال را رسیدہ بود

﴿۲۰﴾

وربما وَقَفْنا بين أنياب الموت مِن مكر تلك العلماءِ ، وسُقْنا بهتانًا
وبسااوقات درمیان دندانہائے موت ازمکرِشان ایستادہ شدیم ومااز بہتان وظلم شان

وظلمًا إلى الحكّام، وأغرى المُكفّرون عَلَيْنَا طوائف زمعِ النّاس
سوئے حاکمان کشیدہ شدیم وکافر گویندگان برما گروہ در گروہ ازسفلہ طبعان

واللئام، ومكروا كل مكر لاستيصالنا ولإطفاءِ أنوار صدق مقالنا،
ولئیمان برانگیختند ۔وہمہ مکر برائے بیخ کنی ما کردند۔ وبرائے میراندن نورہائے صدق سخن ما

وصُبّت علينا المصائب، وعادانا الحاضر والغائب، فما تزعزعنا
وبر مامصیبت ہا ریختہ شدند۔وباما دشمنی کرد ہرکہ حاضروغائب بود۔پس بماہیچ جنبشے راہ

وما اضْطَربنا، وانتظرنا النصر من القدير الّذى إليه أَنَبْنا .وفسّقونى
نیافت ونہ اضطراب کردیم وانتظار نصرت ازان قادرکردیم کہ سوئے او رجوع کردہ ایم۔ومرا منسوب

وجهّلونى بالكذب والافتراء ، وبالغُوا فى السّبّ إلى الانتهاء ، وإنى
بفسق کردند ومنسوب بجہل کردند واین ہمہ کذب وافترا بود ودردشنام دادن بانتہا رسیدند ومن

لأجبتهم بقولٍ حقٍّ لولا صيانة النّفس من الفحشاء .وسَعَوْا كلّ السعى
جواب شان راست راست دادمے اگرخود راازفحش نگہ نہ داشتمے ۔واز ہمہ تن این کوشش کردند

لأُبْتَلٰى ببليّة ويغيَّر علىّ نعمةٌ نلتُها من الرحمٰن، فخُذِلُوا فى كل موطنٍ ونكصوا
تامن ببلائے مبتلاشوم واین نعمت واجابت وقبولیت کہ خدا مرادادہ است دورگردد پس درمیدان نامراد

علٰى أعقابهم من الخذلان .وكلّما ألقوا على شبكةَ خديعةٍ مخترعةٍ،
ماندندوازخذلان برپاشنہ ہائے خود واپس رفتند وبہردفعہ کہ برمن دام منصوبہ تراشیدہ انداختند ۔

فرَّجها ربّى عنّى بفضل من لدنه ورحمةٍ، وكان آخر أمرهم أنهم جُعلوا
خدائے من ازان دام بفضل ورحمت خود رہائی داد وانجام شان این بود کہ ایشان

أسفل السافلين، وانتصفنا مِن كل خصم مهين، مِن غير أن نرافع إلٰى
اسفل السافلین کردہ شدند۔ومااز ہردشمن اہانت کنندہ انتقام گرفتیم۔بغیرآنکہ بسوئے قاضیان رجوع

قضاة أو نتقدم إلى الحاكمين .وأرادوا ذلّتنا، فأصبنا رفعةً وذكرًا حسنًا،
کنیم یا بردرِ حکام رویم واایشان ذلت ما را ارادہ کردند پس ما بلندی وذکر نیکو یافتیم

وأرادوا موتنا وأشاعوا فيه خبرا، فبشّرنا ربّنا بثمانين سنة من العمر أو هو ﴿۲۱﴾
وموت ما خواستند و دران پیشگوئی کردند پس خدائے ما ما را بشارت ہشتاد سال عمر داد بلکہ شاید ازین زیادہ و

أكثر عددا، وأعطانا حِزبًا ووُلْدًا وسَكنا، وجعَل لنا سهولةً في كلِّ أمرٍ، ونجّانا
ما را گروہے داد وفرزندان وہمہ چیزے کہ بدان آرام کنیم ودر ہر امر ما را سہولت داد واز ہر کار فرو ماندہ نجات بخشید

مِن كل غَمْر. وكنت فيهم كأني أتخطّى الحيَواتِ أو أمشي بين سباع الفلوات،
ومن در ایشان چنین بودم کہ گویا در ماران گام می زنم یا در درندگان میروم پس خدائے من پیش پیش من ہمچو رہبرے برفت

فمشى ربي كخفيرٍ أمامي، ولازمني في تلك الموامي. فكيف أشكر ربّي الذي نجّاني
ودرین بیابان ہا ہمراہ من میماند پس چگونہ شکر خداوند خود کنم کہ مرا از آفتہا نجات داد برین کمزوری و

من الآفات، على كلولي هذا حسرات . يا أسفا عليهم. إنهم لا يفكرون أنّ الكاذبين
درماندگی خود حسرتہا دارم اے افسوس! ایشان نمی فہمند کہ دروغگو یان از حضرۃ عزّت

لا يؤيَّدون من الحضرة، ولا يتكلمون بكلام البر والحكمة، ولا يُرزَقون من أسرار المعرفة.
تائید نمی یابند وکلام حکمت نمی کنند واسرار معرفت روزی ایشان نمی شود

وهل تعلم كاذبًا شهدتْ له السّماواتُ والأرض بالآيات البيّنة، واضمحلّت به
وآیا می شناسی چنین دروغگوئے را کہ برائے او آسمان وزمین بہ نشانہائے خود گواہی دادہ باشد۔ وباو قوت شیطان مضمحل

قوة الشيطان وتخافَتَ صوتُه من السّطوة الحقّانيّة، وطفِق يريد الغَيبوبة كحيّةٍ
گشتہ باشد وآواز شیطان از سطوت حقانیت او آہستہ شدہ باشد۔ وشروع کرد کہ پوشیدہ شدن را میخواہد ہمچو مارے

تأوي إلى جُحرِها عند رَمْيِ الصخرة؟ ثم مع ذالك تدعوا ظلمةُ الزمان إمامًا من
کہ در وقت انداختن سنگ پناہ بسوراخ خود می برد۔ باز باوجود این ظلمتِ زمانہ امامے را کہ از خدا

الرحمٰن، وقد انقضى من رأس المائة قريبًا من خُمُسها، ودنت الملة لضعفها من
باشد می خواہد۔ وبتحقیق گذشت از راس صدی قریب خمس صدی ونزدیک شد ملت اسلام بباعث ضعف آن

﴿۲۲﴾

رمسها وداست الغفلة قلوب الناس وصار أكثرهم كالكلاب، وتوجّهوا إلى
ازقبر خودوغفلت دلہائے مردم را پامال کرد و اکثرمردم ہمچو سگان شدند وتوجہ کردند

الأموال والعقار والأنشاب، ونسوا حظّهم من ذوق العبادات،
سوئے مال ہا وزمین ہا و فراموش کردند قسمت خود را از ذوق عبادات

وأقبلوا على الدنيا وزينتها وما بقى الدين عندهم إلا كالحكايات. ومن
وسرنگون افتادند بردنیاوزینتِ دنیا دین نزدِشان بجز حکایات ہا باقی نماند۔ وہرکہ

تأمّلَ فى تشتُّت أهوائهم، وتفرُّق آرائهم، علِم بالجزم أنهم قومٌ أُغلِقَتْ
درانواع اقسام خواہش ایشان وتفرقہ رائے ہائے ایشان تامل کنداو بالجزم خواہد دانست کہ ایشان

عليهم أبواب المعرفة، وانقطع صفاء التعلق بالحضرة إلّا قليل
قومے ہستند کہ برو درہائے معرفت بستہ شد وصفائی تعلق بحضرت عزت منقطع گشت مگر کمتر

من الذين يدعون الله أن يرفع حُجب الغفلة. ولكن كثيرا منهم نبذوا
ازمردمان کہ دعامیکنند کہ خدا تعالیٰ پردہ ہائے غفلت بردارد مگر اکثر اوشان حقیقت توحید

حقيقة التوحيد من أيديهم وما بقى الإيمان إلا على الألسنة.
را از دست انداختند وایمان باقی نماندہ مگر بر زبان ہا

يسُبّون عبدًا جاء هم فى وقته ويحسبون أنهم يُحسنون، وختم الله
آن بندہ را کہ نزدشان دروقت خود فرستادہ شد دشنامہامیدہند ومی پندارند کہ این کارنیکوست وخدا بر

على قلوبهم فهم لا يفهمون. يظنون أنهم على الحق وما هم على الحق،
دلہائے شان مہر کردہ است پس اوشان نمی فہمند گمان می کنند کہ ایشان برحق ہستند حالانکہ برحق نیستند۔

وإنْ هم إلا يخرصون. تجدهم كأُناس رقود، والمتمايلين على الجحود. خُدعوا
ودروغ می گویند تو ایشانرا ہمچو قوم خوابندگان خواہی یافت ومائل برانکارمشاہدہ خواہی کرد ازرسمہا

عن الحقائق بالرسوم وشُغلوا عن اليقين بالموهوم. إنهم مرّوا بنا
فریب خوردہ وحقیقت ہا ازدست دادہ۔ واز بہر امرے موہوم یقین را گذاشتہ۔ ایشان اعتراض کنندگان برما

معترضين قبل إيفاء الموضع حقَّه، ورأوا بَدْرَنا ثم أرادوا شقَّه .وإنّي
گذر کردند قبل ازانکہ حق مقام ادا کردہ باشند وماہِ چاردہ ما را دیدند باز شگافتن آن ماہ خواستند ۔ومن

﴿۲۳﴾

جئتهم عند الضرورة الحقّة، وفساد الأمّة، فكانت أدلة صدقي موجودة
نزد اوشان نزدیک ضرورت حقہ وفساد امت آمدہ بودم پس دلیلہائے صدقِ من درنفوسِ

في أنفسهم ما رأوها من الغباوة، ثم من الشقوة أنهم ما فكّروا في رأس المائة
اوشان موجود بودند مگر از غباوت خود ندیدند۔ باز بدبختی اینست کہ ایشان درصدی بدری یعنی چہاردہم

البدرية، التي تختص بالمسيح الموعود عند أهل البصيرة، واتفقت عليها شهادات
غور نکردند۔ آن صدی چہاردہم کہ نزدِاہل بصیرت بمسیح موعود خصوصیت دارد واتفاق کردہ است وبَر وے شہادتہائے

أهل الكشف والأحاديث الصحيحة، وإشارات النصوص القرآنية. ولمّا أصرّوا
اہلِ کشف واحادیثِ صحیحہ و اشارات قرآن شریف وہرگاہ برانکار

على الإنكار أقبلتُ على المنكرين، وقلت عندي شهادات من الله، فهل أنتم من
اصرار کردند سوئے منکران متوجہ شدم وگفتم نزد من شہادت ہائے خدا است۔ پس چہ شما رغبت دارید

المتقبلين؟ فجحدوا بها واستيقنتْها أنفسهم. فيا أسفا على القوم الظالمين! هنالك
کہ از قبول کنندگان شوید۔ پس انکار آن شہادتہا کردند ودلِ شان آن ہارا قبول کردہ بود پس افسوس بران قوم ظالمان

تمنّيت لو كان وباء يُنبّه المعتدين، وأُوحيَ إليّ أنّ الطاعون نازل وقد
دران وقت تمنا کردم کہ کاش وبائے بودے کہ این تجاوز کنندگان را متنبہ کردے۔ وسوئے من وحی فرستادہ شد کہ طاعون

دعَتْه أعمال الفاسقين .فوالله ما مضٰى إلا قليل من الزمان حتى عاث
می آید وموجب آمدن آن اعمال فاسقان است۔ پس بخدا کہ صرف قلیلے از زمان گذشتہ بود کہ طاعون

الطاعون في هذه البلدان .فعزوه إلى سوء أعمالي، وقالوا :إنا تَطَيَّرْنا بك،
درملک تباہی افگندن شروع کرد۔ پس طاعون را سوئے بداعمالی من منسوب کردند وگفتند کہ ما با تو بدفالی

وضحكوا على أقوالي، وقالوا :إنّا من المحفوظين .لا يمسّنا هذا اللظى،
گرفتہ ایم وبرسخن ہائے من خندیدند وگفتند کہ ما محفوظیم مارا این آتش مس نخواہد کرد

ولا يموت أحدٌ من علمائنا بالطاعون، فإنا نحن الصالحون وأهل التقى .
وہیچکس از علماء ما بطاعون نخواہد مرد چراکہ ما صالحان و پرہیزگاریم

وأما أنت فستُطعَن وتموت فإنك كَيذُبانٌ .فقلت :كذبتم، بل لنا من الطاعون
مگر تو عنقریب بطاعون مبتلا خواہی شد وخواہی مرد چراکہ تو دروغگو ہستی پس گفتم کہ دروغ گفتید بلکہ مارا از طاعون

﴿۲۴﴾

أمان، ولا تخوّفوني من هٰذه النيران، فإنّ النّار غلامنا بل غلام الغلمان .
امان است۔ ومرا ازین آتش ہا مترسانید چراکہ آتش غلام ماست بلکہ غلام غلامان ما است۔

فما لبثوا إلّا قليلا حتّى زاروا المنون، ومات بعض أجلّ علمائهم من الطاعون،
پس درنگ نہ کردند مگر کمتر تا آنکہ زیارتِ مرگ کردند۔ بعض از بزرگتر علمائے ایشان بطاعون بمردند

وكنتُ أخبرت بهذا قبل موت ذالك المطعون، فإن شئت فانظر أبياتًا
وبودم کہ خبر دادہ بودم بدین حادثہ قبل از مردن این عالم طاعون زدہ۔ واگر بخواہی پس ببین چند بیت

من قصيدتي الإعجازية، التي كتبناها في هذه الصفحة على الحاشية ☆
از قصیدۂ اعجازی من آن بیت ہا کہ نوشتم من آنہا را درین صفحہ برحاشیہ

وما نظمت تلك القصيدة إلا لهذا الحزب الذي خذلهم الله بتلك الآية،
ومن نظم نہ کردم این قصیدہ را مگر از بہرِ ہمین گروہ کہ مخذول کرد خدا تعالیٰ ایشان را بدان نشان

☆ منقول من صفحه ۵۸ و ۶۳ من كتابي الاعجاز الاحمدي۔

اذا ما غضبنا غاضب الله صائلا — على معتد يؤذي و بالسوء يجهرُ
ما چون خشمگین شویم پس خدا برانکس خشمگین میگردد کہ در ایذاء آن حد تجاوز کردہ و در بدگوئی کار خود را بانتہا رسانیدہ

و ياتي زمان كاسرٌ كلّ ظالم — و هل يهلكن اليوم الا المدمّرُ
وآن زمان می آید کہ شوکت ہر ظالم را خواہد بشکست وآن روز ہیچکس ہلاک نخواہد شد مگر آنکہ خود را پیش ازین ہلاک کردہ

و اني لشر الناس ان لم يكن لهم — جزاء اهانتهم صغار يصغّرُ
ومن بدتر از ہمہ مردمان خواہم بود۔ اگر اہانت کنند گان را بجزائے خود آن حقارتے پیش نیاید کہ خود محسوس کنند کہ این امر موجب سبکی وحقارت ماست

قضى الله ان الطعن بالطعن بيننا — فذالك طاعون اتاهم ليبصروا
خدا این فیصلہ درمیان ما کردہ است کہ طاعون عوض طعن است پس ہمین طاعون است کہ ایشان را خواہد آمد تا چشم شان بکشاید

وما خاطبت إلا إياهم إتماما للحجّة، بل سميّتُ بعضهم فی تلک القصيدة، لئلا يكون ﴿۲۵﴾
ومن مخاطب نہ کردم در قصیدہ مگر این کسان را برائے اتمامِ حجت وبعض اوشان را بنام ذکر کردم درین قصیدہ
أمری غُمّةً علٰی أهل البصيرة والنصفة .فوَاللّٰه ما مضٰی شهر كامل علی هذه
تا کہ بر اہل بصیرت وانصاف ایں امرِ من پوشیدہ نماند۔ پس بخدا نگذشتہ بود ماہے تمام بریں خبرہا
الأنباء المشاعة، حتی أخذ الطاعون كبيرهم الذی أغرٰی علیّ أشرار البلدة .
شائع کردہ۔ تا آنکہ بزرگتر علمائے ایشانرا طاعون گرفت یعنی آن عالم کہ مردم شریر را بر من برانگیخته
وكانوا آذونی مِن كل نهج وبالغوا فی الإهانة، وأشاعوا أوراقا مملوّة من السب
می کرد و بودند مرا از ہر طریق ایذا می دادند ودر اہانت مبالغہ می کردند وآن اوراق شائع کردند کہ از دشنام
والفحشاء والبهتان والفِرْية، ومع ذالک طلب منی ألدُّهم قبل هذه الواقعة آيةً
وفحش گوئی و بہتان و دروغ پُر بودند۔ وباوجود این طلب کرد از من نشانے بسیار خصومت کنندہ از ایشان قبل ازیں واقعہ
كنت وعدتها للفئة المنكرة، وأشاع ذالک فی جريدة هندية يسمّی بالفيسة، وما
طاعون کہ در ایشان بظہور آمد واشاعت کرد آن طلب خود را در پرچہ اخبار ہندی کہ نام آن پیسہ اخبار ست ونہ
طلب منی تلک الآية إلا بالسخرية.فأراه اللّٰه ما طلب، وكان غافلا من الأقدار السماوية.
طلبید از من این نشان را مگر از روئے خندہ واستہزا پس بنمود خدا تعالیٰ اورا آنچہ طلب کرد واز تقدیرہائے آسمانی غافل بود
كذالک يتجالد اللّٰه قوما يعادون أهل الحضرة، وإن فی ذالک لعبرة لأهل
ہمچنین خدا بشمشیر جنگ می کند با کسانے کہ اہل اورا دشمن می گیرند ودرین برائے سعادت منداں عبرت است۔
السّعادة .وما كان لبشر أن يفر من اللّه، فمن حارب أولياء ه فقد ألقی
ومجال بشری نیست کہ از خدا بگریزد۔ پس ہر کہ با اولیاء او جنگ کند اوخودرا
نفسه إلی التهلكة .ومن تاب بعد ذالک فيتوب اللّٰه عليهم، فإنه كريم
در ہلاکت انداختہ است۔ وہر کہ بعد ازین توبہ کند پس خدا سوئے او رجوع خواہد کرد چرا کہ کریم است
واسع الرحمة.وإن لم يكفّوا ألسنتهم ولم يمتنعوا ولم يزدجروا، ويعودوا
وسیع الرحمۃ۔ واگر زبان بند نہ کنند وباز نیایند وباز بسوئے عادت نخستیں رجوع کنند

﴿۲۶﴾

وّ یسبّوا ویعتدوا، فیعود الله إلیهم ببلیة هی أکبر من السّابقة .وإنه یُنزل
ودشنام دہند واز حددرگذرند۔پس خدا سوئے ایشاں بآن بلائے رجوع خواہد کرد کہ بزرگتر از بلائے اوّل خواہد بود

البلایا بالتوالی، ولا یبالی، فتوبوا إلیه یا ذوی الفطنة .وما یفعل الله بعذابکم
وخدا تعالیٰ پے در پے بلاہا می فرستد و ہیچ پروائے ندارد پس اے دانایان! سوئے خدا رجوع کنید وخدا را

إن ترکتم سبل الفحش والمعصیة، والله غفور رحیم.
بعذاب شما چہ کار اگر طریق فحش ومعصیت ترک کنید وخدا غفور ورحیم است۔

فی بیان ما ظهرَ بعد ذالک من الآیات والمعجزات والتائیدات

در بیان آں امور کہ بعد ازیں بطور نشان ہا ومعجزات ہا وتائیدات ہا شدند

ثم بعد هذا عَمَّ الطاعون طوائفَ هذه البلاد، ووقع الناس صرعی کالجراد،
باز طاعون درملک ما عام شد ومردم ہمچو ملخ برزمین اوفتادند

وافترسهم هذا المرض کالأسد الغضبان، أو کذئب عائث فی قطیع الضّان .
وشکار کرد او شاں را ایں مرض ہمچو شیر خشمناک یا ہمچو گرگے کہ در رمہ میشاں اوفتد

وکم من دارٍ خربت وصال الفناء علی أهلها، والأرض زُلزلت وصبّت الآفة
وبسیار خانہ ہا ویران شدند ودر باشندگان آن ہلاکت واقع شد وبرزمین زلزلہ افتاد۔وآفت برنرم

علی وعرها وسهلها .وما ترک هذا الداء مقاما بل جاب الأقطار، وتقصّی
وسخت آں ریختہ شد وایں مرض ہیچ مقام را نگذاشت بل ہمہ طرفہا را قطع کرد۔وتا اقصیٰ

الدیار، ووطّأ البدو والحضر، وأدرک کل من حضر، وما غادر أهلَ حُللٍ
حدود ایں ملک رسید ونہ دہ گذاشت ونہ شہرے وہر کہ حاضر بود او را گرفت ونہ خوش پوشاں را گذاشت

ولا أطمارٍ، ودخل کل دارٍ، إلا الذی عُصم من ربٍّ غفار .وکذالک حضر
ونہ کہنہ پوشاں را ودر ہر خانہ داخل شد مگر آنکہ خدائے غفور او را محفوظ داشت وہمچنیں فوج

﴿۲۷﴾

أفواج منهم مأدبة الطاعون، ورجعوا بمائدة من المنون، وجاؤوا كأضياف
درفوج مردم دعوت طاعون راحاضرشدندوبمائدہ موت واپس آمدند۔ وہمچومہمانان درخانہ

دار هذا الوباء، فقدّمت إليهم كأس الفناء. فالحاصل أن الطاعون قد
ایں وبا آمدند۔پس کاسہائے موت پیش شاں بردہ شد۔پس حاصل کلام اینست کہ طاعون ایں

لازم هذه الديار ملازمة الغريم، أو الكلب لأصحاب الرقيم. وما أظنّ
ملک راچناں دست بدامن ست کہ قرضخواہ قرضدار را۔ یاسگ اصحاب کہف را۔ ومن گمان نمیکنم

أن يُعدَم قبل سنين، وقد قيل: عمر هذه الآفة إلى سبعين. وإنها هي
قبل ازسالہا ایں مرض معدوم شود۔ ومیگویند کہ عمراو تاہفتاد سال است وایں ہماں

النار التي جاء ذكرها في قول خاتم النبيين، وفي القرآن المجيد من ربّ
آتش ست کہ ذکر آں درقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یافتہ می شودودرقرآن☆ نیز ذکرِ آں است

العالمين، وإنها خرجت من المشرق كما رُوي عن خير المرسلين، وستحيط
وآں ازمشرق بروں آمدہ چنانچہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ اند۔ وہمہ آبادی ہا

بكل معمورة من الأرضين، وكذالك جاء في كتب الأوّلين، فانتظر حتى
رامحیط خواہد شد وہمچنیں درکتابہائے پیشینیاں آمدہ پس انتظارکن

يأتيك اليقين. فلا تسأل عن أمرها فإنه عسير، وغضبُ الربّ كبير،
تاترا یقین بیاید۔ پس ازامرآں مپرس کہ آں مشکل است وغضب خداتعالیٰ بزرگ است

وفي كل طرف صراخ وزفير، وليس هو مرض بل سعير. وتلك هي دابّة
ودرہرطرف فریاد ونالہ است وایں مرض نیست بلکہ آتشِ سوزان است۔ وایں ہمہ کرم

الأرض التي تكلّم الناسَ فهم يجرحون، واشتد تكليمها فيُغتال الناس
زمین است کہ مردم رامیگزدپس اوشاں مجروح میشوند۔ وسخت شدگزیدن اوپس مردم بناگہ کشتہ میشوند

ويُقعَصون بما كانوا بآيات الله لا يؤمنون، كما قال الله عزّوجلّ
وبجائے خودمے میرند چراکہ اوشاں بہ نشان خداایمان نمی آوردند ہمچناں کہ گفتہ اوتعالیٰ

☆ ایڈیشن اول میں "من ربّ العالمین" کا فارسی ترجمہ لکھنے سے رہ گیا ہے (ناشر)

﴿۲۸﴾ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا[1]

که هیچ ده نیست مگر ما قبل از یوم قیامت آنرا ہلاک خواہیم کرد یا معذب خواہیم نمود

فكذالك تشاهدون. وذالك بأن الناس كانوا لا يتقون، وكانوا يشيعون

وہمچنیں مشاہدہ میکنید واین ازیں باعث که مردم پرہیز گاری اختیار نمی کردند۔ وبودند که شائع

الفسق في أرض الله ولا يخافون، ويزدادون إثما وفحشاء ولا ينتهون.

مے کردند فسق را در زمین خدا ونمی ترسیدند۔ ودر بدی ہا زیادت می کردند وباز نمی آمدند۔

وإذا قيل: اسمعوا ما أنزل الله لكم فكانوا على أعقابهم ينكُصون. فأخذهم

وچون گفته می شد که آنچه خدا برائے شما آورده ست آنرا بشنوید پس پس پامیرفتند پس گرفت

الله بعقابه هذا لعلهم يرجعون. وترى قلوب أكثر الناس تمايلت على

خداتعالیٰ ایشان را بعذاب خود طاعون شاید باز آیند۔ ومی بینی دلہائے اکثر مردم که بر

الدنيا فهم عليها عاكفون، وتموجت جذبات نفوسهم وانفجرت منها

دنیا افتادند پس اوشاں براں معتکف ہستند۔ وجذبات نفسہائے ایشاں در تموج آمدند وازاں چشمہ ہا

عيون. وإذا قيل لهم: لا تعصوا أمر ربكم وأطيعوا مع الذين أطاعونِ، وقد أرداكم

جاری شد۔ وچوں ایشاں را گفته شود که نافرمانی رب خود مکنید واطاعت من کنید با آنکه اطاعت کردند وبه تحقیق

الطاعون، قالوا: ما أنت إلا دجال، ولم يحيطوا بأمري علما ولم يصبروا

طاعون شمارا ہلاک کرده است۔ میگویند که تو چیزے نیستی مگر دجال حالانکه حقیقت مرا بخوبی نفہمیده اند ونه فکر میکنند۔

كالذين يتفكرون. وقد رأوا آياتِ السماء وآيات الأرض ثم لا يتقون، بل هم قوم

وبتحقیق دیدند نشان ہائے آسمان ونشان ہائے زمین باز تقویٰ اختیار نمی کنند بلکه این قومے ست

يجترء ون. وقد بلغ الزمان إلى منتهاه وتبين أكثر ما كانوا ينتظرون، ثم لا ينظرون.

که دلیری میکنند۔ وبتحقیق زمانه تا انتہاء خود رسیده وظاہر شد اکثر ازاں چه انتظار می کنند۔ باز نمی بینند۔

أهذه عَلَمُ الدّجاجلة؟ فأرُوني كمثلها إن كنتم تصدقون، أم كنتم أشقياء في كتاب الله فما جعل الله

چه ایں نشان دجالان است۔ پس بنمائید مرا مثل آن اگر شما راستگو ہستید چه شما در کتاب الٰہی بدبخت بودید پس خدا بہره شما

[1] بنی اسرائیل: ۵۹

﴿۲۹﴾

نصیبکم إلا الدجالین .ما لکم کیف تحکمون؟ بل ظهر وعد الله فی وقته
صرف دجالان داشتہ چہ شد شمارا چگونہ حکم میکنید۔ بلکہ وعدہ خدا در وقت خود حق بظہور

صدقًا وحقًّا، فبؤسًا للذین لا یقبلون .قوم لُدٌّ یؤثرون الظلماتِ علی النور
آمدہ پس افسوس برآنانکہ قبول نمی کنند قومے ست بسیار خصومت کنندہ اختیار میکنند

وهم یعلمون، وکأیّن من آیة رأوها بأعینهم ثم ینکرون .ألم یروا
ظلمت را برنور و میدانند وبسیار نشان ہا کہ بچشم خود دیدہ اند آیا ندیدہ اند

أن الأرض ملئت ظلما وزورا وأن العدا من کل حدب ینسِلون؟
کہ زمین از ظلم و دروغ پُرشدہ است ودشمنان از ہر بلندی مے دوند۔

وقال بعضهم :ما رأینا من آیة . یا سبحان الله !ما هذه الأکاذیب وترکُ
وبعض از علماء ایشان گفتند کہ ما نشانے ندیدہ ایم۔ پاک ست خدا اینچہ دروغہا ست وترک کردن

خوف الحسیب؟ وإن فصل القضایا یکون بالشواهد أو الألایا،
خوف خداتعالیٰ ودرستی فیصلہ مقدمہ ہا یا بگواہان می شود یا بہ قسم ہا۔

فأراهم ربی شواهد من الأرض والسّماوات، فعمُوا وصمُّوا وما خافوا یوم
پس بنمود خدائے من برائے اوشاں گواہان صدق من از زمین واز آسمان۔ پس ندیدند و نشنیدند و نترسیدند

المکافاة .ثم أُقسِم بالله الذی خلق الموت والحیاة إنی لصدوق
از روز مکافات۔ باز قسم می خورم بآں خدائے کہ موت وحیات را پیدا کرد کہ من برراستی ہستم

وما افتریت علی الله وما اتّبعتُ الشبهاتِ، وإنی أنا المسیح الموعود
وبرخدا افترا نہ کردہ ام وپیروی شبہات نہ نمودم ومن مسیح موعود

والإمام المنتظر المعهود، وأُوحیَ إلیّ من الله کالأنوار السّاطعة، فأذکّر
وامام منتظر معہود ہستم ووحی کردہ شد سوئے من از خداتعالیٰ ہمچو نورہائے روشن پس من مردم را

الناس أیامَ اللّٰه بالبصیرة. وبُشّرتُ أن وقت البرد قد مضٰی، و زمان
از روزہائے خدا از روئے بصیرت یاد میدہانم وبشارت دادہ شدہ ام کہ وقت سرد بگذشت وزمانہ

﴿۳۰﴾

الزّهر والثمار أتٰى، وكاد أن تنجاب الثلوج وتخرج المروج، وحان أن يُنبَذ
گلہاو میوہ ہا بیامدہ ونزدیک شد کہ برف ہا بگدازند و سبزہ ہا بیروں آیند و بر انداختہ شوند

الذين انتبذوا الحق ظِهْريًّا، وملئوا فيما دوّنوه أمرًا فَرِيًّا، وكان مَرْجُوًّا منهم
آنانکہ حق را پسِ پشت انداختند و در کتب ہائے خود دروغ را جمع کردند و از علماء این امید داشتہ بودیم

أن ينبّهوا هممهم، ويوجّهوا إلى التعاون كَلِمَهم، ويساعدوا بما يصل
کہ ہمت ہائے خود را خبردار کنند و سوئے مدد کلمات خود را توجہ دہند۔ و تا بحدیکہ ممکن باشد مدد ما

إليه إمكانهم، ويقوم به بيانهم. فخالفونا لا بِسِرِّ القلب بل بجهر اللسان،
کنند و تا بحدیکہ بیان تواں کرد بیان کنند پس مخالفت ما کردند نہ بدل بلکہ بجہرِ زبان و تیز کردند

وحدّوا أَلْسُنَهم إلى حد كان في الإمكان، كأنهم سباع أو حيوات، وكأنّ
زبان ہا را تا بحدیکہ امکان داشت گویا اوشاں درندگاں ہستند یا ماران وگویا

ألسنهم رماح أو مرهَفات. وما كان جوابهم إلا أن يقولوا إنه دجّال
زبانہائے شاں نیزہ ہا ہستند یا تیغہا۔ وجواب ایشاں بجز ایں ہیچ نبود کہ ایں دجالے است

من الدجّالين، وما تذكروا مَن درَج من المفترين. أَوُضِعتْ لهم
از دجالان و یاد نہ کردند آنانرا کہ از مفتریان گذشتہ اند۔ آیا برائے شاں ہیچ

قبول في الأرض أو أرى الله لهم من الآى الموعودة للعالمين؟ ومن
قبولیتے برزمین پیدا شد یا خداتعالیٰ برائے شاں نشانہائے موعود خود بنمود وہرکہ

أراق كأس الكرى، ونصنصَ ركاب السرى، ونظر إلى زمن مضى، فلا يخفى
ریخت کاسۂ خواب را و نیک راند شتران شب سیر را۔ و نظر کرد دران زمانہ کہ بگذشت پس براو

عليه مآل المتقولين. أتعلمون رجلا ورَد حمى الحضرة كالسارقين، ودخَل
انجام کار مفتریان پوشیدہ نخواہد ماند آیا میدانید انسانے را کہ در مرغزار حضرت عزت ہمچو دزدان بیاید و در

حرمَ الله كاللصوص الخائنين، ثم كانت عاقبة أمره كالصّادقين؟
حرم الٰہی ہمچو دزدی کنندگاں خیانت پیشہ داخل شد۔ باز انجام کار او ہمچو راستاں بود

﴿۳۱﴾

أتحسبون الافتراء كأرضٍ دَمِثٍ دمَّثها كثير من الخُطا، واهتدت إليها
آیا گمان میکنید افترا را کہ ہمچو زمین نرم ست کہ نرم کرد آنرا بسیار گام ہا۔ و راہ یافت

أبابيل من القطا؟ كلا .. بل هو سمٌّ زُعاف مَن أكله فقُعص من غير مكثٍ
سوئے آن گروہ در گروہ مرغان سنگ خوار۔ ہرگز نیست بلکہ آن زہرِ قاتل است ہر کہ آنرا بخورد بے توقف بمرد

وفنَى .و كيف يستوى رجل خاف مقام ربه فعُلّم من لدنه و أُعطىَ آيات كبرى،
و نابود شد۔ و چگونہ برابر شود مردے کہ از خدا بترسد پس از طرف اونشانہا و صلاحیت عقل یافت۔

ونورا و صلاحا ونُهى، وأُرسلَ إلى خلق الله ليهديهم إلى سبل الهدى ..
وسوئے مخلوق فرستادہ شد تا اوشاں را طرف راہ ہائے ہدایت رہنمونی کند

ورجل آخر يمشى كلصوص فى الليل ومال عن الحق كل الميل، وسرَّى إيجاسَ
و مردے دیگر ست کہ ہمچو دُزداں بشب می رود۔ و از حق دور تر رفتہ و دور کرد در دل داشتن

خوفِ الله واستشعارَه، وتسربَلَ لباسَ الافتراء وشعارَه، وقصر همّه على الدنيا
خوف الٰہی و پنہاں داشتن آں و پوشیدہ لباس افترا را و جامہ اورا۔ و ہمہ ہمت خود بر دنیا

التى يتجنّها☆ ولا يقصد الآخرة ولا يجتليها؟ كلا. لا يستويان، وللصادقين
گماشت و می چنید او را و قصد عاقبت نمی کند و نمی بیند آنرا ہرگز این ہر دو برابر نیستند و برائے صادقان

قد كتب الفرقان ..وعدٌ من الله الرحمٰن فى كتابه القرآن .فلا حاجة
نوشتہ شدہ است کہ در ایشاں و غیر ایشاں ما بہ الامتیاز باشد۔ ایں وعدہ است از خدا تعالیٰ در کتاب او کہ قرآن مجید ست۔

لأعدائى إلى أن يشرعوا رماحهم، أو يتقلدوا سلاحهم، أو يكفّروا أو يفسّقوا،
پس ہیچ حاجت نیست کہ نیزہ ہا بجنبانند و سلاحہا بیاویزند یا مرا کافر بگویند و فاسق بدانند

فإن هذه كلها من قبيل الفحشاء ، وإن الموت منقضٌّ علٰى كل رأس من السماء ،
کہ ایں ہمہ طریق ہا از طریق فحش ست۔ و موت آواز می کند از آسمان بر ہر سرے ۔

فلِمَ يختارون سبيل الأتقياء وما فى أيديهم إلّا الظنّ، وقد أهلكَ
پس چرا تقویٰ اختیار نمی کنند۔ و در دستِ شاں بجز ظن کدام چیز است و پیش زیں

☆ یہ لفظ فعل ثلاثی مجرد ’’جنٰی ‘‘ سے باب افتعال میں ’’یجتنیھا ‘‘ ہے جو سجع کی مناسبت سے ’’یجتلیھا ‘‘ سے ملتا ہے یا باب تفعّل سے ’’یتجنّیھا‘‘ ہے۔ دونوں کے معنی پھل چننا ہے۔ (ناشر)

﴿۳۲﴾

الیھودَ ظنونُھم من قبل ھؤلاء ، فکفروا☆ بعیسی ابن مریم وخاتم الأنبیاء .
ظن ہائے یہودیاں راہلاک کردہ پس بعیسیٰؑ وآنحضرت صلعم آیا بہ ہمچو ایں روایات

أتنکروننی بمثل ھذہ الروایات؟ کلا. بل تعرفون الصادق والکاذب بالعلامات،
انکار من کنید؟ ہرگز نیست ایمان نیاوردند بلکہ صادق وکاذب را بنشانہا خواہید شناخت و ہر درخت

وکل شجر یُعرَف بالثمرات. أ رأیت سارقا وافی بابَ الإمارۃ، وسرَق مالا بأعین
از ثمر ہائے خود شناختہ میشود۔ آیا دیدی ہیچ دزدے را کہ بر در امیرے رفت و روبروئے بینندگان مالے

النظّارۃ، ثم ما أُخذ بعد ھذہ الغارۃ فکیف لا یؤخذ من یغیّر دین اللہ و
بدُزدید۔ پس ایں تاراج گرفتار نشد پس چگونہ گرفتہ نشود کسے کہ تغیر دہد دینِ الٰہی را و

یقوّض مبانیہ، ویحرف بحسب ھواہ معانیہ، لیبرَأ المسلمون من الحقّ،
بنیاد آن برکند۔ وحسب خواہش خود معانی اورا مبدل گرداند تا کہ مسلمانان از حق بیزار شوند

ویلحقوا بمن یناویہ ویَطِمِر کالبَقّ. أتظنّ ھذا الأمر من الممکنات کلا بل ھو
و بآں کس پیوندند کہ با مسلمانان دشمنی می ورزد و ہمچو پشہ می جہد آیا این امر را از ممکنات گمان می کنی۔

من المحالات .ولو کان اللّٰہ لا یغضب علی المفترین لضاع الدین، ولم یبق
ہرگز نیست بلکہ ایں از محالات است۔ اگر خدا چنیں بودے کہ بر مفتریان غضب نکردے البتہ دین ضائع شدے

دلیل علی صدق الصادقین، وارتفع الأمان واشتبہ أمر الدین .وللہ غیرۃٌ
و دلیلے برصدق صادقاں باقی نماندے۔ وامان مرتفع شدے و امر دین مشتبہ گشتے۔ و خدائے راست

کالبحار الزاخرۃ، والجبال الشامخۃ، أمواجھا ملتطمۃ، وأفواجھا مزدحمۃ،
غیرت ہمچو دریائے تیز رونده وکوہ ہائے بلند سرکشیدہ موجہائے آں غیرت پے یکدیگر اندو شرحہائے انبوہے

فیسلّ سیفہ علی المتقوّلین، لئلّا یتکدر بھم عینُ المرسلین فی أعین الجاھلین .
پست کنید پس شمشیر خود برافترا کنندگاں می کشد تا بوجہ شامت ایشاں چشمہ صافی مرسلاں مکدر نہ

وکل ذالک کتبتُ فی الکتب، فردّ العدا ردّ الغضب، فأغلقتُ دونھم
گردد و ایں ہمہ در کتاب ہا نوشتم۔ پس رد کردند ردغضب نہ از جہت انصاف۔ پس بر ایشاں درہائے خود

☆ فکفروا کا ترجمہ رہ گیا ہے (شمس)

﴿۳۳﴾

الأبواب، وما كلّمتُ أحدا إلا الذی أناب. وكانت أنفاسی متصاعدة لهجوم
بہ بستم وبا ہیچ کس مکالمہ نہ کردم مگر با آنکہ رجوع کنند انفاس من بالا می کشید ند از نا گہ آمدن

الحزن، وعبراتی متحدرة تحدُّر القطرات من المزن. ثم تَسعَّرَ الطاعون ولا
حزن و اشک ہائے من فرومی افتند ہمچو فرو اُفتادن قطرہائے بارش۔ باز افروختہ شد طاعون ونہ

كأوائل الزمان، وكان يأكل قُرًى وأمصارًا كالنيران. هنالك أُوحی إلیّ
ہمچو روز ہائے اول وبود کہ می خورد دہ ہا را و شہر ہا را ہمچو آتش۔ دریں وقت سوئے من وحی

مرة أخرىٰ، وقيل: إن الأمان للذی سكن دارك ولازَمَ التقوىٰ. وأمّا
کردہ شد باردوم کہ آں شخص را از طاعون امان است کہ درخانہ تو سکونت اختیار کرد ولازم گرفت تقویٰ را مگر

ألفاظ الوحی فهو قوله تعالى: "إِنِّیْ أُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِی الدَّار
الفاظ وحی این اند کہ خدا تعالیٰ میفرماید کہ من ہمہ را کہ درخانہ تو ہستند از طاعون محفوظ خواہم داشت

إِلّا الذين عَلَوا من استكبار"، وقال: "إنی مع الرسول أقوم، وألوم مَن
مگر آنانکہ از اطاعتِ من سرکشند واز ربقۂ اطاعت من گردن بیروں کشند آناں از طاعون در امن نیستند وگفت او سبحانہ کہ

يلوم، أُفطِر وأصوم"، وقال: "لولا الإكرام لهلَك المقام." وكان هذا
من بارسول خواہم ایستاد وآنکس را ملامت خواہم کرد کہ ملامت گر او باشد وافطار خواہم کرد وروزہ خواہم داشت وگفت او سبحانہ

فی أيام إذ الصخور من الطاعون تتواقع، وبلاياها إلى الخلق تتتابع. وبشّرنی
کہ اگر مراپاس عزت تو نبودے ہمہ را کہ درده ہستند ہلاک کردمے واین وحی وقتے شدہ بود کہ سنگہائے طاعون برابر میبارید وبلا پے در پے

ربی بأن هذه العصمة آية لک من الآيات، ليجعل فرقانا بينک وبين
می آمد وخدائے من مرا بشارت داد کہ این حفاظت برائے تو نشانے خواہد بود تا او تعالیٰ در تو ودر

أهل المعاداة. ثم بعد ذالک الوحی الذی نزل من الله الكريم، صدر من
دشمنان تو فرقے ظاہر کند۔ بعد ازیں وحی حکم خال زدن برآمد۔

الحكومة حكمُ التطعيم لهذا الإقليم. فما كان لی أن أعرض عن حكم الرحمٰن،
برائے ایں اقلیم۔ پس مجال من نبود کہ از حکم ایزدی سر بتابم

﴿۳۴﴾

بلّ کنت أنتظر آیة عند هذا التُّکلان، لیزداد جماعتی إیمانا ولیکمل العرفان. وطعَننی
بلکہ بودم کہ انتظار نشانے میکردم بروقت ایں توکل تا جماعت من در ایمان وعرفان ترقی کند و بریں توکل ہر شخص کہ

علی ذالک کلُّ من کان یعبد صنم الأسباب، وقالوا: إن فی التطعیم خیرا فکیف تترک
پرستش اسباب می کرد مرا بطعن پیش آمد وگفتند کہ در خال زدن خیر وصواب است پس چگونہ

طریق الخیر والصواب؟ فأشعت فی کتابی السفینة أن الطعن لا یَرِدُ علیّ
طریق خیر رامی گذاری۔ پس من در کتاب کشتی نوح شائع کردم کہ ایں طعن برمن بعد از مقابلہ

إلا بعد المقابلة، وأما قبلها فلیس هو من شأن أهل العقل والفطنة.
واقع خواہد شد و پیش از مقابلہ طعن کردن کار خردمنداں نیست

فلو ثبت فی آخر الأمر أن العافیة کلها فی التطعیم، فلست من الله العزیز
پس اگر در آخر امر ثابت شد کہ ہمہ عافیت در خال زدن است پس من از طرف خدا نیستم

الحکیم .وکان هذا الإعلان أمرا حفظه الصبیان، وعرفه النسوان،
وایں اعلان من امرے بود کہ طفلان آنرا یاد کردند و زنان شناختند۔

وذُکر فی الأندیة، وورد مجالس الأعزة، وارتفع به الأصوات فی الشوارع
و در مجلس ہا مذکور شد و در مجلسہائے بزرگان ذکر او گردید۔ و در کوچہ ہا بذکر آں آواز ہا بلند

والأزقّة، حتی وصل الخبر إلی الحکومة. فتعجّبَ کل من سمع مِن توکلنا فی هذه
شدند حتی کہ ایں حکومت را نیم خبر گردید۔ پس ہر یک از یں توکل دریں اشتعال وبا

النیران المشتعلة .فبعضهم ألحقونی بالمجانین، وبعضهم حسبونی کَخَرِفٍ
در تعجب ماند۔ پس بعض مردم مرا بجنون منسوب کردند۔ و بعض مردم ہمچو پیران مسلوب العقل

فارغ من العقل والدّین .فسمعنا قول المعترضین، وتوکلنا علی الله المعین،
مرا پنداشتند پس ما کلمہ ہائے اوشاں شنیدیم و توکل کردیم برخدائے مددگار

وقلت :لا تعیّرونی قبل الامتحان، وانتظِروا إلی آخر الأوان. وسعی الحکومةُ
وگفتم کہ قبل از امتحان مرا سرزنش مکنید۔ و تا آخر وقت انتظار کشید وحکومت برطانیہ

کل السعی لترفع من الخلق هذه العقوبة، ولیلفّف المجانیق المنصوبة،
تمامتر کوشش کرد کہ ایں عقوبت راازمردم بردارد و مجانیق قائم کردہ طاعون را بہ پیچد

ویقوّض الخیام المضروبة. وما کان هذا إلا نار من السماء، فکلما أرادوا إطفاء ها ﴿۳۵﴾
وخیمہ ہائے طاعون را کہ زدہ شد بکَند۔ ونبودایں طاعون مگر آتشے از آسمان۔ پس بہر مرتبہ کہ میرانیدن ایں

زادت نیران الوباء، وأحاطت بالأقطار والأنحاء. وأنعم الله علینا بالعصمة من هذه
آتش خواستند آں زیادہ شد و ہمہ طرفہا را محیط گردید وخداتعالیٰ بر ما بحفاظت خود انعام کردہ۔

النار، وعصم کل مؤمن تقیّ کان فِی الدّار. وما اختتم الأمر إلٰی ذالک، بل ظهرت مضرة التطعیم
و ہر مومن پرہیزگار کہ درخانۂ من بود محفوظ ماند و برہمیں قدر کار ختم نشد بلکہ بمقابلہ عافیت ما مضرت

بالمقابلة، وزجَّینا الأیام بالخیر والعافیة. ونری أن نفصّل هذه المقابلة للنظارة.
خال زدن ظاہر شد۔ و ما بخیر و عافیت روز ہا بسر بردیم و مناسب دانیم کہ برائے بینندگان بتفصیل ذکر ایں مقابلہ کنیم

تَفْصِیل مَا ذَکَرْنَاهُ بِالْإِجْمَال

تفصیل آنچہ ذکر کردیم آنرا مجملاً

قد سبق فیما تقدم أنّ بعض الناس جادلونی فی أمر ترک التطعیم، وقالوا
پیش ازیں گذشتہ است کہ بعض مردم با من مجادلہ کردند کہ چرا خال زدن را مے گذاری وگفتند

أتجعل نفسک من الذین یلقون بأیدیهم إلی التهلکة ویمیلون عن
آیا نفس خود را از اناں میگردانی کہ بدستہائے خود خویشتن را در ہلاکت می افگنند واز راہ

النهج المستقیم؟ فالصواب الأخذُ بالاحتیاط، وتقدیمُ الحیل التی
مستقیم مے گردند۔ پس بہتر ایں است کہ طریق احتیاط اختیار کردہ شود وپیش از غلبہ طاعون آن حیلہا

تقدِر بها علی درء هذا الداء والإشحاط. فقلت: لا تعجَلوا علیّ، ولا بدّ لکلّ
استعمال کردہ آید کہ بداں ایں مرض را دور توان کرد پس گفتم کہ بر من شتابی مکنید و ہر خصومت کنندہ را

مجادل أن ینتظر إلی آخر الزمان، لیُظهر اللّٰه أیّ فریق أقرب إلی العافیة
لازم است کہ تا آخر وقت انتظار کند تا خداتعالیٰ ظاہر کند کہ کدام فریق اقرب بعافیت

﴿۳۶﴾

وَالأمان .ولا يُقضَى أمر بإطالة اللسان، بل الحق هو الذى يتحقق عند
وامان ست۔ و ہیچ امر بزبان درازی فیصلہ نمی یابد۔ بلکہ حق ہمانست کہ وقت امتحان

الامتحان، ومن استعجل بالملامة فيصبح كالندمان، ومن أكل غير فصيح
متحقق شود۔ وہر کہ برائے ملامت جلدی کرد پس عنقریب ہمچو پشیماناں صبح خواہد کرد وہر کہ خام را بخورد

فسيكون ما أكله آفةً على المعدة والأسنان. وأشعت كلّ ما قلت فى كتابى
پس عنقریب آں خوردۂ او آفت خواہد شد برمعدہ ودندان ہا۔ وہر چہ گفتم در کتاب خود کشتی نوح

السفينة، وما كان لى أن لا أشيع بعد نزول الوحى والسّكينة .وما
شائع کردم۔ و مجال من نبود کہ بعد نزول وحی وسکینت آں را شائع نہ کنم ومن ہیچ

أعلم رجلا إلا بلغه هذا الخبر، وما أعرف أذنًا إلّا قرعها هذا الأثر، حتى
مردے را نمی دانم کہ این خبر اورا نہ رسیدہ باشد۔ و ہیچ گوشے را نشناسم کہ ایں نشان او را نہ کوفتہ باشد۔

إن هذا النبأ وصل إلى الدولة وأركانها، وشاع فى كل بلدة وسكانها،
تابحدیکہ ایں خبر تا دولت برطانیہ وارکان او رسید۔ ودرہر بلدہ وساکنان آں بلدہ شائع

وزاد الناس طعنا وملامة، ورأينا مِن ألسُنِهم قيامة .فخاطبتهم وقلت :
گشت ومردم در طعن افزودند۔ وماازز بانہائے شاں قیامتے دیدیم۔ پس من ایشاں را مخاطب

إنا نحن المنجدون، وإنا نحن بُشِّرْنا وإنا لمُحْفَظون .فلو لم يصدق هذا
کردم وگفتم ما گروہیم مددیافتہ۔ وماازخدا بشارت یافتیم وما محفوظیم۔ پس اگرایں قول راست نباشد

القول فلست من الصّادقين، وليس كمثلى كاذب فى العالمين .وينسِف
پس من صادق نیستم وہمچو من ہیچ کاذبے در دنیا نخواہد بود۔ وبرخواہد کند

الطاعونَ لى ربّى ولو أنه جبال، وينزِفه ولو أنه سيل مغتال، وإنّا
طاعون را رب من برائے من اگرچہ آں کوہہا باشد۔ وخشک خواہد کرد اورا اگرچہ آں سیلے ناگاہ کشندہ باشد۔ وما

أكثر أمنًا وعافية من الآخرين. فانتظروا حتى حين، ثم قولوا ما تقولون
بہ نسبت دیگراں زیادہ تر درامن وعافیت خواہیم ماند۔ پس تا اخیر انتظار کنید باز گوئید ہر چہ گوئید

﴿۳۷﴾

إنّ رأيتمونا من الأخسرين، وإنا سنزجّى الأيام إن شاء الله آمنين .
اگر مارا بہ نسبت دیگراں زیادہ تر زیاں کار یافتید۔ و مابفضلہٖ تعالیٰ ایں روز ہارا بامن بسر خواہیم کرد

فما سمع كلامَنا أحد من الأعداء ، وضحكوا علينا وسخروا منّا وأوذينا كل
پس ہیچ دشمنے کلام ما نشنید وبر ما خندیدند واستہزا کردند و بہر گونہ ایذا دادہ شدیم۔

الإيذاء .وما زلنا غَرَضَ سهامٍ، ودَرِيّةَ رماحِ كلامٍ، حتى أتى الوقت الموعود،
وما ہمیشہ بودیم نشانہ تیرہا و نشانہ نیزہ ہائے کلام۔ تا آنکہ وقت موعود بیامد

وبدا القدر المعهود، وهو أن الطاعون لـمّا تمكّنَ من حصاره، وأحدق
وتقدیر معہود آشکارا گردید و آں ایں ست کہ ہرگاہ طاعون قلعہ خودرا مضبوط ساخت۔ وہمہ دیوار ہائے

بجميع أسواره، أوجست الحكومةُ فى نفسها خيفة، وطلبتْ للتطعيم زمرةً
خود بتکمیل رسانید حکومت برطانیہ دردل خود بہ ترسید۔ وبرائے خال زدن گروہے حاذق

حاذقة فقلت فى نفسى إنها فعلتْ كل ما فعلتْ بمصلحة ولكنها حربٌ بمشيةٍ
از اطباء بطلبید پس دردل خود گفتم کہ ایں حکومت ہرچہ کردہ است نیک ارادہ کردہ ست مگر آں جنگے ست بمشیت

مقدَّرة ، فإن القيام فى جنب قدر الله قعود، والتيقظ رقود، والسّعى
خدا تعالیٰ چرا کہ بمقابلہ خدا استادن در حقیقت نشستن است۔ وبیداری در حقیقت خواب است۔ و دویدن در حقیقت

سكون، والعقل جنون، والرأى خرافة، والإصلاح مفسدة .وكان القوم
آرمیدن است۔ وعقل در حقیقت جنون است۔ و رائے زدن بے عقلی است۔ واصلاح در حقیقت تباہی انداختن است وقوم مارا

يجهّلوننا ويخطّئون، ويكذّبون بنبأنا ولا يصدّقون .فكنا ننتظر
بنادانی منسوب می کرد۔ و تکذیب ما می کردند۔ و ما انتظار می کردیم

ما يفعل الله بنا وبهم، وكان الناس يتحدثون على رغم ما قلنا لهم .
کہ خدا باما و ایشاں چہ می کند و مردم برخلاف ما باہم گفتگو می کردند

فلما أُكثِرَ الكلامُ، وقيل :أين الإلهام، إذا فراستى ما أخطأتْ، وكياستى
پس چوں گفتگو بسیار شد وگفتند کہ الہام کجا رفت پس ناگاہ فراست من خطا نہ کرد وزیرکی من

﴿۳۸﴾

کَالشمس أشرقت، وآيتی تبيّنت، ودرايتی تزيّنت، ووجوه اسودّت، ووجوه
ہمچو آفتاب بدرخشید و نشان من ظاہر شد و دانشمندی من آراستہ گردید۔ و روہا سیاہ شدند۔ و روہا

ابيضّت. وما أرخی ربّی للمنكرين حبل الإنظار، بل أراهم عاجلا ما أنكروه
سفید شدند۔ وخداوندِ من برائے منکراں رسن مہلت سست نکرد۔ بلکہ بزودی ایشاں را چیزے نمود کہ

بالإصرار. وما أبطأ الوقت حتى شاعت الأخبار فی مضرّة التطعيم، و
ازاں انکار میکردند۔ وچندیں دیر نشد کہ درباره نقصان خال زدن خبرہا منتشر شدند و

قيل إنه يجعَل المرءَ عِنّينًا والامرأةَ كالعقيم، وقيل إنه يذهب بسماعة
گفتہ شد کہ خال زدن مرداں را نامرد کند و زن را ہمچو عقیم۔ و ایں ہم گفتہ شد کہ خال زدن قوت

الآذان ونور الأبصار، وكذالك قيل أقوال أخرى ولا حاجة إلى الإظهار.
شنوائی وبینائی را دور میکند۔ وہمچنیں دیگر سخنہا نیز گفتند و حاجت اظہار نیست۔

وبلغتُ أخبار الموتى واحدا بعد واحد، وتواتر الأمر ولم يبق حاجة إلى شاهد.
ورسیدند خبر ہائے میرندگاں یکے بعد از دیگرے ومتواتر شد ایں امر چندانکہ حاجت گواہی نماند

وقيل إن مضرته للناس كالأسد المُصحِر والنّمر الموغَر، وإنه أقعصَ فی بعض
وگفتہ شد کہ مضرت خال زدن ہمچو شیرے است کہ از بہر حملہ در میدان بیروں مے آید و ہمچو پلنگے کہ او را خشمگیں کردہ شود و او

آفاق كالمُبادر إلى ضرب أعناق، وكمثلِ مؤثِرِ القتل على استرقاق، وتوافَقَ
در بعض بلاد مردم را کُشت ہمچو کسے کہ جلدی کند برائے گردن زدن وہمچو کسے کہ بر بردہ گرفتن کشتن را اختیار کند و

تلك الأخبارُ كلَّ وفاق. فلم نلتفت إلى أقوال العامة، ولم نقم لها وزنا، وإن
ایں خبرہا باہم موافقت کلی داشتند پس ما سوئے اقوال مردم التفات نہ کردیم۔ وآں اقوال را ہیچ وزن نداریم کہ

هذا هو نهج السلامة، وقلنا إن أكثر الأخبار تأتی بالأراجيف، فنصبر
ہمیں راہِ سلامت است۔ وگفتیم کہ اکثر اخبار دروغہائے بے بنیاد شائع می کنند۔ پس صبر میکنیم

حتى ننقُد الأمر كالصياريف، مع اننا سمعنا بآذاننا حكايات فی هٰذا الباب،
تا بوقتیکہ ہمچو سرہ کنندگان امر منقح را دریابیم باوجودیکہ ما بگوشہائے خود حکایت ہا شنیدیم

وَرِوایات لا تُرَدّ ولا تُنسَب إلی کذّاب بالاستعجاب. ورأینا العامة عند سماع
وآں روایتہا کہ نہ ردتواں کرد ونہ سوئے دروغگوئی منسوب تواں کرد وعام مردم راوقت شنیدن خال زدن

التطعیم فی الخوف المزعِج والفَرَق المحرِج، ومع ذالک وضعناهم موضع الدوابّ،
درخوفے یافتیم کہ بیقرار کنندہ بود۔ ودرترس بیتاب کنندہ مشاہدہ کردیم وباوجودایں مااوشاں رادرچار پایاں جادادیم

وما عبَأنا بهم ولا بأقوالهم کأولی الألباب. وبینا نحن فی هذا الدفع والذبّ،
ونہ پروائے ایشاں کردیم ونہ پروائے قول ایشاں ودریں میان کہ ما در دفع خیالات عامہ مشغول بودیم

والاستدراک علی العامة والسعی والخبّ .إذ أتتنا جرائد من الحکومة
واز بہراثبات غلطی ایشان درسعی وتاخت بودیم کہ ناگاہ مارااز طرف حکومت اخبارہا رسید

فیها نبأ عظیم، وخبر ألیم .فارتعدت الفرائص عند سماعه، وظلَع فرسُ
کہ درانہا خبرے عظیم وواقعہ دردناک نوشتہ بود۔ پس بمجرد شنیدن آں خبرشانہ ہاجنبیدند۔ واسپ سعی کردن

السعی بسِطاعه. فقرأنا الخبر کما یقرأ المحزونون، وقلنا إنا لله وإنا إلیه راجعون .
بداغ آں خبرخم شد۔ پس آں خبررا بخوانیدیم ہمچناں کہ غمناکاں میخوانند وگفتیم انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

وهذا هو الخبر الذی أشعته قبل هذا النعی الألیم، وقلت إن العافیة معنا
وایں ہمہ خبراست کہ شائع کردم آنرا پیش زیں خبرمرگ کہ دردناک ست۔ وگفتم کہ عافیت باماست

لامع أهل التطعیم. وإنه آیة من الآیات، ومعجزة عظیمة من المعجزات، فنُسَرّ بها و
نہ بکسانیکہ صاحب خال زدن ہستند۔ وایں نشانے ازنشانہاست۔ ومعجزہ بزرگ ازمعجزات است۔ پس مابوجہ این

مع ذالک نبکی علی الثیّبات الباکیات، والیتامی الذین ودّعوا آباء هم قبل وقتهم
نشان خوش ہستیم لیکن باوجودایں می گرییم بربیوگان گریہ کنندگاں وبرآں یتیماں کہ قبل از وقت خود

بتلک المعالجات. فیا أسفا علی یوم عُرضوا فیه للتطعیم، ولیت شعری لو أتونی
پدران خودرا پُرُرود کردند بدین علاجہا۔ پس افسوس برآں روز کہ برائے خال زدن پیش کردہ شدند۔ وکاش اگر نزدمن بیامدندے

مؤمنین لَحُفظوا من هذا البلاء العظیم. وما أدراک ما هذه الآفة، ثم ما أدراک
ازین بلائے عظیم نجات یافتندے ہیچ دانی کہ ایں آفت چیست بازمیدانی کہ



ما هذه الآفة؟ فاعلم أن في أرضنا هذه قرية يقا ل لها ملكوال، فاتفق أن عَمَلة

ایں آفت چیست ۔ پس بدانکہ دریں سرزمین ما دہے است کہ نام آں ملکوال است ۔ پس اتفاق افتاد کہ عملہ

التطعيم وافَوا أهلَها مع حزب من الرجال، ودعوهم إلى هذا العمل بالرفق

خال زدن نزد مردمان آں دہ آمدند با گروہے از مردمان ۔ واوشاں را از راہ نرمی وحیلہ گری سوئے خال زدن

والاحتيال. فقيّض القدر لتتبيرهم وتدميرهم أنهم حضروا تلك العَمَلة، وكانوا

خواندند ۔ پس مقدر کرد الٰہی برائے ہلاکت اوشاں کہ حاضر شدند نزد آں عملہ وبودند

تسعة عشر نفرًا عِدّةً، وأما أسماؤهم فاقرؤوا الحاشية، فعرضوا أنفسهم للتطعيم

نوزدہ در شمار ومگر نامہائے اوشاں پس برحاشیہ بخوانید پس برائے خال زدن خویشتن را

جرأة ليكونوا نموذجا لمن يخشاه شبهة. فلما دخل سم التطعيم عروقهم، صهَر أكبادهم،

پیش کردند تا برائے ترسندگان نمونہ باشند وشبہ را دور کنند ۔ پس ہرگاہ داخل شد زہر خال زدن در رگہائے ایشاں

وأذاب فؤادهم، وخُبطوا قلِقين. ثم لمّا هجروا تغيرت حواسّهم، وأُترِعتْ من الموت

گداز کرد جگر ہائے ایشاں را وگداز کرد دلِ شاں ودر بے آرامی دست وپا زدند چون روز بہ نیمہ خود رسید حواس شاں متغیر شد

كأسهم، فأصبحوا في دارهم جاثمين. وردّوا أماناتِ الأرواح إلى أهلها☆. ومُلئت

وازموت کہ کاسہ شان پُر گشت پس در خانہ ہا خود بے حرکت افتادند ۔ و ردکردند امانت جانہا را سوئے مالک آنہا

البيوت بكاءً وجزعا وصارت الأقارب كالمجانين. هناك قامت القيامة في تلك القرية،

وخانہائے شاں از گریہ وبکا پُر شدند آنگاہ قائم شد قیامت دراں دہ

وارتفعت أصوات النوادب بالكلم المؤلمة، وكلُّ من كان في القرية سعوا إليهم

وبلند شد آواز نوحہ کنندگاں بکلمات دردناک وہمہ آں مردم کہ در دہ بودند سوئے ایشاں بتمامتر

متعجبين ومتأسفين، وانثالوا إلى بيوتهم موجِفين وباكين. وأما ما مرّ على نسوانهم

تعجب شتافتند تاسف کنندگان وبزودی سوئے خانہ شاں رفتند شتاب کنندگان وگریہ کنندگان ۔ وآنچہ گذشت برزنہائے شاں

☆ بلغنا بعد هذا ان بعضهم بقوا كمعلق بين الموت و الحيات الى عشرة ايام بعد التطعيم ثم زهقت نفوسهم بالعذاب الاليم. منه

اسماء رجال ماتوا من التطعيم و نسی المخبر اسم احد منهم ۔ ۱۔امیر الدین قوم علما ۲۔عمرا ترکھان ۳۔جماں کشمیری ۔ ۴۔جیون شاہ سید۔ ۵۔مہرداد میراسی۔ ۶۔سلطان موچی۔ ۷۔حیات ترکھان۔ ۸۔فتح دین قوم جٹ۔ ۹۔قاسم شاہ سید۔ ۱۰۔امام الدین قوم جٹ۔ ۱۱۔شادی جٹ۔ ۱۲۔حیات جٹ۔ ۱۳۔لدھا جٹ۔ ۱۴۔روڈا کمہار۔ ۱۵۔نور احمد قوم علما۔ ۱۶۔ساون کھتری۔ ۱۷۔شب دیال کھتری۔ ۱۸۔کرپا رام کھتری۔ ۱۹۔ نسی المخبر اسمهٔ

وصبیانهم، فلا تسأل عن شأنهم .إنهم اسالوا الغروب، وعطّوا الجیوب،
وکودکان شاں پس حال شاں مپرس ایشاں اشک ہائے خود جاری کردند۔ وگریبانہا دریدند۔

ومزّقوا القلوب، وسعّروا الکروب، وتذکّرَ کلٌّ حمیم الحمیمَ، ولعنوا التطعیم،
ودلہا پارہ کردند وبیقراریہا افروختند وہرخویشاوندے خویشاوند خود رایاد کرد۔ وخال زدن را لعنت

بما رأوا أحیاء هم صرعی، وتفجَّعَ کلٌّ من سمع هذه الفاجعة العظمٰی، وطارت ﴿۴۱﴾
کردند چرا کہ زندگان خود را مردہ افتادہ دیدند ودردمند شد ہرکہ ایں واقعہ راشنید۔ وعقل

عقول القربٰی، وصار نهارهم کلیل أعسٰی .وما کان فی القریة رجل إلا انتهی
ایشاں پرید وروز ہمچو شب تاریک گشت وخال زدن را لعنت کردند☆ ودردہ ہیچکس نماند مگر

إلی فِنائهم، وتصدی لاستنشاء أنبائهم. ووالله ما نصّفنا الشهرَ بعد نبأ
بخانہ شاں آمد وازحالات شاں پرسید وبخدا ہنوز (نصف) ماہ بعد اشاعت خبر

تقدَّمَ ذکرہ للطلباء ، حتی ظهرت هذه الواقعة من القضاء ، وصدّقتُ وحیَ الله
مذکور نگذشتہ بود۔ تاآنکہ ایں واقعہ از قضائے الٰہی ظاہر شد وتصدیق کرد وحی خدا را

وکلَّ ما عثَرتُ علیه من حضرة الکبریاء.ولما اطلعتُ عملة التطعیم علی هذه الحوادث
وہرچہ از خداتعالیٰ اطلاع یافتہ بودم وچوں عملہ خال زدن بریں واقعہ اطلاع یافت۔

الواقعة، بادروا إلی نائب السّلطنة، وأسرجوا جواد الأوبة، وبُهتوا مما ظهر
جلدی کردند سوئے ارکان سلطنت وبراسپ بازگشتن زیں کشیدند ومبہوت شدند

من الأقدار السماویة. وبعد ذالک ثنی الله عنان الحکومة عن الإسرار۞ علی
بہ باعث آنچہ از تقدیر سماوی ظاہر شد۔ وبعد ازیں خداتعالیٰ عنان حکومت را ازیں امر باز کشیدند

هذه الأعمال المشتبهة، بل أنِفت الدولة من شدة کانت فی الأزمنة السابقة،
کہ بریں اعمال مشتبہ بلکہ شدت سختی کہ سابق درین امر بوجہ دولت برتش را بسیار ناپسند آمد

وذالک بما ضاعت به نفوس تسعة عشر من الرعیة فی ساعة واحدة.ومُنع التطعیم
وایں بدیں سبب کہ ضائع شد بباعث خال زدن جانہا نوزدہ کس از رعیت در ساعتِ واحد وبذریعہ تارہا

☆ ایڈیشن اول میں یہ الفاظ زائد لکھے گئے ہیں اور اگلی سطر میں ترجمہ میں ''نصف'' کا لفظ رہ گیا تھا جسے روحانی خزائن نے دیدیا ہے (ناشر)

۞ ایڈیشن اول میں سہو کتابت ہے۔ درست ''الاصرار'' ہے (ناشر)

بـالـرسـائـل البـرقية، ثم أُخذ طريقُ الرفق والتُّؤدة، وتُرك طريقٌ يشابه الجبر
طریق خال زدن بند کردند۔ باز طریق نرمی وآہستگی اختیار کردہ شد۔ وآں طریق کہ درچشم عامہ مردم بصورت

فـي أعيـن العـامة .ولا شك أن هـذه الـدولة مـا آلـتْ شفقةً، ومـا تـركـت
جبری نمود ترک کردہ شد۔ وشک نیست کہ ایں سلطنت در شفقت بر رعایا ہیچ تقصیرے نہ کردہ است ودر

فـي جهـدهـا دقيـقة، ومـا اختـار التـطـعيـم إلا بـعـد مـا رأت فيـه مـنـفـعة .
کوشش خود ہیچ دقیقہ نہ گذاشتہ۔ وخال زدن رااختیار نہ کرد تا بوقتیکہ درو نفع نیافت

والحق أن الأمر كان كذالك إلى أن خالفْناه من وحي السّماء ، فأراد الله أن يصدّق ﴿۴۲﴾
وحق ہمیں است کہ خال زدن نفع میکرد تا بوقتیکہ بہ حکم وحی سماوی مخالفت کردیم۔ پس ارادہ کرد خدا تعالیٰ کہ

قولنا وينجينا من ألسن الجهلاء ، فعند ذالك أبطلَ نَفْعَ التطعيم، وأحدث مضرة
تصدیق قول ما کند و مارا از زبان جہلا برہاند۔ پس درین حالت خدا تعالیٰ نفع خال زدن راباطل کرد ودرو مضرت

فيه، ليُظهِر صدق ما خرج مِن فيه.ولو لم يكن كذالك فكيف كان من الممكن
نہاد۔ تا سخنے کہ از دہانش برآمدہ بود آن رابظہور رساند۔ اگر چنیں نہ بودے پس چگونہ ممکن بود

أن يـظهر الآية، ويتحقق لنا الحفظ والحماية؟ ووالله إن لم يهلك أهلُ تلك
کہ نشان ظاہر شدے۔ وچگونہ برائے ما حفاظت وحمایت متحقق شدے واگر مردم این دہ ہلاک نشدندے

الـقـرية لهـلـكـتُ وأُلحقتُ بالكاذبين، لأني كنت أشعت أن العافية معنا وهذا
البتہ من ہلاک شدمی وسوئے دروغگویان منسوب گشتمی چرا کہ من شائع کردہ بودم کہ عافیت باماست وہمیں

هو معيار صدقنا عند الطالبين، ولو ظهر عكسه فهو من أمارات كذبي، فليكذّبني
معیار صدق ماست نزد جوئندگان۔ واگر برخلاف ایں ظاہر شد پس آں از نشانہائے دروغ من

عند ذالك من كان من المكذّبين. وكانت هذه المصارعة كدَرِيّةٍ في أعين الناس،
خواہد بود پس باید کہ دران وقت تکذیب من کنند تکذیب کنندگان وایں کشتی ہمچو نشانہ بود در چشم مردمان

وكـنـت كمعلَّق .إمـا أن أحيا وإما أن أُقتَل في هذا البأس .فـأراد الله أن يغلّبني
ومن ہمچو معلق بودم یا زندہ کردہ شوم ویا دریں جنگ قتل کردہ شوم۔ پس ارادہ کرد خدا تعالیٰ کہ مرا غالب کند

كما غلّبنی من قبل فی مواطن، فليس على الحكومة ذنب بل كان آية عند ربّی
چنانچہ پیش ازیں در ہر میدان غالب کردہ است۔ پس بر سلطنت ہیچ گناہ نیست بلکہ نشانے بود کہ خدا آنرا

فأظهر و أعلن. ولا بد من أن نقبل أن هذه الحادثة كانت داهية عظمٰی،
ظاہر کرد و ضرورست کہ ما قبول کنیم کہ این حادثہ عظیمہ بود

ومصيبة كبرٰی، وترتعد الفرائص إلى هذا اليوم بتصور هذه الواقعة،
ومصیبتے بزرگ بود و تاامروز بتصور این واقعہ شانہ ہاے جنبند۔

ولا نجد مثلها فی الأيام السابقة .وما كان بالُ قوم شقّت هذه الفجعةُ جنوبَهم، ﴿۴۳﴾
ومثل آں درایام سابق نمی یابیم وچہ حال آں قوم خواہد بود کہ این مصیبت کہ ناگہاں رسید

وكوى الجزع قلوبهم، وكيف كان لطم الخدود وضرب الصدور عند تلك
جیب ہائے اوشاں را چاک کرد وایں جزع دل اوشاں را داغ داد۔ وچگونہ بود طمانچہ زدن بر رخسار و بر سینہ

البلوٰی، إذاما أُلحِقَ فی ساعة أحياؤهم بالموتٰی.ومع ذالک لا جُناح على
زدن وقت این مصیبت۔ چونکہ در ساعتے نام زندگان اوشاں مردہ شد۔ وباوجود این حکومت برطانیہ را

الحكومة البريطانية، فإنها اختارت ذالک بصحة النية، بعد التجربة الكثيرة
ہیچ گناہے نیست چراکہ او ایں عمل بصحت نیت بعد تجربہ کثیرہ اختیار کردہ بود

وبذل الأموال لدفع هذا المرض أكثر مما تبذل الدول الأخرىٰ فی مثل هذه
وخرچ کرد مال ہا را برائے دفع ایں مرض اکثر ازانکہ دولتہائے دیگر در مثل ایں مقامات برائے

المواضع المقلقة لإنجاء الرعية.وكذالک لا يعود اعتراض إلى أركان السلطنة،
رعیت خرچ می کنند ہمچنیں ہیچ اعتراضے سوئے ارکان سلطنت رجوع نمی کند

فإن الدولة وأركانها ما كانوا يعلمون ما ظهر من النّتيجة .وقد اتّقدت لهذه
چراکہ ایں دولت وارکان آں نمی دانستند کہ ایں نتیجہ بظہور خواہد آمد وبوجہ ایں حادثہ شانرا

الحادثة أكبادهم، ورقّ فؤادهم، وألَّمَهم هذه الداهيةُ وأوجعهم هذه
صدمہ رسید وایشاں را رقتے طاری شد۔ و دردناک کرد ایشان را ایں مصیبت و درد رسانید

المصيبة، بما فجَأ القريةَ بلاء ، وما سبق إليه دهاء .ولأجل ذالك فرضت

ایشاں راایں حادثہ چرا کہ بناگاہ گرفت آں دہ رابلائے ۔ وہیچ عقلے نہ دریافت کہ این چنیں خواہد شد واز بہر ہمیں

الدولة وظائف لورثائهم، وواسَتْهم مع الأسف الكثير وقامت لإيوائهم،

مقرر کرد پنشن☆ ہائے برائے وارثان ایں مردگاں وغمخواری کرد اوشانرا باندوہ کثیر واستاد برائے جائے دادن ایشاں

وبذلت العنايات لإرضائهم .وكان التطعيم عندها في أول أمره كمائدة

ومہربانی ہا برائے راضی کردن اوشاں مبذول فرمود ۔ وخال زدن دراول امر نزد او ہمچو آں بود کہ

﴿۴۴﴾

تتحلّب لها الأفواه، وتتلمظ لها الشفاه، ولكن بعد ذالك أخذتْ بالتوجه

بخیال آں آب در دہاں می آید ولب اورابشوق می لیسند ۔ مگر بعد ازیں طریق احتیاط و پرہیز بتوجہ

التام طريقَ الاحتياط والاحتماء ، وأوجبتْ مراعاتَه إلى الانتهاء .وكذالك

تام اختیار کرد و رعایت آنرا تا بانتہا واجب داشت وہمچنیں

جرت عادة هذه الحكومة، فإنها تفعل كلما تفعل بكمال الحزم والتؤدة،

عادت ایں حکومت چنیں واقع ست کہ او ہرچہ میکند بکمال آہستگی میکند

وإنها تتعهد رعاياها كالأبناء ، ولا ترضى بأمر فيه مظنّة الإيذاء .ولذالك

وایں دولت تعہدِ رعیتِ خود چناں می کند کہ تعہُّدِ فرزنداں وہیچ امر راضی نمی شود کہ دراں منطقہ ایذا است ۔

وجَب شكرها بما تساعد مساعدةَ الأمّهات، وأين كمثل هذه الحكومة؟

واز بہر ہمین شکرِ او واجب گشت چرا کہ چناں مدد رعیت میکند کہ مادران ۔ وکجا است نظیر ایں حکومت

فاطلبوا في الأقطار والجهات .وأرى كلَّ عاقل يثني عليها لمنّتها، ويفديها

پس بجوئید ہمہ طرف و ہر دانشمند رامی بینم کہ ازبہرِ احسان او بروثنائے میگوید

بمهجته، وذالك لإحسانها وكثرة حَسنتها.فالحمد لله على هذه النعمةولذالك

وجانِ خود برو فدا میکند ۔ وایں برائے احسان وکثرت نیکی او وپس شکرِ خدا را برین نعمت او ۔ واز بہر ہمیں

وجب على كل مسلم ومسلمة شكرُ هذه الدولة، فإنها تحفظ نفوسنا وأعراضنا

برہر مسلمان مرد باشد یا زن واجب است کہ شکر ایں دولت کند چرا کہ او نگہبانی جانہائے وآبروہائے ما

☆ Pension

وأموالنا بالسياسة والنصفة .وحرام على كل مؤمن أن يقاومها بنيّة الجهاد،
ومالہائے مابعدالت وسیاست خودمی کند وحرام است بر ہر مومن کہ مقابلہ ایں دولت کند بہ نیت جہاد

وما هو جهاد بل هو أقبح أقسام الفساد .وهل من شأن فتوّة الإسلام أن
وآں جہادنیست بلکہ بدترین قسم فساد است وآیاشان مردی اسلام راایں می زیبد کہ

تعتاض إحسانَ المحسن بالحسام؟ ثم اعلم أنا لا نتكلم بشيء في شأن
احسان محسن رابشمشیر جواب دہیم باز بدانکہ ما درشان خال زدن ہیچ مخالفانہ

التطعيم، بل نعترف بفوائده وبما فيه من النفع العظيم، ونقرّ بأن فيه
کلام نمی کنیم۔ بلکہ مااقرار فوائد آں واقرار آنچہ درونفع بزرگ است می کنیم۔واقرار میکنیم کہ درو برائے

«۴۵»

شفاء للناس، ولا خوف ولا بأس، ولذالك لما شاهدت الحكومةُ أن صول
مردم شفااست ہیچ خوف واندیشہ نیست وازہمیں وجہ چوں سلطنت انگریزی مشاہدہ کرد کہ حملہ

الطاعون بلغ إلى غايته، وهولَه انتهى إلى نهايته، آثرتِ التطعيم على كل تدبير،
طاعون تانہایت رسیدہ است وخوف آں تا بکمال انجامیدہ عمل خال زدن رابر ہمہ تدبیر ہااختیار کرد

وأعدّت له الوسائل بصرف مال كثير، واجتهدت في بذل وسعها تفجعًا
وبرائے آں وسیلہ ہارا بصرف مالِ کثیر مہیا ساخت وبرائے ہمدردی مردم طاعون زدہ تابوسعت خود

للخَلق المطعون، لتَغمِد به ظُبَى الطاعونِ .وكان هذا العمل جاريا
کوشش کرد تا بدوشمشیر طاعون را درنیام کند وایں عمل ازسالہا جاری بود

من سنواتٍ، وما سمعنا مضرّته من ثقات، بل كان أهل الآراء يثنون
و ما ضرر او از مردمانِ ثقہ گاہے نشنیدیم۔ بلکہ مردم اہل رائے ایں دوا را ثنا می کردند۔

على هذا الدواء، ويحسبونه أسرع تأثيرا وأدخل في أمور الشفاء .وكان
و آنرا سریع التاثیر و در امور شفا بسیار دخیل می پنداشتند وامر

الأمر هٰكذا إلى أن ألّفتُ كتابي سفينة نوح، وخالفتُ التطعيم فيه بأمر الله
واقعہ ہمچنیں بود تا بوقتیکہ من کتاب خود کشتی نوح را تالیف کردم و دراں کتاب بأمر خدائے

السبّوح .وقلت إن العافية أصفاها وأبقاها وأبعدَها من العذاب الأليم،
قدوس۔خال زدن رامخالفت کردم۔وگفتم کہ عافیت کہ باقی تروصافی ترست دورتراست ازعذاب الیم۔

هی کلها معنا لا مع أهل التطعيم، فإن لم يصدُق كلامی هذا فلست من
آن ہمہ باماست نہ باہل خال زدن پس اگرایں کلام من راست نباید☆ پس دریں صورت از

الله العظيم .فارتفع الأصوات بالطعن والملامة، وقالوا أتخالف هذا
خداتعالیٰ نیستم پس بلند شدندآوازہا بطعن و ملامت وگفتند آیاتو مخالفت میکنی۔

العملَ وهو مناط السلامة؟ وأما ما تذكُر من وحيک فهو ليس بشیء وسترجع بالندامة،
ایں عمل راوآں مدارِسلامتی است مگرآنچہ ذکرکنی ازوحی خودپس آں چیزےنیست وعنقریب بندامت

أو تقيم عليک وعلى من معک عذاب القيامة.وإن العافية كلها في التطعيم وقد جربه
رجوع خواہی کردیابرخودوبرجماعت خودعذاب قیامت قائم خواہی کردوہمہ عافیت درخال زدن است وآزمودہ اند

المجربون، فمن عمل به فلا خوف عليهم ولا هم يُطعَنون.هنالک رقّ قلبی،
آنراآزمایش کنندگاں۔پس ہرکہ عمل خال زدن بجاآوردپس ایشانراہیچ خوف نیست ونہ ایشانراطاعون خواہدشددراں وقت

وفاضت دموع عينی، بما رأيت زیَّ الناس غير زیّ المسلمين، ورأيت أنهم
مرارقت آمدواشک ازچشم رواں شدچراکہ لباسِ مردم غیرلباس مسلمانان دیدم۔ودیدم کہ ایشاں

يؤمنون بحيل الناس ولا يؤمنون بوعد ربّ العالمين.يأوُون إلى أولی التجاريب،
بحیلہ ہائے مردم ایمان می آرند وبوعدۂ خداایمان نمی آرند پناہ می برندسوئے صاحبان تجربہ

ولا يأوون إلى الله القريب . يأخذون عن الذين يظنون، ولا يأخذون عن
وپناہ نمی برندسوئے قادرونزدیک یادمیکنند ازاناں کہ گمانہامی کنند ونہ یادمیکنند ازاں کہ

الذی تحت أمره المنون .فشكوت إلى الحضرة، ليبرّئنی مما قيل وينجّينی
تحت حکم اوموت است۔پس درحضرت باریتعالیٰ شکایت کردم تاازقول شاں بری گرداندوازتہمت

من التهمة، وليبكّت المخالفين ويردّ إلينا بركات العافية، ويُبطل
شاں نجات بخشد ودہانِ مخالفان بہ بندد وبرکاتِ عافیت سوئے ماردّ کند وعمل تطعیم را

☆ایڈیشن اول میں سہوکتابت سے ’’آید‘‘ چھپ گیاہے(ناشر)

عـمـل التـطـعـيـم ويـظـهـر فيــه شيـئـا مـن الآفة، ويُـرى الناسَ أنهم خَطئوا فی
باطل گرداند و دروآفتی ظاہرکند و مردم را بنماید کہ اوشاں درمخطی قرار

التـخـطـية وليـعلم الناس أن الشفاء فی يده لا فی أيدی الخليقة. فلم أزل أدعو
دادنِ من خودخطا کردند تا مردم بدانند کہ شفادردستِ اوست نہ دردستِ مخلوق پس ہمیشہ بودم کہ

وأبتهـل واقبـل عـلـى الله ذی الجبروت والقدرة، حتى بانت أمارة الاستجابة
دعا میکردم ومتوجہ می شدم سوئے خدائے ذوالجبروت قادر تا آنکہ ظاہر شدند نشانہائے قبولیت

وَصدَق النبأ الـمكتـوب، واستُـنـجـز الـوعـد المكذوب. واقتحم التطعيم
وخبرے کہ نوشتہ بود راست برآمد و راست کردہ شد آں وعدہ کہ اورا کذب شمردہ بودند وداخل شد خال زدن

﴿۴۷﴾

فِـنـاء الأنـام اقتـحـام الـضِّـرْغـام، ورأى الـنـاسُ مضرّتَـه بـالعينين، ونـابَ
بصحن مردم ہمچو داخل شدن شیر و مردم مضرت اورا بہردوچشم خوددیدہ اند ومشاہدہ

الـعيـانُ مَـنـابَ عَـدْلَيـنِ، وأشـرق الـحـق كـالـلُّـجَيـن، وقضينا الدَّين بالدَّين .
بجائے دوگواہ عدل استاد و درخشید حق ہمچو سیم و اداکردیم قرض را بقرض

هـذا أصـل مـا صـنـع الـدهـر فی ملكوال، وإنْ هو إلا تنبيه للنفوس الأبيّة من
ایں اصل حقیقت آں واقعہ است کہ در ملکوال پدید آمد۔ ونیست این مگر تنبیہ برائے نفسہائے سرکش از

الـلـه ذی الـجلال. وكنا أعرضنا عنهم إعراض العِلْية عن الأرزلين، ولكن الله
خدائے عزّ وجل۔ وما ازایشاں ہمچو مسلک بزرگان باخورداں اعراض کردہ بودیم۔ مگر خدا ارادہ کرد

أراد أن يـفـتـح بيـنـنـا وهـو خيـر الـفـاتـحيـن. فاسكُتْ. عافاك الله بعد هذه
کہ درما فیصلہ کند واو بہتر است از ہمہ فیصلہ کنندگاں۔ پس خاموش باش خدا عافیت روزے کند ترا پس ظہور

الآية، ولا تـذهـب أرشـدك الـلـه إلـى طـرق الغواية. وحسبُك يـا شيخ،
ایں نشان بود و مرد راہ راست نماید ترا خداتعالیٰ سوئے راہ ہائے گمراہی وکافی است ترا اے شیخ

مـا سـمـعـتَ مـن اعتـذاری، ثـم مـا رأيـتَ من آية جبّـاری. وثبـت من هذه
آنچہ عذرِ من شنیدی بازآنچہ نشانِ خدائے من دیدی وثابت شد ازیں

الآية أن الله يودع التأثير ما يشاء ويسلبه مما يشاء ، والأصل أمرُه المجرد،
نشان کہ خدادر ہر چہ خواہد تاثیر ودیعت میفر ماید واز ہر چہ خواہد تاثیر را بروں می کشد واصل کار حکم

والأسباب له الأَفْيَاء. والتطعيم نافعا كان أو مضرّا. لا نبحث فيه بعد
اوست واسبابِ امراو رامثل سایہ اند۔وخال زدن نافع باشد یا مضر مابعداز نشان درو بحث نمی کنیم۔

ظهور الآية، فإن الإفحام قد انتهى إلى الغاية. وما كان لأحد أن يعزيها
چراکہ اتمام حجت تانہایت رسیدہ است وہیچکس را گنجایش نیست کہ ایں نشان را

إلى نُوَبِ الزمان، فإنها ردِفت نبأَ الرحمٰن. وَ إنها ليست بآية بل
سوئے حوادثِ زمانہ منسوب کند۔زیراکہ ایں نشان بعداز پیشگوئی بظہور آمدہ است وآں یک نشان نیست بلکہ

﴿۴۸﴾

آيات، وكلها مشرقةٌ كالشمس وبيّناتٌ . **فالأول** :نبأٌ أشعتُه
نشانہاہستند۔وہمہ آنہاہمچو آفتاب می درخشند ومحکم اند پس اول آن خبرست کہ شائع کردم

قبل ظهور الطاعون وسَيلِه، وقبل أن يجلب برَجِله وخَيلِه .فأغار
آں راقبل ازسیل آں (طاعون☆) وقبل زانکہ شد پیادگان وسواران خودرا۔پس غارت زد

الطاعون بعد ذالك على الهند كالصعلوك، وأقام الحشر ودكَّ الناس
طاعون بعدزاں پیشگوئی برملکِ ہند ہمچو دُزد غارت گر و قائم کرد قیامت را وکوفت مردم را

كلَّ الدكوك .**والنبأ الثاني** :هو وعد تكفُّلِنا ووعدُ العصمة، والأمر
ہمچو زمین ہائے کوفتہ وپیشگوئی دوم وعدہ تکفُّل و حفاظت است و امراست

بترك التطعيم والرجوع إلى حضرة العزة، ولذالك أطعتُ الأمر ووقفت
بترکِ خال زدن ورجوع سوئے خداتعالیٰ و برائے ہمیں اطاعت کردم امررا

موقف العبيد، وما كان لي أن آنَف من أمر الرب المجيد. **والنبأ الثالث** :
و درموقف بندگان استادم ومجالم چہ بودکہ ازاں کراہت کنم وپیشگوئی سوم

عيث الطاعون في بعض العلماء من الأعداء ، وقد ذكرته ولا حاجة الٰى
اینست کہ بعض علماءِ مخالف بطاعون خواہند(مرد☆) وذکرآں درگذشت وحاجت

☆ایڈیشن اول کے ترجمہ میں یہ دونوں لفظ سہواً رہ گئے ہیں۔(ناشر)

إعادة الانباء. وكل ما قلتُ أمرٌ مشتهر وعلى الألسن دائر، وكل من خالف
اعادہ نیست ہرچہ گفتم مشہورست وبرزبانہا جاری است وہرکہ او مخالفت کرد

فهو الآن حائر. ومن منن الله أنه وقانی فی كل موطن من وصمة طيش السهام،
او اکنوں حیران ست و از احسان ہائے خداست کہ اوبہر میدان مرا از خطار فتن تیرہا

وإخداج الوحی والإلهام. وأما الطبيب فلا يأمَن العِثارَ، ولو شرب من العلوم
وناقص برآمدن وحی والہام محفوظ داشت واما طبیبان پس از لغزش درامن نیستند اگرچہ از علم دریاہا

البحارَ، سيّما التطعيم الذی يُخشَى على الناس مِن أثر سمّه، والتشخيص ناقصٌ
بنوشند بالخصوص خال زدن کہ خوف اثر زہراو جائے اندیشہ مردمان راست وہنوز تشخیص ناقص است

وآلعقول بمعزل عن فهمه. وربما يسمع الطبيب من ورثاء مريضه: ويحك ﴿۴۹﴾
وعقلہا از فہم معزول اند وبسا مرتبہ می شنود طبیب از وارثان مریض کہ وائے برتو

ما صنعتَ، والنفسَ أضعتَ؟ وربما يخطئ الأطباء خطاءً عظيما، ويُهدُون
ایں چہ کردی و جانے را ضائع کردی و بسا اوقات طبیباں خطاء عظیم میکنند ومریض را

إلى المريض عذابا أليما، فيعبر المرضى بحر الدنيا كالسفن المواخر،
عذاب الیم ہدیہ می دہند۔ پس بباعث ایشاں مریضان از دریائے دنیا ہمچو کشتی ہا عبور میکنند

ويموت الواحد منهم بعد الآخر. فعند ذالك يفرّون ويشدّون سروجهم
و یکے بعداز دیگرے میرد پس در وقت ایں واقعات میگریزند وزین ہا کہ فرود آوردہ بودند

المحطوطة، ويحلّون أفراسهم المربوطة. كذالك فی سبيلهم آفات، وفی
بازبر اسپ ہا می کشند واسپ ہابستہ را می کشایند ہمچنیں درراہِ شان آفتہا ہستند۔ و در

كل خطوة خطيّاتٌ. وإنا نسمع أمثال ذالك فی كل طبيب، جاهل وأريب.
ہرقدم خطاہاست وما ایں نمونہ درہرطبیب می شنویم جاہل باشد یا دانا

ومن ذا الذی ما أخطأ قط، أو له الإصابة فقط؟ وإنی قرأت كتبا من
وکدام طبیب است کہ گاہے خطا نہ کردہ یا اوراست ہمیشہ اصابت رائے ومن کتاب ہا ازیں

هـذه الـصـنـاعة، واشتـقـت إليها شـوق الـخبـز عـند المجاعة، فرأيتها فرسَ
صناعت خوانده ام۔ واشتیاق آں کرده ام ہمچو شوق نان☆ در وقت گرسنگی۔ پس دیدم آں صناعت

البَـرازِ، لا طِـرْفَ الـوِهـاد، وعـنـد عُـضـال زرعها أقلَّ من الحصاد .ثم
اسپ زمین کشاده ہموار نه آں اسپ عمده که مغا کہا و نشیبہا را طے تواند کرد و در وقتِ بیماری سخت درودن آں از

رُزِقـتُ رزقًـا حسـنـًا مـن وحـي الـلـه اللطيف الشريف، فوجدتُ الطبّ
کاشتن کمتر است باز وحی لطیف و شریف روزیٔ من شد۔ پس طب را بمقابله او

بجنبه كالكنيف .وإذا جاء ني الوحي بكماله، وكشَف الدجى بجماله، قلت :
ہمچو پاخانه یافتم۔ چوں آمد وحی نزد من بکمال خود۔ و دور کرد تاریکی را بجمال خود

يا وحي ربي أهلا وسهلا، رحُب واديك، وعزَّ ناديك .أنت الذي يهَب
اے وحی ربِّ مَن بر اہل فرود آمدی و راه نرم آمدی وادی تو وسیع است و انجمن تو بزرگ ست تو آں ہستی که

لـلـعُـمـي الـعيـون، وللصمّ الكلام الموزون، ويحيي الأموات، ويرى الآيات .
نابینایاں را چشمہا می بخشد۔ و گوش کر را کلام موزون می دہد۔ و مردگان را زنده می گرداند۔ و نشانہا مے نماید

﴿۵۰﴾

مـالـك ولـلـطبابة، وإن هي إلا كالذبابة .أنـت الـذي يـصبي القلوب، ويزيل
چه نسبت بتو طبابت را۔ و آں مگسی است ازیں زیاده نیست۔ تو آں ہستی که دلہا را می برد و بیقراری ہا

الكروب، وينزل السكينة، ويشابه السفينة.طوبى لأوراق هي مرآتك، وواهًا
دور میکند و آرام فرود آرد و کشتی را مشابه است۔ چه پاک آن ورقہا ہستند که در انہا درج میشوی

لأقلام هي أدواتك .وصحُفك نشَرتُ لنا أوراقها عند كل ضرورة بألطف
و چه خوب آن قلم ہا ہستند که آں آله نوشتنِ تست و صحیفه ہائے تو اوراق خود بحسنِ صورت وقت ہر ضرورت بر ما کشود۔

صورة، كأنها ثمرات أو عذارى متبرجات.فالحاصل أني وجدتُ كل ما وجدتُ
گویا آں میوه ہا ہستند۔ یا زنانِ باکره آراسته۔ پس حاصل اینست که من ہر چه یافتم از وحی رحمٰن یافتم۔

من وحي الرحمٰن ..ونسَـأْتُ نِضْوى المجهودَ بسَوطِه إلى أهل العدوان .وإن
در اندم شترِ لاغرِ خود را که مانده شده بود۔ بتازیانه او سوئے دشمناں و به تحقیق

☆ایڈیشن اول کے ترجمہ میں ''نان'' کا لفظ سہواً رہ گیا ہے۔ (ناشر)

حیـل الإنسـان لا تبـارز وحـی الرحمن، إلا ویغلب الوحی ویھدّھا من البنیان .
حیلہ ہائے انسان برابری نتوانند کردوحی خدارا۔ پس وحی غالب میگرددوآں حیلہ ہاازبیخ برکند۔

ألم تر کیف فعل ربنا بالمخاصمین؟ ألم یجعل تطعیمَھم مُلیمَھم وأکرمَنا بالفتح المبین؟
آیاندیدی کہ خدائے مابا خصومت کنندگان چہ کرد۔ آیانہ کرد خال زدن اوشاں ملامت کنندہ اوشاں وبزرگی داد مارا

وسـمـعتـم کیف اعتـاض الـنـاس مـنـه بالراحة النصب، وبالصحة الوصب، و
بافتح نمایان وشما شنیدہ اید چگونہ مردم از خال زدن بجائے راحت رنج دیدندو بجائے صحت بہ بیماری مبتلا

بالحیاة الحِمامَ، وبالنور الظلام؟ وما زال التطعیم یطرَح بھم کلَّ مطرَح، وینقُلھم
شدندو بجائے روشنی درتاریکی افتادند۔ وہمیشہ خال زدن از جائے بجائے ایشاں رامے افگندواز چراگاہ

إلٰی مصرَع من مسرَح، حتی زھقت نفوسھم وھُم کالمبھوت، وأُخرجوا من البیوت، ﴿۵۱﴾
در جائے افگندن می انداخت تا آنکہ جاں ہائے ایشاں از تنہابرآمدوایشاں ہمچومبہوت بودند

وبـقی المدبرون فی أعین الناس کالممقوت .والتطعیم جعَل کلھم فی ساعة
وتدبیرکنندگاں درچشم مردم ہمچو شخصے شدند کہ اورادشمن می گیرند۔ وخال زدن ہمہ رادرساعتے مردہ ساخت۔

أمـواتـا، فـصـدروا أشـتـاتـا، والـذیـن لـم یـمـوتـوا فـابتُلوا ببعض عوارضَ،
پس جابجابطورمتفرق مردہ افتادند۔ وآنانکہ نمردند پس مبتلا شدند بہ بعض عوارض

وکـانـوا کبھـائمَ فما تَرَکَ الطاعونُ البِکْرَ فیھم ولا الفارضَ .والذین اجتنبوا
وبودندہمچو بہایم پس طاعون نہ جوان ایشاں راگذاشت ونہ پیررا۔ وآنانکہ ازاں اجتناب کردند

فھُـم طلعوا من مجالس التطعیم طلوعَ شارد، ونفروا نِفارَ آبِدٍ، ما نعلم ما صنع
پس ایشاں ازمجالس خال زدن گریختند وہمچو وحشیاں نفرت کردند نمی دانم کہ ایشاں را

الله بھم.فھذہ فوائد التطعیم، وھذا نفعه العظیم ! فلا تنکروا وعد رب کریم،
چہ پیش آمد۔ پس اینست فائدہ خال زدن ونفع عظیم آں۔ پس انکارمکنید وحی خدارا

وإنـه رحـمة وسـلام قـولا مـن رب رحـیم .وأمـا التـطـعـیـم فـکـم مـن بیوت
وآں رحمتے ست از خدائے تعالیٰ وسلامتی است۔ مگرخال زدن پس بسیارخانہ ہا

بـه خلَتْ، وكم من عيون اغرورقت .ما بالُ قرية يكون يتاماها بذكر
ازاں خالی شدند۔ وچندیں چشمہا پُرآب شدند۔ چہ حال آں قریہ ست کہ میگریند یتیمان آں بذکر

الآباء ؟ وما ماتوا إلا بسمّ هذا الدواء ، والذين شنَّ الغارةَ عليهم الفَناءُ،
پدراں۔ ونمردند مگر بہ زہر ایں دوا۔ وآنانکہ برایشاں موت تافت۔

كان أكثرهم من السنّ فى فَتاء .فويل لقرية حُمَّ فيها ما توقعته، وظهر ما أشعتُه،
اکثر ایشاں جوان بودند پس واویلا است براں قریہ کہ قصد کردہ شد درآں چیزے کہ من امید میداشتم وظاہر شد

وكان أسرعَ من ارتداد الطَّرْف، حتى تغيرت أعينهم وضرَى عليهم الموت
آنچہ من شائع کردم و بود زود تر از چشم زدن کہ چشمہائے ایشاں متغیر شدند۔ وموت برایشاں ہمچو اسپ عمدہ بجست۔

﴿۵۲﴾

كالطِّرْف، وعَنَّ لعَمَلةِ التطعيم كربٌ، وما كان إلا بالله حرب .ولما
وپیش آمد عملہ خال زدن رابیقراری۔ ونبود مگر بخدا جنگ کردن۔ وچوں

أجالوا فيهم الطرف وجدوهم عرضة للتهلكة، ورأوا الموت يسعى على
بررویہائے شاں نظر انداختند ایشاں را نشانہ ہلاکت یافتند۔و دیدند کہ موت برروئے شاں

وجوههم وينادى للرحلة، ورأوا القوم يلحظونهم شزرا، ويُوسِعونهم
می دود وبرائے کوچ کردن آوازہا میدہد وقوم را دیدند کہ بہ چشم کج می بینند۔ وبسیار

زراية وزجرا، فخرجوا من الأرض وعرصاتها، والطير فى وُكناتها، ثم
عیب جوئی می کنند۔ پس ازاں زمین بیروں آمدند۔ وہنوز پرندگان روح درآشیانہ ہا

طارت الأرواح، واشتد النياح فهذا حال تجارب الإنسان، ثم ينكرون
بودند وباز پرواز کرد جانہا۔ و سخت شد ماتم ایں حال تجربہ ہائے انسان است۔ باز انکارِ

وحى الرحمٰن! وأى شقاوة أكبر وأعظم من إنكار المرسلين، وسوء الظن
وحی رحمٰن میکنند وکدام شقاوت بزرگتر است ازانکارِ مرسلاں۔ وبدگمانی درتائید

بالمؤيَّدين؟ يقولون أنت كاذب ! فما لهم إنهم ينبّهوننى عنى، ويظنون أنهم
یافتگان میگویند کہ تو کاذب ہستی پس چہ شد آنہارا چہ مرا از من خبر میدہند۔ وگمان میکنند کہ ایشاں

أعثَرُ على نفسي مني؟ أم كبُر عليهم قولي.إني أنا المسيح؟ وما هو إلا حسدُ معاصَرةٍ

برنفس من از من زیادہ اطلاع دارند۔ آیا گراں آمد ایشانرا قول من کہ من مسیح موعودم ونیست ایں مگر حسد معاصرت

وإنكار من الحق الصريح، فليتّقوا ربهم ولا يتكلموا كشَكِسٍ وقيحٍ .

وانکار از حق صریح۔ پس باید کہ از خدا بترسند و ہمچو مردے بدخو بےحیا گفتگو نہ کنند۔

فإنْ أكُ كاذبا فسأُذْرَأُ كالغثاء ، و إن أك صادقا فمن ذا الذي يطفئ

پس اگر من دروغگو ہستم پس دفع کردہ شوم مانند خس وخاشاک۔ واگر من صادقم پس کیست کہ نور مرا

نوري بحيل الإطفاء ؟ ووالله إني أنا المسيح الموعود، ومعي ربي الودود .

بحیلہ ہائے اطفاء منطفی کند۔ وبخدا کہ من مسیح موعود ہستم۔ وبا من خدائے من است

﴿۵۳﴾ ووالله إنه لا يضيعني ولو عاداني الجبال، ووالله إنه لا يتركني ولو تركني

وبخدا کہ او ہرگز مرا ضائع نخواہد کرد اگرچہ کوہ ہا دشمن من شوند۔ وبخدا او مرا ترک نخواہد کرد اگرچہ

الأحبّاء والعيال. ووالله إنه يعصمني ولو أتى العِدا بالمرهَفات، ووالله

احباء وعیال مرا ترک کنند۔ و بخدا او مرا محفوظ خواہد داشت اگر دشمنان بشمشیر ہا بیایند و بخدا

إنه يأتيني ولو أُلقَى في الفلوات، فَلْيكيدوا كل كيد ولا يُمهِلونِ، فسيعلمون

او پیش من خواہد آمد اگرچہ در بیابان ہا مرا افگنند۔ پس ہر مکر کہ میدانید کنید و مرا مہلت ندہید۔ پس عنقریب

أي منقلب ينقلبون .أيخوّفونني بحيل الأرض ولا يخافون الذي إليه

خواہند دانست کہ بکدام جا بازگشت خواہند کرد آیا مرا می ترسانید بحیلہ ہائے زمینی وازاں ذات نمی ترسید کہ

يرجعون؟ أفكلما جاء هم من الآيات فقطعوا عليها بدسٍّ منهم وإلغاءِ

سوئے او رجوع خواہید کرد چہ عادت شما گردیدہ کہ در ہر نوبت نشانہا شمارا رسید ند آنہارا بہ شبہات پیدا کردن

الأمر بالشبهات .وما أنكرَ أكثرُ الناس إلا من دواعي الشطارة، لا من مقتضى

واخفا کردن بریدہ آید۔ وانکار نہ کردند اکثر مردم مگر از وجہ خبث نہ از مقتضائے

الطهارة .وسيريهم الله آية فلا ينكرونها، وينزل نازلة فلا تردّونها.و إن

طہارت۔ وعنقریب خدا آنہارا نشانے بنماید وفرود آرد بعض نوازل پس ردّ نتوانند کرد۔ و برائے

للناس من اللّٰه تعالٰی علٰی رأس کل مائةٍ نظرةً، فیرسل عبدًا من لدنه
خلق خداتعالیٰ را برسرہرصدی نظرے است۔ پس برائے اصلاح شاں ازطرف خود

لإصلاحهم رحمة، فکیف ینسی اللّٰه زمانا نـزَفتْ فیه عیون الهدایة،
بندہ رامی فرستد۔ پس چگونہ فراموش کند خداتعالیٰ آن زمانہ راکہ خشک شد دروچشمہ ہائے ہدایت

وسالت سیول الغوایة؟ وما عندکم لطالبٍ إذا استفاد، سوی الحدیث
وروان شد سیل ہائے گمراہی۔ ونزدِ شما چیست برائے طالبے کہ استفادہ جوید بجز حدیثے کہ مشابہ

الذی شابهَ الجماد. فذالک هو الهم الذی نفٰی عنی الکری، وأذاب
چیزے بیجان است۔ پس ایں ہماں غم است کہ خواب من برد۔ وگداخت کرد

عظامی وجرّحنی بالمُدی. فأراد اللّٰه أن یُحکِم ما شادَه، ویُظهِر الدین ﴿۵۴﴾
استخوانہائے من ومجروح کردمرا بکارد۔ پس ارادہ کرد خداتعالیٰ کہ محکم کند چیزے راکہ بنا کرد۔ وغالب کند دین را

وصدقه وسداده. وما کان عادته أن یتعلل بعُلالةٍ، ویقنَع ببُلالة،
وصدق وراستی او۔ واز عادت او ایں نیست کہ قناعت کند بچیزے اندک۔ وکفایت کند بآب اندک

وما هو عندکم فهو أقلّ من بلّةٍ، وغیرُ کاف لنَقْعِ غُلّةٍ. فأرسلنی ربی
وہرچہ نزد شما است آں از تری کمتر است۔ وکافی نیست برائے نشانیدن تشنگی۔ پس فرستاد مرا خداوند من

لأهدیکم إلی الماء المعین الغزیر، فما لکم لا تعرفون القبیل من الدبیر؟
تاہدایت کنم شمارا سوئے آب صافی وبسیار۔ پس چہ شد شمارا کہ نمی شناسید دوست را از دشمن

ألا ترون الإسلام کیف غار ماؤه وغاب ضیاؤه، ونـزَفتْ حیاضه قبل
آیا نمی بینید کہ چگونہ آب اسلام فرو رفت وروشنی او غائب شد وخشک کردہ شدند حوضہائے او قبل

أن تُنوِّر ریاضه، وأُحرِقَ بساطه ومُزِّقَ أنماطه؟ فلا قوة إلا بالله ! ونشکو إلیه،
از ینکہ شگوفہ آرند باغہائے او و سوزانیدہ شد بساط او۔ پس قوت نیست مگر بخدا و سوئے او شکوہ

وننتظر نصره نَصْرَ المبغیِّ علیه. ترون هذا الزمان ثم لا ترون یا فتیان، فهذا إحدی
ماست وامید داریم یاری کردن خدا را ہمچنانکہ او یاری مظلومان میکند می بینید۔ ایں زمانہ را بازاے جوانان نمی بینید پس ایں

المصائب علی دین الرحمٰن. ولا أدری لِمَ أقبَلَ الناسُ علیّ إقبالَ مَن لبِس الصفاقة،
بر دینِ خدا مصیبتے ست۔ ونمیدانم کہ چرا مردم بمن ہمچو کسے روآوردند کہ جامہ بےشرمی رامی پوشد

وخلَع الصداقة؟ أجئتُهم فی غیر الأوان، أو عرَضتُ علیهم ما خالف آیَ الفرقان؟
وکشید جامہ راستی را آیا من درغیر وقت خود آمدہ ام۔ یا بر ایشاں چیزے عرض کردم کہ مخالف آیت قرآن ست

أو قتلتُ بعض آبائهم، فاغتاظوا لسفک دمائهم؟ وقد أراهم الله لی الآیاتِ،
یا من بعض پدران ایشاں را کشتہ ام۔ پس بوجہ کشتن ایشاں بر من خشمگین شدند۔ وبتحقیق بنمود خدا تعالیٰ برائے من نشانہا

وشهِد بالبینات. فمِن بعض الآیات بلیّة الطاعون من رب العباد،
وبمعجزات گواہی من داد۔ واز بعض نشان ہا بلائے طاعون است از خدا تعالیٰ۔

﴿۵۵﴾ وقد أخبرتُ به ولم یکن منه أثر فی هذه البلاد. ومِن بعضها موت
و من ازو خبر دادم و در ملک ازو ہیچ نشانے نہ بود۔ و منجملہ آں موت

بعض العلماء بهذه البقعة، کما کنت أنبأت بها قبل تلک الواقعة، فصال
بعض علماء ست دریں دیار چنانچہ قبل ازیں واقعہ خبر دادہ بودم۔ وحملہ کرد

علیهم الطاعون کراکبٍ تامِّ الآلات، مغتالٍ فی الفلوات. فأخذهم
بر ایشاں طاعون ہمچو سوار کامل السلاح کہ ناگاہ کشندہ باشد در بیابانہا۔ پس گرفت آنہا را

ما یأخذ الأعزلَ مِن شاکی السلاح، والجبانَ مِن کَمِیٍّ طاعنٍ بالرماح.
آں حالت کہ بے سلاح را می گیرد☆۔ و بزدل را از سوار درخشندہ نیزہ ہا

ومنها ما نصَرنا ربُّنا فی أمر التطعیم، وجعَل العافیةَ حظَّنا عند البلاء
واز انجملہ آں نشان ست کہ دربارہ خال زدن بنمود۔ وعافیت در وقت بلاء عظیم بہرہ ما

العظیم. وکان التطعیم فی أول الأمر شیئا علیه یثنی، والشفاء به یرجی،
کرد۔ وخال زدن در اوّل امر قابل تعریف بود۔ وشفا ازو امیدے داشتند

ثم لما خالفتُه بوحی من الرحمٰن، ظهر ما ظهر من عیبه ولم یبق
باز چوں بوحی الٰہی مخالفت آن می کردم۔ پس ظاہر شد آنچہ ظاہر شد از عیب آں و باقی نماند

☆ ایڈیشن اول کے ترجمہ میں ’’می گیرد‘‘ کے الفاظ سہواً رہ گئے ہیں (ناشر)

صورة الاطمئنان. وكنت أعلم أن الله سيُظهر لنا بآية منه فيها نموذج
صورت اطمینان۔ ومرا ازیں علم بود کہ خداتعالیٰ بہ نشاں خود نمونہ عافیت برائے ما

العافية، ولكني ما كنت أعلم أنه يرى هذه الآية بهذه السرعة. فظهرت
ظاہر خواہد نمود۔ مگر ازیں خبر نبود کہ بدیں زودی خواہد نمود پس ظاہر شد

الآية وجُعل التطعيم كسجلٍّ يُطوَى، وذِكرٍ يُنسَى. ثم بدا للحكومة أن
نشان و کردہ شد خال زدن ہمچو نامہ کہ پیچیدہ شود۔ یا ہمچو ذکرے کہ فراموش کردہ آید باز حکومت مصلحتے دید

يعيده بتبديل يسير وامتحان يوصل إلى اليقين، ولكن أكثر الناس
کہ بازخال زدن را باندک تبدیل بطور امتحان جاری کند۔ مگر اکنوں اکثر مردم

ليسوا بمطمئنين، بما رأوا موتَ تسعة عشر وأناسا آخرين من المؤوفين. ﴿۵۶﴾
مطمئن نیستند چرا کہ دیدند موت نوزدہ کس و دیگر مردم آفت رسیدہ

وليس سبب الطاعون فأرٌ تخرُج من قعر الأرض إلى الفِناء، بل سببه سوءُ
وسبب طاعون آن موشہا نیستند کہ از تہ زمین بالا می آیند بلکہ سبب آں

الأعمال وارتكاب الفسق والمعصية بترك الحياء. فظهر الطاعون وأردَى
بداعمالی وارتکابِ فسق و فجور است بترک حیا۔ پس ظاہر شد طاعون و ہلاک کرد

بني آدم وبناتِه وردِفتْه الآيات، وذالك بأن علاج أمراض المعصية
بنی آدم و پسران او شاں را و در پس آں نشاں ظاہر شد۔ و ایں از بہر آں شد کہ علاج امراض معصیت

وأنواع الجرائم والجذبات، ليس سوى المعجزات والآيات. ولا يؤمن
وانواع جرائم و جذبات۔ بجز معجزات و نشان ہا چیزے نیست۔ و ہیچکس

أحد بالله حقًّا إلا بعد هذه المشاهدات، ولا يمنع النفسَ من المعاصي كَفّارةٌ،
بخدا حقیقی ایمان نتواند آورد مگر بعد ایں مشاہدات۔ و نفس را ہیچ کفارہ از گناہاں باز نمیدارد

بل نفوسُ عبيدِها بالسوء أمّارةٌ، وإنما يمنعها معرفةٌ تامّة مرعِدة، ورؤيةٌ
بلکہ نفسہائے کفارہ پرستاں سخت فرمان کنندہ بہ بدی است۔ و بجز ایں نیست کہ نفس را از گناہاں آں معرفت منع میکند کہ تام باشد و لرزانندہ

منذرة مخوِّفة، ثم تأتی سلطنةُ المحبة وتضرب خیامَها علی القلوب،
باشدوآں دیدارکہ منذرومخوف باشد بازسلطنت محبت می آید پس خیمہ ہائے خود بردلہا می زند

وتطهّرها من بقایا الذنوب. ولکن أول ما یدخُل قریة النفسانیة، ویُفسِد
وپاک می کندآنہاراازبقایاگناہ ہامگراول چیزے کہ درقریۂ نفسانیت داخل می شودوعمارات

عماراتها ویجعل أعزّتها کالأذلّة، هو خوف شدید ورعب عظیم من الحضرة،
آنراتباہ گرداندوعزیزاں اورادرمغاک ذلت می افگند۔آں خوف شدیدورعب عظیم است ازحضرت باری تعالیٰ

یستولی علی القوی البشریة، فیمزقها کل ممزق ویُبعِد بینها وبین أهوائها
کہ برقوتہائے بشریت مستولی مے گردد۔پس آنراپارہ پارہ میکند ودرانہاودرحرصہائے آنہادوری می اندازد

ویزکّی کل التزکیة. ولیس من الممکن أن یتطهر إنسان من غیر رؤیة ﴿۵۷﴾
وبطورکامل پاک میگرداند۔ وہرگزممکن نیست کہ انسان بجزرویت خدائے زندہ غیرتمند

الحیّ الغیور، ومِن غیر الیقین الذی یقوّض خیام الزور. ولیس رؤیتُه تعالی
پاک گردد۔ وبجزآں یقین کہ خیمہ ہائے دروغ رابرکند۔ودیدن اوتعالیٰ

فی دار الحُجُب إلا بالآیات، وإن الآیات تُخرِج الإنسان من الظلمات،
دریں دارحجب بجزنشان ہاصورت نمی بندد۔ونشان ہا انسان را ازظلمات بیروں می آرند

حتی یبقی الروح فقط وتعدم الأهواء، ویبلغ مقاما لا یبلغه الدهاء، ولا
تاآنکہ روح فقط می ماند۔وہواہامعدوم می شوندوآں مقامے رامیرسدکہ عقل آنرانمی رسدوہیچکس

یدخل أحد ملکوتَ السماء إلا بعد هذه الرؤیة وکشف الغطاء.
درملکوت آسمان داخل نمی شود۔مگر بعد زیں رویت و دورکردن پردہ ۔

فالحاصل أن النجاة من الذنوب لا یمکن إلا برؤیة الله بأصفی التجلیات،
پس حاصل کلام ایں ست کہ نجات ازگناہان ممکن نیست مگربدیدن خداتعالیٰ کہ بصافی ترتجلیات باشد۔

ولا یتحقق هذا المقام لأحد إلا برؤیة الآیات. ومن لم یر الرحمٰنَ فی هذا
وایں مقام کسے رامتحقق نمی گرددمگربدیدن نشان ہا۔وہرکہ دریں مقام شب باشی خدارانہدید

المَراح فما رأى، والموتُ خير للفتى من عيشه عيش العمى. وإنما الدنيا وزينتها
پس چہ دید۔و مردن برائے مرد بہتر است از کورانہ زندگی۔و دنیا و زینت آں ہمہ

لهوٌ ولعبٌ لا تُغَرّ بها السعداءُ، بل هم يؤثرون كل موت لعلهم يرون ربهم ..
لہوولعب است سعیدان برآں مغرور نمی شوند بلکہ ہر موتے را اختیار میکنند مگر آنکہ خداوند خود را بہ بینند۔

فأولئك هم الأحياء . وإن الدنيا ملعونة فمن طلَبها فكيف يُرحَم؟ فألْجِمْ
پس دراصل ہمین گروہ زندگانند۔ودنیا چیزے است لعنتی پس ہرکہ اورا طلب کرد او چگونہ قابل رحم شود۔پس

فرسَك قبل أن يُلجَم .ما لكم لا تتقون الذنوب التي هي أصل هذا الوباء ؟
اسپ خود را لگام بدہ قبل ازینکہ بدہانش لگام کنند چہ شد شمارا کہ از گناہاں پرہیز نمی کنید کہ آں اصل سبب ایں وبا است۔

﴿۵۸﴾

فلا أعلم ما أمّنكم من قدر السماء . وإني جئت كالصبا بِرَيّا هذه البشارة،
پس نمی دانم کہ چہ چیز شمارا از قضا وقدر آسمان درامن کردہ است ومن ہمچو صبا بخوشبوئے ایں بشارت آمدہ ام

فمن تبعني حقا وعمل صالحا فسيُحفَظ من هذه الخسارة .ولن تكفي أحدا أن
پس ہرکہ پیروی من کند وعمل صالح بجا آورد پس ازیں ہلاکت او محفوظ خواہد ماند۔وبجز اعمال وصفائی

يبايعني فقط من دون الأعمال وصفاء التعلق بالله ذي الجلال، فغيِّروا ما
تعلق بحضرت عزت کسے از بیعت من ہرگز فائدہ نخواہد برد پس تبدیلی اندرون ہائے

بأنفسكم ليغيّر ما قدّر لكم من نكال. أتكذّبون بغير علم ولا تختمون على شفاهكم؟
خودکنید تا مقدر شمارا تبدیل کردہ شود آیا بغیرِعلم تکذیب میکنید و بر لبہا مہر نمی نہید۔

كبُرتْ كلمةً تخرُج من أفواهكم ! وقال بعض العدا : إني أعليتُ هذا الرجل،
بزرگ است آں کلمہ کہ از دہن شما بیروں می آید۔ویکے از دشمناں گفت کہ من ایں شخص را بلند کردم۔

وإني أفرطته ثم إني سأحطّه .فانظروا إلى هذا الكذب والاستكبار، وإن
وقدم او پیش نہادم باز منم کہ اورا بر زمین خواہم افگند پس سوئے ایں دروغ نظر کنید وایں تکبر را بہ بینید۔وخدا

الله لا يرضى عن عبد إلا بالصدق والانكسار. ثم انظروا كيف كذّبه الله وأجاب
از ہیچ بندہ راضی نمی گردد مگر بصدق فروتنی باز بہ بینید کہ چگونہ تکذیب اوکرد خدائے من

قبل جوابی، وجمع بعد ذالک أفواجا علی بابی، وملأ بیوتی من أصحابی .
پیش از جواب من۔ وجمع کرد بعد ازیں فوج ہا بردرِ من۔ وخانہ ہائے من از اصحاب من پُر کرد۔

وإن فی ذالک لآیة للمستبصرین، وعبرة للمستعجلین. أم غضبوا علیّ بما
ودریں نشانے است برائے بینندگاں۔ چہ برمن ازیں خشمناک شدند

قلتُ إن عیسی مات، وإنی أنا المسیح الموعود الذی یحیی الأموات؟ ولو فکروا
کہ گفتم عیسیٰ بمُرد۔ ومن آں مسیح موعود ہستم کہ مردگاں را زندہ خواہد کرد۔ و اگر در

فی القرآن لما غضبوا، ولو اتقوا لما تغیّظوا .وإن موت عیسی خیر لهم
قرآن فکر کردندے غضب نکردندے۔ واگر تقویٰ اختیار کردندے غضبناک نشدندے و مُردن عیسیٰ برائے شاں بہتر است

لو کانوا یعلمون. وإن الله آتاهم مسیحا کما آتی الیهود مسیحا، ما لهم لا یفهمون؟ ﴿۵۹﴾
اگر دانستندے۔ وخدا ایشاں را مسیحے داد ہمچنانکہ یہود را مسیحے داد چہ شد ایشان را کہ نمی فہمند

سلسلتانِ متماثلتان فما لهم لا یتدبرون؟ یقولون سیکون فئة من هذه
ایں ہر دو سلسلہ باہم مطابقت میدارند۔ پس چہ شد ایشاں را کہ تدبر نمیکنند میگویند کہ عنقریب ازیں اُمت

الأمة یهودا وعلی خلقهم یُخلَقون، ولا یعتقدون بأن یکون المسیح الموعود
گروہے یہودی خواہد شد و در خُلق یہودیاں مخلوق خواہند شد۔ واین اعتقاد نمیدارند کہ مسیح موعود ہم از ایشاں

منهم بل هذا الفخرَ إلی الیهود ینسِبون ! أأُعطُوْا نصیبا من شر الیهود وما
خواہد بود بلکہ ایں فخر را سوئے یہود منسوب میکنند۔ پس باید کہ فکر کنند چہ ایشاں را از بدی یہود نصیبے

أُعطوا حظا من خیرهم؟ ساء ما رضوا به لأنفسهم وساء ما یحکمون ! بل کما أن
دادہ شد واز نیکی و بہتری ایشاں چیزے حصہ ایشاں نہ گشت چہ بد چیزے است کہ براں راضی شدند و چہ بد حکمے است

الیهود منا کذالک المسیح الموعود منا، ولیست هذه الأمة أشقی الأمم لیصحّ ما یزعمون.
کہ بہ نسبت خود کردند بلکہ ہمچنانکہ یہود از ما ہستند ہمیں طور مسیح موعود نیز از ماست وایں امت از ہمہ امتاں بدبخت تر نیست تا

یقولون هذه هی العقیدة التی ألفینا علیها آباء نا .ولو کان آباؤهم من الذین
ہر چہ زعم کردند صحیح باشد میگویند کہ ایں ہمان عقیدہ است کہ ما پدران خود را براں یافتہ ایم اگر چہ پدران ایشاں از اں مردم

يخطئون .ما لهم يصرّون على ما فهموا ولا يتركون؟ أم لهم أَيمانٌ على الله
باشند کہ خطا میکنند ۔ چہ شد ایشاں را کہ بر فہم خود اصرار میکنند ونمی گذارند۔ یا ایشاں از خدا قسم گرفتہ اند۔

أنه لا يفعل إلا الذى هم يقصدون؟ سبحانه وتعالى لا يُسأل عما يفعل وهم
کہ او ہماں خواہد کرد کہ مقصود ایشاں ست پاک است خدا تعالیٰ و بلند تر از کار خود پرسیدہ نمی شود و

يُسألون. يسمّون المسيح حَكَمًا ثم أنفسهم يحكُمون.أم رأوا فى القرآن ما يزعمون؟
ایشاں پُرسیدہ میشوند۔ نام مسیح موعود حکم می نہند باز خود کار حکم میکنند ۔ آیا آنچہ گمان میکنند آن در قرآن دیدہ اند۔

فليُخرِجوه لنا إن كانوا يصدقون . يا أسفا عليهم ! إن يتبعون إلا الظن
پس برآرند و مارا بنمایند۔ بر ایشاں افسوس است محض ظن را پیروی مے کنند

﴿۶۰﴾

وليس الظن شيئا إذا خالفه المرسلون. بل يحكُمون أنفسهم فى الله ورسله
وظن چیزے نیست دراں صورتے کہ مخالف قول مرسلاں باشد۔ بلکہ ایشاں در امر خدا ورسول نفسہائے خود را حکم

ويجترء ون، ويصرّون على ما ليس لهم به علم ولا يخافون .ومن العجب
قرار میدہند۔ و براں چیزہا اصرار میکنند کہ براں علم ندارند و نمی ترسند۔ و عجب اینست

أنهم ينتظرون الحَكَمَ ثم يقولون إنهم من الزلل لمحفوظون ! ولا يريدون
کہ یکطرف انتظار حَکَم میکنند و طرف دیگر میگویند کہ ما از لغزش محفوظیم ۔ و نمی خواہند

أن يتركوا قولا من أقوالهم. فما يفعل الحَكَمُ إذا جاء هم، فإنهم بزعمهم فى كل
کہ سخنے از سخنہائے خود ترک کنند پس اگر حَکَم بیاید چہ خواہد کرد چرا کہ اوشاں بزعم اوشاں در ہر کار

أمر مصيبون. وإن ظهور المسيح من هذه الأمة، ليس أمر يعسِر فهمُه على
اصابت رائے میدارند۔ و آمدن مسیح موعود ہم ازیں اُمت چیزے نیست کہ بر دانشمندان فہمیدن آں

ذوى الفطنة، بل تظهر دلائله عند التأمل فى المقابلة، أعنى عند موازنة
گراں آید۔ بلکہ دلائل ایں دعویٰ بروقت مقابلہ تامل کنندگاں خوب می فہمند یعنی بروقت موازنہ

السلسلة المحمدية بالسلسلة الإسرائيلية ولا شك أن سيدنا سيد الأنامِ وصَدُر
سلسلہ محمدیہ با سلسلہ اسرائیلیہ ۔ و ہیچ شک نیست کہ سردار ما و سردار مخلوق و صدر

الإسلام، كان مثيلَ موسٰى، فاقتضت رعايةُ المقابلةِ أن يُبعَث فی آخر زمن الأمّة
اسلام مثیل موسیٰ بود۔ پس رعایت مقابلہ تقاضا کرد کہ درآخرزمانہ مثیل

مثيلُ عيسٰى. وإليه أشار ربنا فی الصحف المطهرة، فإن شئتم ففكروا فی سورة
عیسیٰ مبعوث گردد وسوئے آں اشارہ کردہ است پروردگار ما در قرآن شریف واگر بخواہید فکر کنید در سورہ

النور والتحريم والفاتحة. هذا ما كتب ربنا الذی لا يبلغ عِلْمَه العالمون،
نور و تحریم وسورۂ فاتحہ۔ ایں آنست کہ نوشتہ است آنرا پروردگار ما کہ علم عالماں بعلمش نرسد۔

فبأی حديث بعده تؤمنون؟ وإنه جعلنی مسيحه وأيدنی بآيات كبرىٰ،
پس بعد از کلام الٰہی بر کدام چیز ایمان خواہید آورد۔ واومرا مسیح خود کرد ومدد من کرد بہ نشانہائے بزرگ

وَعُطِّلت العِشارُ وترون القِلاصَ لا يُركَب عليها ولا يُسعى. ورأيتم ﴿۶۱﴾
و معطل کردہ شدند مادہ شتران وی بینید مادہ شتران را نہ براں سوار میشوند ونہ می دوانند۔ ودیدہ اید

يا معشر الهند والعرب، كسوفَ القمرَينِ فی رمضان، فبأی آيات ربكما
اے معشر ہند وعرب کسوف قمر وشمس در رمضان۔ پس کدام کدام نشانہائے خدا را

تكذّبان؟ أم تأمركم أحلامكم أن تحسبوا الظنون كأمر منكشف مبين؟
تکذیب خواہید کرد۔ چہ عقلہائے شما شمارا مے آموزد کہ گمانہا را ہمچو امر منکشف پندارید

ولقد كان لكم عبرة فی الذين آثروا الظنون من قبل على اليقين، وما آمنوا
وشمارا قصہ آناں مقامِ عبرت بود کہ پیش ازیں گمان را اختیار کردند۔ وبمرسلاں

بالمرسلين. فكان إنكارهم حسرات عليهم، وإذا أُيِّدَ الرسلُ فودُّوا لو كانوا
ایمان نیاوردند۔ پس انکار شاں برایشاں حسرتہا بود وچوں رسولاں را تائید خدا شامل حال شد

مؤمنين. ولقد ضرب الله لكم أمثالهم فی القرآن فاقرء وها كالمتدبرين.
آرزو کردندی کہ کاش ایمان آوردندے۔ وبتحقیق خدا تعالیٰ مثالہائے آں در قرآن شریف ذکر فرمودہ پس بتدبر بخوانید۔

فويل للذين يقرء ونها ثم لا يفهمون، ويمرّون بها غافلين. عسٰى ربّكم
وبرآن مردم واویلا است کہ میخوانند آنہارا ونمی فہمند۔ ومیگذرند براں مقامہا بغفلت۔ عجب نیست کہ خدا بنماید

أن يـريـكـم مـا لا تـرونـه، ويُـردِف رأيَكم صونَه، فتكونوا من المبصرين. فلا
شما را چیزے کہ نمی بینید آنرا۔ ودرپس رائے شما صیانت خودبنشاند پس شما از بینندگان شوید۔ پس

تيأسـوا مـن رَوح الله ولا تستعجلوا، واصبروا وهو خير لكم إن كنتم متقين.
نومید مشوید وزودی مکنید وصبر بکنید ایں بہتر است برائے شما اگر تقویٰ میدارید۔

وإن صبرتـم فتبـصرون ويبلغ فكركم محلَّه، وتُكرَمون بعد المذلة، فتكونون
اگر شما صبر کنید پس چشم شما کشایند وفکر شما بمحل خود خواہد رسید و بعد از ذلت عزت یابید ومرا

مـن العـارفيـن. وكـنتـم تقولون لو نـزل المسيح في زمننا لكنّا ناصرين. فهذا
شناسید۔ وشما مے گفتید کہ اگر مسیح درزمانہ ما نازل شود ہر آئینہ از مددگاران خواہیم گردید۔ پس ایں

﴿۶۲﴾

نصرُكم أنـكـم تكفرون وتكذبون من غير علم ولا برهان مبين. ترون آياتِ الله
مدد شما است کہ شما مرا کافر میگوئید وتکذیب میکنید بغیر آنکہ علم یقینی نزد شما باشد و با دلیلے باشد۔ می بینید نشانہائے خدا

ثم تكذبون مستكبرين، كأن لم تروها، ولا تكلّمون إلا مستهزئين. وتشتُمون
باز تکذیب از راہِ تکبر می کنید گویا ندیدہ اید نشانہا را وسخن نمیکنید مگر باستہزا۔ و دشنام

وتسبّـون، ولا تـخافون يوم الدين. وإن تتّبـعـون إلا الـظن، وما أحطتم بما قال
می دہید و نمی ترسید از روزِ قیامت۔ وپیروی نمیکنید مگر ظن را واحاطہ نہ کردید۔ قول خدا

الـلـه وما وافيتموني طالبين. أتـريـدون أن تطفئوا نور الله؟ والله متم نوره ولو
را ونہ نزد من بحالت طلب دین آمدید۔ آیا میخواہید کہ نورِ خدا را منطفی گردانید خدا نورِ خود را کامل خواہد ساخت

كنتم كارهين. ولقد سبقتْ كلمتُه لعباده المرسلين، إنهم من المنصورين. ويل
اگرچہ شما کراہت کنید وکلمہ او پیش ازیں قرار یافتہ کہ بندگان فرستادہ او از مدد خواہند یافت۔ واویلا است

لكم ولأحلامكم! لا تعرفون الوجوه، ولا ترون رحمة تتابَعَ نـزولها، ولا تسألون ربكم
بر شما و بر عقلہائے شما کہ روہا را نمی شناسید ونمی بینید رحمتے را کہ متواتر درنزول است ونمی خواہید از رب خود

مبتهـليـن. ليُـريـكم الحق وينجيكم من ضلال مبين. أيها الناس لا تتّكئوا على أخباركم،
بتضرع۔ تا شما را حق بنماید و از ضلالت برہاند۔ اے مردمان تکیہ مکنید بر اخبار خود

وکم من أخبار أهلكت المتّبعين. وإن الخير كله فى القرآن، ومعه حديث
وبسیار از اخبار وآثار است کہ ہلاک کرد پیروی کنندگاں را و ہمہ خیر در قرآن است۔ و باوے آں حدیث نیز

طابَقَه فى البيان، والذين يبتغون ما وراءه فأولئك من العادين.
ہست کہ باقرآن مطابقت دارد۔ وآنانکہ بجزایں ہر دو راہے دیگر اختیار میکنند پس ایشاں از تجاوز کنندگان ہستند۔

ولولا هذا المعيار لماجَ بعض الأمّة فى بعضها بالإنكار، وفسدت الملة
واگر ایں معیار نبودے پس بعض ایں امت در بعض افتادے وہمہ ملت تباہ شدے

فى الديار، واشتبه أمر الدين على المسترشدين. أيها العباد.. اتقوا يومًا
در مملکتہا۔ وامر دین بر طالبان مشتبہ گشتے۔ اے بندگاں بترسید از روز یکہ

لا ينفع فيه إلا الصلاح، ومن تركه فلن يلقى الفلاح. اتقوا يوما يجمع الكفّار ﴿۶۳﴾
کہ درو بجز صلاح ہیچ چیز نفع ندہد۔ وہر کہ ترک کرد صلاح را پس ہرگز نجات نخواہد یافت ترسید ازاں روز یکہ کفار

والفجّار، ويقول الفاسقون وهم فى النار: ما لنا لا نرى رجالًا كنا نعدّهم من
وفجار را جمع خواہد کرد و فاسقاں کہ در جہنم باشند خواہند گفت کہ مارا چہ شد کہ ما آں کسانرا در جہنم نمی بینیم کہ ایشاں را

الأشرار؟ فينادى منادٍ من السماء: إنهم فى الجنة وأنتم فى اللظى. وتحضُر
شریری پنداشتیم۔ پس نِدا دہد نِدا دہندہ از آسمان کہ ایشاں در بہشت اند وشما در دوزخ وہر نفس

كل نفس حضرةَ الله ذى الجلال، ويجاء بكل نبى وأعدائهم، وتعرف كل أمة
بحضور خدا تعالیٰ حاضر خواہد شد۔ وتمام انبیاء و دشمنان او شانرا حاضر کردہ خواہد شد۔ وہر امت

إمامها، ويظهر ما له من قرب وكمال، فيقال: أهذا ملعون أم هذا دجال؟
امام خود را خواہد شناخت وقرب وکمال امام ظاہر کردہ خواہد شد وگفتہ خواہد شد آیا ایں ملعون است یا دجال۔

يوم يكشِف الله عن ساقه ويُرى كلَّ مجرم عقابا، ويقول الكافر يا ليتنى كنت
آن روز خدا ساق خود را خواہد نمود وہر مجرم را عقاب خواہد نمود و کافر خواہد گفت کہ کاش من خاک

ترابا! أيها الإنسان! ما أنت وما مكائدك؟ أتعصى الله وينقضّ على رأسك
بودمی۔ اے انسان تو چیست وفریب تو چیست آیا نافرمانی خدا میکنی وبر سرِ تو شکار کنندہ تو

صائدک؟ الیوم کلّمنی ربی وخاطبنی بکلمات، فنکتبها فإن فیها آیات،
آواز میکند۔ امروز ہمکلام شد مرا ربّ من و مرا مخاطب کرد بچند کلمہ پس بنویسم آں کلمات کہ در آں نشانہا

فتلک هذه یا ذوی الحصاة": جاء نی آئلٌ واختارَ، وأدار إصبعه وأشارَ:
ہستند پس آں کلمات این انداے خردمندان۔ آمد نزد من جبرئیل علیہ السلام و مرا برگزید و گردش داد انگشت خود را

یعصمک الله من العدا، ویسطو بکل من سطا. "ثم خاطبنی ربی وقال:
اشارت کرد خدا ترا از دشمنان نگہ خواہد داشت۔ و برانکس حملہ خواہد کرد کہ برتو حملہ کند۔ باز مخاطب شد خداوند من و گفت

"إن آئل☆ هو جبرئیل، وهو ملکٌ مبشّر من رب جلیل."
آئل نام جبرئیلؑ ست۔ و آں ملک مبشر است از خداوند۔

إنّی فرغت الآن من الجواب، وبقی ما آذیتَ من العتاب، فإنک ﴿۶۴﴾
من اکنوں از جواب فارغ شدم۔ و باقی ماند آنچہ ایذا دادی از عتاب۔ چرا کہ

ذکرتَنی بألفاظ التحقیر، وما اتّقیتَ حسیبک عند الازدراء والتعییر.
تو مرا بالفاظ تحقیر یاد کردی۔ و نہ ترسیدی از حساب گیرندہ خود وقت عیب جوئی و سرزنش

یاعافاک الله من أنت بهذا الطبع المستشیط، وجَمَعَ السلاطةَ مع اللسان
خدا ترا بعافیت دارد بگو کہ کیستی بایں طبع افروختہ۔ و جمع کردن دراز زبانی با زبان

السلیط؟ کنت لا تعرفنی ولا أعرفک، ولا تعلمنی ولا أعلمک، ثم آذیتَ وما
فصیح۔ بودی کہ تو نمی شناختی مرا نہ من شناسائے تو بودم۔ و نہ ترا از حال من علمے بود و نہ مرا باز ایذا دادی و

صبرت، وترکتَ التقوی وما حذرت. أیها العزیز اتّقِ الخبیر الدیّان، وقد ردِف
صبر نکردی۔ و ترک کردی تقویٰ را و نہ ترسیدی۔ اے عزیز بترس از جزا دہندۂ آگاہ۔ و بتحقیق ہر بدی را

☆ لفظ آئل مشتق من الایالة یقال اَلَهٗ ای ساسه و اَصلحه و انه اسم جبرئیل فی کلام الله الجلیل و ان تسمیة جبرائیل بآئل تسمیة مارئیناها فی کتاب قبل هذا الالهام. فَلِلّٰهِ کلمات لا تحصر بالاقلام. و لعلّه اشارة الی منصب جبرائل. و هو الاصلاح و اعانة المظلومین بالسیاسة و ذب العدا بالحجة و الدلیل. منه

كلَّ سوءٍ الحُسبانُ. وقد نـزل المسيح من السماء ، والطاعون من الأرض أتٰی،
عذاب لازم افتادہ۔ و نازل شد مسیح از آسمان۔ و طاعون از زمین بیامد۔

فـإذا لم تتوبوا اليوم فمتٰی؟ فاعلموا أن هذا أوانُ رفضِ الكبر والخيلاء ، لا وقت
پس اگر امروز توبہ نکردید کے خواہید کرد۔ پس بدانید کہ ایں آں وقت است کہ کبر و ناز را ترک کنید نہ وقتِ

الـرعـونة والـغفلة والاستهزاء .وإن الـلـه غـضـب غـضبـا شـديدا على الذين
رعونت و غفلت و استہزاء و خدا بسیار غضبناک برکسانے است کہ

رضـوا بعيشة الغفلة، وآثروا الدنيا وزينتها ولا يؤمنون إلّا بالألسنة، فأذكّركم
بزندگی غفلت راضی شدہ اند۔ واختیار کردند دنیا را و زینت آنرا و ایمان نمی آرند مگر بزبان ہا پس یاد میدہانم

بأيام الله ..فـاتـقـوا الله يا ذوی الفطنة. وليس هذا الوقت وقت الغَزاةِ وتقلُّدِ
شمارا روزہائے خدا پس بترسید اے دانشمندان۔ و ایں وقت جہاد نیست و نہ وقت آویختن

الرماح والمرهفات، بل أمرنی ربّی يا معشر هذه الأمة أن تتقلّدوا بسلاح التوبة
نیزہ ہا و شمشیر ہا۔ بلکہ حکم کرد ربّ من اے گروہ ایں امت کہ سلاح توبہ وعفت

والـعـفّة، فـإنّ النُّصرة كلها فی هذه العُدّة .وإن الأرض مـلعونة ممقوتة لكثرة ﴿۶۵﴾
بپوشید چراکہ ہمہ مدد دریں ساز و سامان است و زمین بباعث گناہان لعنتی شدہ است

الـخطيّات، ولتركِ الله والتمايلِ على الخزعبيلات.وليس الوقت وقت السيوف
و بجہت ترک خداتعالٰی وافتادن برکارہائے باطل و ایں وقت شمشیرہا

والأَسِـنّةِ، بـل أوان تـزكية الـنـفـوس وثَنْيِ الأَعِنّةِ .فـإن الـفـسـاد كـمـا دخل
و نیزہ ہا نیست بلکہ وقت تزکیہ نفس ہا و باز گردانیدن عنان ہا است چراکہ فساد ہمچنانکہ داخل شدہ است

قـلـوب أعـداء هـذه الملّة، كذالک دخل قلوب المسلمين من غير التفرقة .
در دلہائے دشمنان ایں مذہب ہمچنین داخل شدہ است در دلہائے مسلمانان بغیر تفرقہ۔

فـلـن يـغـلِـب الأشـرارُ أشـرارًا آخـريـن بـغَزاة، بل بعفّة وتقاة، فلن ينصر اللّٰه
پس بجہاد ہرگز شریران بر شریران غالب نخواہند شد۔ مگر بعفت و تقویٰ۔ پس ہرگز خدا مدد

ملوک الإسلام مع وھنھم وغفلتھم فی الدین، بل یغضب غضبا شدیدًا
ملوک اسلام نخواہد کرد باوجود سستی وغفلت اوشاں بلکہ سخت غضب خواہد کرد

ویؤثر الکافرین علی المسلمین .ذالک بأنھم نسوا حدود اللہ ولا یبالون أمر
وکافران رابر مسلمانان اختیار خواہد نمود۔ واین برائے این خواہد بود کہ اوشان حدود خداوند فراموش

ربھم ولیسوا من المتقین. یؤمنون ببعض القرآن ویکفرون ببعض، ولا
کردند ومتقی نیستند۔ بریک حصہ قرآن ایمان مے آرند و ازحصۂ دیگر منکر اند۔ و

یُشیعون الحق بل یَعیشون کالمنافقین. ھذا بالُ أھل الزمان، ثم ینکرون
حق راشائع نمے کنند وہمچو منافقان زندگی بسر مے کنند۔ این حال اہل زمانہ است۔ باز انکار مے کنند

ویکذبون بعبد بُعِث من الرحمٰن .أَعَجِبوا أن جاء ھم منذر منھم فی وقت
وتکذیب شخصی مے کنند کہ از خدا مبعوث شدہ است۔ چہ تعجب کردہ اند کہ نزدِشاں نذیرے ہم از یشاں در وقت

﴿۶۶﴾

فقَد الناسُ فیہ حقیقۃ الإیمان؟ أم یقولون افتراہ و قد رأوا آیاتی ثم
فقدان حقیقت ایمان رسید۔ چہ مے گویند کہ افترا کردہ است وبتحقیق دیدہ اندنشانہائے من

ألقوھا وراء حجب النسیان؟ أیھا الناس ..أرأیتم إن کنتُ من عند اللہ
بازانداختند پسِ پردہ ہائے نسیان۔ اے مردمان آیا غور کردہ اید کہ اگر من از خدا ہستم

وکفرتم بی ..فأیّ خُسرٍ أکبر من ھذا الخسران؟ أتریدون أن أضرِب عنکم
وشما انکار من کردہ اید پس کدام زیان ازیں زیان بزرگتر است۔ چہ ارادہ میکنید کہ من بشما از رسانیدنِ

الذکرَ صفحًا بعد ما أُمرتُ للإنذار؟ وما کان لمرسَل أن یکلّمہ اللہ ویأمرہ
وحی خود روبگردانم بعد ازانکہ مامور شدم برائے ترسانیدن۔ ومجال ہیچ مرسل نیست کہ خدا باوَے کلام کند وحکم فرماید

ثم یخفی أمر ربّہ خوفًا من الأشرار .فاتقوا اللہ، ولا تقدّموا بین یدیہ
بازآن مرسل ازشریران ترسیدہ حکم خدارا پوشیدہ دارد۔ پس بترسید از خداوازوگام خود پیش منہید

ولا تصرّوا علی الظن کل الإصرار.
وبرگمان بکمال مصر نباشید۔

ذکرُ نُبَذٍ من عقائدنا

اندکے ذکر در بارۂ عقائد ما

إنّا مسلمون ..نؤمن بكتاب الله الفرقان .ونؤمن بأن سيدنا
مامسلمانیم بکتاب الٰہی قرآن شریف ایمان می آریم و ایمان مے آریم کہ سیدنا

محمدًا نبيُّه ورسوله، وأنه جاء بخير الأديان .ونؤمن بأنه خاتم الأنبياء
محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نبی خداورسول خدااست ودین اوبہترادیان است۔وایمان می آریم کہ اوخاتم الانبیا است

لا نبی بعده، إلّا الذی رُبِّیَ مِن فیضه وأظهرَه وعدُه .ولله مكالمات و
بعداوہیچ پیغمبرے نیست۔مگرآنکہ ازفیض اوپرورش یافتہ باشدوموافق وعدہ اوظاہرشد۔وخدارامکالمات و

مخاطبات مع أوليائه فی هذه الأمة، وإنهم يُعطَون صبغةَ الأنبياء وليسوا
مخاطبات است باولیائے خود دریں امت۔وایشانرارنگ انبیاء دادہ مے شود۔و درحقیقت

نبيّين فی الحقيقة، فإن القرآن أكملَ وَطَرَ الشريعة، ولا يُعطَون إلّا فَهْمَ القرآن، ولا ﴿۶۷﴾
انبیاءنیستند۔زیراکہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ است۔وودادہ نمی شوندمگرفہم قرآن ونہ

يزيدون عليه ولا ينقصون منه، ومن زاد أو نقص فأولئك من الشياطين الفَجَرة.
زیادہ می کنندونہ کم میکنند ازقرآن وہرکہ زیادہ کردیاکم کردپس اوازشیطانان است کہ بدکاراند۔

ونعنی بختم النبوة ختم كمالاتها على نبينا الذی هو أفضل رسل الله وأنبيائه، و
وازلفظ ختم نبوت مرادِ ماختمِ کمالاتِ نبوت است بررسول ماصلی اللہ علیہ وسلم واوازہمہ پیغمبران افضل است و

نعتقد بأنه لا نبی بعده إلا الذی هو من أمّته ومن أكمَلِ أتباعه، الذی وجد
اعتقادمیداریم کہ بعد ازوہیچ پیغمبرے نیست مگرآنکہ ازامتِ او باشد۔واز

الفيضَ كله من روحانيته وأضاء بضيائه .فهناک لا غير ولا مقام الغيرة،
روحانیت اوفیض یافتہ باشد۔پس درہمچنین نبوت وجود غیرے نیست ونہ مقام غیرت است۔

وليست بنبوة أخرى ولا محلَّ للحيرة، بل هو أحمَدُ تجلّى فى سَجَنْجَلٍ آخرَ، ولا يغار
بلکہ او احمد است کہ در آئینہ دیگر تجلّی کردہ۔ وہیچکس بر

رجل على صورته التى أراه الله فى مِرْآة وأظهَرَ .فإن الغيرة لا تهيج على التلامذة
صورت خود غیرت نمی کند کہ درآئینہ بنماید۔ چراکہ غیرت برشاگردان وفرزندان

والأبناء ، فمن كان من النبى ..وفى النبى ..فإنما هو هو، لأنه فى أتمّ مقام الفناء ، ومصبَّغ
نمی آید۔ پس ہر کہ ازاو باشد ودروے باشد پس درحقیقت ہمون است چراکہ اودراتم مقام فنا است۔ و

بصبغته ومرتدى بتلك الرداء ، وقد وجَد الوجودَ منه وبلَغ منه كمالَ النشو والنماء .
رنگین برنگ اوست وچادراو پوشیدہ است۔ ووجودے ازو یافتہ است وازو تا کمال نشو ونما رسیدہ۔

وهذا هو الحق الذى يشهد على بركات نبينا، ويرى الناسَ حُسْنَه فى حُلل التابعين
وہمین حق است کہ گواہی میدہد بر برکت نبی ما صلی اللہ علیہ وسلم ومی نماید حسن وے را در پیرایۂ تابعین

الفانين فيه بكمال المحبة والصفاء ، ومن الجهل أن يقوم أحد للمِراء ، بل هذا
فانین بکمال محبت و صفائی تعلق۔ واز نادانی است کہ کسے برائے پیکار بایستد۔ بلکہ این

﴿۶۸﴾

هو ثبوت من الله لنَفْيِ كونِه أبتَرَ، ولا حاجة إلى تفصيل لمن تدبَّرَ .وإنه ما كان
ثبوت است از خدا تعالیٰ برائے نفی ابتر بودنِ وے صلی اللہ علیہ وسلم وبرائے تدبّر کنندہ حاجت تفصیل نیست۔ واواز

أبا أحد من الرجال من حيث الجسمانية، ولكنه أب من حيث فيض
روئے جسمانیت پدر ہیچکس ازمردان نیست۔ ولکن او پدر است ازروئے فیض رسالت

الرسالة لمن كمّل فى الروحانية .وإنه خاتم النبيين وعَلَمُ المقبولين .ولا
برائے آنکہ درروحانیت کامل کردہ شود۔ واو خاتم الانبیاء است ونشانے است برائے مقبولان۔ و

يدخُل الحضرةَ أبدا إلا الذى معه نقشُ خاتمه، وآثار سنته، ولن يُقبَل
درحضرت باری عزّ اسمہٗ ہرگز کسے داخل نشود مگر آنکہ بااو نقش خاتم او ونشان سنت اوست۔ وہیچ عمل و

عمل ولا عبادة إلا بعد الإقرار برسالته، والثباتِ على دينه وملته .وقد هلك
عبادت منظور نخواہد شد مگر بعد اقرار رسالتِ او و بعد ثبوت بر دینِ او و ملتِ او۔ و ہلاک شد

مـن تـر كه وما تبِعه فی جميع سننه، علی قدر وُسُعِه وطاقته .ولا شريعةَ بعده، ولا
آں کس کہ ترک کرد اورا و در جمیع سنن او بقدر طاقت و وسعت پیروی او نہ کرد ہیچ شریعت بعد او

نـاسـخَ لكتابه ووصيته، ولا مبدِّلَ لكلمته، ولا قَطْرَ كمُزْنتِه .ومن خرج مثقالَ
نیست و نہ ہیچ کتابے ناسخ کتاب و شریعت او است و ہیچکس مبدل کلمہ او نیست و ہیچ بارشے ہمچو باران او نیست۔ و ہر کہ

ذرّة مـن القرآن، فقد خرج من الإيمان .ولـن يفلح أحد حتى يتّبع كلَّ ما ثبت
بمقدار یک ذرہ از قرآن خارج باشد پس او از ایمان خارج شد۔ و ہرگز کسے نجات نخواہد یافت تا بوقتیکہ پیروی نہ کند ہمہ آں

مـن نبينـا الـمـصـطـفٰـی، ومـن تـرَک مقدار ذرة من وصاياه فقد هوٰی .ومن
اعمال را کہ از پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم ثابت اند و ہر کہ بمقدار یک ذرہ از وصیت او ترک کرد پس او بزیر افتاد۔ و ہر کہ

ادّعـی الـنبـوة من هذه الأمة، وما اعتقد بأنه رُبّیَ من سيدنا محمّدٍ خيرِ البريّة،
دعوٰی نبوت ازیں امت کند واعتقاد او ایں نباشد کہ پرورش او از آنحضرتؐ شدہ است

وبـأنـه لـيـس هـو شيـئـا مـن دون هذه الأسوة، وأن القرآن خاتم الشريعة، فقد
و ایں اعتقاد ندارد کہ بجز آن پیشوا او چیزے نیست و قرآن خاتم شریعت است پس

هـلـک وألـحَـقَ نـفـسـه بـالكفَرة الفجَرة .ومـن ادعـی الـنبـوة ولم يعتقد بأنه
ہلاک شد و نفس خود را بکافران و بدکاران ملحق کرد۔ و ہر کہ دعوٰی نبوت کند و ایں اعتقاد ندار☆ کہ او

مِنّ أمتـه، وبـأنـه إنـمـا وجَـد كـلَّ مـا وجَـد من فيضانه، وأنه ثمرة من بستانه، ﴿۲۹﴾
از امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است و ہر چہ یافت از فیضانِ او یافت۔ و او یک ثمرہ ایست از باغِ او

وقـطرة مـن تَهْتَـانِـه، وشَـعْشَـعٌ مـن لـمـعانه، فهو ملعون ولعنة الله عليه وعلى
و یک قطرہ از بارش او و سایۂ تنک از روشنی او پس او لعنتی است و لعنت خدا برو و بر

أنـصـاره وأتباعه وأعوانه . لا نبـیَّ لـنـا تـحـت السماء من دون نبيّنا المجتبٰی،
انصار او و بر اتباع او و بر اعوان او۔ برائے ما بجز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ پیغمبرے زیر آسمان

ولا كتـابَ لـنـا مـن دون الـقـرآن، وكـلُّ مـن خالفه فقد جرّ نفسه إلى اللظى .
نیست و ہیچ کتابے بجز قرآن نداریم پس ہر کہ مخالفت قرآن کند او بسوئے جہنم خویش را کشیدہ است

☆ سہو کتابت سے ”ندار“ لکھا گیا ہے۔ درست ”ندارد“ ہے (ناشر)

ومن أنكر أحاديث نبينا التی قد نُقِدتْ ولا تُعارض القرآن، فهو أخو إبليس
وہرکہ انکار احادیث پیغمبر ما کند آں حدیثہا کہ تنقید آں شدہ ومخالفت بقرآن ندارند۔ او برادر شیطان است

وإنه ابتاع لنفسه اللعنة وأضاع الإيمان .وإن القرآن مقدَّم علٰى كل شیء، و
واو خرید برائے نفسِ خود لعنتے وایمان را ضائع کرد۔ وقرآن مقدم بر ہر چیز است و

وحیُ الحَكَمِ مقدَّم على أحاديث ظنية، بشرط أن تطابق القرآنَ وحيُه مطابقة
وحی حَکم یعنی مسیح موعود مقدم است بر احادیث ظنیہ بشرط اینکہ آں وحی مسیح موعود بقرآن مطابقت کُلّی

تامة، وبشرط أن تكون الأحاديث غيرَ مطابقة للقرآن، وتوجد فی قصصها
دارد۔ وبشرط اینکہ قصہ ہائے آں حدیث بقصہ ہائے قرآن مطابقت ندارند یعنی در قصہ ہائے آں

مخالفةٌ لقصصِ صحفٍ مطهّرة .ذالك بأن وحی الحَكَمِ ثمرةٌ غَضٌّ وقد جُنِیَ
احادیث وقرآن شریف باہم مخالفت باشد۔ این اعتقاد برائے ایں ضروری است کہ وحی مسیح موعود ثمرہ تازہ است کہ

مِن شجرة يقينية، فمن لم يقبَل وحیَ الإمام الموعود، ونبَذه لروايات ليست
از درخت یقینی چیدہ شدہ است۔ پس ہرکہ وحی امام موعود را قبول نہ کرد۔ وبرائے روایات غیرمشہود

كالمحسوس المشهود، فقد ضل ضلالًا مبينا، ومات ميتة جاهلية،
آنرا از دست انداخت۔ پس او در گمراہی واضح افتاد و برموت جاہلیت بمرد۔

﴿۷۰﴾ وآثر الشكّ على اليقين ورُدَّ من الحضرة الإلٰهية . ثمّ إن كان من الواجب
وشک را بریقین اختیار کرد واز حضرتِ الوہیت رد کردہ شد۔ باز اگر اعتماد

الأخذُ بالروايات فی كل حال.. ففی أیّ شیءٍ رجلٌ يقال له حَكَمٌ من الله ذی الجلال؟
برروایات داشتن در ہرحال لازم بودے۔ پس چہ چیز است آں شخص کہ نامِ او از خدا تعالیٰ حَکَم نہادہ شدہ باشد۔

فكيف أعطيه هذا اللقب مع أنه لا يحكُم فی مسألة من المسائل، بل يقبَل
وچگونہ دادہ خواہد شد او را این لقب باوجودیکہ او در مسئلہ از مسائل ہیچ فیصلہ اختلاف نمیکند۔ بلکہ ہر چہ

كل ما عند العلماء كالمستفتی السائل؟ فعند ذالك لا يستقيم لقبُ الحَكَمِ
نزد علماء است آں ہمہ قبول میکند مانند آں کسیکہ فتویٰ مے پُرسد وسائل میباشد پس دریں وقت لقب حَکَم برو

لشأنه، بل هو تابع للعلماء ومقلّد لهم فی كل بيانه. ونعتقد بأن الصلاة
راست نمی آید بلکہ او پیروی کنندہ علماء است و در ہر بیاں مقلد اوشان است و نیز ما اعتقاد داریم کہ نماز

والصوم و الزكٰوة والحج من فرائض الله الجليل، فمن تركها متعمدا
وروزہ و زکوٰۃ و حج ازفرائض خداوندِ بزرگ است۔پس ہرکہ عمداً ایں ارکان را

غيرَ معتذر عند الله فقد ضل سواء السبيل.
بغیر عذرے کہ نزدِ خدا صحیح باشد بگذارد بگمراہی گرفتار شد۔

ومن عقائدنا أن عيسٰى ويحيٰى قد وُلدا على طريق خَرْقِ العادة،
واز جملہ عقاید ماست کہ حضرت عیسیٰ وحضرت یحییٰ علیہما السلام بطریق خرق عادت متولّد شدہ اند۔

ولا استبعادَ فی هذه الولادة .وقد جمع اللّٰه تلك القصّتين فی سورة واحدة،
و دریں ولادت ہیچ استبعاد نیست۔و جمع کرد خدا تعالیٰ این ہردو قصہ را درسورۃ واحدہ

ليكون القِصّةُ الأولٰى على القصة الأخرٰى كالشاهدة .وابتدأ مِن يحيٰى وختَم على
تا کہ یک قصہ دیگرقصہ را گواہ باشد۔ وشروع کرد از یحییٰ علیہ السلام وختم کرد بر

ابن مريم، لينقُل أَمْرَ خرق العادة من أصغر إلٰى أعظم.وأما سرّ هذا الخَلق فی
عیسیٰ علیہ السلام تا کہ انتقال امرخرق عادت ازخورد سوئے بزرگ باشد۔مگر راز ایں قسم پیدائش در

يحيٰى وعيسٰى فهو أن الله أراد من خلقهما آية عظمٰى .فإن اليهود كانوا قد تركوا طريق
یحییٰ وعیسیٰ پس اینست کہ ارادہ فرمود خدا تعالیٰ کہ ازیں ہردو پیدائش نشانے نماید وآن اینست کہ یہود راہِ میانہ روی و

﴿۷۱﴾

الاقتصاد والسداد، ودخل الخبث أعمالَهم وأقوالهم وأخلاقهم وفسدت
راستی ترک کردہ بودند وخباثت دراعمالِ شان واقوالِ شان واخلاقِ شان داخل شدہ بودوفاسد

قلوبهم كل الفساد، وآذَوا النبيين وقتلوا الأبرياء بغير حق بالعناد،
شدند دلہائے شان بہرنوع فساد۔وایذاء دادند انبیاء را و ناکردہ گناہان را قتل کردند۔

و زادوا فسقا وظلما وما بالَوا بَطْشَ ربّ العباد .فرأى اللّٰه أن قلوبهم
ودرفسق وظلم ازحد گذشتند و نترسیدند حملہ خداوند بندگان را۔پس دید خدا تعالیٰ کہ دلہائے شان

اسودّت، وأن طبايعهم قسَتْ، وأن الغاسق قد وقَب، ووَجْهَ المهجّة
سیاہ شدند۔وطبیعت ہائے شان سخت شد۔وتاریکی درآمد۔وراہِ میانہ بر ایشان

قد انتقَب .وفسدت التصوّرات كأنها ليل دامس، أو طريق طامس .وجاوزوا
پوشیدہ گشت۔وتباہ شدندتصورہا گویا آن شبے است سخت تاریک یاراہے است ناپدید۔وتجاوز

الحدود، ونسوا المعبود، وتسوّروا الجدران، ونسوا الديّان .وكانوا ما بقى
کردنداز حدہاوفراموش کردندمعبودراواز دیوارہا بیرون جہیدندوجزادہندہ رافراموش کردند۔وچنان شدندکہ

فيهم نور يُؤمنهم العِثار، ويُرى الحق ويُصلِح الأطوار، وصاروا كمجذوم انجذمت
ہیچ نورے درایشاں نماندکہ ازلغزش بازداردوحق بنمایدواصلاح اطوارکند۔وہمچومجذومی شدندکہ اعضاءاوبریدہ

أعضاؤه، وكُرِهَ رُواؤُه. فإذا آلتْ حالتهم إلى هذه الآثار، لعنهم الله
شدند۔ومکروہ شدصورت او۔پس چونکہ انجام حالت ایشان این شدونوبت ایں نشانہارسیدلعنت کردخدا

وغضب على تلك الأشرار، وأراد أن يسلب من جرثومتهم نعمةَ النبوة، و
برایشان وغضب کرد برآں بدکاران۔وارادہ کردکہ ازخاندان اوشان نعمت نبوت برباید۔و

يضرب عليهم الذلة، وينزع منهم علامة العزّة .فإن النبوة لو كانت باقية فى
برایشان ذلت بباردوبرکشد ازیشان علامت عزت۔چراکہ اگرنبوت درخاندان ایشان باقی ماندے۔

﴿۷۲﴾

جرثومتهم، لكانت كافية لعزّتهم، ولَمَا أمكنَ معه أن يشار إلى ذلّتهم .
پس البتہ برائے عزت شان کافی بودے۔ودریں حالت ممکن نبودے کہ ایشانرابسوئے ذلت منسوب کردہ باشد۔

ولو ختم الله سلسلة النبوة العامة على عيسٰى، لما نقص من فخر اليهود شيء كما لا يخفٰى،
واگر خدا نبوت عامہ را برعیسیٰ ختم کردے البتہ از فخر یہود چیزے کم نہ شدے۔

ولو قدّر الله رجوع عيسى الذى هو من اليهود، لرجع العزّة إلى تلك القوم ولنسخ
واگرمقدرکردے خداتعالیٰ رجوع آن عیسیٰ سوئے دنیاکہ ازیہودبود۔البتہ سوئے یہودعزت شان واپس آمدے وامرذلت

أمر الذلة، ولبطل حكم الله المعبود .فأراد الله أن يقطع دابرهم، ويجيح بنيانهم،
شان منسوخ گشتے وحکم خداتعالیٰ باطل گردیدے پس خداتعالیٰ ارادہ فرمودکہ بیخ کنی یہودکند

ويُحكِم ذلّتهم وخذلانهم .فأوّلُ ما فعل لهذه الإرادة هو خلق عيسٰى
وذلت وخذلان اوشانرا استوار گرداند پس اول کاریکہ خدا تعالیٰ برائے این ارادہ کرد۔ آن پیدائش عیسےٰ است
من غير أبٍ بالقدرة المجردة .فكان عيسٰى إرهاصًا لنبيّنا وعَلَمًا لنقل النبوة،
بغیر پدر۔ پس بود عیسیٰ ارہاص برائے نبی ما صلے اللہ علیہ وسلم و نشان برائے نقلِ نبوت
بما لم يكن من جهة الأب من السلسلة الإسرائيلية .وأمّا يحيٰى فكان
چرا کہ عیسیٰ از جہت پدر از سلسلہ بنی اسرائیل نبود ۔ مگر یحیٰی
دليلا مخفيا على الانتقال، فإن يحيٰى ما تولّد من القوى الإسرائيلية البشرية،
برانتقال نبوت دلیل مخفی بود۔ چرا کہ یحیٰی ازقوائے اسرائیلیہ بشریہ پیدا نہ شد
بل من قدرة الله الفعّال .فما بقى لليهود بعدهما للفخر مَطرَحٌ، ولا للتكبر
بلکہ از قدرت خدائے پاک۔ پس بعد ازین ہر دو نبی کہ بدین طور پیدا شدند یہود را بر سلسلہ نبوت خود جائے فخر نماند
مَسرَحٌ .وكان كذالك ليقطع الله الحِجاجَ، وينقّص التصلّفَ ويسكّن
ونہ برائے تکبر چراگاہ وہمچنین شد تا کہ خدا حجت ہا را قطع کند۔ ولاف زدن را کم کند وفرونشاند
العَجاجَ .ثم بعد ذالك نقل النبوة من وُلدِ إسرائيل إلى إسماعيل، وأنعم
غبار را۔ بعدزین نبوت را از اولاد اسرائیل بسوئے اسمٰعیل منتقل فرمود و انعام
الله على نبينا محمد وصرَف عن اليهود الوحىَ وجبرائيلَ .فهو خاتم الأنبياء ﴿۷۳﴾
فرمود بر نبی ما صلی اللہ علیہ وسلم و باز داشت وحی را و جبرائیل را از خاندان یہود۔ پس او خاتم الانبیاء است
لا يبعث بعده نبى من اليهود، ولا يردّ العزّة المسلوبة إليهم، وهذا وعد
مبعوث نخواہد شد بعد زو ہیچ نبی از خاندان یہود۔ وعزتے کہ از یہود باز گرفتہ شد باز واپس نخواہند داد و این
من الله الودود .وكذالك كُتب فى التوراة والإنجيل والقرآن، فكيف يرجع
وعدہ خدائے ودود است۔ وہمچنین نوشتہ است در تورات و انجیل وقرآن ۔ پس چگونہ باز آید
عيسٰى، فقد حبَسه جميعُ كتب الله الديّان؟ وإن كان راجعا قبل يوم القيامة
عیسیٰ و باز داشتہ است او را تمام کتاب ہائے خدا تعالیٰ۔ و اگر ضروری است کہ قبل قیامت در دنیا آمدہ باشد

فَلا بُدّ من أن نقبل أنه يكذِب إذ يُسأل عن الأمّة في الحضرة، ففكِّرْ في قوله
پس ضروری است کہ تا قبول کنیم کہ او دروغ خواہد گفت نزد خدا تعالیٰ چون پرسیدہ شود از امت خود در حضرت باریتعالیٰ

تعالٰی: اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ [1] ثم فكِّرْ في جوابه، أصَدَقَ أم
پس فکر کن در قول او تعالیٰ یعنی اینکہ چوں خدا گفت عیسیٰ را کہ آیا تو گفتی کہ مرا و مادر مارا خدا بدانید باز فکر کن کہ او در جواب

كذَب بناء على زعم قوم يرجعونه مِن وسواسِ الخنّاس؟ فإنه إن كان
چہ گفت راست گفت یا دروغ بر بنائے زعم قومے کہ از وسوسہ شیطانی او را واپس بدنیا مے آرند۔ چرا کہ اگر ہمیں

حقًّا أن يرجع عيسٰى قبل يوم الحشر والقيام، ويكسِر الصليب ويُدخل
امر راست است کہ عیسیٰ قبل از قیامت سوئے دنیا رجوع خواہد کرد۔ وصلیب را خواہد شکست و

النصارٰى في الإسلام، فكيف يقول إنّي ما أعلم ما صنعتْ أمّتي بعد
نصاریٰ را در اسلام داخل خواہد نمود۔ پس چگونہ خواہد گفت کہ مرا از امتِ خود ازاں روز ہیچ خبرے نیست

رفعي إلى السماء؟ وكيف يصح منه هذا القول مع أنه اطّلع على شِرك
کہ مرا بسوئے آسمان برداشتند۔ وچگونہ ایں سخن او راست خواہد بود باوجودیکہ او از شرکِ

النصارٰى بعد رجوعه إلى الغبراء، واطلع على اتخاذهم إيّاه وأمَّه
نصاریٰ بعد از رجوع اطلاع یافت۔ وبریں اطلاع یافت کہ او شان او را و مادر او را

إلٰهَينِ من الأهواء؟ فما هذا الإنكار عند سؤال حضرة الكبرياء إلا كذبا ﴿۷۴﴾
خدا مے انگارند۔ پس ایں انکار از چہ قبیل خواہد بود۔ بجز اینکہ او را

فاحشا وترك الحياء. والعجب أنه كيف لا يستحي من الكذب العظيم،
دروغ فاحش و ترک حیا گفتہ شود۔ و عجب است کہ چگونہ او بحضور خداوند تعالیٰ از دروغ گفتن

ويكذِب بين يدي الخبير العليم! مع أنه قد رجع إلى الدنيا وقتَل النصارٰى
حیا نخواہد کرد۔ حالانکہ بسوئے دنیا رجوع کردہ بود و نصاریٰ را قتل نمودہ

وكسر الصليب وقتل الخنزير بالحُسام الحسيم. وما كان مكّث ساعة كغريب
و صلیب را شکستہ و خنزیر را کشتہ۔ و در رنگ او ہمچو مسافر راہ گذر

[1] المائدة : ۱۱۷

یـمـرّ مـن أرضٍ بأرضٍ غیرَ مقیم، ولا یفتش بالعزم الصمیم، بل لبث فیهم إلی
محض یک ساعت نبود بلکہ تا چہل سال بر زمین

أربـعـین سنة، وقتَلهم وأسَرهم وأدخلهم جبرا فی الصراط المستقیم ثم یقول :لا
ماندہ و نصاریٰ را کشتہ و قید کردہ و جبراً در دین اسلام آوردہ۔ باز خواہد گفت کہ

أعلم ما صنعوا بعدی. فالعجب کل العجب من هذا المسیح وکذبِه الصریح !أنؤمن
من نمیدانم کہ بعد از من قوم من چہ کرد ایں عجب مسیح است وعجب دروغ او چہ ما بریں ایمان

بـأنـه لا یـخـاف یـوم الـحساب ولا سوط العقاب، ویکذب کذبا فاحشا یعافه
آریم کہ او از روز حساب وتازیانہ عقاب نترسید و در حضور خدا تعالیٰ چنان دروغے خواہد گفت

زَمَعُ الناس، ویرضٰی بزور یأنَف منه الأراذلُ الملوّثون بالأدناس؟ أیجوّز العقل
کہ مردمان ادنیٰ وفرومایہ ہم از و کراہت می کنند و بآن کذب راضی خواہد شد کہ مردم ملوث و بدرویہ ہم از و پرہیز

فی شأن نبی أنه رجع إلی الدنیا بعد الصعود إلی السماء ، ورأی قومه النصاریٰ
می کنند۔ آیا عقل سلیم درشان پیغمبرے تسلیم میکند کہ او را از آسمان بدنیا آید۔ و قوم خود نصاریٰ را دید

وشِرکهـم وتثـلیثهـم بـعـینـیـه مـن غیـر الخفاء ، ثم أنکر أمام ربه هذه القصة،
و شرک اوشان بچشمِ خود دید۔ باز بحضور خدا تعالیٰ ازیں ہمہ قصہ انکار کرد

وقال: ما رجعت إلی الدنیا الدنیّة، ولا أعلم ما بالُ قومی مُذْ رُفعتُ إلی السماء ﴿۷۵﴾
و گفت من سوئے دنیا نرفتہ ام۔ و مراز قوم خود از آن روز خبرے نیست کہ برآسمان دوم

الثـانیة. فـانـظـروا أیّ کـذب أکبر من هذا الکذب الذی یرتکبه المسیح أمام
برادشتہ شدہ ام پس بنگرید کہ کدام دروغ ازیں بزرگتر خواہد بود کہ مسیح بحضور خدا تعالیٰ

عیـن الله فی یوم الحساب والمسألة، ولا یخاف حضرةَ ربِّ العزة. فالحاصل
خواہد گفت بروز قیامت پس ہرگاہ

أنه لما منَع القرآن نـزولَ المسیح من السماء فی الآیة التی هی قطعیة الدلالة،
منع کرد قرآن نزول مسیح را از آسمان در آیت قطعیت الدلالت

تَعیَّنَ إذًا من غیر شک أن المسیح الموعود لیس من الیھود بل من ھذہ الأمة .
پس متعین شد کہ مسیح موعود ازیں امت است نہ از یہود

وکیف وإن الیھود ضربت علیھم الذلة؟ فھم لا یستحقون العزة بعد العقوبة الأبدیة .
وچگونہ از یہود باشد۔ ویہود برائے ہمیشہ مورد ذلت شدہ اند۔ وبعد از عقوبت ابدی حقِ عزت نہ دارند

فاعلموا أن خیال رجوع عیسٰی یشابه زبدًا، وأن محبوس القرآن لا یرجع أبدا .ثم
پس بدانید کہ خیالِ رجوع عیسٰی مشابہ زَبَد است وہر کرا قرآن از آمدنِ او باز داشتہ است او ہرگز

إذا فُرض رجوعه فیستلزم ھذا کذب سیّدِنا خیرِ البریّة، فإنه قال إن المسیح
نہ خواہد آمد باز۔ اگر رجوع عیسٰی فرض کردہ آید پس ایں امر مستلزم کذب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است چرا کہ او گفتہ کہ

الآتی یأتی من الأمّة .ولیس من الأمّة إلا الذی وجد کماله من فیوض المصطفٰی،
مسیح موعود ازیں امت خواہد بود واز امت ہیچکس نتواند شد مگر کسیکہ کمالِ خود از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ولا یوجد ھذا الشرط فی عیسٰی، فإنه وجد مرتبة النبوة قبل ظھور سیدنا خاتم
یافتہ است واین شرط در عیسٰی علیہ السلام متحقق نمے گردد چرا کہ او مرتبہ نبوت قبل ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یافتہ

الأنبیاء ، فکماله لیس بمستفاد من نبینا صلی الله علیه وسلم وھذا أمر لیس فیه شیء
است۔ پس کمال او از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مستفاد نیست۔ واین امر بدیہی است۔

مّن الخفاء. فجعلُه فردا من الأمة جھلٌ بحقیقة لفظ "الامّة"، وخلاف لکتاب ﴿۷۶﴾
پس او را فردِے ز امت شمار کردن جہل است۔ از حقیقت لفظ امت وخلافِ قرآن است۔

حضرة الکبریاء. فلا شک أن إدخاله فی الأمة کذب صریح وترک الحیاء .
پس ہیچ شک نیست کہ داخل کردنِ او در امت کذبِ صریح وترکِ حیا است۔

ففکِّرْ فی ذالک إن کنت من أھل الاتقاء .والحاصل أن الله سلب من
پس درین فکر کن اگر اہل تقویٰ ہستی پس حاصل کلام اینست کہ خداتعالیٰ بعد

الیھود بعد عیسٰی نعمة النبوة، فلا ترجع إلیھم أبدا فی زمان خیر البریة .
عیسٰی نعمتِ نبوت از یہود سلب کرد۔ پس ہرگز ہرگز در زمانہ خاتم الانبیاء ایں فضیلت سوئے ایشان مسترد نخواہد شد

وكون عيسٰى من غير أبٍ وبلا ولدٍ دليلٌ على ما مر بالدلالة القاطعة، وإشارةٌ إلى
و بودن عیسٰی بے پدر و بے فرزندان دلیلے برین واقعہ بود بدلالت قطعیہ

قطع تلك السلسلة الإسرائيلية .فلا يجيء نبی من اليهود لا قديم ولا حديث
واشارت بودسوئے قطع این سلسلہ۔پس ہرگزنخواہدآمدہیچ نبی از یہودنو باشد یا کہنہ

فی دَور النبوة المحمدية، وعدٌ من الله ذی العزة.وكما نـزَع النبوةَ منهم كذالك
در دورِ نبوتِ محمدیہ وعدہ است ازخداتعالیٰ وہمچنان کہ نبوت از یہود باز گرفتہ شد

نـزع منهم ملكهم وغادرهم الله كالجيفة .وكان تولُّدُ يحيٰى من دون مسّ
ہمین طور سلطنت اوشان باز گرفتہ شد وگزاشت خداتعالیٰ اوشان را ہمچو مُردار۔وبود تولدِ یحییٰ بدون مسِ

القوى البشرية، وكذالك تولُّدُ عيسٰى من دون الأب وموتُهما بدون
قویٰ بشریہ وہمچنین تولدِ عیسٰی بغیر پدر و موتِ آں ہردو بغیر

ترك الورثة علامةً لهذه الواقعة .وأمّا المسيح المحمدی فله أب و
ترکِ وارثان علامت ایں واقعہ کہ نبوت ازان سلسلہ منقطع گشت مگر مسیح سلسلہ محمدیہ پس او را پدر

وُلْد من العنايات الإلٰهية، كما كُتب أنه "يتزوج ويولد له "مِن الرحمة،
است وپسران ازعنایت الٰہیہ ہمچنانکہ نوشتہ شد کہ او متاہل خواہد شد وبچگان پیدا شوند از رحمت الٰہی

﴿۷۷﴾

فكانت هذه إشارة إلى دوام السلسلة المحمدية وعدم انقطاعها إلى يوم
پس این اشارہ بود طرف دوامِ سلسلہ محمدیہ وعدمِ انقطاع آں تا روزِ

القيامة.وعجبتُ كل العجب من الذين لا يفكرون فی هذه الآيات، التی
قیامت وبسیار تعجب ازکسانے است کہ درین نشانہا نظر نمے کنند آنکہ برائے

هی لنبوة نبينا كالعلامات، ويقولون إن عيسٰى تولّد من نطفة يوسف أبيه،
نبوت پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم ہمچو علامت ہا است۔ومی گویند کہ عیسٰی از نطفۂ پدرِ او یوسف پیدا شدہ است

ولا يفهمون الحقيقة من الجهلات .ومن المعلوم أن مريم وُجدتْ
واز جہالت حقیقت رانمے فہمند ومعلوم است کہ مریم صدیقہ قبل ازین کہ

حـامـلا قبـل النكـاح، وما كان لها أن تتزوج لعهدٍ سبق من أمها بعد الإجحاح.
نکاح کند حاملہ یافت شد۔ ومجال اونبود کہ نکاح کند چرا کہ بعد از آبستن مادراو ہمین عہد کردہ بود کہ نکاح نخواہد کرد

فـالأمـر مـحـصـور فـی الاحتمالين عند ذوی العينين :إمّـا أن يـقال إن عيسٰی
پس این امر در دو احتمال مے دارد نزد صاحبان بصیرت اول اینکہ گفتہ شود کہ عیسیٰ علیہ السلام

خُـلـق مـن كـلـمة الله العلام، أو يقال - ونعـوذ بـالله منه - إنـه مـن الحـرام .
مخلوق از کلمہ خداوندی است۔ یانعوذ باللہ این گفتہ شود کہ ولادت حرام دارد

ولا نـجـد سبيـلا إلـى حـمـل مـريـم مـن النكـاح، فإن أُمّها كانت عاهدتِ الله
و سوئے این خیال ہیچ راہے نیابیم کہ حمل مریم از نکاح قرار دادہ بود۔ چرا کہ مادر مریم بخدا تعالیٰ عہد کردہ بود کہ

أنها يتركها محرَّرةً سادنة، وكانت عهدها هذا فی أيام اللِّقاح .وهذا أمر نكتبه
مریم را از نکاح بے تعلق دارد و برائے خدمت بیت المقدس مقرر کند وایں عہد در ایام حمل خود کردہ بود۔ واین آن امر

من شهـادة الـقـرآن والإنـجيـل، فـلا تتركوا سبيل الحق والفلاح .هـذا لمن
است کہ از قرآن شریف وانجیل آنرا نوشتہ ایم پس راہِ حق وفلاح ترک مکنید۔ ایں تفصیل برائے

استـوضـحتُـه فـطـرتُـه، ولا تـقبَـل خارقَ العادة عادتُـه .وأمـا نـحـن فنؤمن
آن شخص است کہ تفصیل را میخواہد وامر خارق عادت را عادت او قبول نمیکند۔ مگر ما بکمال قدرت

بكمال قـدرة اللّٰه الأعلٰى، ونؤمن بأنه إن يشاء يخلق من ورق الأشجار كمثل ﴿۷۸﴾
خداوند تعالیٰ ایمان مے آریم۔ وبدین ایمان آریم کہ اگر او تعالیٰ بخواہد از برگ درختان مثل

عيسٰى .وكـم مـن دود فـی الأرض ليـس لهـا أبـوانٍ، فأی عجب يأخذكم من
عیسیٰ پیدا کند۔ وبسیار کرمہا در زمین اند کہ اوشانرا نہ مادرست ونہ پدر۔ پس کدام تعجب مے گیرد شمارا از

خـلـق عيسٰی يـا فتيـان؟ وإن لـلـه عـجـائبَ نـفَضتُ عندها أكياس الكياسة،
پیدائش عیسیٰ اے مردان۔ ونزد خدا آں عجائب کار ہاست کہ بمقابلہ شان کیسہ ہائے دانائی افشاندہ شد

وغـرائـبَ ظـلَـع بهـا فـرسُ الـفـراسة، بـل فـی كل خَلْقه يظهَر إجبالُ القرائح
وآن غریب امور اند کہ بمقابلہ شان اسپ فراست لنگ است بلکہ در ہر پیدائش او عجز طبیعت ہا ظاہر مے گردد

ویظهَر إكداءُ الماتح والمائح .والذين ينكرونها فما قدروا الله حق القدر،
وعجز آب کشندہ ودرتنگ چاہ روندہ بظہور آید۔ وآنانکہ انکار این میکنند پس نہ شناختند خدارا حق شناختن

وقعدوا في الظلمات مع وجود نور البدر، وبعُدوا من الضياء ، فهفا بهم إلى
وباوجود نورِ ماہ درظلمت نشینند۔ و دور شدند از روشنی پس برد ایشان

الظلام البَينُ المُطرِّحُ والبُعدُ المبرِّحُ .والعجب منهم أنهم مع كونهم ضالّين
راسوئے ظلمت جدائی دور اندازندہ۔ ودوری اندوہگین کنندہ وعجب است از یشان کہ ایشان باوجود بودن

تمشّوا أمام الناس كالخِرّيت، وما فرَقوا واقتحموا المَوامى المهلِكة كالـمَصاليت،
گمراہ پیش پیش مردم ہمچو رہبر رفتند۔ وخوف نہ کردند وداخل شدند بیابانہائے مہلکہ را ہمچو دلیران۔

فهلكوا في الفلوات كالحائر الوحيد، واستسلموا للحَين وما انتهوا من القول
پس ہلاک شدند دربیابانہا ہمچو سرگشتہ تنہا۔ وفرمانبردار شدند مرگ را۔ وباز نیامدند از سخن

المبيد .فلم يأمنوا عثارا، بل زلّوا في كل قدم ورأوا تبارا .وشجّعوا قلوبهم طمعًا في
ہلاک کنندہ پس از لغزش درامن نماندند پس در ہر قدم لغزیدند وتباہی را دیدند ودلیر کردند دلہائے خود را

صيد العوام، وزعَرهم ظلمةُ الجهل فما ارتعوا وما امتنعوا من الاقتحام .
از طمع برائے شکار کردن عوام۔ وترسانیدن اوشان را ظلمت ہائے جہل پس نہ ترسیدند ونہ باز ماندند از داخل شدن

﴿۷۹﴾

ثم عندنا دلائل علٰى موت عيسٰى لا نرى بدًّا من نشرها لعل الناس
باز نزد ما بر موت عیسیٰ بسیار دلائل موجود اند کہ اشاعت آنہارا ضروری میدانم تاکہ

يفقهون .فمنها نصوص قرآنية وهي أكبر الدلائل لقوم يفقهون، ومنها
مردمان بفہمند۔ پس از انجملہ نصوصہائے قرآنیہ ہستند کہ نزد دانشمندان از ہمہ دلائل افضل وبزرگتر اند۔ وبعض

نصوص حديثية لأناس يفكرون .فإن الله صرح في آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي[1]
ازانہا برائے مردمان غور ونظر کنندہ نصوص احادیث ہم اند۔ زیرا کہ اللہ تعالیٰ در آیت فلمّا توفّیتنی

وفاتَ ابن مريم، وصرح معه عدمَ رجوعه إلى الدنيا كما تقدَّم .ورآه نبينا
وفات ابن مریم را۔ وعدم رجوع او را بسوئے دنیا صراحتاً بیان فرمودہ است چنانچہ بیانش سابق گذشت۔ ودر

[1] المائدة:۱۱۸

صـلـى الله عليه و سلم ليـلـة الـمعراج قاعدًا عند يحيٰى، ولا يُجوّز العقل أن يُنقَل
شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ را جلیس وندیم حضرت یحییٰ دیدہ است وعقل ونقل جائز نمیدارد

الـحيّ إلى عالم الموتٰى، ومَن أُلحِقَ بالموتٰى فهو منهم كما لا يخفٰى . وقال الذين لا
کہ زندۂ این عالم درعالم مردگان ملحق شود واگر شود از مُردگان خواہد شد۔ ومَردمانیکہ درقرآن مجید

يتـدبّـرون كتـاب الله وليس في قلوبهم طلب الحق والعرفان، إن حياة عيسى
نظر وغور نمیکنند ومعرفت صدق و طلب حق در دلہائے شان نیست۔قول حسن بصری را

ثـابت بما قال الحسن البصرى، إنه لم يمت ويأتى فى آخر الزمان. فالجواب إنّا لا
حدیث دانستہ حیات عیسیٰ را ازان ثابت میکنند ومیگویند کہ عیسیٰ نہ مُردہ است او درآخر زمان خواہد آمد۔ جوابش ہمیں کافی است

نـؤمـن ببـصـرى ولا مـصـرى، وإنـمـا نؤمن بالفرقان، ونؤمن بقول نبيّنا الذى
کہ ما برقرآن مجید وبرحدیث صحیح مرفوع متّصل نبی معصوم کہ ازطرف خدائے رحمٰن علم صحیح دادہ شدہ است ایمان آوردیم

أُعـطى علمًا صحيحا من الرحمٰن .وقـد سـمعتَ ما جاء فى الحديث وفى القرآن المجيد،
نہ برقولِ بصری یا گفتارِمصری و حدیث و قرآن مجید ہمانست کہ شنیدی۔

فـلا يـنبـغـى بـعد ذالك أن تقول هل من مزيد .وإن الـمـوت من سنة الأنبياء
وسزاوارنیست بعدازیں (ہردوشاہدعدل) کہ هل من مزيد بگوئی۔ حالانکہ اززمان حضرت آدم تا حضرت خاتم النبیین

مـن آدم إلى نبينا خيرِ البـريّة، فـكيف خـرج عيسٰى من هذه السنة المتوارثة؟ ﴿۸۰﴾
این موت سنت ہمہ انبیاء بودہ است۔ پس ازین سنت اللہ کہ ازآدم تا این دم برائے جملہ انبیاء وجملہ ابرار

وقـد ورث هـذه السـنةَ كـلُّ مـن جاء بعده من الأبرار، وهلمّ جرّا إلى أن ورثنا
و نیکان متوارث آمدہ است۔ حضرت عیسیٰ چگونہ بیرون مے تواند شد وایں سلسلہ ہمچنیں ماند تا آنکہ ما وارث

من جميع الأخيار .ثـم مـن الـدلائل الوقائعُ التاريخية والشواهد التى جمعتها
شدیم۔ بازمنجملہ دلائل برموت عیسیٰ واقعات تاریخیہ اند ونیز آن شواہد کہ در کتب

الـكتب الطبّيّة .ومـن تـصـفّـح تـلـك الـكتب التى زادت عِدتُّها على الألف،
طبیہ کہ زائد از ہزار خواہند بود جمع کردہ شدہ اند واین کتب ہا از زمان پیشینیان تا این وقت مسلّم و

وهی مشهورة مسلَّمة من السلف إلى الخلف، فلا بد له أن يشهد أن مرهم عيسٰی
مشہوراند پس کسیکہ این صدہا کتب راجستجو کردہ مطالعہ بکند بضرورت گواہی خواہد داد کہ برائے

قد صُنع لجراحة إلٰهٍ أهل الصلبان، وهذه واقعة لا يختلف فيها اثنان .وهی من
معالجہ زخم صلیبی خدائے ترسایان مرہم عیسٰی تیار کردہ شدہ بود و درین امر کسے را اختلاف نیست۔ واین

المراهم المشهورة المقبولة، ويوجد ذكرها فی كتب زهاء ألف من هذه الصناعة .
مرہم عیسٰی کہ تخمیناً در ہزار کتب مذکور است۔ از مرہم ہائے مقبولہ و متداولہ اطباء است

وكذالك اطّلعنا على قبره الذی قد وقع قريبًا من هذه الخِطّة، وثبت أن ذالك
وعلاوہ برین این ست کہ ما اطلاع یافتہ ایم بر قبر عیسٰی کہ قریب این خطہ پنجاب در سرینگر کشمیر واقع است۔ واز

القبر هو قبر عيسٰی من غير الشك والشبهة .ولا يُضعِف الحقائقَ الثابتة إنكارُ
دلائل قاطعہ ما را ثابت شدہ است کہ ایں قبر قبر عیسٰی است۔ وثبوت حقائق ثابت شدہ را انکار

العلماء الحاسدين، فإنهم لا يتكلمون إلا مستكبرين، ولا يدخلون علينا إلا منكرين .
ملایان حاسد و متکبر کہ تکذیب پیشہ ایشاں است ضعیف نمی تواند کرد

ونجدهم متكبرين كبير الاحتقار، قليل الفهم كثير الإنكار .ثم يقال لهم قدوة الأُمّة
و مے بینم ایشان را کوتاہ فہم کہ غیر خود را بسیار حقیر دانستن عادت شان است۔ معہذا عوام ایشان را پیشوائے امت

ونُجوم الملّة ! ماتت الروحانية، وغلبت الدنيا الفانية .ما لهم لا يفهمون ﴿۸۱﴾
وستارہ ہائے دین وملت میگویند و روحانیت در ایشان مردہ شدہ است۔ وحُبِّ دنیائے دون بر ایشان غالب است چہ شد ایشان را

أن رفع عيسٰی كان لرفع تهمة اللعنة؟ فمن رُفع جسمه إلى السماء فقط فإنه
کہ نمی فہمند کہ رفع عیسٰی برائے رفع کردن تہمت لعنت است۔ لیکن برفع جسدِ عنصری براءت از تہمت ملعونیت

لا يبرأ من هذه التهمة .ثم لما كان عيسٰی قد أُرسل إلى قبائل اليهود كلهم وكل من
نمی تواند شد۔ باز میگوئیم کہ عیسٰی برائے ہدایت کل قبائل یہود از بنی اسرائیل

كان من بنی إسرائيل، وكانت القبائل منتشرة فی الأرض كما روی وقيل،
مبعوث شدہ بود۔ وقبائل بنی اسرائیل بسبب آمدن ابتلاءات از بادشاہ وقت در اطراف زمین

كان من فرائضه أن يسير ويختار السياحة، ويستقرى قبائل أخرى .
منتشر شدہ بودند چنانچہ در کتب تواریخ مذکور است پس فرض منصبی حضرت عیسیٰ ہمین بود کہ قبائل منتشر را بسیر وسیاحت

فكيف صعد إلى السّماء قبل تأدية فرضه وتكميل دعوته؟ هذا باطل عند
جستجو نمودہ ہدایت بکند۔ پس قبل از ادائے این فرض منصبی و تکمیل دعوت خود بر آسمان چگونہ صعود نمود کہ عند العقل

النُّهٰى .ثم إنّ ظنَّ رفعِه إلى السماء لم يثمر إلا ثمرة رديّة، ولم ينبت إلا شجرة خبيثة.
محض باطل است۔ باز میگوئیم کہ گمان صعود او بر آسمان بجز نتیجہ ردیہ و شجرہ خبیثہ ہیچ بار و بر نیاورد

فلو كان هذا الأمر حقّا وكان هذا الفعل من عند الله حقيقة، لترتّب عليه
اندرین صورت اگر حیات عیسیٰ و صعودش بر آسمان راست وحق بودے بالضرور نتیجہ نیک بران پیدا شدے۔

نتيجة حسنة .فلا شك أن هذا الاعتقاد وسوسة شيطانية، وشبكة
پس ہیچ شک نیست کہ این اعتقاد فاسد محض وسوسہ ودام شیطانی است و ہمین سبب

إبليسية، ولذالك صُبّتْ منه مصائب على التوحيد، ووُضع التثليث في
ازین عقیدہ فاسدہ بر توحید اسلام مصیبت ہا رو دادہ۔ وبجائے نام خدائے یکتائے و

موضع اسم الله الوحيد الفريد، وفتح أبواب جهنم على كثير من الناس، وأُلقى منه
بے نیاز تثلیث خبیث جا گرفتہ است۔ وبر بسیارے از مردمان دروازہ ہائے جہنم ازین اعتقاد فاسد کشادہ شدہ اند۔

أُلوف من الورٰى فى ورطة الشرك وبراثن الخنّاس .ولو كان المسلمون ﴿۸۲﴾
وہزاران ہزار خلائق در پنجہائے شیطانی گرفتار شدہ در گرداب شرک افتادند۔ اگر مسلمانان

لم يعتقدوا بهذه العقيدة الفاسدة، لأمِنوا من الارتداد ولنَجَوا من السهام
باین عقیدہ فاسدہ معتقد نبودندے البتہ از فتنہائے ارتداد۔ وہم از نشانہ گردیدن تیر ہائے اعتراضات

النصرانية .ولكن الآن قد نراهم كالأسارى فى يد قسوس النصارٰى يقولون
نصاریٰ محفوظ ماندندے۔ ولکن اکنون مے بینم کہ مسلمانان در دست ہائے پادریان مانند قیدیان مبتلا شدہ از جواب عاجز

بألسنهم :إن سيد الرسل نبيُّنا المصطفٰى، ولكن لم يقترن هذا القول بالعمل
آمدہ اند بزبان میگویند کہ نبی ما برگزیدہ انبیاء سردار جملہ مرسلین است ولکن پوشیدہ نیست کہ این قول شان زبانی است

كما لا يخفى . يا سماء ! لم لا تنشق لجسارتهم؟ ويا أرض ! لم لا تتزلزل

وبعمل افترائے ندارد۔اے آسمان بریں جرأت ایشاں چرا شگافتہ نمی شوی واے زمین بایں ارتکاب جریمہ

لجريمتهم؟ إنّهم إنّما رفعوا أَلْوِيةَ المجد والفخار والعزّ لعيسٰى، وما أبقوا شيئا

شان چسان درزلزلہ نمی آئی کہ این مسلمانان ہم جملہ علمہائے عزت وبزرگی رابرائے عیسٰی نصب کردہ اند۔ وبرائے سردار ما کہ

لسيّدنا المصطفٰى . ونظر الله إلى الأرض فوجدها مملوّةً من إطراء ابن

برگزیدہ از جملہ مرسلین است۔ ہیچ بزرگی راباقی نداشتہ اند۔ دریں وقت خدائے برتر وبزرگ دید کہ ہمہ زمین ازین افراط بیجا واطراء

مريم، ومن التفريط في خير وُلْدِ آدم، ورأى البلادَ في أشدِّ حاجةٍ إلٰى

عیسٰی بن مریم پُر شدہ است۔ ودرحق سید ولدِ آدم این چنین تفریط وحق نشناسی عالمگیر است بایں ضرورت اشد متوجہ شد کہ یک مجددے

وجودٍ يُظهِر علٰى أهل الصلبان فضلَ ختم المرسلين، ويدافع عن المسلمين،

رامبعوث فرمائد کہ بنیاد این افراط وتفریط رابرانداختہ فضائل واقعیہ ختم المرسلین رابرترسایان ظاہر کند واز طرف اہلِ

فبعثني لهذا المقصود، وكان أمرا مقضيا من الله الودود .وإني قد أُقمت

اسلام اعتراضہائے ترسایان رامدافعت بکند۔ برائے ہمین مقصد اعظم مرامبعوث فرمودہ۔ واین بعثت من درعلم خداوند تعالیٰ

لهذه الخدمة من مدة نحو ثلاثين عامًا، وقد أدّب الله بي كثيرا من ﴿۸۳﴾

مقدر بود۔ ومن برائے ہمین خدمت از مدت سی سال ایستادہ ام واللہ تبارک وتعالیٰ بسبب من در دہان پادریان

الشُّرُدِ وألجمهم إلجامًا. والله إن الزمان لا يحتاج إلى رؤية أعجوبةِ

سرکش لگام ادب دادہ است۔ وقسم است بنام خدائے بزرگ کہ زمانہ رابرائے نظارہ این اعجوبہ ہیچ ضرورتے نیست

نزولِ رجل واحد من السماء ، بل يحتاج إلى أن تصعد إلى السماء نفوس

ونبودہ کہ کدامی شخص بجسم عنصری از آسمان فرود آید بلکہ ہمین ضرورتے ہست کہ مردے ازغیب برون آید وکارے بکند یعنی

كثيرة بالتزكي والاتقاء .ألا ترون إلى المسلمين كيف أخلدوا إلى الأهواء

بسبب او در وقتش بسیارے نفوس ارضیہ ومادیہ از تزکیہ وپرہیزگاری برآسمان صعود نمائند آیانمے بینید مسلمانان راکہ ہمہ تن درہوا

الأرضية؟ وكيف انحطوا ونسوا حظهم من الأنوار السماوية؟ ومع ذالك

وہوسہائے نفسانیہ چگونہ مائل ومنہمک شدہ اند ودر پستیہائے ارضیہ افتادہ نورہائے آسمانی را نادیدہ نسیامنسیا کردہ اند ومع ہذا

ما بقی فیهم عقل سلیم، وفهم مستقیم .تجد قولهم مَجمع التناقضات والهفوات،
چیزے ازعقل سلیم وفہم مستقیم درایشان باقی نمانده۔ واقوال ایشان مجمع تناقضات وبیهودگی ہا است

وتجد فعلهم ملوّثًا بالإفراط والتفريط من الجهلات .مثلًا إنهم يقولون إنّ
وبسبب جہالتہائے شان کردارہائے ایشان ہم پُراز افراط وتفریط است۔ مثلاً می گویند که حضرت مسیح

عیسٰی كان أكبر السيّاحين، وقطع محيط العالم كله ولم يترك أرضا من الأرضين،
از جمله سیاحان عالم کثیر السیاحت بود۔ بلکه تمام دنیا را قطع منازل نموده ہیچ قطعه زمین را نه گذاشت که دران نگردیده

ثم يقولون قولا خالفَ ذالک ویصرّون علی أنه رُفع عند واقعة الصليب بحكم
باز برخلاف این قول خود میگویند که در عمر سِه وسی سالگی یعنی بوقتِ واقعه صلیبی برآسمان صعود نمود

رب العالمين، وصعد إلى السماء وهو ابن ثلاث وثلاثين. فانظروا فی أیّ زمان
وبرآسمان رفت واُو عمر خود سی وسِه سال میداشت۔ پس بیان کنید که سیروسیاحت

ساح فی العالم، وزار كل بلدة ولم يترك أحدا من المعالم؟ وكذالک
عالم که بالا مذکور شده است۔ درکدام وقت کرده است حتی که ہیچ قطعه دنیا را از سیاحت خود نگذاشته باشد وہمچنین

﴿۸۴﴾

يقولون إن عیسٰی قد رُفع واُدخل فی الأموات، ثم يقولون قولًا خالفَ قولهم
میگویند که عیسیٰ درآسمان دوم یا چہارم مرفوع شده است ودر عالم اموات۔ نزد یحییٰ فوت شده نشسته است باز متناقض این قولِ

الأول، إذ يزعمون أنه حیٌّ وسينزل من السماوات .وكذالک يقبَلون أن
خود میگویند که او زنده است وازآسمان نازل خواہد شد۔ وہمچنین تسلیم مے کنند که

المسيح الموعود من الأُمّة، ثم يقولون ما خالفَ قولهم هذا ويُظهرون أن
مسیح موعود ازہمین امت است۔ باز مخالفش قول میکنند که ہمان عیسیٰ بنی اسرائیلی از

عیسٰی ینزل من السماء لا من أمة نبينا خير البرية. وكذالک يقولون: لَآ اِكْرَاهَ
آسمان نازل خواہد شد نه از امت نبی خیرالبرایا۔ وہمچنین قائل اند که در

فِي الدِّيْنِ[1] ويقرؤون هذه الآية فی الكتاب المبين، ثم يقولون قولا خالفَ
دین ما جبر واکراه نیست وآیۃ لا اکراه فی الدین را در قرآن مجید مے خوانند۔ باز مخالفت این قول میکنند

[1] البقرة:۲۵۷

ذالک ویصرّون علی أن مهدیهم یخرج بالحسام، ولا یقبل إلا الإسلام .
بلکہ اصرار می نمایند کہ مہدی موعود بسیف وسنان خروج نمودہ جنگہا خواہد نمود۔ حتی کہ از کسے بجز اسلام قبول نخواہد کرد

فانظر إلی هذه التناقضات وتوالی الهفوات!
ودر صورت عدم قبول اسلام ہمہ را تہ تیغ خواہد نمود این تناقضات واقوال بیہودہ را بغور ملاحظہ بکنید۔

سیقول السّفهاء: فما بال القرون الأولٰی، الذین ماتوا علٰی هذا الخطاء
نادانان خواہند گفت کہ حال زمانہائے گذشتہ چیست ۔ کہ براین خطا مردند وگمان میکردند

وظنوا أنه ینزل عیسٰی. فاعلموا أنهم کمثل الیهود ظنوا قبل خاتم الأنبیاء أن
کہ عیسیٰ نازل شود۔ پس بدانید کہ اوشان مانند یہود ہستند کہ پیش از خاتم الانبیاء گمان می بردند کہ

مثیل موسٰی من قومهم، فما أخذهم اللّٰه بهذا الخطاء، ولما ظهر سیّدنا
مثیل موسیٰ ازقوم ایشان خواہد بود پس خدا ایشان را باین خطا نگرفت ۔ وہرگاہ نبی کریم ظاہر

سیّد المرسلین، وأنکره من أنکروه وقالوا کقول السابقین، أخذهم الله
شد۔ پس آنان کہ منکرش شدند و مانند گفتار پیشینیان گفتند۔ خدا اوشان را

بذنوبهم بما کانوا مکذبین .وإن الجُرم لا یکون جُرمًا إلّا بعد إتمام الحجّة،
بسبب گناہان وتکذیب سخت گرفت ۔ والبتہ گناہ پس از تمام کردن حجت گناہ مے گردد

﴿۸۵﴾

فالذین ما وجدوا زمنَ مرسل وخلوا قبل بعثه فی الغفلة، أولئک لا یأخذهم
پس آنان کہ زمانۂ مرسلے نیافتند وپیش از پیدا شدنش درغفلت بمردند ۔ اوشانرا خدا نمی گیرد

الله بما لم ینکروا ولم تبلُغهم دعوة، فیغفر لهم من الرحمة .أکان للناس
بسبب این کہ انکار نہ کردند ۔ ودعوت بایشان نرسید پس ایشان از رحمت بخشیدہ خواہند شد۔ آیا مردم

عجبا أن جاء هم منذر فی هذا الزمان. یا حسرة علیهم ! کیف نسوا سنن الله
درشگفت اند کہ ترسانندہ پیش ایشان درین زمانہ آمد ۔ وائے برایشان چگونہ فراموشید ندراہہائے خدارا

مع أنهم یقرؤون القرآن وقد جرت سنة الله فی عباده أنهم إذا أسرفوا
باایں کہ قرآن می خوانند ۔ وطریق خدا در بندگانش جاری است کہ چون از حد درمیگذرند

وجاوزوا حدود الاتقاء ، أقام فيهم رسولا لينهاهم عن المنكرات والفحشاء .
واز حد پرہیزگاری بیرون مے روند۔ درایشان رسولے بر پا میکند کہ ایشان راازبدی وناہنجاری باز دارد۔

وإذا جاء هم نذيرهم فإذا هم أحزاب ثلاثة. حزب يعرفونه بِميسمه ونُطقه
وہرگاہ آن ترسانندہ نزد ایشان می آید ناگہان سہ گروہ میگردند۔ گروہے از چہرہ وگفتارش اورا مے شناسند

كما يعرف الفرسُ مسرحه من الأثاثة .وحزب تنفتح عيونهم برؤية الآيات،
چنانکہ اسپ چراگاہ خودرا از جائے بسیار گیاہ مے شناسد۔ وگروہے می باشد کہ دیدۂ ایشان از دیدن نشانہا میکشاید۔

وتذوب شبهاتهم بمشاهدة البينات .وفرقة أخرٰى ما أُعطوا بصيرةً
وشبہ ہائے ایشان از دیدن نشانہا گداز مے شود۔ وگروہ سوم راازخدا بینائی دادہ نمے شود۔

من الحضرة، فيخبطون خبطَ عشواء ولا يصِلون إلى الحقيقة، وتقتضى
پس مانند شتر مادہ کور دست وپا میزنند وبحقیقت نمی رسند۔ ودلہائے ایشان

قلوبهم القاسية عقوبة من العقوبات وآفة من الآفات، ولا يؤمنون أبدًا
بہ سبب سختی تقاضائے عذاب میکنند۔ وہرگز ایمان نمی آرند

حتى يُسْلَبَ منهم الأمن والراحة، وينزل عليهم النصب والشدة .فهذا أصل
تا اینکہ امن وآرام از ایشان سلب مے شود۔ وبر ایشان سختی وکوفت فرود مے آید۔ پس اینست اصل

العذاب النازل من السّماء ، ولذالك نزل الطاعون، فليفكر من كان من ﴿۸۶﴾
آن عذاب کہ از آسمان فرود مے آید۔ واز جہت ہمین سبب طاعون آمد پس دانشمندان را باید

أهل العقلِ والدهاء .لا إكراه فى الدين، ولكن تقتضى طبائعهم نوعا
خوب اندیشہ نمایند ودر دین اکراہ نیست لیکن طبیعت ہائے ایشان گونہ

من الإكراه، ولا جبر فى الملة، ولكن تطلب فطرتهم قسمًا من الجبر للانتباه .
اکراہ را مے خواہند۔ ودر ملت جبر نیست ولیکن فطرت ایشان برائے بیدار شدن یک قسم جبر را طلب میکند

ولا حرج ولا اعتراض، فإنه أمر ما مسّه أيدى الإنسان، بل هو آية من الرحمٰن.
وہیچ مضائقہ وجائے اعتراض نیست چہ کہ این امر را دست انسان نرسیدہ۔ بلکہ این نشانے است از خدا

وليست الآيات المنذرة من قبيل الإكراه والجبر، وإنما الإكراه فى المرهفات
ونشان ہائے ترسانندہ ازقسم اکراہ وجبرنمے باشند۔واکراہ درحقیقت در شمشیرہا

وغيرها من آلات الزُّبَر .فاختار الله لهذا الزمان لتنبيه الغافلين نوعًا
وغیرہ آلات آہن مے باشد۔پس خدابرائے این زمان برائے آگاہانیدنِ غافلان۔گونہ

من العذاب، وهو ما يخرُج من السماء لا ما يخرج من القِراب .فألقى الرعب
عذاب اختیارکرد وآن عذاب آنست کہ ازآسمان مے آید نہ از نیام برون می آید۔پس اودردلہا

فى القلوب مرة بالطاعون المقعِص البتّار، وطورًا بزلازل سجدتْ لها جدران
ترس انداخت گاہے بطاعون کہ درجائے کشندہ ہلاکت کنندہ است۔ووقتے بزلزلہ ہاکہ دیوارہائے ممالک بسبب آن برزمین

الديار، وأخرى بطوفانِ نارٍ انشقت به الجبال وارتجّت به البحار .وإنه فى
مے افتند ،ودروقتے دیگر بسبب طاعون آتش کہ بدان کوہ ہاپارہ پارہ شدندودریاہابطوفان درافتادندوآن در

تغيُّظ وزفير، وما قلَّ من تدبير، وما غادر من صغير ولا كبيروقد جمعت الحكومة
جوش وخروش است وباہیچ تدبیرکم نہ گردیدہ۔ونہ خوردراگذاشت ونہ کلان راوحکومت برائے

لدفعه كلَّ ما رأت أحسنَ فى هذا الباب، فما ظفرتْ بسببٍ من الأسباب .
دفع آن ہرچہ درین باب خوب ومناسب دیدبجاآوردپس باہیچ سبب کامیاب نہ شد۔

فأصل الأمر أن الله تعالى أجاب طاعِنِيَّ ومَنْ معهم بالطاعون، ومَنَّ عليّ بالمنون، ﴿۸۷﴾
پس اصل حقیقت اینست کہ خداتعالیٰ طعنہ کنندگان مراوآنان راکہ ازگروہ ایشان اند بطاعون جواب داد و از فرستادن مرگ

وخاطبنى قبل هذا الوباء، وقال:" الأمراض تشاع والنفوس تضاع"، فأنزل النكال
منت برمن گذاشت وپیش ازین مرگ بمن گفت کہ بیماری ہاپراگندہ کردہ شوندوجانہاتباہ کردہ شوند۔پس سزا را

وفعَل كما قال .والله إنى قد أُنبئتُ به قبل هذه المائة الهجريّة، ثم تواتر
فرودآوردوکرد۔چنانکہ گفت وسوگند بخداکہ مراخبر دادہ شد پیش ازین صدی ہجری۔بازخبرہادرپے

الأخبار حتى ظهر الطاعون فى هذه الناحية .ولمّا بلغنى هذا الخبر ووصلنى
یکدیگرآمدندتااینکہ طاعون درین اطراف ظاہر شد۔وہرگاہ این خبربمن رسید۔وروئے بغور

منـه الأثـر، أجَـلـتُ فيه بصرى، وكررت فيه نظرى، فإذا هى الآية الموعودة،
نگاہ کردم چہ مے بینم کہ این و باہمان نشان من است کہ وعدہ شدہ بود۔

والعِدَة المعهودة .ثـم إن الـطاعون قلّل المعادين، وكثّر حزبنا المستضعَفين،
و وعدہ عہد کردہ شدہ۔پس طاعون دشمنان راکم کرد۔وگروہ ما راکہ ناتوان شمردہ بودند بیفزود

حتّى إنهـم صـاروا زهـاء مائة ألفٍ أو يزيدون .وأمـا فـى هـذه الأيـام فعِدّتُهم
تا این کہ آن گروہ از یک لک زیادہ شد ولے دریں روزہا شمار ایشان

قـريـب مـن ضِعفها، وإن فى هذه لآية لقوم يتدبّرون .والـذين اعتنقوا الحسد
دو چند آن شمار گردیدہ است و ہر آئینہ درین ترقی نشانے است برائے اندیشہ کنندگان۔وآنانکہ بغلگیر شدند کینہ وحسد را۔

والشـحـنـاء ، فهـم يؤثرون الظلام ولا يؤثرون الضياء ، وقد انتقشت الضغائن
اوشان تاریکی را اختیار مے کنند و روشنی را ترک میکنند۔وکینہ ودشمنی پنہانی در طبیعت ہائے

والأحـقاد على قرائحهم من الابتداء ، وهى شىء توارثه الأبناء من الآباء .وترى
ایشان از ابتدا نقش پذیر شدہ۔وآن چیزیست کہ پسران از پدران میراث یافتہ اند۔وآنچہ در

فيهـم موادًا سُمِّيّةً من البخل والعُجب والرياء ، ما سمعنا نظيرها فى قرون طويلة
طبیعت ایشان از بخل وخودبینی وخودنمائی دیدہ مے شود۔مثل آن در زمانہ ہائے دراز نشنیدہ ایم

وأزمـنـة ممتدة فى قصص الكفار والأشقياء .ووالـلـه كفى مِن عَلَمٍ على قرب
در قصہ ہائے کافران و بدبختان۔ و بخدا وجود این عالمان گواہ و نشان

﴿۸۸﴾

الـقيامة وجودُ هذه العلماء .يـقـرَبون أهلَ الدنيا ليُكْرَموا عندهم، ولا يقرَبون
کافی است برقرب قیامت۔نزدیک اہلِ دنیا مے روند کہ نزدِ ایشان عزت دادہ شوند و نزد

الـتـقوى ليُكرَموا فى السماء .وقـع الإسـلام فى وِهاد الغربة وهم ينامون على
تقویٰ نمیروند تا در آسمان عزت دادہ شوند۔اسلام درمغاک غربت افتاد۔وایشان بر

بسـاط الراحة، ودِيست المـلّة وهم يراؤون بالعمامة والجبّة والعصىّ الجميلة
بستر راحت خواب میکنند۔وملت پامال شد و ایشان خودرا باعمامہ وجبہ وعصا ہائے خوب

والـلـحى الطويلة . زالت قوة الـمـلة وفُـقـد سلطان الدين، وهم يبتغون زينة
وریشہائے دراز می نمائند۔قوت ملت و دین زوال پذیرفت۔وایشان زینتِ دنیا

الدنيا وقُرب السلاطين.ثم مع ذالک لا حاجة عندهم إلٰى مجدّدٍ من الرحمٰن!
وقرب پادشاہان را مے جوئند۔باز باوجوداین حال نزدایشان ضرورت مجددے ازخدانیست

وحسبُهـم أنـفسُهم حُماةَ الدين وكُماةَ الميدان !ولـما التصق بهم كثير من نجاسة
وایشان حامیان دین و مردانِ میدان بس اند۔ وچوں بسیارے ازپلیدی

الـدنـيـا وعـفـونتهـا، وقـذرِهـا وعَـذَرتِهـا، ذهـب الـله بنور عرفانهم، وتركهم
دنیاوگندگی آن بایشان پیوست۔خدا نورِ عرفان ازایشان بربود۔ و ایشان را

فى طغيانهم .مـا بـقى فيهم دقة النظر وصحة الفراسة، وقوة تلقّى الأسرار ولطافة
درطغیانی بگذاشت درایشان باریکی نظر وصحت فراست وقوت دریافتن رازہا وصفائی

الـعقل والكياسة .وأرى أن أبـواب الهـدى تفتح على غيرهم ولا تفتح عليهم
عقل ودانش نمانده۔وے بینم کہ درہائے ہدایت بردیگران کشادہ می شوندوبرایشان بہ سبب

﴿۸۹﴾

لخبث القلوب، فإنهم قطعوا العُلَقَ كلها من المحبوب، وصعبَ عليهم استقصاء
پلیدی دل بازنمی گردند۔زیراکہ ایشان ہمہ علاقہ ہاازمحبوب بریدہ اند۔پس گران آمد برایشان

الحقايق واستخراج الدقائق وحلُّ المعضلات الدينية .ومع ذالک هم الأمناء
دریافتن حقیقت ہا وبرآوردن دقیقہ ہا وکشودن رازہائے سربستۂ دین وبااین ہمہ ایشان

والـصـادقـون والـصـالـحـون فـى أعيـن العامة، والأبرياء مِن كل ما ذكرنا فى
درچشم عوام امین وصادق وصالح۔وبری ہستندازہمہ عیب کہ درین نوشتہ

هذه الصحيفة! فهذا إحـدى الـمصائب على الملة، وليس الطاعون إلا نتيجة
بیان کردہ ایم۔پس این بلائے بزرگ است برملت وطاعون نتیجہ این

هـذه التـقاة، وثمرة هذه الحسنات ! ونـرى أن هذه البلاد وشوارعها قد بولغ
پرہیزگاری وبراین نیکی ہا است۔وے بینم کہ کوچہ ہائے وراہ ہائے این شہرہا

فی أمور نظافتها ببذل المال والسعی والهمة، وأُلقی فی کل بئرٍ دواءٌ یقتل
ازخرچ کردن مال وکوشش بسیار صاف و پاک کرده می شوند ودر ہر چاہ دوائے کشندۂ کرمہا

الدیدان بالخاصیة، ثم نری الطاعون کلّ یوم فی الزیادة، وکذالک ثبت
انداختہ مے شود۔ باز طاعون در روز افزونی مے باشد۔ وہمچنین

التطعیم کالعقیم، وبطل ما ظُنَّ فیه من المنفعة، وقد سمعتَ ما ظهر من النتیجة،
خال زدن بیسود برآمد۔ وگمان نفع آن بیکار رفت۔ ونتیجہ کہ ظاہر شد شنیدۂ

وما نفَع شربُ الأدویة، ولا تعهُّدُ الحارات والأزقّة والمنازل الموبوءة، وإزالةُ
ونوشیدن دواہا وخبرگیری کردن محلّہ ہا وکوچہ ہا ومکان ہائے وبا زده ورفع کردن

کل ما کان مضرّا بالصّحة .وقد بلغت التدابیر منتهاها، ثم مع ذالک نریٰ نار
ہر چیز مضر صحت۔ ہیچ نفع نہ بخشید وتدبیر ہا بحد کمال رسیدند۔ باایں ہمہ آتش

الطاعون یزید لظاها .وما تقلَّص إلٰی هذا الوقت هذا الداء الوبیل، وما
طاعون و زبانہ آن در زیادت است۔ وہنوز این وبائے ہلاک کننده دور نہ گردیده

انقشعت غیاهبه إلی قدر قلیل، بل صراصره کل یوم مُجیحة، وزلازله مُبیدة،
وتاریکی ہائش اندکے ہم پاش پاش نشده۔ بلکہ تند بادش ہر روز از بیخ برکننده است وزلزلہ ہائش تباه کننده است

وؔعقول الأطباء متحیرة، وأحلامهم مبهوتة .ولم یقتصر هذا المرض علی المحال
وعقل طبیبان در حیرت است۔ ودانش ایشان سراسیمہ از کار رفتہ است۔ واین وبا بر جاہائے ناپاک وگنده بند نشده

﴿۹۰﴾

القذرة کما ظن فی الابتداء، بل زار القذرةَ وغیرها علی السواء، ودخل جمیع الربوع
چنانچہ اول گمان کرده شده بود بلکہ در جائے پاک وگنده یکسان داخل گردیده۔ ودر ہر منزل وقبیلہ

والأحیاء، وفجَع کثیرا من أهلها وملأ البیوت من الصراخ والبکاء .وتواترت
درآمده۔ و بسیارے از اہل آنہا را بدرد آورده وخانہ ہا را از گریہ وزاری پُر کرده۔ وزلزلہ ہائے

زلازله المفزعة، وصواقعه المریعة، ودخل کل بلدة بأنواع العذاب، ولکن طابت
از جائے برنده۔ وصاعقہ ہائے خوف دہنده آن پیاپے شدند۔ و باعذاب گوناگون در ہر شہر داخل شد ولے

لـه الإقامة في الفنجاب وما بقيت أرض لم تحدث فيها إصابة مّا من الطاعون،
درپنجاب اورا اقامت خوش آمد وہیچ سرزمینے باقی نماندہ کہ ہیچ کدام واقعہ از طاعون دران واقع نشدہ باشد

ولـم يبق دار لم يرتفع فيها أصوات الـمَنون .فـما ذالك إلا جزاء الأعمال، وثمرة ما تقدم
وخانۂ نماندہ کہ آواز مرگ دران بلند نشدہ۔پس این جزائے کردارہا وثمرہ گفتار

مـن سيـئات الأقوال والأفعال .وإلـى الآن لـم يـنـقـطـع هذا الطوفان، ولـم يبق
وکرداربداست کہ پیش رسانیدہ اند۔ و تا این دم این طوفان بانجام نرسیدہ۔ و ہیچ

جميل الصبر والسلوان .وكيف ولـم ينقطع مادّته التي في الصدور، بل هي في زيادة
شکیبائی وتسلی نماندہ۔ وچگونہ ختم شود و ہنوز مادہ آن کہ درسینہ ہااست قطع نشدہ۔بلکہ آن در

و بـدور .قـد سمعوا ما جاء من الله ذي الجلال، ثم لا يتمالكون أنفسهم من الاشتعال،
ترقی است شنیدہ اند آنچہ ازخدا آمدہ۔بازنفس خودرا ازغیض وغضب بازنمیدارند

وقطعوا العُلَق وأقسموا جهد أيمانهم أنهم لا يسمعون الحق ولا يتركون الضلال .
وعلاقہ ہا را بریدہ اند وسوگندغلیظ خوردہ اندکہ حق رانشنوندوگمراہی را نگذارند۔

وكـانـوا يـقـولـون من قبل إن قول الحَكَمِ مقدَّم على الأحاديث الظنية، والآن
وپیش ازیں مے گفتندکہ قول حَکَم براحادیث ظنیہ مقدم است۔واکنون

يقدّمـون ظنونهم على النصوص القرآنية والدلائل القطعية .وإنّ جبروت الألوهية ﴿۹۱﴾
ظن ہائے خودرا برنصوصِ قرآنی ودلائلِ یقینی مقدم مے کنند۔وبزرگئ خداوندی

أدهشـت الدنيا كلها ولكن ما قرُب خوفٌ قلوبَ هذه الطائفة، كأنهم براء في
ہمہ دنیارا درحیرت افگندہ ولیکن در دل این گروہ خوف داخل نشدہ گویا درنوشتہ تقدیر برائے

صُحف المشيّة .وقد رأوا نقل بعض الصدور منهم إلى القبور، ثم لا يمتنعون من
ایشان بریت آمدہ است۔ودیدہ اندکہ بعضے سرکردگان بگوررفتہ اند۔ بازازدشنام و

السـب والشتـم والـكـذب والـزور، كـأنهـم أُرضـعـوا بها من ثدى الأمهات،
دروغ بازنمے مانند۔گویا این عادت بدگوئی را ازپستان مادربطور شیرنوشانیدہ شدہ اند

أو وُلدوا فطرةً على هذه الجهلات . أيحسبوننى أنى أُحِبُّ الشهرة فيحسدون
یا از روئے فطرت برایں جہل پیدا شدہ اند۔ آیا مے پندارند کہ من شہرت را دوست میدارم پس ازیں سبب

وواللّٰه إنى لا أحبّ إلا مغارة الخلوة لو كانوا يعلمون . وما كنتُ أن أخرُج
حسد میکنند بخدا من کنج تنہائی را دوست میدارم کاش دانستندے۔ و من ہرگز نمیخواستم کہ از گوشہ خود

إلى الناس من زاويتى، فأخرجنى ربّى وأنا كارهٌ من قريحتى . وكنت أتنفر كل
بسوئے مردم بیرون مے آمدم۔ پس خدا مرا بیرون کرد و من از تہ دل کراہت میکردم۔ و از شہرت

نفرة من الشهرة، وما كان شیء ألذّ إلىّ من الخلوة، فأىّ ذنب علىّ إن أخرجنى
بیزاری بسیار میداشتم۔ و ہیچ چیز را از خلوت لذیذتر نمی پنداشتم پس مرا چہ گناہ اگر خدا مرا از گوشۂ من

ربّى من حجرتى للمصلحة العامة . وما كنت من جرثومة العلماء الأَجِلّة، ولا من
برائے بہبود عامۂ خلق بیرون آورد۔ و من از گروہ عالمان بزرگ نبودم و نہ من از

قبيلة من بنى الفاطمة، لأُظَنَّ أنّى أطلب منصب بعض آبائى بهذه الحيلة .
قبیلۂ بنی فاطمہ بودم کہ گمان رود کہ من ازیں حیلت منصب پدران را طلب میکنم

وما كان هذا إلّا فعل من السماء ، وما كنت أنتظره لنفسى كأهل الأهواء .
و ایں فعل آسمانی است۔ و من مانند ہواپرستان چشم در راہ نبودم۔

ثمّ بعد ذالك سعى العلماء كل السعى ليهدّوا بنياننا، ويُفرّقوا أعواننا، فكان ﴿۹۲﴾
پس بعد ازیں عالمان کوشش بسیار نمودند کہ خانہ ما را ویران و یاوران ما را پراگندہ بکنند۔ مگر

آخر أمرهم أنهم أصبحوا خاسرين . وجمع الله شملنا وبايعَنا أفواج من الطالبين .
آخر کار زیان کار گردیدند۔ و خدا ما را فراہم آورد و فوجے از طالبان بیعت ما کردند

وكان هذا أمرا موعودا من الله تعالىٰ فى كتابى "البراهين"، من مدّة عشرين سنة،
و ایں امر در کتاب من کہ براہین احمدیہ نام دارد از طرف خدا وعدہ شدہ بود۔ از مدت بست سال

و إنّ فى ذالك لآية للمتفكرين. وأظهر الله لى آيات من السماء وآيات فى الأرض
و دریں برائے اندیشہ کنندگان نشانی است۔ و خدا برائے من نشانہائے از آسمان و زمین پدیدار کرد

لیهتدی بها من کان من المبصرین .وإن الزمان یتکلم بلسان الحال أنه یحتاج
تا آنکه بینا است بآن ہدایت یابد۔وزمانہ ہم بازبان حال کلام میکند کہ او محتاج

إلی مصلح، وقد بلغ إلی غایة الاختلال .ویوجد فی العالم تقلّبٌ ألیم، وتغیّر عظیم،
مصلحے می باشد وخلل بسیار دران راہ یافتہ است۔ودر جہان گردش دردناک وتبدیل بزرگ یافتہ شود

لا یوجد مثله فیما سبق من الأزمنة، وإنّ الهِمم کلها تمایلت علی الدنیا الدنیّة،
کہ در زمانۂ پیشین مثل آن نیست۔وہمہ ہمتہا رو بدنیائے دنی آوردہ اند

وبقی القرآن کالمهجور، وأُخذت الفلسفة کالقِبلة .ونری الکسل دخَل القلوبَ،
و قرآن مہجور و متروک گردیدہ و فلسفہ را قبلہ گردانیدہ اند۔ وکسل در دلہا

ونری البدعاتِ دخلت الأعمالَ، ویُسَبُّ نبیُّنا ویُشتَم رسولنا ویحسبونه شر
و بدعات در اعمال داخل شدہ۔و نبی مارا دشنام دادہ می شود و بدترین

الرجال، ویُکذَّب کتاب الله بأشنع الأقوال وأکره المقال .فأین غیرة الله للقرآن
مردم اورا می پندارند وبا بدترین گفتارہا تکذیب کتاب خدا کردہ مے شود۔پس غیرت خدا برائے قرآن

وللرسول وقد وُطِیءَ الإسلام کذرّة تحت الجبال أینتظرون عیسٰی وقد ثارت
ورسول کجا است وحال اینکہ اسلام چون ذرہ درزیر کوہ پامال گردیدہ۔آیا انتظار عیسٰی مے کنند

بسببه فتنٌ وهو فی السماء فما بال یوم إذا نزل فی الغبراء وکانت الیهود قبل ﴿۹۳﴾
بسبب او فتنہ ہائے پیدا شدہ وحال اینکہ او برآسمان است پس آنروز چہ حال خواہد بود چون او برزمین نازل شد۔وقبل ازین مانند

ذالک ینتظرون، کمثل قومنا إلیاسَ، فما کان مآل أمرهم إلا یأْس .فمِن عقل
قوم ما یہود انتظار الیاس میکشیدند۔مگر آخر نومید گردیدند۔پس از دانش

المرء أن یعتبر بالغیر ویجتنب سبل الضَّیر، وقد قال الله تعالٰی : فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ
مرد است کہ از دیگران عبرت بگیرد واز راہ ضرر برکنار باشد۔وخدا تعالیٰ فرمودہ پس از اہلِ ذکر پرسید

الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ[1]. فلیسألوا النصاریٰ هل نزل إلیاس قبل عیسٰی
اگر نمے دانید۔پس از نصاریٰ پرسند کہ آیا الیاس پیش از آسمان

[1] النحل: ۴۴

من السماء كما كانوا يزعمون وليسألوا اليهود هل وجدتم ما فقدتم أيها
نازل شدہ چنانچہ گمان میکردند۔ واز یہود پرسند کہ آیا اے منتظران چیزے گم شدہ را

المنتظرون فثبت من هذا أن هذه العقائد ليست إلا الأهواء ، ولا يجيء
بیافتید۔ پس ازیں ثابت شدہ کہ این عقیدہ ہا محض ہوا و آرزوئے دروغ ہستند ونہ کسے

أحد من السماء وما جاء. فمن كان يبنى أمره على العادة المستمرة والسنة الجارية،
از آسمان آید ونہ کسے آمدہ۔ پس ہر کہ بنائے امر خود را بر عادت ہموارہ و جاریۂ خداوندی مے نہد

هو أحق بالأمن من رجل يأخذ طريقا غير سبيل متوارث من السابقين، ولا
او بیشتر حقدار امن است ازاں کسے کہ خلاف راہ گذشتگان را اختیار مے کند۔ و

يوجد نظيره فى الأوّلين. وليس مثله إلا كمثل الذين يطلبون الكيمياء ، فينهب ما
نظیرش در پیشینیان یافتہ نشود۔ مثال این کس مثال کسے است کہ کیمیا را طلب مے کند۔ وآخر کار

بأيديهم زمرةُ الشُطّار والمحتالين، فيبكون عند ذالك ولا ينفعهم البكاء. وإن
حیلہ بازان ہمہ مال را غارت می برند۔ پس آخر گریہ وزاری میکند ولیکن گریستن نفعے نمی بخشد۔ و

الأخبار الغيبية لا يخلو أكثرها من الاستعارات، والإصرار على ظواهرها مع مخالفة
اکثر اخبار غیب خالی از استعارہ نیستند۔ وبضد ایستادن برظاہر آنہا باجود مخالفت

﴿۹۴﴾

العقلَ ومخالفة سنة اللّه فى أنبيائه من قبيل الضلالة والجهلات. و إن
عقل ومخالفت سنت اللہ کہ در انبیاء جاری است گمراہی و نادانی است۔ و

الكرامات حق لا ننكرها فى وقت من الأوقات، ولكن ننكر أمرا خالفَ كُتب الله
کرامات حق اند ماانکار نداریم۔ ولیکن ماانکار بر امرے میکنیم کہ خلاف کتاب اللہ

وخالف ما ثبت من تلك الشهادات، وخالفَ سنن الله فى رسله ونافى كل
باشد و آنچہ ازان گواہی ہا ثابت شدہ۔ و مخالف سنت اللہ در رسولان وے باشد۔

المنافات، وهذا هو الحق كما لا يخفى على أهل الحصاة. وما أنكر اليهود عيسٰى
وہمیں حق است و دانشمندان آنرا مے دانند۔ و انکار یہود بر عیسیٰ

إلا بـمـا لم ينـزل إلياسُ من السماء قبل ظهوره، فقالوا كافر كذاب ملحد ولم
ازہمین سبب بودکہ الیاس از آسمان نازل نشد پیش ازظہورِوے پس اورا کافر دروغگو و بیدین گفتندو

يعترفوا بذرّة من نوره .فلو كان من عادة الله إنزال الذين خلوا من السماوات،
اقرارازذرہ نورش نہ کردند۔پس اگر عادت خدا نازل کردن گذشتگان از آسمان بودے

لأنـزل إلياس قبـل عيسٰـى ولـنـجّـى رسـولـه من ألسن اليهود ومن سبّهم إلى
البتہ الیاس راقبل ازعیسیٰ نازل کردے۔ورسول خودرااز زبانِ یہودودشنام ایشان

هـذه الأوقات .والـحـق إنّ لـكـل أمة ابتـلاء عـنـد ظهـور إمامهم، ليعلم الـلـه
تااین وقت رہانیدے۔وحق این است کہ برائے ہرامت دروقت ظہورامام یک ابتلائے میباشدتاخدادرمیان

كرامهم من لئامهم .كـذالـك لمّا جاء عيسى ابتُلى اليهود بعدم نزول إلياس
بزرگان وفرومائگان فرق کند۔ہمچنین چون عیسیٰ آمدبسبب نازل نشدن الیاس ازآسمان یہود

مـن الـسـمـاء ، ولـمـا جـاء سيّـدنـا الـمـصطفٰى قالوا ليس هو من بني إسرائيل
درابتلا افتادند۔ وچون سیدنامصطفیٰ آمدگفتند او از بنی اسرائیل نیست،

﴿۹۵﴾ فابتُلوا بهذا الابتلاء .ثـم إني لمّا بُعثتُ في هٰذا الـزمان من ربّي الأعلى نحَت
پس دراین ابتلا فتادند باز چون خدا مرا درین زمان مبعوث کرد

عـلماء الإسلام عذرًا كما نَحتَ اليهود لإنكار عيسٰى .فـالقلوب تشابهت، والوقائع
عالمان اسلام ہمان بہانہ پیش آوردندکہ یہود برائے انکارعیسیٰ کردندپس دلہامانندیکدیگرشدند۔وواقعات

اتـحدت، فما نفعتْهم آية، وما أَدْرَتْهم دراية .والـلـه لو تمثلت الآيات النازلة
یکسان پیداشدند۔پس ہیچ نشانے ایشانرانفع ندادونہ چیزے ایشانرافہمانید۔بخدااگرآن نشانہا

لتـصـديـقـي وتـأييـدي عـلـى صـور الرجال، لكانت أزيدَ من أفواج الملوك
کہ برائے تصدیق وتائیدمن نازل شدہ اندشکل مردمان گرفتندے۔البتہ از افواج بادشاہان

والأقيال .ولا يـأتـي عـلـيـنـا صبـاح ولا مسـاء إلّا ويـأتـي به أنواع الآيات، ثم
وسرداران زیادہ بودندے۔ودرہرصبح وشام برائے ما یک نشانے تازہ ہویدامے شود۔باز

مع ذالک ما أُریتُ آیة فی زعم ھذہ العجماوات ! وإن اللہ حقّق فی نفسی
باوجوداین ہمہ درگمان این بہایم ہیچ نشانے نہ نمودہ ام۔وخداتعالیٰ درنفس من سورہ ضحیٰ را

سورۃ الضُّحٰی إذ توفّی أبی، وقال:" ألیس اللہ بکاف عبدہ"، فکفلنی کما وعد وآوی .
ثابت گردانیدہ۔چون پدرمن وفات یافت فرمودآیا خدابرائے بندۂ خویش کافی نیست وکفیل من شدومراجائے داد۔

ثم لما رآنی ضالًّا مضطرا إلی سبیلہ الأخفی، ولم یکن رجل لیھدینی ..علّمنی
بازچون مرا برائے راہ ہائے پوشیدہ خودبیقرارومضطر دیدمراازپیش خود تعلیم و ہدایت داد۔

من لدنہ وھدَی .ثم لمّا جمع عندی فوجا ووجدنی عائلا أنعم علیّ وأغنی .
بازچون مردم بسیارنزدمن جمع کرد ومرا عیالدار وتہیدست یافت غنی فرمود۔

وھو معی أینما کنت، ویبارز لی من بارزنی من العدا، ولی عندہ سرّ لا یعلمہ غیرہ
و او بامن است ہرجا کہ باشم وبادشمنانِ من جنگ میکند ومرا باوے سرّ یست کہ دیگرے

لا فی الأرض ولا فی السما .وإذ قال:" ألیس اللہ بکاف عبدہ "فی یوم وفاۃ أبی،
نہ درآسمان ونہ درزمین ازان آگاہ نیست۔وچون گفت الیس اللہ بکاف عبدہ☆ دروقت وفات پدرمن۔

﴿۹۶﴾ فواللّٰہ ما ذُقتُ عافیۃ وراحۃ فی عھد أبی کعھد ربّی .وإذ رآنی فی ضلالۃ الحُبّ
بخدامن آن عافیت وراحت کہ درعہدربّ خودچشیدہ ام ہرگز درعہداِبّ خودندیدم۔وچون مرادرضلالت محبت دید

وبشّرنی بالھدایۃ، فواللہ جذَبنی کل الجذب وأجری إلیّ بحار الدرایۃ .وإذ قال إنی
بشارت ہدایت داد۔بخدامرابسوئے خودبتمامترکشیدودریاہائے فہم برائےمن روان فرمود۔وچون گفت ترا

سأغنیک ولا أترکک فی الخصاصۃ، فواللہ أنعم علیّ وعلی مَن معی مِن فوج من
غنی خواہم کرد ودرتنگ دستی نخواہم گذاشت۔ بخدا برمن و براصحابِ صُفّۂ من بسیار

أصحاب الصفۃ.ھذہ قصتی ..ثم یجعل الحاسدون من العلماء فی الدجالین حصتی .
انعام کرد۔اینست ماجرائے من بازایں حاسدان مرا دجّال مے گویند۔

لا یرون ضعف الدین والملۃ، بل یُضعِفون الضعیف ویترکونہ فی الأنیاب النصرانیۃ .
ضعف دین وملت رانمی بینند۔بلکہ ناتوان راناتوان زیادہ بگردانندواورادردندان وپنجہ نصرانیت میگذارند

☆ ایڈیشن اول کے ترجمہ میں بکافٍ عبدہ کے الفاظ لکھنے سے رہ گئے ہیں(ناشر)

التعليم للجماعة

تعلیم برائے جماعت

لا يدخل في جماعتنا إلا الذى دخل فى دين الإسلام، واتّبع كتابَ اللّٰه

درجماعت ما ہیچکس داخل نتواند شد بجز کسے کہ در دین اسلام داخل گردد۔ و قرآن شریف

وسُننَ سيّدنا خير الأنام، وآمن بالله ورسوله الكريم الرحيم، وبالحشر والنشر

وسنت نبوی را پیرو گردد۔ و بخدا و برسول او کہ کریم و رحیم است ایمان آرد۔ و نیز بحشر و نشر

والجنة والجحيم .ويعِد ويقرّ بأنه لن يبتغى دينا غير دين الإسلام، ويموت

و بہشت و دوزخ ایمان آرد۔ و وعدہ کند و اقرار کند کہ بجز دین اسلام ہیچ دین را نخواہد طلبید۔ و

علٰى هذا الدين ..دين الفطرة ..متمسّكا بكتاب الله العلّام، ويعمل بكل ما ثبت

بر دین فطرت خواہد مُرد۔ و ہرچہ از سنّت و قرآن و

من السنّة والقرآن وإجماع الصحابة الكرام.ومن ترك هذه الثلاثة

اجماع صحابہ ثابت گردد بہمہ کاربند گردد۔ پس ہرکہ این ہرسہ طریق را گذاشت

﴿۹۷﴾

فقد ترك نفسه فى النار، وكان مآله التباب والتبار .فاعلموا أيها الإخوان

او خویشتن را در آتش گذاشت۔ و مآل کار او ہلاکی خواہد بود۔ پس بدانید اے برادران

أن الإيمان لا يتحقق إلا بالعمل الصالح والاتقاء ، فمن ترك العمل متعمدا

کہ ایمان متحقق نمے شود مگر بعمل صالح و تقویٰ۔ پس ہرکہ عمداً و از راہ

متكبرا فلا إيمانَ له عند حضرة الكبرياء .فاتقوا اللّٰه أيها الإخوان وابدُروا

تکبر عمل صالح را بگذاشت پس ایمان او ہم برباد رفت۔ پس برائے خدا اے برادران تقویٰ اختیار کنید و

إلى الصالحات، واجتنبوا السيئات قبل الممات .ولا تغرَّنّكم نضرة الدنيا

سوئے اعمال صالحہ بدوید۔ و پیش ازیں کہ موت آید از بدیہا پرہیزید۔ و شما را تازگی دنیا

وخُضرتها، وبريق هذه الدار وزينتها .فإنها سراب ومآلها تباب، وحلاوتها
وسبزی آن فریب ندہدونہ درخش این خانہ وزینت اوشمارا مغرور کند چراکہ آن سرابست وانجام آن ہلاکت است۔وشیرینی آن

مرارة وربحها خسارة .وإن الصاعدين في مراتبها يشابهون دَرِيّةَ الصَّعْدة،
تلخی است۔وسود آن نقصان است۔وآنانکہ درمراتب آن صعود میکنند اوشان بہ نشانہ نیزہ مشابہ اند

والراغبين في شوكتها يضاهئون مجروحَ الشوكة .ومَن تمايَلَ على خيرها فهو
وآنانکہ درشوکت آن رغبت مے کنند ایشان بمجروح خارمیمانند و ہرکہ برمال دنیانگون افتد او

يبعد من معادن الخيرات، ومن دخل في سراتها فهو يخرج من الصراط .
ازمعادن نیکی دُورخواہد شد وہرکہ درسرداران آن داخل شداوازصراط مستقیم برون رفت

وإن نورها ظلمات، ونجدتها ظلامات .فلا تميلوا إليها كل الميل، فإنها
نوردنیاتاریکی است۔ومدد آں ستم است۔پس بہمہ تن سوئے اومیل مکنید۔چراکہ این

تُغرق سابحها ولا كالسَّيل .ولا تقصدوها قصدَ مُشيحٍ فارغٍ من الدين،
دنیاشناوری کنندہ خودرااز سیلاب بدتر شدہ غرق میکند۔پس دنیاراچنان مطلبید کہ کسے می طلبد کہ از دین فارغ است

ولا تجعلوها إلّا كخادم في سبل الملّة لا كالخَدِين .ولا تطمَعوا كل الطمع
بلکہ شما دنیارامحض برمرتبہ خادم دین بدارید نہ ازین زیادہ۔وچشم طمع درین خیال مدوزید

﴿۹۸﴾

في أن تكونوا أغنى الناس رحيبَ الباع خصيب الرِّباع، ولا تنسوا
کہ شما بسیار فراغ دست و بسیار متمول شوید۔و بہرہ خود از

حظّكم من دينكم فلا تُعطَون ذرة من ذالك الشعاع.وإن الدنيا
دین فراموش مکنید پس درین صورت یک ذرہ شعاع شمارا عطانخواہد شد۔وبتحقیق دنیا

أكلت آباءكم وآباء آبائكم، فكيف تتركك وأزواجكم وأبناءكم؟ ولا
خوردہ است پدران شماراوپدرانِ پدران شمارا۔پس چگونہ شماراوزنان شماراوفرزندان شماراخواہد گذاشت

تتخذوا أحدًا عدوًّا من حقدِ أنفسكم كالسفهاء ، وطهِّروا نفوسكم
وبایدکہ از کینہ نفس خود ہیچ کس را دشمن مگیرید۔ ونفس ہائے خودرا

مـن الـضـغن والشحناء .ولا تـنـكُثـوا الـعهـود بـعد ميثاقها، ولا تكونوا عبيدَ
از ہمہ کینہ ہا پاک کنید و عہد ہا را بعد پختہ شدن آن مشکنید۔ و بعد زانکہ نفس را

أنـفسـكـم بـعـد استرقاقها، وكونوا من عباد الله الذين إذا حالفوا فما خالفوا،
غلام خود کردہ اید غلام نفس مشوید۔ وازان بندگان الٰہی شوید کہ چون قسم خورند پس مخالفت قسم نکنند

وإذا وافـقـوا فـمـا نافقوا، وإذا أحبّوا فما سبّوا .ولا تتبعـوا الشيطان الرّجيم،
وچون موافقت کنند پس نفاق نکنند و چون دوست دارند پس دشنام ندہند و پیروی شیطان رجیم مکنید

ولا تـعصوا ربكم الكريم، وإن مِتّم بالعذاب الأليم .كونوا لله أطوعَ من الأظلال،
ونافرمانی خداوند کریم مکنید ۔ واگرچہ بعذاب دردناک بمیرید۔ وبرائے خداوند خود زیادہ تراز

وأصـفٰـى مـن الـزلال، وتَـواصَـوا بـالأفـعـال لا بـالأقـوال .
سایہ فرمانبردار باشید۔ وصافی تر از آبِ زلال باشید۔ و بفعل نصیحت بکنید نہ بقول

وتَـحـامَـوا الـلسـان، وطهِّـروا الجنـان .وإذا تـنـازعتم فـرُدُّوه إلـى الإمـام،
وزبان رانگہدارید۔ ودل راپاک کنید ۔ واگر باہم تنازع کنید پس آن تنازع راسوئے امام ردّ کنید

وإذا قـضٰـى قـضيتـكـم فـارضـوا بهـا واقـطـعـوا الـخصـام، وإن لم تـرضـوا
وچون فیصلہ کند پس برفیصلہ او راضی شوید وقطع خصومت کنید ۔ واگر راضی نشوید

فـأنتم تـؤمـنـون بـالألسـن لا بـالـجنـان، فـاخشوا أن تحبَط أعمـالكم بمـا
پس شما بزبان ایمان آوردہ اید نہ بدل۔ پس بترسید کہ اعمال شما حبط نشوند

أصـررتـم عـلـى العصيـان .تيـقّـظـوا أن لا تـضـلّـوا بعْد أن جاء كـم الهدىٰ، ﴿۹۹﴾
بباعث اصرار برنافرمانی۔ بیدار باشید کہ بعد از ہدایت گمراہ نشوید۔

وكـونـوا لـربّـكم وآثروا الدّين على الدُّنيا، ولا تكونوا كالذين لا يخافون الله
وبرائے خداوند خود باشید ودین را بر دنیا اختیار کنید وہمچون آن مردم مشوید کہ از خدانمے ترسند

ويـخـافـون عبـاده، ويتبعـون أهـواء هـم ويـنسـون مـراده يبتغـون عـنـد
واز بندگان او مے ترسند۔ وہوا ہائے خود را پیروی میکنند ومراد خدائے خود فراموش میکنند ومی جویند نزد

أبناء الدّنيا عزّة، وما هى إلا ذلة .أنتم شهداء الله فلا تكتموا الشهادة،
فرزندان دنیا عزت را۔مگر آن عزت نیست بلکہ ذلت است۔شما گواہان خدا ہستید پس پوشیدہ مکنید گواہی را

وأخبِروا عباده أن النار موقودة فاتقوها، والديار موبوءة فاجتنبوها .
وبندگان خدا را خبر دہید۔بدرستیکہ آتش افروختہ است پس ازان پرہیز کنید۔ودر ملک وبا منتشر است ازان مجتنب بمانید

وإن الدنيا شاجنة، وأُسودُها مفترسة، فلا تجولوا فى شجونها، وامنعوا
وبتحقیق دنیا وادی است پُر از درختان وشیران اودرندہ است۔پس درراہ ہائے وادی دنیا جولان مکنید ونفسہائے خود را

نفوسكم من جرأتها ومجونها، وزَكُّوها وبيِّضوها كاللُّجَين، ولا تتركوها حتى
از بیباکی شان وجرأت شان منع کنید وتزکیہ نفوس کنید۔وآنہارا ہمچو سیم سفید کنید۔ومگذارید آنہارا تا

تصير نقيّة من الدَّرَن والشَّين .وقد أفلح من زكّاها، وقد خاب من
بوقتیکہ از چرک وعیب پاک شوند۔ونجات یافت ہر کہ تزکیہ نفس کرد۔ونومید شد آنکہ جوہر نفس را

دسّاها .ولا تتّكئوا على البيعة من غير التطهر والتزكية، ولستم إلا كهاجنٍ
درخاک پوشید۔وبجز تزکیہ نفس بر بیعت تکیہ مکنید۔وشما بجز طیاری محض ہمچو آن دختر نارسیدہ اید کہ

من غير عُدّةِ الفطرة، ولا تطلبوا عين المعرفة من الذين لم يُعطَوا
اورا شوہر دہند۔ومجوئید چشمۂ معرفت از کسانیکہ دادہ نشد اوشان را

عين البصيرة .واعتلِقوا بى اعتلاقَ الزهر بالشجرة، لتصلوا من مرتبة
چشم بصیرت۔وبمن آویزان باشید ہمچو آویزان بودن شگوفہ درخت۔تا از مرتبہ شگوفہ

النَّور إلى مرتبة الثمرة .اتقوا الله ..اتقوا الله يا ذوى الحصاة، ولا تكونوا كمن لوىٰ عِنانه
بمرتبہ ثمر رسید۔تقویٰ گزینید خدا را تقویٰ گزینید خدارا اے دانشمندان و ہمچو کسے مباشید کہ

إلى الشهوات، ولا تنسوا عظمة ربّ يرى تقلُّبَكم فى جميع الحالات .وإن الله
عنان خود سوئے شہوات کشید۔وعظمت آن خداوند خود را فراموش مکنید آنکہ ہر گردش شما را می بیند۔وخدا

لا يحب إلا قلوبا صافية، ونفوسا مطهرة، وهِممًا مُجِدّة مُشيحة. فمتى
دوست نمیدارد مگر دلہائے صافی را ونفسہائے پاک را۔وہمت ہائے کوشش کنندہ را۔پس ہرگاہ

﴿۱۰۰﴾

تـنـفَـون هـذا الـنـمـط تـضاهئون فی عینه السَّقَطَ .فـإیـاکم والکسلَ وعیشةَ
شمااین طریقہ رادور کنید۔بچشم خدا تعالیٰ ہمچو چیزے ردّی خواہید شد پس شما از کسل وزندگی غافلان

الـغـافـلیـن، وأَرْضُـوا ربّکم قائمین أمامه وساجدین غیر مستریحین، وحافِظوا
پرہیز کنید۔وخداوند خود را بدین طریق راضی کنید کہ پیش او قائم بمانید وسجدہ کنندہ بمانید نہ آرام کنندہ و

علی حدوده وکونوا عبادا مخلصین .وَلْیَسُرِ عنکم همُّکم بذِکرِ کریمٍ هو مهتمّکم .
وحفاظت کنید برحدود خدا تعالیٰ واز بندگان مخلص شوید۔وبائد کہ دُور شود غم شما۔بذکر کریمے کہ او غمخوار شما ست

وکیف یسـری الـوسـنُ إلی آماقکم، ولیس توکُّلکم علی خلاقکم عند إشفاقکم؟
وچگونہ خواب چشم ہائے شما را برد حالانکہ نیست توکّل شما برخالق شما وقت ترسیدن شما

اتبعوا النور ولا تؤثروا السُّرَی، وانظروا إلی وجه الله ولا تنظروا إلی الوریٰ .
پیروی کنید نور را و شب رفتن اختیار مکنید۔وبسوئے روئے خدا نظر کنید و مخلوق را مبینید۔

اشکروا حکّام الأرض ولا تنسوا حاکمکم الذی فی السماء .ولن ینفعکم ولن
شکر حاکم زمین بکنید ولیکن حاکم خود را کہ برآسمان است فراموش مکنید۔وہرگز نفع نخواہد داد

یـضـرّکـم أحـد إلا إذا أراد ربّکم، فلا تبعُدوا من ربّکم یا ذوی الدهاء .ترون
شما را ونہ ضرر خواہد رسانید ہیچکس مگر بارادہ خداوند شما پس اے دانشمندان ازان خدا دُور مشوید

کیف تُـوضَـع فـی الـخَـلـق السیـوف، ویتتـابـع الحتوف، وترون صَولَ القَدَرِ
شما می بینید کہ چگونہ در خلق شمشیر نہادہ شد۔وپے درپے مرگہا می آید۔وشما مے بینید حملہ قضا وقدر

وتبابَ الزُّمَرِ .فعلیکم أن تأووا إلی رکن شدید، وهو الله القوی ذو العرش المجید.
وتباہی گروہ ہا۔پس برشما واجب است کہ سوئے رکن مضبوط پناہ برید۔واو خدائے قوی است کہ خداوند عرش

کـونـوا لـلّـه وادخـلـوا فـی الأمـان، ولا عـاصِـمَ الیـوم من دونـه یـا فتیـان.
بزرگ است۔خدا را باشید ودر امن داخل شوید۔وبجز او امروز ہیچ کس نگہدارندہ نیست اے جوانان

ولا تـخـدعـوا أنـفسکم بالحیل الأرضیة، والأمر کله بید الله یا ذوی الفطنة .
وبحیلہ ہائے ارضی نفس ہائے خود را فریب مدہید۔وامر ہمہ آن در دست خدا تعالیٰ ہست اے دانشمندان

﴿۱۰۱﴾

ولا تتركوا بَونًا بينكم وبين الحضرة، يكُنْ بَونٌ منه وتُهلكوا بالذلة. اقطعوا
وہیچ فرق نگذارید درمیان شما ودرحضرت عزت۔ پس ازوفرق خواہد بود پس بذلّت ہلاک خواہید گردید۔ از غیر خدا

رجاء كم من غير الرحمٰن، يرحَمْكم ويخلُقْ لكم من عنده ما يُنجي من النّيران.
اُمید را قطع کنید۔ تا برشما رحم کند و برائے شما چیزے آفریند کہ از آتش نجات دہد

أرى في السماء غضبًا فاتقوا يا عباد الله غضب الربّ، وابتغوا فضلَ مَنْ
درآسمان غضب رامشاہدہ میکنم پس اے بندگان خدا از غضب خداوند خود دُور کنید۔ وفضل خدا بخواہید کہ

في السماء ولا تُخلِدوا إلى الأرض كالضبّ. بالِغوا في الطلب، وأَلِحُّوا في الأَرَب،
درآسمان است وسوئے زمین ہمچو سوسمار نروید مبالغہ کنید درجستن واصرار کنید درطلب حاجت

لتُنجوا من الكرب. ترون في هذا الزمان قومين: قوما فرّطوا وقوما أفرطوا
تا از بیقراری نجات یابید درین زمانہ دوقوم را مے بینید قومے است کہ راہ تفریط رااختیار کردند و

مع العينين، وخلَطوا الحقّ بخلط الصّدق والمَين. أمّا الذين فرّطوا
قومے دیگر است کہ راہ افراط اختیار کردند باوجود دوچشم وصدق وکذب راباہم آمیختہ درحق فساد انداختند۔ مگر آنانکہ برراہ

فهم أناس لا يؤمنون بالمعجزات، ولا يؤمنون بالوحي الذي ينزل بزيّ الكلام
تفریط رفتند پس آن مردمانے ہستند کہ بمعجزات ایمان نمی آرندونہ بآن وحی ایمان آرند کہ درلباس کلام

اللذيذ من ربّ السماوات. ولا يؤمنون بالحشر والنشر ويوم القيامة،
لذیذ ازخداتعالیٰ نازل مے شود۔ونیز بحشر ونشر وقیامت ایمان نمی آرند

ولا يؤمنون بالملائكة. ونحَتوا من عندهم قانون القدرة وصحيفة الفطرة،
ونیز بملائکہ ایمان نمی آرند واز طرف خود قانون قدرت وصحیفہ فطرت تراشیدہ اند

وليس عندهم من الإسلام إلا اسمه، ولا نراهم إلا كالدهرية والطبيعية.
ونیست نزد ایشان از اسلام بجز نام آن ونمی بینم ایشانرا مگر ہمچو فرقہ دہریّہ وطبعیہ

وأما الذين أفرطوا فهم قوم آمنوا بالحق وغير الحق وجاوزوا طريق الاعتدال،
وآنانکہ افراط کردند۔ پس آن قومے است کہ حق باشد یا غیر حق بہمہ ایمان آوردند واز طریق اعتدال تجاوز کردند

﴿۱۰۲﴾

حتی إنهم أقعدوا ابن مريم على السماء الثانية بجسمه العنصری من
تا بحدیکه ایشان ابن مریم را بر آسمان دویم بجسم عنصری او نشانیدند

غير سلطان من الله ذی الجلال، واتّبعوا الظنون وليس عندهم
بغیر آنکه دلیلے از خداتعالیٰ داشته باشند۔ و پیروی ظن ہا کردند و نزد شان

علم وإنْ هم إلا فی الضلال. فهذان حزبان خرج كلاهما من العدل
علم یقینی نیست ونیستند ایشان مگر در گمراہی۔ پس این دو گروه اند ہر دو از عدل خارج شدند۔

والحزم والاحتياط، وأخذ أحدهما طريق التفريط والآخر طريق الإفراط.
یکے از ایشان طریق تفریط اختیار کردند و گروہے دیگر طریق افراط اختیار نمود

ثم جاء الله بنا فهدانا الطريق الوسط الذی هو أبعد من سبل الخنّاس،
پس خدا مارا آورد و پس ہدایت کرد مارا طریق وسط که دُورتر از راه ہائے شیطان است۔

فنحن أُمّةٌ وسطٌ أُخرجتُ للنّاس. والزمان يتكلم بحاله، أن هذا
پس ما اُمّت وسطیم که برائے فائده مردمان ظاہر شدیم۔ و زمانه بحال خود کلام میکند که این

هو المذهب الذی جاء وقتُ إقباله. وترون بأعينكم كيف جذَبْنا
ہمان مذہب است که وقت اقبال او آمده است۔ و مے بینید بچشم خود که ما چسان زمانه را سوئے خود

الزمان، وكيف فتَحْنا القلوب ولا سيفَ ولا سنانَ. أهذه من قوى
کشیده ایم۔ و چگونه دِل ہا را فتح کرده ایم۔ و نه شمشیر است و نه نیزه۔ آیا این کار از قوت ہائے

الإنسان؟ بل جذبةٌ من السماء فينجذب كل من له العينان. يمسی
انسان است۔ بلکه این کششے است از آسمان پس ہر که دو چشم دارد سوئے او کشیده میشود یک شخص

أحد منكرا ويصبح وهو من أهل الإيمان. أهذه من قوى الإنسان؟
شام بحالت انکاری کند و صبح از جمله ایمانداران برخیزد۔ آیا این از قوت ہائے انسان ست۔

شهد القمرانِ بالكسوف فی رمضان. أهذه من قوى الإنسان؟ وكنت
گواہی دادند شمس و قمر بکسوف در رمضان۔ آیا این قوت ہائے انسان است۔ و من

وحيدا، فقيل سيُجمع عليك فوج من الأعوان، فكان كما قال الرحمٰن .
تنہا بودم پس گفتہ شد کہ عنقریب بتو فوجے از مددگاران شامل خواہد شد۔ پس ہمچنان شد کہ خدا گفتہ بود

﴿۱۰۳﴾

أهذه من قوى الإنسان؟ وسعى العدا كل السعى ليُجيحونى من البنيان،
آیا این از قوت ہائے انسان است۔ و دشمنان ہمہ تن کوشش کردند تا بیخ کنی من کنند۔

فعلَونا وزدنا ورجعوا بالخيبة والخسران .أهذه من قوى الإنسان؟
پس ما زیادہ شدیم و مآل اوشان نامرادی شد۔ آیا این از قوت ہائے انسان است۔

ومكر العدا كل مكر لِأُحْبَسَ أو أُقْتَلَ ويخلو لهم الميدان، فما كان
ومکر کردند دشمنان از ہر قسم مکر تا مرا مقید کنانند یا بسزائے موت رسانند و میدان برائے اوشان باشد۔ پس

مآل أمرهم إلا الخذلان والحرمان .أهذه من قوى الإنسان؟ ونصرنى
مآل امر اوشان بجز محرومی وخذلان ہیچ نبود۔ آیا این از قوت ہائے انسان است ۔ و

ربى فى كل موطن وأخزى أهل العدوان .أهذه من قوى الإنسان؟
خداوند من در ہر میدان مدد مرا کرد و دشمنان را رُسوا کرد۔ آیا این ازقوت ہائے انسان است

وبشّرنى ربّى بالامتنان، وقال: " يأتيك مِن كلِّ فَجٍّ عميقٍ"، وأنا إذ ذاك
وبشارت داد مرا خداوند من از روئے احسان وگفت مرا کہ ترا تحائف ومال از ہر طرف دُور دراز خواہد آمد

غريب فى زوايا الخمول والكتمان .فوُضع لى القبول بعد طويل من
ومن دران روزہا غریبے بودم ناشناختہ۔ پس بعد از مدّتے قبولیت من پیدا شد

الزمان، وأتانى الأموال والتحائف من الديار البعيدة وشاسعة البلدان .
و مالہا و تحائف از دُور دراز دِیار و دُور دست شہرہا آمدند۔

فمُلئت دارى منها كثمار كثيرة علٰى أغصان البستان .ووالله لا أستطيع
پس خانۂ من ازانہا پُر شد ہمچو ثمرہ ہائے کثیر بر شاخہائے باغ۔ وبخدا مرا طاقت نیست

أن أحصيها ولا يطيق وزنها ميزانُ البيان .وتمّتْ كلمة ربّى صدقا
کہ شمارِ آنہا کنم و نہ میزانِ بیان طاقتِ وزن آن دارد۔ وآنچہ خداوندِ من خبر دادہ بود

وحقا، ویعرف هذا النبأ ألوف من الرجال والنساء والصبيان .
ہمہ بظہور رسید و این خبر را ہزارہا از مردم و زنان و کودکان مے دانند۔

أهٰذه من قوى الإنسان؟وخاطبنى ربّى وقال : " يأتون مِن كل فجٍّ عميقٍ،
پس آیا این قوت ہائے انسان است۔ وخداوند من مرا مخاطب کرد و گفت کہ مردم کثیر از ہر طرف سوئے تو

فلا تُصعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰه ولا تَسْأَمْ من كثرة اللقيان .وأنا إذ ذاك كنت ﴿۱۰۴﴾
خواہند آمد پس بائد کہ تُرش رُو نہ شوی و نہ از کثرت ملاقات ملول گردی۔ و من دران وقت کہ این الہام شد

كسَقَطٍ لا يُذكَر ولا يُعرَف وكشيءٍ لا يُعبَأ به فى الإخوان .فأتىٰ علىّ زمان
مثل چیزے بیقدر بودم ہیچ کس ذکر من نمی کرد و نمی شناخت و در برادران حقیر بودم۔ پس آمد بر من زمانہ

بعد ذالک أن أتانى خَلق الله أفواجا وأطاعونى كغلمان، ولولا أمر ربّى
بعد از ینکہ آمد مخلوق خدا نزد من فوج در فوج و ہمچو غلامان اطاعت من کردند۔ و اگر امر خدائے من

لسئِمت من كثرة اللقيان .أهذه من قوى الإنسان؟ وإنه آتانى كلماتٍ
نبودے از کثرت ملاقات عاجز آمدمے۔ آیا این از قوت ہائے انسان است۔ و او تعالیٰ آن کلمات

أُفصِحتْ من لدنه، فما كان لأحد من العدا أن يأتى بمثلها، وسلب
مرا داد کہ از نزدِ او بکمال مرتبہ فصاحت بودند پس ہیچکس را از دشمنان طاقت نبود کہ مقابلہ آن تواند کرد

منهم قوة البيان .أهذه من قوى الإنسان؟ ودُعيتُ لأُبَاهِلَ بعض الأعداء ،
و قوتِ بیان از وشان سلب کردہ شد۔ آیا این از طاقت ہائے انسان است۔ و خواندہ شدم تا مباہلہ کنم ببعض

فإذا تعاطَينا كأسَ الدعاء ، واقتدحنا زِنادَ المباهلة فى العَراء ،
دشمنان۔ پس چون ہمدیگر گرفتیم کاسہ ہائے دُعا را۔ و با یکدیگر زدیم چقماقہائے مباہلہ را درمیدانے

ألحَقَ الله بنا بعده عساكرَ من أهل العقل والعرفان، وفتح علينا
لاحق کرد خداتعالیٰ بعد ازین بما لشکرہا از اہلِ عقل و عرفان۔ وکشودہ شد بر ما

أبواب النَّعماء من الرحمٰن، وزاد أعزّة جماعتنا إلى مائة ألف
درہائے نعمت از خداوند تعالیٰ۔ و زیادہ شدند عزیزانِ جماعت ما تا یک لک

بل صاروا قريبًا من ضعفها إلى هذا الأوان، وكانوا إذ ذاك أربعين
بلکہ دوچند آن شدند دراین وقت۔ و بودند دران وقت صرف چہل

نفرًا إذ خرجنا إلى أهل العدوان .وردَّ الله عدُوّى المباهِلَ كل يوم
آدمی وقتیکہ بیرون آمدیم سوئے دشمنان۔و خدائے من دشمنِ مباہلہ کنندہ را روز بروز

إلى الخمول والخذلان .أهذه من قوى الإنسان؟ فالآن يا إخواني
درخمول وخذلان افگند۔آیااین ازقوت ہائے انسان است۔ پس اکنون اے برادرانِ من

﴿۱۰۵﴾

الذين تحلَّوا بالفَهْمِ، وتخلَّوا من الوهم، اشكروا المنان، فإنّكم وجدتم
کہ زینت یافتہ اید بخرد وخالی شدہ اید از وہم خدا را شکر کنید کہ شما حق را

الحق والعرفان، وتبوأتم مقام الأمان، وكونوا شهداء لى عند أبناء الزمان .
یافتہ اید و برمقام امان رسیدہ اید و برائے من نزدمردم گواہ باشید۔

ألستم شاهدين على آياتى، أم لكم شبهة فى الجنان؟ وأى رجل منكم
آیاشمابرنشان ہائے من گواہ نیستید یاشمارادردِل شبہتے ہست و کدام کس از شماست

ما رأى آية منّى، فأجيبوا يا فتيان؟ وإنّى أُعطيتُ معارف من ربّى، ثم
کہ ہیچ نشانے ازمن ندیدہ است پس جواب بدہیداے جوانان ومن ازخداوندمعارف یافتہ ام باز

علّمتكم وصقَلت بها الأذهان، وما كان لكم بحلِّ تلك العُقَدِ يَدانِ .
شما راتعلیم دادم وبآن ذہن ہا را صیقل کردم۔وشمارابکشودن آن گرہ ہا قوت نہ بود۔

و والله إنّى امرء أنطَقَنى الهُدٰى، ونطّق ظهرى وحىٌ يُوحىٰ، فوجدتُ
وبخدا من مَردے ام کہ مراہدایت گویانیدہ ست و بر پشتِ من وحی الٰہی کمربندبہ بست پس

الراحة فى التعب والجنة فى اللّظٰى، فمَن آثر الموت فَسَيُحْيٰى .فلا تبيعوا
راحت رادررنج یافتم وبہشت رادردوزخ دیدم۔وہرکہ موت رااختیارکرداورا زندہ خواہندکرد

حياتكم بثمنٍ بخسٍ، ولا تنبذوا من الكفّ خلاصةَ نَضٍّ، ولا تكونوا
پس زندگی خوذبچیزے اندک مفروشید۔وازکفِ خود خلاصہ نقدرا میفگنید۔ و ازان مردم

من الذين على الدّنيا يتمايلون، ولا تموتوا إلا وأنتم مسلمون .إنی
مباشیدکہ بردنیا ہمہ تن مے افتند و نہ میرید مگر درحالیکہ شما مسلمان باشید من

اخترت لِلّٰه موتًا فاختاروا له وَصَبًا، وإنی قبلت له ذبحًا فاقبلوا
اختیارکردم برائے اوموت راپس شما بیماری را اختیارکنید ومن ذبح شدن رااختیارکردم شما

له نصبًا .واعلموا أنكم تُفلحون بالصدق والإخلاص والاتقاء،
رنج اختیارکنید و بدانیدکہ نجات شما درراستی واخلاص و تقویٰ است

لا بالأقوال فقط يا ذوی الدهاء .وإنّ الفلاح منوّطٌ بِمُقُوطكم
نہ بسخن ہا اے دانشمندان و رستگاری شما موقوف بر لاغری شماست

﴿۱۰۶﴾

كل المناط، ولن تدخلوا الجنة حتى تلِجوا فی سَمِّ الخِياط .فامتحِضوا
بہرحال وہرگز درجنت داخل نخواہیدشدتاوقتیکہ داخل نشویددردہانہ سوزن۔پس بجنبانید

حَزْمَكم للتقاة، واختبِطوا لإرضاء ربّكم فی زوايا الحجرات والفلوات .
احتیاط خودرابرائے تقویٰ ودست وپازنید برائے راضی کردن ربّ خوددرگوشہ ہائے حجرہ ودربیابان ہاادا کنید

اقضوا غريمَكم الدَّينَ لئلا تُسجنوا، وأدُّوا الفرائض لئلا تُسألوا،
بقرض خواہ خودقرض را تابزندان نروید و فرائض را اداکنید تاپُرسیدہ مشوید

واستَقْرُوا الحقائق لئلا تُخْطِئُوا، ولا تَزْدروا لئلا تُزْدَرُوْا،
وحقیقتہا را بجوئید تا خطا نکنید وعیب چینی مکنید تا عیب شما نچینند

ولا تُشدِّدوا لئلا تُشَدَّدُوْا، وارحموا يا عباد الله تُرحَموا،
و سختی مکنید تا برشما سختی نکنند و رحم کنید اے بندگانِ خدا تا برشما رحم کنند

وكونوا أنصار الله وبادِروا .إن الله مَلَكَ كُثْرَكم وقُلَّكم وأعراضَكم
وانصارخدا باشیدوسوئے اوشتابید۔وخداتعالیٰ پس ازبیعت شما مالک شدہ است مال کثیرشماراومال

ونُفُوسَكم بعد البَيْعَة وآتاكم به رضوانه، فاثبُتوا على هذه المبايعة
قلیل شماراوجانہائے شماراوآبروہائے شماراوعوض آن رضائے خودشمارادادہ است پس بریں خریدوفروخت ثابت

لتُغمَروا بالنُّحلان، وتدخلوا فی الخُلّان .ارُهفوا همَمَكم لتكميل
بمانیدتاپوشانیده بعطاہاوداخل کردہ شوید دردوستان۔تیز کنید ہمت ہائے خود را برائے تکمیل

الدين، واجعلوا لأنفسكم مِيسم الشبّان ولو كنتم مشائخ فانين .
دین و صورت جواناں بسازید اگرچہ شما شیخ فانی باشید

اذكروا موتكم يا فتيان، ولا تميسوا كالنشوان .ترون الناس جعلوا
یاد کنیدموت خود اے جواناں و نخرامید ہمچومست می بینید مردم را کہ در

مقصودهم فی كل أمر نشبًا، وإن لم يحصل فيحسبون الدين
ہر امر مقصود مال میدارند و اگرمال حاصل نشود پس دین را رنج

نصبًا. وفی الدين لا يعضُد همَمَهم إلا الأهواءُ، فيقبَلون بشرطها وإلا
می پندارندوہمت ایشاں را دردین صرف ہوائے نفس کمر می بندد و بہمین شرط قبول می کنند

فالإباء .ولا يبالون مَقاحِمَ الأخطار، ولا مخاوفَ الأقطار .لا
ورنہ انکار می نمایند وپروائی دارند جاہائے ہلاکت ہا و نہ پروائے سختی و ترسہائے منتشرہ

يعلمون أی شیء يدفع ما أصابهم، وينفی الحذَرَ الذی نابهم .
دراطراف میدارندنمی دانندکہ کدام چیزست کہ دفع کند مصیبت شاں وُدور کندآں خوف راکہ اوشانرارسیدہ ست

﴿۱۰۷﴾

أسلموا للدنيا وملئوا منها قلوبهم، فيَعْدُون إليها وتحدُو الأهواءُ
فرمانبردارشدند دنیاراودلہائے شان ازاں پُرکردند۔پس میدوند بسوئے اُووحرص وہوا میراندسواری

ركوبَهم.أيها الناس قد عاث الطاعون فی بلادكم، وما رأى مثلَ
ایشاں را اے مردم حملہ کردہ ست طاعون درشہرہائے شما۔وندیدہ است ہمچوآں حملہ ہیچکس

صولِه أحدٌ من أجدادكم .وتعلمون أن دُودَه لا تَهلِكُ إلا فی صميم البرد أو فی
ازبزرگان گذشتہ شما۔ومیدانید کہ کرم آں ہلاک نمی شود مگر در

صميم الحرّ، فاختاروا كليهما تُعصَموا من الضرِّ.
خالص سردی یا درخالص گرمی پس ہر دو را اختیارکنیدتاازضرر رہائی یابید۔

ولا نعنی بالبرد إلّا تبرید النفس من الجذبات، والانقطاع إلی الحضرة
ومراد ما از سردی اینست کہ نفس را از جذبات سرد کنید و بسوئے حضرت باری عزّ اسمہٗ

والإقبال علیه بالتضرعات، ولا نعنی بالحرّ إلّا النهوض للخدمات،
بتضرعات بیائید و مراد ما از گرمی این است کہ برائے خدمات برخیزید

وتَرْک التوانی ورَفْض الکسل بحرارة هی من خواصّ الخوف والتقاة،
وسُستی وکسل را ترک کنید بآں گرمی کہ از خواص خوف وتقویٰ است

ومن لوازم الصدق عند ابتغاء المرضاة. فإن شَتَوتم فقد نجوتم،
وازلوازم صدق است وقت خواستن رضاء الٰہی پس اگر دریں سرما داخل شوید نجات خواہید یافت۔

وإن اصطَفْتم فما هلکتم وما تَلفتم. أیها الإخوان .. إن متاع التقویٰ
پس اگر در گرمی داخل شوید از تلف شدن محفوظ خواہید ماند۔ اے جوانان متاع تقویٰ برباد شد

قد بارَ، وولّتْ حُماتُه الأدبار، وخرج الإیمان من القلوب، وملئت
و حامیان آں پشت ہا گردانیدند و ایمان از دِلہا بیروں رفت و

النفوس من الذنوب. فاسعوا لهٰذا الأرب وجَلْبِه، وانطلقوا
نفسہا از گناہاں پُر شدند۔ پس کوشش کنید برائے ایں حاجت وکشیدن آں وبروید زود ی

مُجدِّین فی طلبه، لتنجوا من طاعون متطائرٍ بشرّره، الذی
کنندہ درجستن او تا نجات یابید از طاعون کہ پرندہ اند اخگرہائے او وآنکہ

﴿۱۰۸﴾

یفرّق بین الأخیار والأشرار. واعلموا أن الأرض زُلزلت مرتین
درنیکاں و بداں فرق میکند و بدانید کہ زمین دو دفعہ جنبانیدہ شد

زلزالا شدیدا: الأولٰی لمّا تُرک ابن مریم وحیدًا، والثانیة
سخت جنبانیدن اوّل چون ابنِ مریم تنہا گذاشتہ شد و دوم

حین رُدِدْتُ طریدًا. فلا تنُوموا عند هٰذه الزلزلة، وتبَصَّروا
بوقتے کہ من ردّ کردہ شدم پس خواب مکنید نزد ایں زلزلہ و بینید

وتيقَّظوا وبادِروا إلى ابتغاء مرضاة الحضرة .وآخر ما نخبركم به
وبیدار شوید وجلدی کنید برائے حاصل کردن رضائے باری تعالیٰ وآخر آں امر کہ ما اے جواناں

يا فتيان، هي كلمات مبشّرة من الرحمٰن .خاطبني ربّي وبشّرني
شمارا ازاں خبر میدہیم۔آں چند کلمات بشارت انداز خدا تعالیٰ۔مخاطب کرد مرا خداوند من وبشارت داد

ببشارة عظمٰى، وقال " :يأتي عليك زمن كمثل زمن موسٰى .إنه
مرا بشارتِ بزرگ۔و گفت بر تو یک زمانہ خواہد آمد ہمچو زمانہ موسیٰ او

كريم، تمشّي أمامك وعادَى لك من عادٰى. يعصمك الله
کریم است پیش پیش تو خواہد رفت ودشمن خواہد گرفت آنرا کہ ترا دشمن بگیرد خدا ترا از دشمناں نگہ

من العدا، ويسطو بكل من سطا. يبدی لک الرحمٰن شيئًا .
خواہد داشت وبرحملہ کنندہ حملہ خواہد کرد رحمٰن برائے تائید تو چیزے ظاہر خواہد نمود

بشارة تلقّاها النبيون .إن وعد الله أتٰى، وركَل وركا، فطوبٰى
ایں بشارتے ست کہ انبیاء اورا می یابند۔وعدۂ خدا بیامد ویک پا بر زمین بزد و اصلاح کارے کرد پس

لمن وجد ورأى .قُتِلَ خيبةً وزِيدَ هيبةً ثم في يوم من
خوشحالی است آنرا کہ آں وعدہ یافت وآنرا دید یک کس از نامرادی بمیرد وہلاکت او ہیبت ناک خواہد شد باز

الأيام، أُرِيتُ قرطاسا من ربّي العلّام، وإذا نظرت
در روزے از روزہا نمودہ شد مرا کاغذے از خداوند علیم خود۔پس چون نظر کردم

فوجدت عنوانه بَقِيّة الطّاعُوْن ۔ وعلى ظهره
پس عنوان او ایں فقرہ یافتم کہ بقیّۃ الطاعون و دیدم کہ بر پُشتِ او

إعلان منّي كأنّي أشعتُ من عندي واقعة ذالک الممنون .
اعلانے از طرف من است گویا من از طرف خود آں واقعۂ مرگ را شائع کردم۔



﴿۱۰۹﴾

ترجمة ما كتبنا إلى ثناء الله

ترجمہ خطے کہ سوئے ثناء اللہ امرت سری نوشتم

الأمرتسرى ، إذ جاء قاديان

وقتے کہ بہ قادیان آمد

وَطَلَب رَفْعَ الشُّبهَات بِعَطَشٍ

و بہ تشنگی دروغ ازالہ شبہات خود بخواست

فَرِیٍّ، وكان هٰذا عاشر شوّال سنة ۱۳۲۰ ھ

وبود ایں تاریخ دہم شوال سنة ۱۳۲۰ھ۔

إذ جاء هٰذا الدَّجّال

چوں ایں دجّال بہ قادیان آمد۔

بلغنى مكتوبك، وظهر مطلوبك. إنك استدعيت أن أزيل شبهاتِك التى صُلْتَ
مرا نامہ تو رسید و مطلوب تو ظاہر گشت تو درخواست کردی کہ بعض شبہات تو کہ متعلق بعض

بها على بعض أنبائى الغيبيّة. فاعلم أنك إن كنت جئتنى بصحّة النيّة، وليس فى
پیشگوئی ہا ہستند دور کنم۔ پس بدان کہ اگر بصحت نیت نزد من آمدی ونیست در

قلبك شىء من المفسدة، فلك أن تقبل بعض شروطى قبل هذا الاستفسار،
دِل تو چیزے از فساد پس برتو واجب ست کہ قبل ایں استفسار بعض شرطہائے من قبول کنی

ولا تخرج منها بل تثبت عليها كالأخيار. وإن كنت لا تقبل تلك الشرائط
وازاں شرطہا خارج نشوی بلکہ ہمچو نیک مرداں برآں ثابت بمانی واگر تو آں شرائط را قبول نمی کنی

﴿۱۱۰﴾

فَدَعْنِی وامْضِ علٰی وجھک، وخُذْ سبیلَ رَجْعِک .فمن الشروط أن لا
پس مرا بگذار وہمچناں کہ آمدی برو و راہ مراجعت بگیر۔پس منجملہ آں شرائط ایں است

تباحثنی کالمباحثین، بل اکتُبْ ما حاکَ فی صدرک ثم ادفَعْ إلیّ ما کتبتَ
کہ ہمچو بحث کنندگان بامن بحث مکن بلکہ ہرشبہے کہ دل ترا میگیرد آنرا بنویس بازنوشتہ خودرا مرابدہ

کالمسترشدین، ولیکُنْ کتابک سطرا أو سطرین ولا تزد علیه کالمتخاصمین .
ومی باید کہ نوشتہ توسطرے باشد یا دوسطر و براں زیادہ مکن مانند ستیزندگان

ثم علینا أن نجیبک ببیان مفصل وإن کان إلٰی ثلاث ساعات .فإن بقی فی
باز برما واجب خواہد بود کہ بہ بیان مفصل اگرچہ تا سہ ساعت باشد جواب دہیم۔پس اگر بعد

قلبک شیء بعد السماع، ورأیتَ فیه من شناعة، فلک أن تکتب الشبھة
شنیدن جواب در دِل تو چیزے بماند و در جواب ما نوع زشتی بہ بینی۔پس اختیار تو خواہد بود کہ باز مانند

الباقیة کمثل ما کتبت فی المرتبة الأولٰی، وھلمّ جرّا، حتّی تجلو الحقَّ وتجد
سابق شبہ خود بر کاغذ نویسی۔ وہمچنین سلسلہ ایں پرچہ ہا جاری خواہد ماند تا آنکہ

السکینة، ویتبین ما کان علیک یخفٰی . وما فعلتُ ذالک لتسکیتک
حق ظاہر شود و تسلی تو شود و چیزے پوشیدہ بر تو ظاہر شود۔و ایں انتظام برائے ساکت کردن وعاجز کردن

وتبکیتک ولا لحیلة أخری، بل إنی عاھدت الله تعالٰی بِحلفةٍ لا تُنسٰی، أن لا أباحث
تو نہ کردہ ام بلکہ من عہد کردہ ام خدا تعالیٰ را بقسم کہ بعد کتاب من انجام آتھم بہ ہیچکس

أحدا من کرام کان أو لئام، بعد کتابی "أنجام".فلا أرید أن أنکث عھدی الأجلٰی،
مباحثہ نخواہم کرد پس نمی خواہم کہ عہد خودرا بشکنم و نافرمان خداوند خود گردم

وأعصی ربّی الأعلٰی .وقد قرأتَ کتابی فتقبَّلْ عذری، واسلُکْ وفق شرطی،
وکتاب من انجام آتھم را خواندۂ پس عُذر من قبول کن و موافق شرط من برو

إن کنت من أھل التقویٰ وأُولی النُّھٰی . وکتبت فی رقعتک أن طلب الحق
اگر از اہل تقویٰ ہستی۔ و دانشمند ہستی وتو در رقعہ خود نوشتہ کہ طلب حق ترا از

﴿۱۱۱﴾

استخرجک من کِناسک، وَرَحّلک عن أُناسک .فإن کان ھذا ھو الحق فلِمَ
خانہ تو بیروں آوردہ است و ہمیں طلب ترا از عزیزان کوچ کنانیدہ۔ پس اگر ہمیں امر حق ست پس چرا

تعاف طریقا یعصمنی من نکث العھد ونقض الوعد، وفیہ تُؤدۃٌ وبُعدٌ من
ازاں طریق کراہت میکنی کہ مرا از نقض عہد محفوظ می دارد۔ و درو آہستگی ست و دوری ست از

خطرات الوَبَدِ، علی أنہ ھو أقرب بالأمن فی ھذا الزّمن .فإن النزاع یزید
خطرہ ہائے غضب کردن۔ باوجود ایں آں طریق اقرب بامن ست دریں زمانہ چرا کہ نزاع زیادہ میگردد

ویشتعل عند المقابلۃ بالمطالبۃ، وینجرّ الأمر من المباحثۃ إلی المجادلۃ،
و مشتعل می گردد در وقت مقابلہ سخن ہا وامر از مباحثہ بسوئے مجادلہ می کشد

ومن المجادلۃ إلی الحکام، ومن الحکام إلی الأَثام .فمن فطنۃ المرء أن یجتنب
و از مجادلہ تا بحکام نوبت میرسد و از حکام سزاہا تجویز می شوند پس از طریق دانشمندی انسان ایں است

طرق الأخطار، ولا یسعٰی متعمدًا إلی النار .وأی حرج علیک فی ھذا الطریق
کہ از راہ ہائے خطر پرہیز د و دانستہ سوئے آتش نرود۔ و دریں طریق کہ اختیار کردم کدام حرج تست

الذی اخترتُہ؟ وأی ظلم یصیبک من النھج الذی آثرتُہ؟ وإنی ما عُقُتُک
و کدام ظلم ازیں نہج کہ اختیار کردم بتو می رسد و من ترا زِ عرض کردن

مِن عرضِ الشبھات، ولا من رمی سھام الاعتراضات، بید أنی اخترتُ
شبہات باز نداشتہ ام۔ و نہ از راندن تیر ہائے اعتراضات منع کردم مگر ایں ست کہ من طریقے را

طریقا ھو خیر لی وخیر لک لو کنت من العاقلین .ولا مانع لک أن تکتب
اختیار کردم کہ برائے من و برائے تو بہتر است اگر دانشمند ہستی و ترا ہیچکس مانع نیست کہ

مائۃ مرۃ إن کنت من المرتابین، وإنما اشترطت لک الإیجاز فی الترقیم
صد مرتبہ شکوک خود بنویسی اگر شک داری و اینکہ شرط مختصر نوشتن بتو کردم ایں برائے آنست کہ

لئلا نقع فی بحث نتحاماہ خوفا من الحسیب العلیم .ثم من الواجبات
تا ما در مباحثہ نیفتیم کہ ازاں پرہیزے کنیم بوجہ خوف خدائے حسیب علیم است باز از شرائط واجبہ این ست

﴿۱۱۲﴾

أن لا تعترض علينا إلا اعتراضًا واحدًا من الّا عتراضات، وشبهة من
که صرف یک اعتراض نویسی ویک شبہ پیش کنی ازاں اعتراضہاوشبہات که

الشبهات .ثم إذا أدّينا فريضة الجواب بالاستيعاب، فعليك أن تعرض
می داری بازچوں فریضہ جواب را بالاستیعاب اداکردیم۔پس برتو واجب خواہد بود

شبهة أخرٰى وهٰذا هو أقرب إلى الصواب .فإن كنتَ خرجت من بلد تك
که شبہ دیگررا پیش کنی وہمیں اقرب بصواب ست۔پس اگرتُو برقدم صلاحیت ازشہرِ خود

على قدم السداد، وليس في قلبك نوع من الفساد، فلا يشقّ عليك ما
بیروں آمدی ودر دِل تو ہیچ فسادے نیست پس برتو گراں نخواہد آمد

كتبنا إليك وتقبّله كعَدْلٍ فارغ من الحقد والعناد .وإن كنت تظن أن
آنچہ ماعرض کردیم برتو وہمچو عادلے اورا قبول خواہی کرد واگرتو ایں گمان میکنی که

هٰذا الطريق لا يُظفِرك بمرادك، فأيقِنْ أنك تريد هناك بعض فسادك،
ایں طریق ترا بمراد تو نہ رساند پس یقین میکنم که تو اینجابعض فسادہارااراده میداری

وكذالك ظهرت الآثار، وعلِم الأخيار .فإنّي لمّا أوصلت عزمي إلى أذنيك،
وہمچنیں آثارظاہرشدند ونیکاں دانستند چراکه من چوں آں قصدخودتاہردوگوش تورسانیدم

تراكمت الظلمة على عينيك، وغشِيك من الغمّ ما غشي فرعون من
پس تاریکی بردو چشم تونشست وپوشیدتراآں اندوه ازغم که پوشیده بودفرعون راازا

اليمّ، وآلتْ حالتك إلٰى سلب الحواس، وجعلك الله في الأخسرين
دریا وحالت توبسوئے سلب حواس منجرشد۔ وخداترادریں جنگ اززیاں کاران

في هٰذا البأس .ثم امتدّ منك اللجاج لترك الحياء، لتنكث عهد
کرد۔ باز درازشد ستیزه کردن تو از ترک حیا تاکه ماعہد

حضرة الكبرياء .فالعجب كل العجب ! أأنت إنسان أو من العجماوات؟
خداوندخودرابشکنیم پس تعجب است تمام تعجب آیاتُو انسانی یاازحیوانات ہستی۔

فإنک ترغّبني فی نقض العهد یا ذا الجهلات .وقد علِمتَ أنک خُیِّرتَ ﴿۱۱۳﴾
کہ تو برائے نقض عہد مرا رغبت می دہی و تو خوب دانستی کہ در ہر ساعتے

فی کل ساعة لتجدید الشبهة، فلیس الآن انحرافک إلا من فساد القلب
ترا اختیار دادہ شد کہ تو شبہ خود را تازہ کُنی پس نیست اکنوں انحراف تو مگر از خرابئ دل

وسوء النیّة .والذی أنزل المطر من الغمام، وأخرج الثمر من الأکمام،
و بدنیتی۔ و قسم بخدائے کہ باراں را از ابر فرود آورد۔ و بار را از شگوفہ ہا بیروں کشید

لقد نویتَ الفساد، وما نویتَ الصدق والسداد .وکان الله یعلم أنک
کہ تو نیت فساد کردی۔ و نیت صدق و سداد نمی داری۔ و خدا می دانست کہ تو

لأیّ مکرٍ وافیتَ القریةَ وحللتَ، وعلی أیّ قصدٍ أجفلتَ.
برائے کدام مکر دریں دِہ آمدی و بر کدام قصد شتافتی۔

فسقاک کأسک، وأراک یأسک، ولم یزل بصری یُصعّد فیک و
پس پیالہ ہائے تو ترا نوشانید۔ و نومیدی تو بر تو ظاہر کرد و ہمیشہ بود بینائی من کہ بالا می نگریست در تو

یُصوّب، ویُنقّر عنک ویُنقّب، حتی ظهر لی أنک من المرائین لا مِن
و پائیں می نگریست و می کاوید از تو و تفتیش می کرد تا آنکہ بر من ظاہر شد کہ تو از زیان کاراں ہستی نہ از

عِطاش الحق والطالبین، ولا تبتغی إلا شهرةً عند زمع الأناس، وعند
تشنگانِ حق و طالبان و نمی خواہی مگر شہرت نزد سفلہ مردم و نزدِ

سفهاء القوم الذین قد سُجنوا فی سجن الخنّاس .ثم إنی کما
آں سفہاء قوم کہ در زندان شیطان اند باز من ہمچناں کہ

أحلفتُ نفسی أُحلِفُک بالله سریع الحساب أن لا تبرح هذه القریة
نفسِ خود را قسم دادہ ام ترا نیز قسم می دہم کہ ازیں دِہ بجزایں صورت بیروں

إلا بعد أن تعرض شبهاتک بنمطٍ کتبتُ فی الکتاب، وتسمع
نہ روی کہ شبہات خود را بطوریکہ در خط نوشتہ ام پیش کُنی۔ و جواب

﴿۱۱۴﴾

مَـآ أقول لک فی الجواب .وأدعو الله السميع المستجيب القدير القريب
من بشنوی و دُعا می کنم نزد خدائے مستجیب الدعوات و قادر و قریب

أن يلعن من نكث بعد هذه الأَلِيَّة، وما بالى الحلفَ وذهب من غير
که لعنت کند براں شخص که ایں قسم را بشکند۔ و بغیر تصفیہ برود و ہیچ پروائے

فصل القضية، ورحَل قبل درء هذه المخاصمة، مع أنه أُنبِئ بهذا البَهْلِ
قسم ندارد۔ و کوچ کرد قبل دور کردن ایں مخاصمت۔ باوجودیکہ اورا بارسال خط ازیں لعنت

بإرسال الصحيفة .وكنت أنتظر أن هذا العدوّ يخاف هذه اللعنة، أو يختار
اطلاع دادہ شدہ۔ و بودم کہ انتظار می کردم کہ ایں دشمن ازیں لعنت خواہد ترسید یا کوچ را

الرحلة، حتى وصلني خبر فراره، فهذا نموذج دينه وشعاره .قاتله الله !
اختیار می کند تا آنکہ خبر گریختن او بمن رسید پس ایں نمونہ دین و شعار اوست وائے بروئے چگونہ

كيف نكث الحلف بالجرأة .فيا ربّ، أَذِقْه طعم نقض الحلفة .وقد حقَّ
قسم را بشکست ربّ پروردگار من بچشان اورا مزۂ شکستن و آنچہ گفتہ بودم درست شد کہ او ہرگز

القول منّي أنه لا يوافيني لإزالة الشبهات، ولا يميل إلا إلى بهتان
برائے ازالۂ شبہات نزدِ من نخواہد آمد و میل نخواہد کرد مگر بسوئے بہتان

وكيد وفرية كما هي عادة أهل المعاداة والجهلات .وكان هذا الرجل
و مکر و دروغ چنانکہ عادت دشمنان است ایں شخص ارادہ کردہ بود

عزم على مماراةٍ مشتدّةِ الهبوب، و مباراةٍ مشتطّةِ اللهوب، ليشتبه
کہ چنان ستیزہ کند کہ وزیدن او سخت باشد۔ و معارضہ کہ از حد گذرندہ باشد تا امر بر

الأمر على العوام، وليخفى صدق الكلام تحت نهيق اللئام .فلما
عوام مشتبہ گردد و تا کہ زیر آواز لئیمان صدق کلام پوشیدہ ماند۔ پس ہرگاہ

لم نر فيه سِيماء التقٰى، ولا أثر الحِجٰى، أردنا أن نخرج الأمر من الدُّجٰى .
ما در وَے پرہیزگاری ندیدیم و نہ نشان عقلمندی ارادہ کردیم کہ امر را از تاریکی بیرون آریم

﴿۱۱۵﴾

وَقد سبق منی عهدی فی ترک المَباحث کما مضی، وکان هذا أمرا من
وعہدمن پیش زیں شدہ بود کہ مباحثات نخواہم کرد وایں امر ازان خدا

ربّی الذی یعلم الغیوب، وینقّد القلوب. فتحامَینا کیدَہ، وجعلْنا
بود کہ غیب ہا مے داند۔ وتنقید دِلہا میکند پس دُور شدیم ازمکرِاو ونفس اورا

نفسه صیده. وحینئذ حقّتْ بی فرحتانِ، وحصل لی فتحانِ، ولم أدرِ
شکار کردیم وآنگاہ گرفت مرا دو خوشی۔ وحاصل شدند برائے من دو فتح ونیافتم

بأیهما أنا أوفی مرحًا وأصفی فرحًا، فشکرتُ کالحیران. ولا حاجة إلی
کہ کدام خوشی مرا زیادہ وکامل است پس شکرکردم ہمچو حیران وہیچ حاجت نیست کہ

إعادة ذکر هذه الفرحة والفتح والنصرة، فإنک سمعتَ کیف انکفأ العدوّ
اعادہ ذکرایں فرحت وفتح کنیم۔ چراکہ توشنیدی کہ چگونہ دشمن بنومیدی

بالخیبة والذلّة ووصمة اللّعنة، وأرصدته بإحلافی إیاہ لِلّعنة والبرکة،
وذلت وداغِ لعنت بازگشت کردوآمادہ کردیم اورا بقسم دادن خود برائے لعنت وبرکت۔

فحمل اللعنة وذهب بها من هٰذہ الناحیة. وأما الفتح الذی
پس لعنت را برداشت وازیں ناحیہ بلعنت رفت۔مگرآں فتح کہ تا اکنون

أُخفِیَ إلی هٰذا الوقت من أعین الناس، فهی آیات وُضِعتْ علی
ازمردم پوشیدہ داشتہ شد پس آن نشان ہا ہستند کہ بر

رأس العدا کالفأس. وکنا ناضلْنا بالإعجاز کما یُتناضل یوم البِراز،
سر دشمنان ہمچو تیراوفتاد۔ وبودیم کہ جنگ کردیم ازروئے معجزہ ہمچنان کہ درمیدان جنگ می کنند۔

فنصَرنا اللّٰهُ فی کل موطن، وأخرَجْنا الذهب من کل معدن. وکنتُ
پس درہرمیدان خدامارا فتح داد واز ہر معدن زر بیرون آوردیم وبودم کہ

قلت للناس إن الله سیُظهر لی آیة إلٰی ثلاث سنین، لا تمسّها یدُ
وعدہ کردم راکہ خداتعالیٰ تاسہ سال نشانے برائے من ظاہرخواہدکرد۔ چنان نشانے

﴿۱۱۶﴾

أحدٌ من العالمين، فإن لم تظهر فلستُ من الصادقين. فالحمد لله
خواہد بود کہ دست مخلوق برآنِ مس نخواہد کرد۔ پس اگر آں نشان ظاہر نشد درین صورت از خداوند نیستم پس شکر

على ما أظهر الآيات وأخزى العدا، ونرى أن نكتبها مفصلة لكل
خداتعالیٰ است کہ نشان ہانمود ودشمنان رارسوا کرد۔ ومیخواہیم کہ نشان ہابرائے طالبان ہدایت اینجا

من يبتغي الهدٰى .
بہ تفصیل می نوشتیم۔

تفصيلُ آيات

تفصیل آن نشان

ظهرتُ فی هٰذه الأعوام الثلاثة

کہ درین سہ سال بظہور آمدند

وتفصيل فتح رُزِقْنَا فی تلک الحماسة

وتفصیل آن فتح کہ درین جنگ مارانصیب شد۔

الله الله ! له المجد والكبرياء ، ومنه القدر والقضاء ، تسمع حُكْمَه الأرض
خداست خداست مرادراست بزرگی وکبریائی۔ واز دست قدر وقضاء۔ می شنود حکم اوزمین

والسماء ، وتطيعه الأعيان والأفياء ، والظلمات والضياء. يعطي الفهمَ
وآسمان۔ واطاعت می کنند اورااصل ہا وسایہ ہا وتاریکی وروشنی۔ عطامی کند فہم ہرکرا

من يشاء ، ويسلب ممن يشاء . سبحانه وتعالى أظهر علاء نا وحطَّ أعداء نا .
می خواہد وسلب مے کند فہم ازہرکہ می خواہد۔ پاک وبلندست اوتعالیٰ ظاہرکرد غلبۂ مارا بزیرافگند دشمنان مارا

شموسهم كُوّرتْ، ونجومهم انكدرت، وجبالهم نُسفت، وحبالهم مُزّقت،
آفتابہائے شان ہمچو چادرتہ کردہ شدند وستارہ ہائے شان بےنورشدند وکوہ ہائے شان برکندہ شد ورسن ہاشان پارہ پارہ کردہ شد۔

﴿۱۱۷﴾

وأشجارهم اجتُثّت، وأنوارهم طُمست. كادوا كيدا، وكاد الله كيدا،
ودرخت ہائے شان از بیخ کندہ۔ ونور ہائے شان محوشان شد۔ مکری کردند وخدا ہم مکری کرد

فجعَل كلّ من نهض للصّيد صيدا. ألم تر إلى الذين أنكروا آياتی،
پس ہر کہ برائے شکار کردن برخاست اورا شکار کرد۔ آیا نگہ نمی کنی سوئے آن مردم کہ انکار کردند از نشانہائے من

وفتنوا المؤمنين وصالوا على عِرضی وحياتی.. كيف أذاقهم الله
وایذا دادند مومنان را وحملہ کردند برآبروئے من وحیات من۔ چگونہ رسانید خدا تعالیٰ ایشانرا

عذاب الحريق، وجعَل بيننا وبينهم فرقانا وغادرهم كالغريق؟
عذاب سوزندہ وپیدا کرد در ما وایشاں فرقے ظاہر و بگذاشت ایشان را ہمچو غرق شدہ

وكذالك جعل لكل عدوّ نصيبًا من الذلّة، ذالك بما عصوا أمر
ہمچنان برائے ہر دشمن بہرہ از رسوائی مقرر کرد این از بہر این کہ ایشان نافرمانی

ربّهم وقاموا للمقابلة. وعُرض عليهم الآيات كالقسطاس المستقيم،
رب خود کردند۔ وپیش کردہ شدند بر ایشاں نشان ہا ہمچو ترازوئے راست

والمعيار القويم، فأعرضوا عنها كالضنين اللئيم، فسوف يعلمون
ومعیار درست۔ پس کنارہ کردند ازاں نشان ہا ہمچو بخیل ولئیم۔ پس عنقریب خواہند دانست

إذا رجعوا إلى الله العليم. وليس بحاجة أن نكتب ههنا تلك الآيات
چوں واپس کردہ شدند بسوئے خداوند دانا وہیچ حاجت نیست کہ ماہمہ آن نشان در اینجا بنویسیم

فنكتفی بآيات ظهرت فی هذه السنوات. فمنها أن الله كان وعدنی
پس کفایت می کنیم بآں نشان ہا کہ درین سہ سال ظاہر شدند۔ وازاں جملہ نشان ہا این است کہ خدا مرا

وعدًا أشعتُه فی كتابی "البراهين"، وقد مضت عليه مدّةٌ أزيدَ من
وعدہ کردہ بود کہ شائع کردم اورا در کتاب خود براہین احمدیہ ومدّتے زیادہ از بست سال برآں

عشرين، وكان خلاصة ما وعد أنه لا يذَرنی فردا كما كنت فی
گذشتہ است وخلاصہ وعدہٗ او ایں بود کہ او مرا تنہا نخواہد گذاشت چنانکہ من درآن

ذالک الحین، ویأتی بأفواج من المصدقین المخلصین .ولا یترکنی
زمانہ بودم۔ و فوج ہا ازمصدقین و مخلصین خواہد آورد۔ونخواہد گذاشت

﴿۱۱۸﴾

وحیدًا طریدًا کمثل الکاذبین المفترین، بل یجمع علی بابی جنودا من
مرا تنہا راندہ شدہ ہمچو مفتریان وکاذبان بلکہ جمع خواہد کرد بردر من لشکرے از

الخادمین. یأتون بأموال وتحائف من دیار بعیدة، ویبلغ عِدّتهم
خادمان۔ و مال ہا و تحفہ ہا ازملک ہائے دورودراز خواہند آورد و مقدارشان

إلی حدّ لم یُعْطَ عِلمَه المتفرسون من الأغیار والمحبّین، ولم یُرَ مثله
بآن حدّ خواہد رسید کہ ہیچ اہلِ فراست راعلم آن نداده شده و مانند او درسال ہائے گذشتہ

فی سنین .ولم یکن إذ ذاک لدیّ محفل ولا احتفال، وما کان یجیء
بظہور نیامده باشد ونبود درآں وقت نزدمن ہیچ مجمع و نہ کثرت مردم۔ و ہیچکس یک کس باشد

لِهَوَی ملاقاتی رجل ولا رجال، بل کنت کمجهول لا یُعرَف، ونکرةٍ
یا چندمردم نزدمن نمی آمدند۔بلکہ بودم ہمچو شخصے نادانستہ کہ شناختہ نمی شود۔وہمچو نکرۂ کہ

لا تتعرف .وکنت مُذْ فتحتُ عینی وفجرتُ عینی أُحِبُّ الزاویة،
یقین کردہ نمی شود۔وبودم ازاں روز کہ کشادہ شد چشمِ من وشگافتہ شد چشمۂ من کہ دوست میداشتم گوشہ را

لأروِّی النفسَ بماء المعارف وأنجی من العطش هذه الراویةَ .
تا سیراب کنم نفس راآب معارف ونجات دہم ازتشنگی ایں شتر آب کش را

فمضٰی علیّ دهر فی هذه الخلوة لا یعرفنی أحد من الخواصّ ولا
پس گذشت برمن یک زمانہ دریں خلوت ونمی شناخت ہیچکس مرا ازخواص و

من العامّة .وکنت فی هذا الخمول، حتی تجلّی علیّ ربّی وبشّرنی
عوام۔ ومن درہمیں بے قدری وگمنامی بودم تا اینکہ خداوندمن برمن تجلّی کرد وبشارت

بالقبول، وقال : " أرُدّ إلیک کثیرا من الوری، بعد ما کفّروک وصاروا
قبولی داد وگفت کہ من خلقے کثیر راسوئے تورجوع خواہم داد بعدزینکہ تراکافرخواہند گفت و

من العدا، لا مبدّلَ لکلماتہ ولا رادّ لما قضی". وأُفردتُ إلی مدّۃ قدّرہ
دشمن خواہند شد۔ ہیچکس نیست کہ تقدیر خدارا بدل کند وارادہ اورارد کند و من تنہا وبیکس تا آں مدت ماندم

اللہ لی من الحکمۃ، وغلَب العدا وأشاعوا فتاوٰی تکفیری فی الأسواق
کہ خدائے من از حکمت خود بخواست۔ و دشمنان غالب شدند وکفرمن در بازارہا وکوچہ ہا شائع

والأزقّۃ .ثم أُلقِیَ فی روعی، فأشعتُ أن وقت النصر أتٰی، وجاء أوان
کردند بعد در دلِ من انداختہ شد پس شائع کردم کہ وقت مدد مے آید و وقت شگوفہا

«۱۱۹»

الزھر وانجاب الثلوج من الزُّبٰی، وأشعتُ أن آیۃ اللہ تظھَر إلی
آمدو از پشت ہا برف بگداخت و شائع کردم کہ نشان خدا تا سہ سال

ثلاث سنین، وأُنصَرُ بنصر عجیب من ربّ العالمین، وإنْ لم أُنصَرْ ولم
بظہور رخواہد آمد و مدد عجیب دادہ شوم از ربّ العالمین مراخواہد رسید پس اگر مدد نرسید

تظھر آیۃ فلست من المرسلین .فلما سلَخْنا رمضان، وتمّ میقات
ونشانے ظاہر نشد پس من از مرسلان نیستم۔ پس چوں بآخر ماہ رمضان رسیدیم وتمام شد مدتِ

ربنا الرحمٰن نظرنا إلی تلک الزمان، فإذا آیات أُلحِقَ بعضُھا بالبعض
پیشگوئی سہ سالہ۔ نظر کردیم درآں زمانہ سہ سالہ۔ پس ناگاہ نشانہا یافتیم کہ بعض بہ بعض پیوستہ

کَدُرَرٍ ومرجانٍ، فشکرنا ربّنا علٰی ھذا الإحسان، وکیف نؤدّی حق
بودند مانند☆ گوہر و مرجان۔ پس شکر کردیم رب خودرا برین احسان۔ وچگونہ حق شکر بگذارم

شکرہ ومن أین یأتی قوّۃ البیان؟ طوبٰی لصبحٍ جاء بفتح عظیم، وحبّذا
وقوتِ بیان از کجا بیارم۔ چہ خوش است صبحے کہ ایں فتح را آورد۔ وچہ خوش است

یومٌ سوَّد وجہَ عدوٍّ لئیمٍ . إنّا ابتسمنا بابتسام ثغر الصباح، وبشّرنا
روزے کہ روئے دشمن سیاہ کرد۔ ما بہ تبسم دندان صبح تبسم کردیم۔ و روشنی او

ضوؤُہ بانتشار الجناح، وظھرت الآیات وأقام اللہ الدّلیل، وکشف
بازوئے خود گسترده مارا بشارت داد۔ ونشانہا ظاہر شدند و دلیل راخدا تعالیٰ قائم کرد۔ وحقیقت

☆ ایڈیشن اول کے ترجمہ میں "مانند" کا لفظ لکھنے سے رہ گیا ہے (ناشر)

الحقيقة وطوى القال والقيل، وكفى الله مخلوقَه سيلَ الفتن ومَعرّتَه،
منکشف گشت وقیل وقال مردم راتہ کرد۔ وکفایت کرد مخلوق را از سیل فتنہ وضرر آن

وردَّ عنهم مضرّتَه . وكنت أُقيّدُ لحظى بآيةِ كثرة الجمع، وأُرهِفُ أذنى
ردّ کرد وبودم کہ بستہ بود نظر من بہ نشان کثرت جماعت و تیز میکردم گوش خود را

لوقت هذا السمع، وأستطلع منه كمثل عَطاشى من الماء ، وّ مظلمين من
برائے وقت این شنوائی و تفحص میکردم از ہمچو تشنگان از آب و درتاریکی نشیندگان

﴿۱۲۰﴾

الضياء ، حتى وصلنى الأخبار من الأطراف والأنحاء القريبة والبعيدة،
از روشنی تا آنکہ رسید مرا خبرہا از اطراف دیہات قریبیہ و بعیدہ

وتبين أن جماعتنا زادت على مائة ألف فى هذه الأعوام الثلاثة، مع
وظاہر شد کہ جماعت ما درین سہ سال از یک لک زیادہ است۔ باوجود

أنها كانت زهاء ثلاث مائة فى الأيام السابقة، بل لم يكن أحد معى فى
اینکہ بود آن جماعت قریب سہ صد در ایام سابقہ بلکہ در آن زمانہ

يوم أشعت هذا النبأ فى "البراهين الأحمدية ."فخررت ساجدا للحضرة،
کہ این خبر در براہین احمدیہ شائع کردم یک کس نیز با من نبود۔ پس افتادم سجدہ کنندہ درحضرتِ

وفاضت عينى برؤية هذه الآية .ووالله جاء نى فوج بعد فوج فى هذه
عزت۔ وبدیدن این نشان اشک چشمِ من جاری شد۔ وبخدا کہ فوجے بعد فوجے درین سال سوئے

السنوات، وكدتُ أن أسأم من كثرتهم لولا أُمرتُ من ربّ الكائنات .
من آمدند۔ ونزدیک بود کہ من از ایشان بستوہ ے آمدم اگر حکم باری تعالیٰ نہ بودے۔

وكم من مُعادِىّ جاء نى وهم يتنصّلون من هفوتهم، ويتندمون على فَوهتهم .
وبسیار از دشمنان کہ بمن آمدند واز لغزش سابق بیزاری ے جستند۔ وبرگفتہ خود پشیمان می شدند۔

وكم من غالٍ انتهَوا عن جنون ومجون، وتابوا وصاروا كدُرٍّ مكنون .
و بسیار غلو کنندہ باز آمدند از جنون و بیباکی۔ وتوبہ کردند وشدند ہمچو درِّ مکنون۔

والـذيـن كـانـوا أكثـروا اللغط، وتركوا الصواب واختاروا الغلط، أراهم الآن
وآنانکہ بسیار خروش مے کردند۔ وصواب راترک کردہ غلط رااختیار کردند۔ امروز می بینم ایشانرا

يبـكـون في حجراتهم، ويبلّون أرض سجداتهم، وأبكي لبكاء عينيهم، كما كنت
کہ درحجرہ ہائے خودگریہ می کنند۔ وسجدہ گاہ خودرا تر می نمایند۔ ومی گریم بباعث گریہ شان ہمچنان کہ

أبـكـي عليهم. دخـل الـلـه فـي قـلـوبهـم، ونجاهم مّن ذنـوبهـم، واستخلص
برایشان می گریستم داخل شد خدا تعالیٰ دردل ہائے شاں ونجات داد اوشاں را از گناہانِ شاں وفتح کرد قلعہ ہائے

﴿۱۲۱﴾

صيـاصيهـم، ومَـلَـكَ نواصيَهم. ونـظـر الـلــه إليهـم ووجـدهـم قائمين على
ایشاں را۔ ومالک شد سرہائے ایشانرا۔ ونگہ کرد خدا تعالیٰ سوئے ایشاں ویافت اوشاں راایستادہ بر

الـصـالـحـات، فـجـعـلهـم أبرياء من التبِعات. كـذالـك أرى جـذبة سماوية
اعمال نیک۔ پس گردانید ایشانرا پاک از انجام بد ہمچنیں می بینم جذبہ آسمانی کہ

فـي قـوتهـا، وجبـروت الله في شوكتها. وكـل يـوم يُقتاد العاصي، ويُستدنى
درقوۃ خوداست۔ وجبروت الٰہی راکہ درشوکتِ خوداست۔ وہرروز کشیدہ می شود سرکشے۔ ونزدیک کردہ

الـقـاصي. وأرٰى حـزبـي قـد وضـح لهـم الحق كافترار ثغر الضوء، وغمرهم
میشود دُوری ومی بینم گروہ خودراکہ ظاہر شد برائے ایشان حق ہمچو پیدا شدن روشنی بامداد وپوشانید اوشانرا

الـلـه بـنواله بعد البَوء. فـأيّ شـيء خـلّـصهـم من النعاس، وكانوا لا يمتنعون
خدا تعالیٰ بعطائے خود بعد اقرار گناہ۔ پس چہ چیز ایشانرا از خواب رہائی داد وبودند کہ بہ تبرہم باز

بـالـفـأْس، وكـانـوا لا يعبـأون بـإلـمـاعـي، ولا يـفـكّرون في أمري بل يعافون
نمی آمدند۔ وبودند کہ باشارت من ہیچ التفات نمی کردند۔ وفکر نمی کردند درکار من وازرخت من کراہت میداشتند۔

بَـعـاعـي، فـجـذبـتْ بـعـضَهـم الـرؤيـا الـصـالحة، وبعضَهم الأدلّةُ القطعية.
پس جذب کرد بعض اوشان را خواب صالحہ وبعض را دلائل قطعیہ۔

كـذالك صـرت اليـوم راعـيَ أقـاطـيع، وكـل سـعيـد آتـاني القلب المطيع.
و ہمچنیں من امروز چرائندہ رمہ ہا شدم۔ و ہرسعیدے دِل مطیع خود مرا داد۔

وإن کنتَ استولی علیک الریب، واشتبہ علیک الغیب، وتعجبتَ
و اگر برتو شک غالب شدہ است وغیب برتو مشتبہ شدہ وتعجب کردی کہ

کیف اجتمع ھذا الجمع فی أمد یسیر، فقد نہضتَ لإنکار أمر شہیر،
چگونہ ایں قدر جماعت دریں مدت سہ سال جمع شد۔ پس برخاستی برائے انکار امر مشہور۔

ولا یخفی أمرنا ھذا علی صغیر وکبیر. وقد سمعتَ أنی أشعتُ ھذا النبأ
وایں امر ما بر ہیچ صغیر وکبیر پوشیدہ نیست۔ وشنیدی کہ من دراں زماں ایں خبر را شائع کردم

فی زمن کنت لا یعرفنی أحد ولا أعرف أحدًا، فاتّق اللہ واترُکْ وَبَدًا .
کہ کس مرا نمی شناخت ونہ من کس را می شناختم۔ پس از خدا بترس وغضب را بگذار

﴿۱۲۲﴾

وإن کنتَ فی ریب من زمن کتابی "البراھین"، فاسألْ أھلَ قریتی ھذہ
واگر ترا دربارہ زمانہ براہین شکّے ست۔ پس از باشندگاں ایں دِہ

واسأل من شئت من المطّلعین. وإن کنت فی شکّ من عِدّۃ جمعٍ
بپرس واز ہر کہ اطلاع دارد از و بپرس۔ واگر تو از شمارِ آں جماعت شک می کنی کہ

جُمعوا فی ھذہ الأعوام الثلاثۃ، فاسأل الحکومۃ ما عندھا عِدّۃُ جماعتنا
درسہ سال نزدِ من جمع شدہ است پس بپرس از اہلِ حکومت کہ چہ شمار کردہ بودند

قبل ھذہ السنّۃ الجاریۃ، ثم خُذْ منّا ثبوت ھذہ السنۃ المبارکۃ،
قبل ازیں سال موجودہ۔ باز از مابستاں ثبوت ایں سال مبارک

التی سبقت کل سِنٍّ من السنین الماضیۃ علی طریق خرق العادۃ .
آنکہ برسالہائے گذشتہ بطور خارق عادت سبقت کردہ است۔

وإن کنت صاحب دھاء. لا دودۃَ عناد وإباء، فلا یعسر علیک فھمُ
واگر صاحبِ عقل ہستی نہ کرمِ عناد وانکار پس برتو فہمیدن ایں نشان

ھذہ الآیۃ، بل تستیقنھا کل الإیقان وتمتنع من الغوایۃ. إن شھد
مشکل نخواہد بود۔ بلکہ از ہمہ وجوہ یقین خواہی کرد واز گمراہی باز خواہی آمد۔ اگر دو گواہ باشند

لأمر عدلانِ من المسلمين، فيتحقق صدقه عند المتفقهين، فما بال أمر
برائے امرے از مسلمانان۔ثابت میشود صدق آں امر نزد فقہا۔پس چہ حال امرے خواہد

يشهد له ألوف من المسلمين؟ ولا بد لهم أن يشهدوا إن كانوا متقين .
بودکہ ہزارہا مسلمانان گواہ او ہستند۔وضروری است کہ ایشاں گواہی دہند اگر متقی ہستید۔

وإن شئتم فاسألوا أبا السعيد الذی هو من أئمّتكم، بل من أجلّ الأفراد
واگرخواہید بپرسید از محمد حسین ابوسعید کہ او از امامانِ شما است۔بلکہ از بزرگترافراد

من فئتكم، وقد كتب تقريظًا على كتابی "البراهين"، وكان يوافينی فی ذالك
گروہ شما است واو بر کتاب من براہین احمدیہ تقریظ نوشتہ است۔وبود کہ نزدِ من درآں وقت

الحين .فاسألوه كم من جماعة كانت هی فی ذالك الزمان، وإن تستضعفوا ﴿۱۲۳﴾
می آمد۔پس ازاو پُرسید کہ چہ قدر جماعت درآں زمانہ بود۔واگر ضعیف بدانید

شهادته من غير البرهان، فاسألوا كل من هو موجود فی قريتی وما لحق بها
شہادت او بغیر دلیلے۔پس ازاں ہمہ مردم پُرسید کہ در دِہ من ہستند وازاں مردم

من البلدان .ووالله ما كنت فی زمن تأليفه إلا كفَتيل، أو كخاملٍ ذليل،
بپرسید کہ در شہر ہائے گردونواح ہستند۔وبخدا من دراں زمانہ ہمچو رشتہ ہائے تاریک خرما بودم یا ہمچو گمنام ذلیل۔

وكنت لا يعرفنی إلا قليل من سُكّان القرية، فضلا عن أن أوقَّر فی أعين
وبودم کہ نمی شناخت مرا مگر اندکے از باشندگانِ قریہ دورتر ازیں کہ عالماں ورئیساں

طوائف العلماء وأهل الثروة والعزّة .بل ما كنت شيئا مذكورا، وكنت
واہل عزت مرا بدانند۔ بلکہ من چیزے نبودم کہ ذکرش کنند۔ وآں شخص را

أشابه متروكا مدحورا .وإن هذا أجلَى البديهات، فحقِّقوا كيف ما
مشابہ بودم کہ متروک ورانده شده باشد۔ وایں از اجلیٰ بدیہات ست۔پس تحقیق کنید چنانکہ

شئتم يا ذوی الحصاة .وسمعتم أن الله أوحى إلیّ فی ذالك الزمان أنه
خواہید اے دانشمنداں۔ وشما شنیدہ اید کہ دراں زمانہ خدا مرا وحی کردہ بود کہ او

لایتـــرکـنـی فـردًا، ویـجهّـز لـی فوجًـا من الخلّان .فـأنـجـزَ وعـده فی هذه
مراتنہانخواہدگذاشت وفوجے ازدوستان برائےمن طیارخواہدکرد۔پس دریں سہ سال وعدۂ خودرا

السـنـوات الثـلاث، وأحیـا ألـوفـا عـلـی یـدی وبعـث مـن الأجـداث .
بایفا رسانید و زندہ کرد ہزارہا بردستِ من و برانگیخت از قبرہا۔

فـالأمـر الـذی لـم یـحـصـل لـنـا فی عشرین سنة، ثم حصل فی ثلاثة، بعد ما
پس آں امرکہ حاصل نشد مارا در بست سال۔ بازحاصل شد درسہ سال بعد ازانکہ

جـعـلـنـاه مـنـاط صـدقـنـا بـحـلفة، فلا شک أنـه أمر خـارق العـادة، وآیة
ما اورا مناط صدق خودمقررکردہ ایم۔پس ہیچ شک نیست کہ ازخارق عادت وبشارتے

عـظیـمة مـن حضرة العزّة .وإن کـنـتـم فـی شکّ مـن هذه الآیة، فأتوا بمثلها
بزرگ است واگرشما دریں نشان شکے دارید پس نظیرآں

مـن الـقـرون الـقـدیـمة أو الـجـدیـدة، وأخرِجوا لنا ما عندکم من المثال، فی
اززمانِ قدیم یاجدیدبیارید۔ و آنچہ مثال آں نزدشماست پیش بکنید کہ

﴿۱۲۴﴾

هـذا الـنـصـر من اللّٰه ذی الجلال .ولـکـن عـلـیـکـم أن تأخذوا نفوسکم بهذا
ہیچو مددے کاذب راشدہ باشد مگربرشما واجب است کہ برنفوس خودایں

الالتـزام، أن لا تـخـرجـوا من مماثلة المقام .وأرُونـی رجـلا وعد کمثلی علٰی
لازم گیرید کہ ازمماثلت مقام بیرون مروید وبنمائیدمرا شخصے کہ ہیچو من درایام

بـنـاء الـوحـی مـن الـحـضـرة، فی أیام الغربة والوحدة، ثم کذّبه العدا ونهضوا
غربت وتنہائی دعوت کردہ باشد۔باز تکذیب اوکردند دشمنان وبرخاستند

لـلـمـقـابـلة، وجهدوا جهدهم لإعدامه بکل نوع من الحیلة، ولم یکن الزحام
برائے مقابلہ و کوشش کردندبرائے معدوم کردن اوبہرحیلہ و نبودش مردم

یَسـفـر عـنـه فـی حیـن مـن الأحیان، ولم یبق مکیدة إلا واستعملوها کالسیف
کہ کشایدازووقتے ازاوقات وہیچ مکرے نماندکہ استعمال نہ کردہ شدہیچو تیغ وسنان

والسنان، ومع ذالک بلغت جماعته من نفس واحدة إلى مائة ألف وانتشرت
وباوجود ایں ہمہ مزاحمت جماعت او از یک کس تا بیک لکھ رسید۔

فی البلدان .وإنی کُفِّرتُ مرة من أقلام القضاة، وأخرى سِقتُ إلى المحاكمات،
ومن چنان بودم کہ گاہے قاضیان برمن فتویٰ کفر دادند ووقت دیگر سوئے محاکمات کشیدہ شدم۔

ثم ما كان مآل أمرنا إلا الفتح وزيادة الجماعة مِن فرد واحد إلى مائة ألف أو
بازانجام امر ما فتح و زیادہ شدن جماعت بود و از یک کس تا لکھ یا

أكثر من هذه العِدّة .فأرُونی کمثلها إن كنتم تحسبونها تحت القدرة الإنسانية .
زیادہ۔ پس اگر توانید نظیرش پیش کنید۔

ووالله إنی أعطيكم ألفًا من الدراهم المروّجة، صلةً منّی عند غلبتكم فی
وبخدا من ہزار روپیہ شما را خواہم داد این انعام ازطرف من است اگر شما در

هذه المقابلة، وهذا وعد منی بالحلفة .وإن لم تفعلوا ..ولن تفعلوا ..
مقابلہ غالب شدید وایں از من وعدہ است بقسم۔ واگر ایں مقابلہ نتوانید کرد وہرگز نتوانید کرد

فليس لكم إلا صلة اللعنة، إلى يوم القيامة .أتنكرون آيات الله بغير حق،
پس برائے شما انعام لعنت ست کہ تا روز قیامت ست آیا بغیر حق انکار نشان ہائے خدامی کنید

ثم لا تأتون بمثلها وتسقطون على مكانتكم كالجيفة؟ ويل لكم ولهذه العادة !
باز نظیر آں پیش نتوانید کرد و برمکان خود ہمچوں مُردار می افتید۔ واویلا برشما و بر عادت شما

﴿۱۲۵﴾

ؔومن آياتی التی ظهرت فی هذه السنوات، هو أنی أشعت قبل الوقت
ومنجملہ آں نشانہا کہ دریں سالہا ظاہر شدند ایں است کہ قبل انتشار طاعون من شائع کردم

أن الطاعون ينتشر فی جميع الجهات، ولا يبقى خِطّة من هذه الخِطط المبتلاة
کہ طاعون درجمیع اطراف شائع خواہد شد۔ وباقی نماند زمین از زمین ہائے ایں دیار۔

بالآفات، إلا ويدخلها كالغضبان، ويعيث فيها كالسّرحان .وقلت: قد کُشف
مگر طاعون دراں داخل خواہد شد ہمچو خشم گین وتباہی افگند در ایشاں ہمچو گرگ وگفتم کہ من خبر دادہ شدم

عليّ من ربى سرٌّ مكنون، وهو أن أرضا من أرضين لا تخلو من شجرة الطاعون
ازربّ خود کہ ہیچ زمینے از زمین ہا از درخت طاعون وثمرہ موت

وثمرة المنون "اَلْأَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوسُ تُضَاعُ" ذالك بأن الله غضب
خالی نہ خواہد ماند۔امراض طاعون شائع خواہند شد وجانہا ضائع خواہند گشت۔این طاعون برائے ایں

غضبًا شديدًا، بما فسَق الناس ونسوا ربًّا وحيدًا .فجهّز الله جيشَ
ظہور خواہد کرد کہ خدا سخت غضبناک شدہ است چرا کہ اکثر مردم فاسق شدہ وخدا را فراموش کردہ اند پس خدا طیار

هذا الداء، ليذيق الناس ما اكتسبوا من أنواع الجريمة والفحشاء .فانتشر
کرد لشکر ایں مرض تا بچشاند مردم را جزائے اعمال بدکاری شاں۔ پس منتشر شد

الطاعون بعد ذالك فى البلاد، وجعل ذوى الأرواح كالجماد، ودخَل
طاعون بعدازیں دریں دیار۔ ۞ وجانداراں راہمچو جماد ساخت۔ و داخل شد

مُلكَنا هذا وتَدَيَّرَه بقعةً، وتَخَيَّرَ الإماتةَ حرفةً، فإن شئت فاقرأ ما
درملک ما و او را خانہ خود ساخت اینجا را او اختیار کرد میرانیدن را پیشہ واگر بخواہی پس بخواں

أشعتُ فى جميع هذه البلاد، ثم استحيِ واتّق اللّٰه ربّ العباد.
آنچہ شائع کردم دریں بلاد باز حیا کن واز خدا بترس۔

ومن آياتى التى ظهرت فى هذه المدة، موت☆ رجال عادَونى وآذونى
ومنجملہ آں نشان ہا کہ دریں مدت سہ سالہ ظاہر شدند۔موت مردمانے است کہ بمن عداوت کردند

وعزَونى إلى الكفَرة، وسبّونى على المنابر وجرّونى إلى الحكومة .فاعلم أن الله ﴿۱۲۶﴾
ومرا ایذا دادند ومرا بکافراں نسبت دادند ومرا بر منبر ہا دشنام دادند یا سوئے حکام مرا کشیدند بداں خدائے من

الحاشية ☆ وكان منهم رجل مسمى برسل بابا الامرتسرى و قد اشعت قبل موته فى الاعجاز الاحمدى انه يموت بعض علماء تلك البلدة من الطاعون فمات بعده رسل بابا فى امرتسر وانه اٰية ظهرت فى هذه السنوات ففكروا يا ذوى الحصاة . منه

۞ ایڈیشن اول کے ترجمہ میں ’’منتشر باشد‘‘ کے الفاظ دوبارہ سہو کتابت سے لکھے گئے ہیں۔(ناشر)

كــان خــاطبنـي وقــال" يــا أحــمـدي أنـت مـرادي ومعـي .أنـت وجيــهٌ في
مرامخاطب کردہ بود وگفتہ بود اے احمدِ مَن تو مُرادمنی و بامنی۔ وتو دردرگاہِ من

حـضـرتي .اختـرتُك لـنـفسـي وسـرُّك سرّي .وأنـت معـي وأنـا معك .
وجیہ ہستی۔ تراازبہرخود اختیارکردم۔ ورازِ تو رازمن ست وتو بامنی ومن با توام

وأنـت مـنـي بـمـنـزلـةٍ لا يعلمها الخلق .إذا غـضبـتَ غضبتُ، وكلّ ما أحببتَ
وتوازمن بمرتبہ ہستی کہ ہیچ مخلوق آنرا نمیداند چوں تو بخشم آئی من ہم بخشم می آیم وچوں تو بشخص محبت کنی

أحببتُ .إنـي مُهيـنٌ مـن أراد إهــانتـك، وإنـي مـعيـنٌ مـن أراد إعـانتـك .
من نیز ہم میکنم۔ من اہانت آں شخص خواہم کرد کہ اوارادہ اہانت تو میدارد و من مدد آں شخص خواہم کرد کہ اوارادہ مدد تو

إني أنـا الصاعقة .تُـخـرَج الـصدور إلى القبور .إنـا تَـجـالَـدْنـا فانقطع العدو
می دارد۔ منم صاعقہ۔ بعض صدرنشینان مخالفان وموذیان سوئے قبرہا منتقل خواہد شد۔ ما بشمشیر جنگ کردیم

وأسبابه." ثم بعد ذالك آذاني رجل بغير حق اسمه "محمد بخش "وجرّني إلى
پس دشمن رابریدیم ونیز اسباب اورا۔ باز بعد زیں مرا شخصے ایذا داد ناحق نامِ او محمد بخش بود و سوئے حکام

الحكومة، فصار لوحي ربّي ..أعني "تجالَدْنا.."كالدّرِيّة، ومات بالطاعون وانقطع
اومرا کشید۔ پس برائے وحی خدا تعالیٰ کہ تـجــالـدنـا ہست نشانہ شد۔ وبطاعون بمُرد

خيـط حيـاتـه بـالسـرعة، وكـنـتُ أشـعـتُ هذا الوحي في حياته وأنبأته به فما
و رشتۂ زندگی او منقطع شد و بودم کہ شائع کردم ایں وحی را در زندگی او و اورا خبر دادم پس

بالَى ومضى بالسخرة.ثم بعد ذالك قام رجل لإيذائي اسمه "محمد حسن فيضي"،
ہیچ پرواہ نہ کرد و تمسخر نمود۔ بعدازاں شخصے برائے ایذائے من برخاست نام او محمد حسن فیضی بود

وكان أعدىٰ أعدائي، وسبّني وشتمني وسعى لإفنائي وإخزائي، ولعنني حتى لعنه
وبوداز سخت تر دشمنانِ من ومرا دُشنام داد وسعی کرد از بہر ہلاکت من ورسوائی من وبر من لعنت کرد تا آنکہ خداوند من

ربّي وردّ إليـه مـا عـزا إلـى نفسي .فـمـا لبـث بـعـده إلا قـليلا من الأيام، حتى
اورا لعنت کرد و ہر چہ مرا گفتہ بود سوئے او واپس گردانید۔ پس بروصرف چندروز گذشتند۔ کہ

رأى وجه الحِمام. وكنت كتبت فى كتابى "الإعجاز"، ملهَمًا من اللّٰه الذى يجيب
روئے مرگ را دید۔ وبودم کہ نوشتہ بودم درکتابِ خود اعجاز المسیح بالہام آنخدا کہ دعائے بیقراراں

المضطرّ عند الارتماز: "من قام للجواب وتنمَّرَ، فسوف يرى أنه تندَّمَ وتدمَّرَ".
دروقتِ اضطراب شان شنود ہر کہ برائے جواب ایں کتاب بایستد انجام او ندامت وموت حسرت خواہد بود۔

فجعل الفيضى نفسه دريّةَ كلِّ وحى ذكرتُ، وغرضَ كلِّ إلهام إليه أشرتُ،
پس فیضی نفس خود را نشانہ ہر وحی کہ ذکر کردم بساخت ونشانہ ہر الہام کہ سوئے او اشارہ کردم

حتى أسكته الموت من قاله وقيله، وردّه إلى سبيله. وكذالك صار نذير حسين
خود را بگردانید۔ تا آنکہ موت او را خاموش ساخت۔ وسوئے راہِ او را باز گردانید۔ وہمچنیں نذیر حسین دہلوی نشانہ

الدهلوى دريّةَ وحى الله " تخرج الصدور إلى القبور" فإنه كان أوّل من كفّرنى
این وحی شد کہ " تخرج الصدور الی القبور "۔ او اوّل شخصے است کہ مرا کافر قرار دادہ

وآذاني وفرّ من النور. وكانت سنة وفاته: "ماتَ ضالٌّ هائمًا" بحساب الجُمل،
وازنور رگبریخت وتاریخ وفات او بحساب جُمل ۱۳۲۰ھ مات ضال هائمًا است۔

ومات ناقصا ولم يُصِبْ حظًّا من الكُمّل. ومن آياتى شهرة اسمى بالإكرام
ودر حالت ناقصہ بمرد واز مرتبہ کاملاں ہیچ حصہ نیافت۔ واز جملہ نشان ہائے من شہرت من

والتكرمة، فى هذه السنوات الموعودة. وإن الله كان خاطبنى وبشّرنى بإكرامى
بعزت است کہ دریں سہ سال شدہ۔ وخداتعالیٰ مرا مخاطب کردہ دربارہ اکرام

وقبولى فى زمن البأس، وقال: " أنت منى بمنزلة توحيدى وتفريدى، فحان
وقبولیت مرا بشارت دادہ بود وگفتہ بود کہ تو از من بمنزلہ توحید وتفرید من ہستی پس وقت

أن تُعان وتُعرَف بين الناس" وقال: "يحمدك الله مِن عرشه"، وبشّرنى بحمد
آمدہ است کہ مدد تو کردہ شود وترا در دنیا شہرت دادہ آید۔ وگفت کہ خدا از عرش تعریف تو میکند ومرا بشارت داد

الأناس. وبعد ذالك سعى العدا كل السعى ليُعدِموني ويُلحقوني بالغبراء،
کہ مردم تعریف تو خواہند کرد۔ وبعد ازاں دشمناں تمامتر سعی کردند کہ تا مرا معدوم کنند وبزمین ملحق کنند

﴿۱۲۸﴾

ووقع أمری فی خطر عظیم من الأعداء ، فأیّدنی ربّی فی ھذہ السنوات
وامرمن ازاں مردم درخطرعظیم افتاد۔پس خداوندمن دریں سال ہائے مبارک

المبارکة، وشھّر اسمی إلی الدّیار البعیدة .وھذا أمر لا ینکرہ أحد إلا
مددمن کرد۔ونام من تادیاربعیدہ مشہورگردانید۔وایں آں امراست کہ ہیچکس انکارآں

الذی ینکر النھار مع رؤیته الأشعة الساطعة.
نتواندکردکہ بجز کسے کہ انکارروزکند باوجوددیدن شعاع ہائے ساطعہ۔

ومن آیاتی کتبٌ ألّفتھا فی العربیة، فی تلک المدّة المشتھرة، وجعلھا
واز جملہ نشانہائے من آں کتابہاہستند کہ درعربی دریں سالہا تالیف کردم وخداتعالیٰ

اللہ إعجازا لی إتماما للحجّة .وأوّلھا ”إعجاز المسیح “ثم بعد ذالک” الھدیٰ“، ثم
آں کتاب ہامعجزہ من گردانید وکتاب اول اعجاز المسیح است بعدازاں کتاب من الھُدٰی باز

الإعجاز الأحمدی وھو معجزة عظمٰی .وکنت فرضت للمخالفین صلةَ عشرة
اعجازاحمدی کہ معجزہ عظمٰی است و برائے مخالفاں انعام (دہ) ہزارروپیہ مقرر

آلاف، إن یأتوا کمثل ”الإعجاز الأحمدی“فی عشرین یومًا من غیر إخلاف .
کردم۔ اگرمثل اعجازاحمدی در بست یوم بیارند۔

فما بارز أحد للجواب، کأنھم بُکُمٌ أو من الدواب .ومع تلک الصلة،
پس ہیچکس برائے جواب بیروں نیامد۔گویاایشاں گُنگ اندیا از چارپایاں ہستند وباوجودایں لعنت کردم

لعَنتُ الصامتین الساکتین المتوارین فی الحجاب، وأحفظتُھم به لکی یتحرکوا
خاموشی اختیارکنندگاں پوشیدہ شوندگاں را۔و درخشم آوردم اوشاں راتاحرکت☆ کنند

لجّواب الکتاب، فتوارَوا فی حجراتھم، وما نعلم ما صنع اللہ بقلوبھم، مع إطماع ﴿۱۲۹﴾
برائے جواب کتاب پس درحجرہ ہائے خود پوشیدہ شدند۔پس نمیدانم کہ خدابادل شان چہ کرد باوجود طمع

منّی وإعناتھم .
دادن ورنج دادن۔

☆ ایڈیشن اول کے ترجمہ میں ”حرکت کنند“ کے الفاظ لکھنے سے رہ گئے ہیں۔(ناشر)

ومن آیاتی ما أنبأنی العلیم الحکیم، فی أمر رجل لئیم وبهتانه العظیم،
واز جملہ نشانہائے من ایں است کہ خدا مرا در بارۂ معاملہ شخصے لئیم و بہتان بزرگ او خبر داد

وأوحی إلی أنه یرید أن یتخطف عِرضک، ثم یجعل نفسه غرضک. وأرانی
ووحی کرد سوئے من کہ آن شخص میخواہد کہ آبروئے ترا نقصان رساند۔ باز نفس خود را نشانہ تو خواہد کرد بنمود مرا

فیه رؤیا ثلاث مرات، وأرانی أن العدو أعدَّ لذالک ثلاثة حُمّامًا☆ لتوهین
درہمیں امر سہ بار خواب۔ و بنمود مرا کہ آں دشمن سہ کس حامیان برائے توہین و رنج دادن تو طیار

وإعنات. ورأیت کأنی أُحضرتُ محاکمة کالمأخوذین، ورأیت أن آخر أمری
کردہ است ودیدم کہ گویا من در عدالتے حاضر شدم ہمچو گرفتاران ودیدم کہ آخر کارِ من

نجاة بفضل ربّ العالمین، ولو بعد حین. وبُشِّرتُ أن البلاء یرد علی
نجات است از بدی او بفضل خدا تعالیٰ۔ اگرچہ بعد از وقتے وبشارت دادہ شدم کہ بلا ردّ کردہ خواہد شد

عدوی الکذّاب المهین. فأشعت کل ما رأیت وأُلهمت قبل ظهوره فی
بر دشمن اہانت کنندہ پس شائع کردم ہرچہ دیدم وہرچہ الہام یافتم قبل ظہور آن در

جریدة یسمی "الحَکَم"، وفی جریدة أخری یسمی "البدر"، ثم قعدت کالمنتظرین.
اخبارے کہ نام آن الحکم است۔ ودر اخبارے دیگر کہ نام آن البدر است ونگذشت بریں مگر یک سال

وما مرّ علی ما رأیت إلّا سنة فإذا ظهَر قدر الله علی ید عدو مبین اسمه "کرم الدین."
پس ناگاہ ظاہر شد تقدیر خدائے تعالیٰ بردستِ دشمن صریح کہ نامِ او کرم دین است

وإنه هو الذی رغِب لإحراقی فی نار تُضرَم، وضِرارٍ یُعزَم، وأراد أن یسلب
واو ہماں است کہ رغبت کرد برائے سوزیدن من در آتشے کہ فروختہ شد ودر گزندکہ قصد کردہ میشود۔ وارادہ کرد کہ

أمننا، وطمع فی عرضنا، لنُعدَم کل العدم. وأراد أن یجعل نهارنا أغسی من لیلة ﴿۱۳۰﴾
امن ما دُور کند ودر آبروئے ما طمع کند تا نیست ونابود شوم وارادہ کرد کہ روز ما را تاریک تر از شبے کند کہ سخت بود

داجیةِ الظُلَم، فاحمةِ اللمم. فنَحَتَ من عنده استغاثة، وأعدَّ لأفراس الوکالة
سیاہی او و سیاہ بود موہائے او پس تراشید از نزدِ خود استغاثہ۔ و طیار کرد برائے اسپانِ وکالت

☆ ایڈیشن اول میں ''حُمّامًا'' سہو کتابت ہے درست ''حُمَاۃٍ'' ہے۔ (ناشر)

أثـاثة، وجُمِعت الأحزاب وشُمِّرَ الثياب، ليرمٰى كلّهم من قوسٍ واحدٍ السهامَ،
بسیار جائے گیاہ، پس جمع شدند گروہ ہا وطیاری کردہ شد تا از یک کمان تیرہا برانند وفراموش کردند

ونسوا القدير العادل العالم المقسط الذى لا يجهل أوصاف الإنصاف،
قادرودانا وعادل ومنصف را کہ اوصافِ انصاف را فراموش نمی کند

ومن ذا الذى يرضع عنده أحلافَ الخِلاف؟ وإنه هو معنا فكيف
و کیست آنکہ بمکد نزد او پستان ہائے خلاف و او با ما است پس چگونہ

نتأذى من شرير؟ وكيف يولّي عيشٌ نضير؟ وقد بُشّرنا أنا لن نقتحم مَخوفة،
ایذا یابیم از شریر۔ وچگونہ روگرداند عیش تازہ۔ ومارا بشارت دادہ شد کہ مادرجائے خوفناک

ولن نجوب تَنوفة، وننتظر وعد ربّ العباد، والله لا يخلف الميعاد .وقد ظهر
داخل نخواہیم شد وہرگز قطع نخواہیم کرد بیابان را وانتظار میکنیم وعدہ خدارا واوخلاف وعدہ نمی کند وظاہر شد

بعض أنبائه تعالٰى من أجزاء هذه القضية، فيظهر بقيّتُها كما وعد من غير الشك
بعض پیشگوئی ہائے خدا تعالیٰ از جُز ہائے ایں مقدمہ پس ظاہر خواہد شد بقیہ آن چنانچہ وعدہ کرد بغیر

والشّبهة.هذا حقيقة إنبائى الذى لم تستطيعوا عليه صبرا، وكتب الله ليغلب
شک وشبہ ایں حقیقت آن پیشگوئی ہا است کہ برآں صبر نکردہ اید ونوشتہ است خدا تعالیٰ کہ غالب خواہند

رسله ولو يمكر العدا مكرا .وليس إنكاركم إلا من شِقْوتكم، فيا أسفا على جهلكم
شد رسولان او اگرچہ دشمنان مکر کنند۔ ونیست انکار شما مگر از بدبختی شما۔ پس افسوس بر جہل شما وغباوتِ

وغباوتكم! أردنا أن نعطف عليكم فغِظْتم، ورُمْنا أن ننبط فغِضْتم .
شما۔ ارادہ کردیم کہ مہربانی کنیم پس درخشم آوردید قصد کردیم کہ آب بیرون آریم پس آب را کم کردید

ثمّ بعد ذالک نكتب جواب ما أشعتَ، وظلمتَ نفسک والوقت أضعتَ . ﴿۱۳۱﴾
بعدازین جواب آن امور نوشتیم کہ تو شائع کردی و برنفسِ خود ظلم کردی و وقت را ضائع کردی۔

أمّا ما أنكرتَ فى كتابک بلاغة قصيدتى، وما أكلتَ عصيدتى، فلا أعلم سببه
مگر آنچہ انکار کردی از بلاغت قصیدہٴ من۔ ونخوردی حلوائے من نمیدانم سبب او

إلا جهلک وغباوتک وتعصّبک ودناء تک. أيها الجهول ! قُمْ وتصفَّحْ دواوين
مگر جہل تو و غباوتِ تو وتعصب تو وکمینگی تو اے نادان برخیز وصفحہ صفحہ بہ بین از

الشعراء ، ليظهر لک منهاج الأدب والأدباء . أتُغلّط صحيحا وتظن الحَسَن
دیوان ہائے شعراء تا کہ ظاہر شود برتو طریق ادب وطریق ادباء۔ آیا غلط قرار میدہی صحیح را وحسن را قبیح

قبيحا، وتأكل النجاسة وتعاف النفاسة؟ ليس فی جُعْبتک منزَع،
می پنداری ونجاست را استعمال میکنی واز نفاست کراہت میکنی نیست در تیردانِ تو تیرے

فظهر لک فی التزرّی مطمع، وكذالک جرت عادة السفهاء ، أنهم يخفون جهلهم
پس ظاہر شد ترا در عیب گیری جائے طمع۔ وہمچنیں عادت سفہا جاری شدہ است کہ ایشان از عیب گیری جہل خود

بالازدراء . ويل لک ! ما نظرتَ إلى غزارة المعانی العالية، ولا إلى لطافة
را می پوشند۔ وواویلا برتو نظر نکردی طرف خوبیِ معانی بلند و نہ سوئے لطافت

الألفاظ الغالية، واستقريتَ القَذَرَ كَالْأَذِبَّةِ . ما فكّرت فی حسن أساليب
الفاظ جلیل قدر و جُستی پلیدی را ہمچو مگس ہا ۔ فکر نہ کردی در اسلوب

الكلام، ولا فی المنطق ونظامه التّام. أيها الغبیّ ! علِمتُ من هٰذا أنک ما ذقت
کلام۔ و درہائے حسن نظام۔ اے غبی از ہمین دانستم کہ ترا از لسان وحسن بیان

شيئا من اللسان، ولا تعلم ما حسن البيان، ونزَوت كالسَّرْحان قبل
ہیچ چاشنی نیست و نمے دانی کہ حسن بیان چہ باشد و ہمچو گرگ قبل

الفهم والعرفان . أبهذا تُبارينا فی الميدان وتُبارزنا كالفتيان؟
فہمیدن کلام جُست کردی آیا باین مشیخت با ما مقابلہ میکنی وہمچو مردان بمقابل می آئی

أتتّكأُ على الأصغر الذی كتب منه الجعفرُ إليک وكنتَ قد فررتَ من هذه ﴿۱۳۲﴾
آیا بر اصغر علی تکیہ میکنی آنکہ از طرف اوسوئے تو جعفر نوشتہ بود وتو آنگاہ ازین دِہ گریختہ بودے

القرية مع لعن نزل عليک. فاعلم أنهم يكذبون وليسوا رجال المصارعة ولا قِبَلَ
پس بدان کہ ایشان دروغ می گویند ودرین مقابلہ تاب مقاومت نیست

لأحد فی ھذہ المناضلة .دَعْ تصلّفک یا مسکین، فإنک لست من الرجال،
لاف وگزاف را بگذار کہ تو از مردان نیستی

ولو کنت شیئا لما فررت من الاحتیال.ثم اعلم أنّی ما رُضتُ صعابَ
واگر تو چیزے بودی از اینجا بحیلہ گری نگریختی بازبدان کہ من این راہ ہائے مشکل ادب

الأدب بالمشقّة والتعب، بل ھذہ موھبة من ربّی ونلت منه سِمْطَ الدررِ
از رُوئے مشقت وتعب نرم نکردہ ام بلکہ این بخششے است از طرف خداوند من ویافتم از وسلک مروارید

النُّخَب .ھذا أمری ولکنّک إن بارزتنی فعلیک خبیئُک یتجلّٰی، وسوف أریک
یکتا۔ این است حال من مگر اگر تو بمقابلہ من آئی پس پنہانی تو برتو ظاہر خواہد شد و بنمائم ترا کہ کدام علم

بأیّ علوم تتجلّٰی. إن تغلیطک أحقّ بالتغلیط، ولیس فیه دون السلاطة،
حاصل کردہٴ وتاریکی تو ہمچو صبح ظاہر شود۔سوئے غلطی منسوب کردن تو لائق این ست کہ اورا بغلطی منسوب

لا کبیان السلیط .وما جئتَ قریتی ھذہ إلا لتخدع الناس، وتشیع الوسواس
کند و درو بجز بدزبانی ہیچ نیست نہ ہمچو بیان مرد فصیح ونیامدی در دِہ ما مگر برائے اینکہ فریب دہی مردم را و

وما کان إتیانک إلا کحِجَّةٍ لا تُقضٰی مناسکھا، ولا تحصل برکاتھا .ولما عثرتُ
وساوس را شائع کنی ونبود آمدن تو مگر ہمچو آن حج کہ مناسک آن ادا کردہ نشوند۔ وبرکات او حاصل کردہ نشوند۔ پس

علی ما احتلتَ، وعلی ما بادرتَ إلٰی وَکْرک وأجفلتَ، فاضت عینی علی
چون بر حیلہ تو اطلاع یافتم وبرینکہ سوئے آشیانہٴ خود شتافتی وبزودی رفتی۔ پس اشک من جاری شد بباعث

شقوتک وخیبتک عند رجعتک .خرجتَ کما دخلتَ، وذھبتَ کما
بدبختی تو و نومیدی رجوع تو۔ بیروں شدی ہمچنان کہ داخل شدی ورفتی ہمچنانکہ

حللتَ .وواللہ لو کنتَ وافیتنی لواسیتک ولو عادیتنی .وإنّا لا نضمر
آمدی کاش اگر تو نزد من بیامدی پس تو مرا غمخوار یافتی اگرچہ تو دشمنی و ما پوشیدہ نمی کنیم

حِقْد أحد من العداء، وإذا جاء نا عدو فالغِلّ خلا .ولذالک ساء نی
دشمنی برائے ہیچ کس از دشمنان پس چوں دشمنے نزدِ ما آمد پس دشمنی رفت۔ واز بہر ہمین مرا بد آمد

﴿۱۳۳﴾

لِمَ تبوّأتَ منــزل المشركين وما عُفتَ وما اخترتَ طريق المتقين .إنما
کہ چرا در مکان مشرکین فرود آمدی۔ و ہیچ کراہت نہ کردی و طریق پرہیز گاری اختیار نہ نمودی

المشركون نجس وهم أعداؤنا وأعداء رسولنا المصطفٰی، بل أعدى العدا .
ندانستی کہ مشرکان پلید اند و ایشاں دشمن ما و دشمن رسول ما ہستند۔ بلکہ سخت تر دشمنان

أتظنّون المشركين أقرب إليكم؟ عجبتُ من نُهاكم ! أتظنون فينا ظن السوء
آیا گمان میکنید کہ مشرکان قریب تر بشما ہستند از عقل شما تعجب دارم آیا در بارۂ ما بدگمانی دارید

فذالكم ظنُّكم الذى أرداكم .لا تطلب البحث إلا كمقامرة، ولا تبغى الجدال
پس ہمین ظن است کہ شمارا ہلاک کرد نمی خواہی بحث مگر ہمچو قمار بازی و نمی خواہی جدال

إلا كمصارعة، فأين صحة النية كالأتقياء، وأين التدبر كالصلحاء ترون
مگر ہمچو کشتی پس کجاست صحت نیت ہمچو پرہیز گاران۔ وکجاست تدبر ہمچو صالحان۔ می بینید

آيات الله ثم تنكرونها، وتؤانسون شمس الحق ثم تكذّبونها .لا توافوننى
نشانہائے خدا باز انکارِ آن میکنید ومشاہدہ می کنید آفتاب حق را باز تکذیب آں میکنید نزد من بصحتِ

بصحّة النيّة، فلا تنجون من الوسوسة الشيطانية .وتشيعون كلمات
نیت نمی آئید پس از وسوسہ شیطانیہ نجات نمی یابید شائع میکنید آں کلمات کہ

يأخذ سعيدا حياءٌ منها، وتنسبون إلىّ أشياء وأنا برىء منها .وتؤذوننى
یک سعید را از ان حیا می آید و سوئے من چیزہا منسوب میکنید کہ من ازان بری ہستم و ما از

بألسنكم فى كل حين من الأحيان ونسأل الله أن يلقى علينا جميل الصبر
زبان شما ہر وقت ایذا می برداریم و دُعا میکنیم کہ خدا مارا صبر جمیل بخشد

والسلوان .ونصبر على إيذائكم حتى ينزل الله غيث رأفته، ويدركنا بلطفه
و ما بر ایذاء شما صبر خواہیم کرد تاوقتیکہ ابر رحمت خدا ببارد و لطف او دست ما

ورحمته .وكيف نقاومكم مع أتباعنا القلائل، فنشكو إلى الله كالمضطر السائل .
بگیرد و ما چگونہ بدیں گروہ قلیل برابری شما کنیم پس شکایت می بریم سوئے خدائے تعالیٰ ہمچو شکایت مضطر سوال کنندہ۔

﴿۱۳۴﴾

كلّ من يؤذيني منكم بأنواع البهتان والتهمة يحسب أنه عمل عملا يُدخله في الجنة،
ہرکہ مرا ایذا میدہد بانواع بہتان وتہمت گمان میکند کہ عملے صالحہ بجا آوردہ است کہ او

وكل من يسبّني ويكفّرني يظن أنه قطعيّةُ المغفرةِ فيا رَبِّ أَجِبْهم من السماء ،
رادر بہشت داخل خواہد کرد وہر کہ مرادشنام میدہد وکافر میگوید گمان میکند کہ قطعی بہشتی است۔پس اے خدائے من ایشاں را

وليس لنا من دونك عند هذه الفتنة .رب إن كنتَ وجدتني اخترتُ طريقا
جواب دہ و مارا بجز تو دیگرے نیست۔اے خدائے من اگر مراچنان یافتی کہ طریقے اختیار کردم

غير طريق الفلاح، فلا تتركني من ليلتي هذه إلى الصباح .أيها المعادون !
کہ آن طریق فلاح نیست۔پس مرا آن قدر مدت ہم مگذار کہ شب راصبح کنم اے عداوت کنندگان

ليس بناء نزاعكم إلا على مسألة واحدة، فَلِمَ لا تَطمئِنّون بآيات شاهدة؟
نیست بناء نزاع شامگر یک مسئلہ وبس پس چرااطمینان نمی کنید بہ نشانہائے موجودہ

وإننا تمسَّكْنا في أمر وفاة عيسٰى بالقرآن، وما تمسّكتم إلا بالهذيان .ولو فرضنا
و ما در بارہ وفات عیسیٰ بقرآن تمسک کردیم وتمسک شما بجز ہذیان ہیچ چیزے نیست۔واگر فرض کنیم

على سبيل التنزل أن المقام محتمل للمعنيين، فالمعنى الذي جاء به الحَكَمُ أحقُّ
برسبیل تنزل کہ ایں مقام احتمال دومعنے دارد پس آن معنے کہ حکم آوردہ است لائق تر

بالقبول عند ذوي العينين، ودون ذالك جرأة على الله وخروج إلى الكذب
بقبول است نزد صاحبان بصیرت وعلاوہ ازیں این جرأت است برخداتعالیٰ وخروج است سوئے

والمَين .وقد يوجد استعارات في بعض الأنباء ، فلا يغُرَّنّكم ظاهر بعض
کذب ودروغ وگاہے در بعض خبرہا استعارات یافتہ می شوند پس بغرض صحت ظاہر بعض

الأحاديث بفرض صحتها يا ذوي الدهاء .وأي نظير ألجأكم إلى المعنى
احادیث شمارا مغرور نباید شد و کدام نظیرے قرار کرد شمارا سوئے آں معنی

الذي تختارونه، ونهجٍ تؤثرونه؟ فليس والله عندكم إلا رسم وعادة
کہ اختیار میکنید وسوئے آن طریق کہ مے گزینید پس بخدا صرف عادت و رسم است کہ

ورثتموها من الآباء ، وهذا هو سبب الإباء .
وارث آن از پدران خود شدہ آید۔ وہمین سبب سرکشی است۔

﴿۱۳۵﴾

وزعمت أنک تستطيع أن تكتب تفسير بعض سُور القرآن قاعدًا بحذائی
باز گمان کردی کہ تو می توانی کہ مقابل من نشستہ تفسیر بعض سورۃ ہائے قرآن بنویسی وہمچو

وتُملی کإملائی .وما تريد من هذا الهذيان إلا لتشبّه أمرَ إعجازی علی جهلاء
املاء من املاء کنی۔ و ارادہ نمی کنی ازین ہذیان مگر این کہ مشتبہ کنی امر معجزہ من بر بعض

الزمان .فإن كنت تقدر علی هذا النضال، وإبطالِ المعجزة التی أعطيت من
جاہلان زمانہ۔ پس اگر تو برین جنگ قادر ہستی وقدرت داری کہ معجزہ خداتعالیٰ را باطل

الله ذی الجلال، فنقبَل دعوتک وجلالتک، لكن بشرط أن يقبل علماؤک
کنی۔ پس ما دعوت تو و بزرگی ترا قبول میکنیم مگر بدین شرط کہ علمائے اکابر

الأكابر وكالتک، بأن يحسبوا هزيمةَ أنفسهم هزيمتَک. فلا بد لک أن تأتی
وکالت تو منظور فرمایند۔ و ہزیمت ترا ہزیمت خود انگارند۔ پس ترا ضروری است کہ

بعشرين رقعة مكتوبة مشتملة علی ذالک الإقرار، من عشرين علمائک الأكابر
بست۲۰ رقعہ مکتوبہ مشتملہ این اقرار از طرف بست۲۰ علماء خود پیش کنی و آن علماء

المشهورين فی الديار .وإن كنت ليس هذا الأمر فی قدرتک، فاحلِفْ بالطلاق
جہان باشند کہ در ملک و در علم مشہور باشند۔ و اگر این امر در قدرت تو نیست پس قسم بسہ۳ طلاق بر

الثلاث علی امرأتک، علی أنک إن لم تقدر علی إملاء تفسير كمثلی فی المعارف
زنِ خود بخور برین مضمون کہ اگر بر تفسیر نوشتن بالتزام معارف

والفصاحة والبلاغة، فتبايعنی علی مكانک من غير نوع من الحيلة، وإلا فلا
وبلاغت ہمچو من قادر نشدی پس ہمانجا بیعتِ من کنی بغیر ہیچ حیلہ وعذر۔ ورنہ ما

نكترث بک ولا نبالی، وقد ثقّبْناک من قبلُ بالعوالی .وكيف نختارک وتقول
ہیچ پروائے تو نداریم وبہ تحقیق ما زین پیش بہ نیزہ حجت کار تو تمام کردیم و چگونہ ترا اختیار کنیم

بلسانک أنا أعلم ، ویقول الآخر منکم أنا أعلم ، فکیف نؤثرک علی غیرک إلا بعد أن
توبزبان خود میگوئی کہ من دانا ترم وہمچنین دیگرے میگوید کہ من دانا ترم پس چگونہ ترا اختیار کنیم بر غیرِ تو مگر بعد

تقضی ھذا التناقشَ، وتدفع ھذا التھارش وإن عمامة الفضل کالودیعة، فمن ﴿۱۳۶﴾
آنکہ ایں تناقص۔ وتہارش دُور کردہ شود وبہ تحقیق عمامہ بزرگی ہمچو امانت است۔ پس

غلب سلب، ومن رُعِبَ نُھب .وإن الفضیلة لیس کالشیء المجّان، ولا یتأتی
ہر کہ غالب شد آنرا بر بود۔ وہر کہ بترسید غارت کردہ شد۔ وفضیلت چیزے رائگان نیست وحاصل نمی شود

إلا بالبرھان، فمن أشرَقَ تِبرُہ، سُلِّمَ حِبرُہ وسِبرُہ.
مگر با برہان۔ پس ہر کہ زر او درخشید خوبصورتی او مسلّم شد۔

وإن وُکِّلتَ من العلماء وبارزتَنی فی العراء ثم غلبتَ فی المعارف کالعرفاء
واگر تو وکیل مقرر کردہ شدی از طرف علماء ومقابلہ من کردی درمیدان باز غالب شدی در معارف ہمچو

وفی البلاغة کالأدباء أُعطِک عطاء جزیلا لا شیئا قلیلا .ولکنی عجبتُ کل
عارفان ودر بلاغت ہمچو ادیبان خواہم دادترا عطائے بزرگ نہ چیزے اندک۔ مگر من تعجب میکنم ہمہ

العجب من تصلّفک بعد فرارک وتخلّفک. وقد ألفتُ لک کتابی الإعجاز،
عجب از لافِ تو بعد فرار تو وتخلف تو حالانکہ من برائے تو کتاب اعجاز احمدی تالیف

فتواریتَ وما أتیت البِراز .فکیف تھذی الآن وتذکر المیدان أنسیت
کردہ بودم پس تو پنہاں شدی ودرمیدان نیامدی پس اکنون چرا ہذیان میکنی ومیدان رایادمی نمائی۔ آیا

الإفحام الإمسیّ أو جعلته فی المنسیّ لعلک تسُرّ بہ زمعَ الناس لیحسبوک
ساکت کردن دیروز یاد نداشتی۔ یا آن قصہ رادر جملہ فراموش شدہ انداختی شاید تو بدین سخن ہامردم فرومایہ را

منوّرا کالنبراس . أأنت تعارضنی أیھا المسکین ولا یکذب إلا اللعین .
خوش میکنی تا ترُا روشن ہمچو چراغ بفہمند آیا تو معارضہ من خواہی کرد۔ اے مسکین دروغ نمی گوید مگر لعین

وإن أکل نجاسة الدَقاریرِ أقبح من تمشُّش الخنزیر .ویعلم قومک
وخوردن نجاست دروغ بدتر است از خوردن خنزیر وقوم تو میداند کہ تو

أنک جهول ولا تقرّ بعلمک فحول .وإن کنت تدّعی من صدق البال
نادانے ہستی۔ و ہیچ عالمے اقرار علم تو نمیکند۔ پس اگر تو از صدقِ دل دعویٰ میکنی

ولست کالمتصلّف الدجّال، فأت بشهادة علی ما أحرزت من الکمال .
وہمچو لاف زن دجّال نیستی۔ پس آں کمال کہ جمع کردی برو گواہے برار

﴿۱۳۷﴾

فأيسَرُ الطرق وأسهلها أن تکتب کمثل هذه الرسالة، إن کنت صادقا
پس سہل تر و آسان تر طریق اینست کہ مثل این رسالہ بنویسی۔ اگر تو صادق ہستی

ولست کالجَلّالةِ .فإن کنت أتيت بمثلها فی عشرين يوما فی المعارف والبلاغة
وہمچو گاؤ نجاست خوار نیستی پس اگر تو در مدت بست روز مثل این رسالہ درمعارف وبلاغت

والبراعة، فوالله أعطيک مائة درهم فی الساعة، ومع ذالک تبطل معجزتی
پیش کردی۔ پس بخدا ہمان ساعت یکصد روپیہ ترا خواہم داد۔ وباوجوداین معجزہ من باطل خواہد شد

وکأنی أموت من يديک، وتنال الصلة عليک، ولا يبقی لی بعده حجّة
وگویا من از دست تو خواہم مُرد۔ وتوانعام خواہی یافت وبعدازین مراحجتے نخواہد ماند

وتتّضح محجّة، ويُقضی الأمر وتتّحد الزمر .وکلّ ذالک يُنسَب إليک وإلٰی
وراہ صاف خواہد شد وامر فیصلہ خواہد یافت وگروہ ہا یک گروہ خواہد شد واین ہمہ طرف تو وکمال تو

کمالک، وترتوی القلوبُ من زلالک، ويرتفع الاختلاف من بين الأمّة،
منسوب خواہد گردید ودلہا از آب تو سیراب خواہند شد۔ واختلاف از امت دور خواہد شد

فقُمْ إن کنت شيئًا وَأْتِ بمثلها فی هذه المدّة، لعلک تتدارک به ما ذقتَ
پس برخیز اگر چیزے ہستی ومثل آن بیار درین مدت شاید تو بدین طریق تدارک آن لعنت کنی

من لعنةٍ، ويُعقبک الله عن ذلّةٍ رأيتَها بعزةٍ .فإن کنت کريمَ النَّجْر
کہ چشیدی وخدا تعالیٰ درپسِ ذلت کہ دیدی عزت تو ظاہر کند۔ پس اگر تو نیک اصل میداری

طيِّبَ الشجر، فلا تعرض عن هذه المقابلة التی هی عظيم الأجر.وعند ذالک
و پاک درخت ہستی پس ازین مقابلہ کہ اجرے عظیم دارد رُو مگردان۔ و دران وقت

يتراء ى الحق كحوت تسبَح فى الرَّضْراض ويفرغ الصادق من قتل النَّضْناض .
حق چنان ظاہر خواہد گشت کہ آن ماہی کہ در آب صافی شناوری میکند و صادق از قتل مار فراغت خواہد یافت۔

﴿۱۳۸﴾

هٰذا هو السبيل، وبعد ذالك نستريح ونَقيل .وكل ما تتصلّف من دونه فهو
راہ ہمین است وبعدازین آرام خواہیم یافت وہرچہ بغیرازین لاف ہا میزنی پس آن

صوت كائد من مجونه فأراه أنكرَ من صوت حمار وأضعَفَ من خَطْوِ حُوار .
آواز مکاراست از بیباکی او پس می بینم اورا منکرتر از آوازِ خر۔وکمزورتر از گام بچہ شتر

وقلتَ إنى فسّرتُ القرآن فاتقِ الله ودَعِ الهذيان .أيها المسكين !ما سرَوتَ عن
وگفتی کہ من تفسیر قرآن کردم پس بترس از خدا وبگذار ہذیان را اے مسکین دور نہ کردی از خود

نفسك جلبابَ النوم وعدوتَ إلى إيقاظ القوم .لستَ إلا كالجنين فى
چادر خواب را۔وشتافتی سوئے بیدارکردن قوم۔نیستی مگر ہمچو جنین در

الظلمات الثلاث ومن المحجوبين. فما لك أن تتكلم كالعارفين وإنك تتقصّى
سہ پردہ تاریکی واز محجوبان۔پس مجال تو نیست کہ ہمچو عارفان کلام کنی وتو تا بانتہا می طلبی

الزخارف فما تدرى المعارف .أيها الغوى !خُذْ حظا من الطبيعة السعيدة،
زخارف دنیارا پس چہ دانی معارف را اے گمراہ از طبیعت سعادتمند حظے بگیر

ولا تحل حَولَ المكيدة. فإن المكر يخزى الماكرين. وإن الله مع الصادقين .اعلم
وگرد مکر گردش مکن۔چراکہ مکر مکرکنندگان را رسوا میکند وخدا با صادقان است۔ بدان کہ

أنك تخفى شيئا فى قلبك وتبدى شيئا آخر وهذا هو من سِير المنافقين .ولست
تو چیزے در دل خود مخفی میداری وچیزے دیگر ظاہر میکنی وہمین است از سیر تہائے منافقان وتو

رجلَ هذا الميدان ثم تدّعى كالمتصلّفين .وإن بارزتنى كالكُماة تجدنى مثقّبَك
مرد این میدان نیستی باز ہمچو لاف زنان دعویٰ میکنی واگر بمقابل من ہمچو سواران بیائی مرا یابی کہ بہ نیزہ

بالقناة وإن تغلِبُ أُغْنِك بالصِّلات وأُنْجِك فى معاشك من المشكلات.
ترا بدوزم۔واگر غالب شوی پس بہ انعام ہا ترا توانگر کنم ودر معاش تو از مشکلات رہائی بخشم

وإن عزمت على أن تكتب كمثل هذه الرسالة فأعطيك كما وعدت من
و اگر قصدکنی کہ مثل این رسالہ بنویسی پس ہر مزدوری کہ وعدہ کردم

الجعالة، وإن شئت أرسل إليك خُمُسَ هذا الوعد قبل إيفائك، ليكون محرّكا لأهوائك. ﴿۱۳۹﴾
ترا خواہم دادو اگر بخواہی پنجم۵ حصہ این وعدہ قبل ایفائے تو نزدِ تو بہ فریسم تا کہ محرک خواہش ہائے تو گردد۔

فعليك أن تأخذ المنقود وتنتظر الموعود وهذا خير لك من حيل أخرى، وأقرب
پس لازم است کہ تو نقد را بگیری۔ و منتظر وعدہ بمانی واین ترا از حیلہ ہائے دیگر بہتر است۔ و بتقویٰ

للتقوى والسلام على من اتبع الهدىٰ. أيها الناس لم لا تعرفون الذى جاء كم
قریب تر است وسلام برانکہ تابع ہدایت گردد اے مردمان چرانمے شناسید کسے را کہ از

من الرحمٰن، وقد جُمِعَ لكم أول المائة وآخر الزمان. الشمس والقمر خُسِفا في رمضان
خدا بیامد و بتحقیق جمع کردہ شد برائے شما اول صدی و آخر زمانہ وماہ وآفتاب دررمضان خسوف گرفت

وظهرت الدابّة التى تكلّم الناس وهذه هى التى أنبأ بها القرآن. فما لكم لا تعرفون
وآن کِرم ظاہر شد کہ مردم را مے گزد۔ واین ہمان کِرم است کہ قرآن از و خبر دادہ بود پس چہ شد شمارا

من جاء كم من الرحمٰن. وستعرفونني وأفوض أمرى إلى الله وعليه التكلان.
کہ آنرا نمی شناسید کہ از خدا بیامد وعنقریب مرا خواہید شناخت ومن امر خود بخدا سپرد میکنم۔

الحمد لله الذى وهب لى على الكبر أربعة من البنين وأنجز وعده من الإحسان
حمد خدا را کہ مرا در حالتِ کلان سالی چار فرزند موافق وعدہ خود بداد

وبشّرني بخامس في حين من الأحيان. وهذه كلها آياتٌ من ربّى يا أهل
و بشارت بہ پسر پنجم نیز داد و این ہمہ نشان ہا از ربّ من اند۔

العدوان. سُبْحَانَهٗ وتعالٰى عَمَّا تظنون فاتقوه وقد نزل وهو غضبان.
پاک است او تعالیٰ از انچہ گمان میکنید پس از و بترسید واو فرود آمدہ است وخشمناک۔

☆☆☆

ٹائیٹل بار اول

وہ خدا جسنے تمام زمین اور ذرہ ذرہ عالم علوی اور سفلی کا پیدا کیا اُسی نے اپنے فضل وکرم سے اس رسالہ کے مضمون ہمارے دل میں پیدا اسکئے

اور

اس کا نام

ہے

نسیم دعوت

نام اِس کا نسیم دعوت ہے
آریوں کے لئے یہہ رحمت ہے

دلِ بیمار کا یہہ درمان ہے
طالبوں کا یہہ یارِ خلوت ہے

کفر کے زہر کو یہ ہے تریاق
ہر ورق اِس کا جام صحت ہے

غور کرکے اِسے پڑھو پیارو
یہ خدا کے لئے نصیحت ہے

خاکساری سے ہم نے لکھا ہے
نہ تو سختی نہ کوئی شدّت ہے

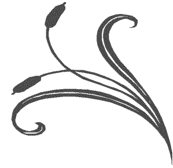
قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو
آخر اُسکی طرف ہی رِحلت ہے

سخت دل کیسے ہوگئے ہیں لوگ
سر پہ طاعون ہے پھر بھی غفلت ہے

ایک دنیا ہے مر چکی اب تک
پھر بھی توبہ نہیں یہہ حالت ہے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی بتاریخ ۲۸۔ فروری ۱۹۰۳ء
چھپ کر شائع ہوا۔





بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اُس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرف سے نہ اُس کی خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا۔ اور بے شمار احسان والا اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔

بعد ھٰذا واضح ہو کہ آج آریہ سماج قادیان کی طرف سے میری نظر سے ایک اشتہار گزرا ☆ جس پر سات فروری ۱۹۰۳ء تاریخ لکھی ہے اور مطبع چشمہ نور پریس امرتسر میں چھپا ہے جس کا عنوان اشتہار پر یہ لکھا ہے۔ ’’کادیانی پوپ کے چیلوں کی ایک ڈینگ کا جواب‘‘۔ اس اشتہار میں ہمارے سیّد و مولیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور میری نسبت اور میرے معزز احباب جماعت کی نسبت اس قدر سخت الفاظ اور گالیاں استعمال کی ہیں کہ بظاہر یہی دل چاہتا تھا کہ ایسے لوگوں کو مخاطب نہ کیا جاوے مگر



☆ اس کے بعد ایک اور تحریر ایک انگریزی اخبار میں جو آریہ سماج لاہور کی طرف سے نکلتی ہے اور ایک اور اشتہار طوطی رام نام ایک شخص کی طرف سے دیکھا گیا۔ منہ

خدا تعالیٰ نے اپنی وحی خاص سے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس تحریر کا جواب لکھ اور مَیں جواب دینے میں تیرے ساتھ ہوں۔ تب مجھے اس مبشّر وحی سے بہت خوشی پہنچی کہ جواب دینے میں مَیں اکیلا نہیں۔ سو مَیں اپنے خدا سے قوت پا کر اُٹھا اور اُس کی رُوح کی تائید سے مَیں نے اس رسالہ کو لکھا اور جیسا کہ خدا نے مجھے تائید دی مَیں نے یہی چاہا کہ ان تمام گالیوں کو جو میرے نبی مطاع کو اور مجھے دی گئیں نظر انداز کر کے نرمی سے جواب لکھوں اور پھر یہ کاروبار خدا تعالیٰ کے سپرد کر دوں۔

مگر قبل اس کے کہ مَیں اس اشتہار کا جواب لکھوں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحتاً کہتا ہوں کہ جو کچھ اس اشتہار کے لکھنے والوں اور ان کی جماعت نے محض دل دُکھانے اور توہین کی نیّت سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعتراضات کے پیرایہ میں سخت الفاظ لکھے ہیں یا میری نسبت مال خور اور ٹھگ اور کاذب اور نمک حرام کے لفظ کو استعمال میں لائے ہیں اور مجھے لوگوں کا دغابازی سے مال کھانے والا قرار دیا ہے اور یا جو خود میری جماعت کی نسبت سؤر اور کتے اور مُردار خوار اور گدھے اور بندر وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور ملیچھ ان کا نام رکھا ہے۔ ان تمام دُکھ دینے والے الفاظ پر وہ صبر کریں اور مَیں اس جوش اور اشتعال طبع کو خوب جانتا ہوں کہ جو انسان کو اس حالت میں پیدا ہوتا ہے کہ جب کہ نہ صرف اس کو گالیاں دی جاتی ہیں بلکہ اس کے رسول اور پیشوا اور امام کو توہین اور تحقیر کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے اور سخت اور غضب پیدا کرنے والے الفاظ سنائے جاتے ہیں لیکن مَیں کہتا ہوں کہ اگر تم ان گالیوں اور بدزبانیوں پر صبر نہ کرو تو پھر تم میں اور دوسرے لوگوں میں کیا فرق ہوگا اور یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ تمہارے ساتھ ہوئی اور پہلے کسی سے نہیں ہوئی ہر ایک سچا سلسلہ جو دنیا میں قائم ہوا ضرور دنیا نے اس سے دشمنی کی ہے۔ سو چونکہ تم سچائی کے وارث ہو ضرور ہے کہ تم سے بھی دشمنی کریں سو خبردار رہو نفسانیت تم پر غالب نہ آوے، ہر ایک سختی کی برداشت کرو ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر

لکھا جاوے۔ تمہیں چاہئے کہ آریوں کے رشیوں اور بزرگوں کی نسبت ہرگز سختی کے الفاظ
استعمال نہ کرو تا وہ بھی خدائے قدّوس اور اس کے رسول پاک کو گالیاں نہ دیں کیونکہ ان کو ﴿۳﴾
معرفت نہیں دی گئی اس لئے وہ نہیں جانتے کہ کس کو گالیاں دیتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ہر ایک جو
نفسانی جوشوں کا تابع ہے۔ ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے
بلکہ ہر ایک قول اس کا فساد کے کیڑوں کا ایک انڈہ ہوتا ہے بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تم
رُوح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے
باہر نکال دو تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹوں پر جاری ہوں گے اور آسمان پر تم دنیا
کے لئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤ گے اور تمہاری عمریں بڑھائی جائیں گی تمسخر سے بات نہ کرو اور
ٹھٹھے سے کام نہ لو اور چاہئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہارے کلام پر کچھ رنگ نہ ہو، تا
حکمت کا چشمہ تم پر کھلے۔ حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کرتی ہیں لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں
فساد پھیلاتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے سچی باتوں کو نرمی کے لباس میں بتاؤ تا سامعین کے
لئے موجب ملال نہ ہوں۔ جو شخص حقیقت کو نہیں سوچتا اور نفس سرکش کا بندہ ہو کر بدزبانی کرتا
ہے اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے۔ وہ ناپاک ہے۔ اس کو کبھی خدا کی طرف راہ نہیں ملتی
اور نہ کبھی حکمت اور حق کی بات اُس کے منہ پر جاری ہوتی ہے پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی
راہیں تم پر کھلیں تو نفسانی جوشوں سے دُور رہو اور کھیل بازی کے طور پر بحثیں مت کرو کہ یہ
کچھ چیز نہیں اور وقت ضائع کرنا ہے بدی کا جواب بدی کے ساتھ مت دو۔ نہ قول سے نہ فعل
سے تا خدا تمہاری حمایت کرے اور چاہئے کہ دردمند دل کے ساتھ سچائی کو لوگوں کے
سامنے پیش کرو نہ ٹھٹھے اور ہنسی سے کیونکہ مُردہ ہے وہ دل جو ٹھٹھا ہنسی اپنا طریق رکھتا ہے اور
ناپاک ہے وہ نفس جو حکمت اور سچائی کے طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے اور نہ دوسرے کو
اختیار کرنے دیتا ہے۔ سو تم اگر پاک علم کے وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات

منہ سے مت نکالو کہ ایسی بات حکمت اور معرفت سے خالی ہوگی اور سفلہ اور کمینہ لوگوں اور اوباشوں کی طرح نہ چاہو کہ دشمن کو خواہ نخواہ ہتک آمیز اور تمسخر کا جواب دیا جاوے بلکہ دل کی راستی سے سچا اور پُرحکمت جواب دو تا تم آسمانی اسرار کے وارث ٹھہرو۔

﴿۴﴾ اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ قادیان کے آریوں کا یہ حملہ جو میرے پر کیا گیا ہے یہ ایک ناگہانی ہے ان دنوں میں کوئی تحریر میری طرف سے شائع نہیں ہوئی اور نہ میرے قلم سے اور نہ میری تعلیم سے اور نہ میری تحریک سے کسی نے کوئی اشتہار شائع کیا۔ پس خواہ نخواہ مجھے نشانہ بنانا اور مجھے گالیاں دینا اور میرے سیّد و مولیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توہین وتحقیر کے الفاظ لکھنا اور اس طرح پر مجھے دوہرے طور پر دُکھ دینا مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اس قدر نفسانی جوش کیوں دکھلایا گیا۔ بعض قادیان کے آریہ جو میرے پاس آتے تھے۔ بارہا مَیں نے ان کو نصیحت کی کہ زبان کی چالاکیوں کا نام مذہب نہیں ہے مذہب ایک پاک کیفیت ہے جو ان لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کو پہچان لیتے ہیں اور مَیں نے ان کو بارہا یہ بھی کہا کہ دیکھو طاعون کا زمانہ ہے اور دنیا کی تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ جب یہ کسی ملک میں بڑے زور سے بھڑکتی رہی ہے تو اس کا یہی موجب ہوتا رہا ہے کہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی تھی اور خدا کی طرف سے جو آتا تھا اس سے انکار کیا جاتا تھا اور جب بھی کہ آسمان کے نیچے اس قسم کا کوئی بڑا گناہ ظہور میں آیا اور بیبا کی حد سے بڑھ گئی تبھی یہ بلا ظہور میں آئی۔ اب بھی یہ گناہ انتہا تک پہنچ گیا ہے دنیا میں ایک عظیم الشان نبی انسانوں کی اصلاح کے لئے آیا یعنی سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس نے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو بلایا جس کو دنیا بھول گئی تھی۔ لیکن اس زمانہ میں اُسی کامل نبی کی ایسی توہین اور تحقیر کی جاتی ہے جس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں مل سکتی پھر خدا نے چودھویں صدی کے سر پر اپنے ایک بندہ کو جو یہی لکھنے والا ہے بھیجا تا اس

نبی کی سچائی اور عظمت کی گواہی دے اور خدا کی توحید اور تقدیس کو دنیا میں پھیلا وے اس کو بھی گالیوں کا نشانہ بنایا گیا سو یہ بُرے دن جو زمانہ دیکھ رہا ہے اس کا یہی باعث ہے کہ دلوں میں خدا کا خوف نہیں رہا اور زبانیں تیز ہوگئیں۔ ہر ایک جوش محض قوم اور سوسائٹی کے لئے دکھلاتے ہیں۔ خدا کی عظمت ان لوگوں کے دلوں میں نہیں۔

غرض کئی دفعہ ایسی نصیحتیں قادیان کے ان آریوں کو کی گئیں لیکن نتیجہ برخلاف ہوا اور وہ خدا کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرے۔ شاید دلوں میں یہ خیال ہوگا کہ گو طاعون قادیان کے اردگرد لوگوں کو ہلاک کر رہی ہے مگر ہمیں کیا غم ہم تو ٹیکا لگانے کے بعد ہمیشہ کیلئے طاعون کے پنجہ سے رہائی یاب ہوگئے ہیں بڑا تعجب ہے کہ ایسے خطرناک دن اور پھر یہ لوگ زبان کو اپنے قابو میں نہیں رکھتے نہیں سوچتے کہ جس نبی کو ہم گالیاں دیتے ہیں اور اس کی تحقیر اور توہین کرتے ہیں اگر وہ خدا کی طرف سے ہے اور ضرور وہ خدا کی طرف سے ہے تو کیا یہ بدزبانیاں اور بے ادبیاں خالی جائیں گی۔ سنو اے غافلو! ہمارا اور ان راستبازوں کا تجربہ جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں گواہی دیتا ہے کہ خدا کے پاک رسولوں کی بے ادبی کا انجام اچھا نہیں ہوتا ہر ایک نیک طینت جانتا ہے کہ خدا کے پاس ہر ایک بدی اور شوخی کی سزا ہے اور ہر ایک ظلم کا پاداش ہے۔ ﴿۵﴾

ایک اعتراض کا جواب

اب ہم آریہ صاحبوں کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں جو انہوں نے اپنے اشتہار میں ہماری جماعت کے نومسلم آریوں پر کیا ہے اور وہ یہ کہ یہ مسلمان ہونا ان کا تب صحیح ہوتا کہ اول وہ چاروں وید پڑھ لیتے اور پھر ویدوں کے پڑھنے کے بعد چاہئے تھا کہ وہ آریہ دھرم کا اسلام سے مقابلہ کرتے اور پھر اس قدر تحقیق و تفتیش کے بعد اگر اسلام کو حق دیکھتے تو مسلمان ہو جاتے سو واضح ہو کہ ہمارے نومسلم آریہ جہاں تک حق تحقیق کا ہے سب کچھ ادا

کر کے مشرف باسلام ہوئے ہیں باقی رہا یہ اعتراض کہ انہوں نے چاروں وید کب پڑھے ہیں یہ اعتراض اس صورت میں ہوسکتا تھا کہ جب اعتراض کرنے والے اپنے وید خوان ہونے کا ثبوت دیتے افسوس کہ انہوں نے اعتراض کرتے وقت انصاف اور خداترسی سے کام نہیں لیا بھلا اگر انہوں نے سچائی کی پابندی سے یہ اعتراض پیش کیا ہے تو ہمیں بتلاویں کہ ان میں سے وہ تمام لوگ رام رام کرنے والے جو سناتن دھرم پر قائم تھے اور پھر چند سال سے وہ آریہ بنے انہوں نے کس پنڈت سے وید پڑھا ہے کیونکہ اگر مذہب کی تبدیلی کیلئے پہلے ویدوں کا پڑھ لینا ضروری شرط ہے تو اس شرط سے آریہ کیونکر باہر رہ سکتے ہیں یہ بات کس کو معلوم نہیں کہ پنڈت دیانند کے وجود سے پہلے اس ملک میں تمام ہندو سناتن دھرم مذہب رکھتے تھے اور ابھی تک ان کے ٹھاکر دوارے اس گاؤں میں بھی موجود ہیں اور ان کے پنڈت اور وید دان آریہ ورت میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور بہتوں کو ہم نے خود دیکھا ہے اور وید جو اُردو اور انگریزی میں ترجمہ ہو چکے ہیں ان پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وید کے اکثر ارتھ جو سناتن دھرم والے کرتے ہیں وہی ٹھیک ہیں۔ خیر اس بحث کو اس وقت جانے دو بہرحال جو اعتراض ان آریہ صاحبوں نے نومسلم ہندوؤں پر کیا ہے وہی اعتراض ان پر بھی ہوتا ہے کیونکہ ایک زمانہ تو وہ تھا کہ وہ رام چندر، کرشن اور دیگر اوتاروں کو پرمیشر جانتے تھے مورتی پوجا کو وید کی ہدایت سمجھتے تھے اور سب سے زیادہ یہ کہ ویدانت کے اصول کے موافق اپنے تئیں پرمیشر میں سے نکلے ہوئے خیال کرتے تھے اور پھر آریہ بننے کے بعد وہ سب خیالات پلٹ گئے اور بجائے اس کے کہ پرمیشر میں سے نکلے ہوں انادی اور غیر مخلوق کہلا کر خود قدیم اور پرمیشر کے شریک بن گئے۔ پس کیا اس قدر انقلاب کے لئے حسب عقیدہ ان کے یہ ضرور نہ تھا کہ ہر ایک فرد اُن میں سے اوّل چاروں وید پڑھ لیتا پھر اپنے قدیم مذہب سناتن دھرم کو چھوڑتا اور آریہ سماج میں داخل ہوتا۔ پس اگر

﴿۶﴾

قادیان کے آریہ سماجیوں نے نومسلم آریوں پر اعتراض کرنے کے وقت جھوٹ اور حق پوشی سے کام نہیں لیا تو ہمیں دکھلاویں کہ ان کی جماعت آریوں میں کتنے وہ لوگ ہیں جن کو رگ اور یجر اور شام اور اتھر بن وید سب کنٹھ ہیں اگر اس بات میں وہ سچے نکلے کہ اپنی سب جماعت انہوں نے وید دان ثابت کر دی تو کم سے کم ہم ان کو شریف آدمی مان لیں گے جنہوں نے اپنے اعتراض میں کسی ایسی جھوٹی بات کو پیش نہیں کیا جس کے آپ وہ پابند نہیں تھے۔ یہ کس کو معلوم نہیں کہ یہ تمام مجمع قادیان والوں کا ایک بازاری دوکان نشینوں کا مجمع ہے جن میں سے کوئی ساہوکارہ کا شغل رکھتا ہے اور کوئی بزازی کرتا ہے اور کوئی نون تیل کی دوکان رکھتا ہے اور جہاں تک ہم کو علم ہے ان میں سے ایک بھی وید دان نہیں پس کیا ان لوگوں کے مقابل پر وہ شریف نومسلم آریہ جاہل کہلا سکتے ہیں جو بعض ان کے بی۔اے تک تعلیم یافتہ ہیں اور انگریزی اور اُردو ترجمے ویدوں کے پڑھتے ہیں اور دن رات دین کی تعلیم پاتے ہیں۔

﴿۷﴾ پھر ماسوا اس کے یہ ہمارا دعویٰ صرف قادیان تک محدود نہیں بلکہ ہم اس امر کی پوری اطلاع رکھتے ہیں کہ ہر ایک شہر اور قصبہ کا آریہ سماج اکثر ایسے ہی ذخیرہ سے بھرا ہوا ہے اور یہ خیال ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے کہ جن لوگوں نے سناتن دھرم کو الوداع کہہ کر باوجود سخت اختلاف کے آریہ سماجی بننا قبول کیا ہے پہلے وہ اپنے گھر سے چاروں وید پڑھ کر آئے تھے بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ تمام پنجاب اور ہندوستان میں بجز معدودے چند جن کو انگلیوں پر گن سکتے ہیں تمام مجموعہ آریوں کا ایسا ہی ہے کہ ہر ایک دوکاندار یا ساہوکار نے آریوں میں نام لکھا رکھا ہے اور خود بجز بڑے پیٹ اور لمبی موچھوں اور دوکان کے حساب کے اور کچھ یاد نہیں۔

اور یہ باتیں میری بے تحقیق نہیں بلکہ مَیں آریہ صاحبوں کو ہزار۱۰۰۰ روپیہ بطور انعام دینے کو طیار ہوں اگر وہ میرے پر ثابت کر دیں کہ جس قدر ان کی فہرست میں مرد و زن آریہ درج ہیں یا یوں کہو کہ جس قدر آریہ سماجی کہلانے والے مرد ہوں یا عورات ہوں برٹش انڈیا

میں موجود ہیں فیصدی اُن میں سے پانچ ایسے پنڈت پائے جاتے ہیں جو چاروں وید سنسکرت میں جانتے ہیں اگر چاہیں تو میں کسی سرکاری بینک میں یہ روپیہ جمع کرا سکتا ہوں۔ اب بتلاؤ کہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت اگر حیا اور سچائی سے کام لیا جاتا تو ایسے اعتراضات کی کیا ضرورت تھی جو خود آریہ سماج پر ہی وارد ہوتے ہیں۔ ہمارے دیکھنے کی بات ہے کہ آریوں کا یہ مجموعہ صرف اس طرح پر طیار ہوا ہے کہ مہاجنوں ساہوکاروں ملازموں کو طرح طرح کے حیلوں سے ترغیب دی گئی کہ تم آریہ سماج میں نام لکھا دو تو بہت سے لالہ صاحبوں نے اِس طرح پر نام لکھا رکھے ہیں اور اصل حقیقت کی کچھ بھی خبر نہیں اور اکثروں کے گھروں میں دیوتا پرستی اور مورتی پوجا کے تعلقات بھی بدستور قائم ہیں یہ بات ایسی مخفی نہیں ہے جس کی تحقیق کرنے کیلئے کچھ زیادہ مشقت کی حاجت ہو تم کسی شہر یا قصبہ میں چلے جاؤ اور تحقیقات کر لو کہ کس قدر اس میں آریہ سماجی ہیں۔ اور کس قدر ان میں سے وید دان ہیں پس جبکہ آریہ سماجی بننے کی یہ کیفیت ہے تو پھر کون ایسے تعلیم یافتہ نومسلم آریوں پر اعتراض کر سکتا ہے جو اوّل ہندو تھے اور پھر سناتن دھرم اور آریوں کے اصولوں کو خوب معلوم کر کے اور اس کے مقابل پر اسلام کے اصول دیکھ کر اور سچائی اور عظمت الٰہی ان میں مشاہدہ کر کے مشرف باسلام ہو گئے محض خدا کے لئے دُکھ اُٹھائے اور بیویوں بھائیوں عزیزوں سے الگ ہوئے اور قوم کی گالیاں سُنیں۔ اِن نومسلم آریوں کے تبدیل مذہب کو غرض نفسانی پر محمول کرنا یہ طعن ہندوؤں کا کچھ نیا نہیں بلکہ قدیم سے اس مذہب کے متعصب لوگوں کی عادت ہے کہ جب کوئی اور معقول جواب نہیں آتا تو یہی کہہ دیا کرتے ہیں کہ مال کے لئے یا کسی عورت کے لئے ہندو مذہب کو چھوڑ دیا ہے اور یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ کروڑ ہا ہندو جو مسلمان ہو گئے وہ مسلمان بادشاہوں کے جبر سے ہوئے تھے۔ بعض ہندو جوش میں آکر یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ مسلمان ہونے والے دراصل مسلمانوں کا ہی نطفہ ہیں اور نہیں سوچتے کہ یہ اعتراض تو ہماری

﴿۸﴾

ہی کروڑہا عورتوں پر آتا ہے۔ آج کل کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ اسلامی بادشاہوں کے عہد کا زمانہ جو سات سو برس تک تھا اگر انگریزوں کے زمانہ سے جو سو برس تک ابھی گزرا ہے مقابلہ کیا جائے تو اس میں جس قدر ہندو کثرت سے مسلمان ہوئے ہیں اس کی اوسط زیادہ نکلتی ہے اور خود غرضی کا الزام تو بہت ہی قابلِ شرم ہے کیونکہ بعض ہندو امیروں، رئیسوں اور راجوں نے اسلام کے بعد کئی لاکھ روپیہ دینی امداد میں دیا ہے اور ہمارے غریب نومسلم آریہ ہمیشہ اپنی کمائی سے ہمیں چندہ دیتے ہیں پھر تعجب کہ یہ مخالف لوگ ایسے بیجا بہتانوں سے باز نہیں آتے اور جس حالت میں اکثر آریہ اپنی عورتوں کو چھوڑ کر اسلام کی طرف آتے ہیں تو اِس صورت میں پھر ان کو عورتوں کا الزام دینا کیا اس قسم کے اعتراضات دیانت کے اعتراض ہیں مثلاً ذرا سوچو کہ سردار فضل حق اور شیخ عبدالرحیم جو نومسلم آریہ ہیں ہندو ہونے کی حالت میں کس قسم کی حاجت رکھتے تھے جو اسلام سے پوری ہوئی۔

تبدیل مذہب کیلئے جس قدر علم درکار ہے اس کی سچی فلاسفی

اب ہم فائدہ عام کے لئے اس امر کی سچی فلاسفی بیان کرتے ہیں کہ تبدیل مذہب کے لئے کس قدر واقفیت ضروری ہے۔ کیا بقول آریہ سماج قادیان جب مثلاً ایک ہندو تبدیل مذہب کرنے لگے تو اوّل اس کو چاروں وید سنسکرت میں پڑھ لینے چاہئیں یا عقل اور انصاف کے رُو سے اس میں کوئی اور قاعدہ ہے۔

﴿۹﴾ پس واضح ہو کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ تبدیل مذہب کے لئے ایک ہندو کا یہ فرض ہے کہ اوّل چاروں وید سبقاً سبقاً کسی پنڈت سے پڑھ لے اور پھر اگر چاہے تو کوئی اور مذہب اختیار کرے کیونکہ اگر یہ صحیح ہو تو مذہب کی تبدیلی کے لئے صرف وہی لوگ لائق ہوں گے جو وید دان پنڈت ہوں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ صدہا ہندو جو ویدوں کا ایک صفحہ بھی نہیں پڑھ سکتے سناتن دھرم سے نکل کر آریہ سماجی بنتے جاتے ہیں اور

بموجب حال کی مردم شماری کے پنجاب میں آریہ مت والے مرد نو ہزار سے زیادہ نہیں اور اس قدر جماعت آریہ میں شاید ایک دو پنڈت ہوں یا نہ ہوں باقی سب عوام ہندو ہیں جو محض چند باتیں سُن کر آریہ بن گئے ہیں اور اپنے قدیم مذہب سناتن دھرم کو چھوڑ دیا ہے اور جیسا کہ آریہ سماجی لوگ مسلمان ہونے والے آریوں کا نام برہشٹ اور ملیچھ رکھتے ہیں یہی نام سناتن دھرم کی طرف سے ان کو ملتا ہے اور مذہب سے ان کو خارج سمجھتے ہیں اور وید کے منکر قرار دیتے ہیں پھر باوجود اس قدر مخالفت شدید اور اختلاف عقائد کے جو سناتن دہرم اور آریہ سماجیوں میں اظھر من الشّمس ہے ایک جاہل سے جاہل سناتن دھرم والا جب آریہ بننے کے لئے آتا ہے تو کوئی اس کو نہیں کہتا کہ اوّل چاروں وید پڑھ لے بلکہ اس کا آریہ سماجی بننا غنیمت سمجھتے ہیں خاص کر اگر کوئی دولت مند سا ہوکار ہو گو کیسا ہی جاہل ہو تو پھر کیا کہنا ہے ایک شکار ہاتھ آ گیا اس کو کون چھوڑے بھلا بتلایئے آپ کے لالہ بڈھا مل صاحب کتنے وید پڑھے ہوئے ہیں جو سناتن دھرم چھوڑ کر آریہ بن گئے۔ ایسا ہی دوسرے لالہ صاحبان جو انہیں کے بھائی بند ہیں اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچیں کہ ان کو ویددانی میں کیا کیا کمالات حاصل ہیں۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جو اعتراض نومسلم آریوں پر کیا جاتا ہے وہی در اصل آریوں پر بھی ہوتا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ جو آریہ ہندو مسلمان ہوتا ہے چونکہ اس کو پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بہت سے دشمنوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا اس لئے طبعًا وہ اسی وقت مسلمان ہوتا ہے جب وہ اپنے دل میں حق اور باطل کا فیصلہ کر لیتا ہے۔

اور یہ فیصلہ چاروں وید پڑھنے پر منحصر نہیں ورنہ تبدیل مذہب کا دروازہ ہی بند ہو جائے اور نیز اس صورت میں یہ بھی لازم آتا ہے کہ آریہ سماج والے بجز ایک دو ویددان پنڈتوں کے جو اُن میں ہوں باقی سب ہندوؤں کو سناتن دھرم کی طرف واپس کر دیں اور ان کو ہدایت کر دیں کہ جب تم وید پڑھ کر آؤ گے تب تمہیں آریہ سماج میں داخل کیا جاوے گا پہلے نہیں۔ ﴿۱۰﴾

ہوش مند انسان اس بات کو جلد سمجھ سکتا ہے کہ اگر تبدیل مذہب کے لئے عالم فاضل ہونا ضروری ہے تو ہندوستان کے کروڑ ہا ہندو عوام الناس جو کچھ علم نہیں رکھتے اور مختلف فرقوں پر تقسیم شدہ ہیں وہ آریہ سماج میں داخل ہونے کے لائق نہیں ہو سکتے جب تک سب کے سب ویددان نہ ہوں اور شاستروں کو سبقاً سبقاً نہ پڑھ لیں۔

پس سُنو اور خوب کان کھول کر سُنو کہ تبدیل مذہب کیلئے تمام جزئیات کی تفتیش کچھ ضروری نہیں بلکہ سچائی کی تلاش کرنے والے کے لئے مذاہب موجودہ کا باہم مقابلہ کرنے کے وقت اور پھر ان میں سے سچا مذہب شناخت کرنے کے لئے صرف تین باتوں کا دیکھنا ضروری ہے۔(۱) اوّل یہ کہ اس مذہب میں خدا کی نسبت کیا تعلیم ہے یعنی اس کی توحید اور قدرت اور علم اور کمال اور عظمت اور سزا اور رحمت اور دیگر لوازم اور خواص الوہیّت کی نسبت کیا بیان ہے کیونکہ اگر کوئی مذہب خدا کو واحد لاشریک قرار نہیں دیتا اور آسمان کے اجرام یا زمین کے عناصر یا کسی انسان یا اور چیزوں کو خدا جانتا ہے یا خدا کے برابر ٹھہراتا ہے اور ایسی پرستشوں سے منع نہیں کرتا یا خدا کی قدرت کو ناقص خیال کرتا ہے اور جہاں تک امکانِ قدرت ہے وہاں تک قدرت کے سلسلہ کو نہیں پہنچاتا یا اس کے علم کو ناتمام جانتا ہے یا اس کی قدیم عظمت کے برخلاف کوئی تعلیم دیتا ہے یا سزا اور رحمت کے قانون میں افراط یا تفریط کی راہ لیتا ہے یا اس کی رحمت عامہ جیسا کہ جسمانی طور پر محیط عالم ہے اس کے برخلاف کسی خاص قوم سے خدا کا خاص تعلق اور رُوحانی نعمت کے وسائل کو مخصوص رکھتا ہے یا الوہیت کے خواص میں سے کسی خاصہ کے برخلاف بیان کرتا ہے تو وہ مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہے۔(۲) دوسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس مذہب میں جس کو وہ پسند کرے اس کے نفس کے بارے میں اور ایسا ہی عام طور پر انسانی چال چلن کے بارے میں کیا تعلیم ہے۔کیا کوئی ایسی تعلیم تو نہیں کہ جو انسانی حقوق کے باہمی رشتہ کو توڑتی ہو یا انسان کو دیوثی کی طرف کھینچتی ہو یا دیوّثی امور کو مستلزم ہو اور فطرتی حیا اور شرم کی مخالف ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو کہ جو خدا کے عام

﴿۱۱﴾

قانون قدرت کے مخالف پڑی ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو جس کی پابندی غیر ممکن یا منتج خطرات ہو اور نہ کوئی ضروری تعلیم جو مفاسد کے روکنے کے لئے اہم ہے ترک کی گئی ہو اور نیز یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کیا وہ تعلیم ایسے احکام سکھلاتی ہے یا نہیں کہ جو خدا کو عظیم الشان محسن قرار دے کر بندہ کا رشتۂ محبت اس سے محکم کرتے ہوں اور تاریکی سے نور کی طرف لے جاتے ہوں اور غفلت سے حضور اور یادداشت کی طرف کھینچتے ہوں۔

(۳) تیسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس مذہب کو پسند کرے جس کا خدا ایک فرضی خدا نہ ہو جو محض قصّوں اور کہانیوں کے سہارے سے مانا گیا ہو اور ایسا نہ ہو کہ صرف ایک مُردہ سے مشابہت رکھتا ہو کیونکہ اگر ایک مذہب کا خدا صرف ایک مُردہ سے مشابہ ہے جس کا قبول کرنا محض اپنی خوش عقیدگی کی وجہ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ اس نے اپنے تئیں آپ ظاہر کیا ہے تو ایسے خدا کا ماننا گویا اس پر احسان کرنا ہے اور جس خدا کی طاقتیں کچھ محسوس نہ ہوں اور اپنے زندہ ہونے کے علامات وہ آپ ظاہر نہ کرے اس پر ایمان لانا بے فائدہ ہے اور ایسا خدا انسان کو پاک زندگی بخش نہیں سکتا اور نہ شبہات کی تاریکی سے باہر نکال سکتا ہے اور ایک مُردہ پرمیشر سے ایک زندہ بیل بہتر ہے جس سے کاشتکاری کر سکتے ہیں۔ پس اگر ایک شخص بے ایمانی اور دنیا پرستی پر جھکا ہوا نہ ہو تو وہ زندہ خدا کو ڈھونڈے گا تا اس کا نفس پاک اور روشن ہو جائے اور کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوگا جس میں زندہ خدا اپنا جلوہ قدرت نہیں دکھلاتا اور اپنے جلال کی بھری ہوئی آواز سے تسلی نہیں بخشتا۔

یہ تین ضروری امر ہیں جو تبدیل مذہب کرنے والے کے لئے قابلِ غور ہیں پس اگر کوئی شخص کسی مذہب کو ان تین معیاروں کے رُو سے دوسرے مذاہب پر فائق اور غالب پاوے تو اُس کا فرض ہوگا کہ ایسے مذہب کو اختیار کرے اور اس قدر تحقیق کے لئے نہ کسی بڑے پنڈت بننے کی حاجت ہے اور نہ کسی بڑے پادری بننے کی ضرورت ہے اور خدا نے جیسا کہ جسمانی زندگی کے لئے جن جن چیزوں کی حاجت ہے جیسے پانی، ہوا، آگ اور خوردنی چیزیں وہ ان کے لئے

جو عمداً خودکشی نہ کرنا چاہیں بکثرت پیدا کر رکھی ہیں اسی طرح اس نے روحانی زندگی کے لئے اپنی ہدایت کے طریقوں کو انسانوں کے لئے بہت سہل و آسان کر دیا ہے تا انسان اس مختصر عمر میں فوق الطاقت مشکلات میں نہ پڑیں اور امور ثلاثہ جو ہم نے اُوپر ذکر کئے ہیں۔ ان کے لئے ایک عمر خرچ کرنے اور عالم فاضل بننے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک حامی مذہب جو اپنے اصول شائع کرتا ہے انہیں اصولوں سے پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ اس معیار کے موافق ہیں یا نہیں اور اگر وہ اپنے اصولوں کے بیان کرنے میں کچھ جھوٹ بولے یا کسی بات کو چھپاوے تو وہ خیانت پوشیدہ نہیں رہ سکتی کیونکہ علمی زمانہ ہے اور صدہا پہلو ایسے ہیں جن سے حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ ﴿۱۲﴾

اب جبکہ مذکورہ بالا بیانات سے بداہت ثابت ہے کہ تبدیل مذہب کے لئے ہرگز ایسی ضرورت نہیں کہ کسی دین کے تمام فروع اصول اور جزئیات کلیات معلوم کئے جائیں بلکہ امور متذکرہ بالا کی واقفیت کافی ہے تو اس صورت میں ان نومسلم آریوں کا کیا قصور ہے جو ان ضروری امور کی تحقیق کر کے مشرف باسلام ہوئے ہیں اور جس صورت میں خود آریہ سماج کے گروہ میں سکھ جٹ سنار اور جاہل دوکاندار آریوں میں شامل ہیں جو بغیر چاروں وید پڑھنے کے بلکہ بدوں ان امور ثلاثہ مذکورہ بالا کی تحقیق کے سناتن دھرم اور خالصہ مذہب سے جو ان کے قدیم مذاہب تھے دست بردار ہو کر آریہ مت میں داخل ہو گئے ہیں اور اکثر لوگ ان میں سے نادان اور جاہل ہیں گویا کُل ذخیرہ آریہ مت کا بجز شاذونادر اشخاص کے انہیں عوام الناس سے بھرا ہوا ہے تو پھر کیوں ان غریب نومسلم آریوں پر اعتراض کیا جاتا ہے جنہوں نے ارکانِ ثلاثہ پر خوب غور کر کے مذہب اسلام اختیار کیا ہے۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ بات تعلیق بالمحال ہے کہ کسی مذہب کے اختیار کرنے کے لئے پہلے اپنے آبائی مذہب کی کتاب اور اس کی تفسیروں کو سبقاً سبقاً اوّل سے آخر تک پڑھ لینا ضروری ہے اس شرط کو نہ کوئی آریہ دکھا سکتا ہے اور نہ کوئی پادری بلکہ یہ صرف ناحق کی نیش زنی ہے جو راستبازی سے بعید

ہے۔دنیا میں عالم فاضل کی ڈگری حاصل کرنے والے تو ہر ایک مذہب میں تھوڑے ہوتے ہیں بلکہ تبحر علمی میں پورے کامل ہر ایک ملک میں دس بیس سے زیادہ نہیں ہوتے مگر دوسرے لوگ کروڑہا ہوتے ہیں جو نہ پنڈت کہلاویں اور نہ پادری کے نام سے ملقّب ہوں اور نہ مولوی ہونے کا عمامہ سر پر رکھتے ہیں اور انہیں میں اکثر طالب حق بھی ہوتے ہیں اور ان کے لئے کافی ہوتا ہے کہ وہ اس قدر دیکھ لیں کہ کسی مذہب میں خدا کے بارے میں کیا تعلیم ہے اور پھر مخلوق کے بارے میں کیا تعلیم ہے اور پھر اس تعلیم کا ثمرہ کیا ہے کیا وہ اُس خدا تک پہنچاتی اور اُس مخفی ذات کو دکھلاتی ہے جو زندہ خدا ہے یا اس کو محض قصّوں کے سہارے پر چھوڑتی ہے جیسا کہ ہم ان امور ثلاثہ کی ابھی تصریح کر چکے ہیں اور عقلِ سلیم ببداہت اس بات کو سمجھتی ہے کہ جو شخص ان تینوں امور میں کسی مذہب کو کامل پائے گا وہی مذہب سچا ہوگا کیونکہ یہ تسلی جھوٹے مذہب میں ہرگز مل نہیں سکتی۔ ﴿۱۳﴾

اب ہم ناظرین پر بڑے زور سے اس بات کا ثبوت ظاہر کرتے ہیں کہ یہ تینوں قسم کی خوبیاں محض اسلام میں پائی جاتی ہیں اور باقی جس قدر مذاہب روئے زمین پر ہیں۔کیا آریہ اور کیا عیسائی اور کیا کوئی اور مذہب وہ ان سہ گونہ خوبیوں سے خالی ہیں اور ہم طول بیان سے پرہیز کر کے ہر ایک خوبی کے ذیل میں اسلام اور ان دونوں مذہبوں کا کچھ ذکر کریں گے۔انشاءاللہ تعالیٰ

اوّل

خدا تعالیٰ کے متعلق عیسائی صاحبوں اور آریہ صاحبوں کی کیا تعلیم ہے اور قرآن شریف کی کیا تعلیم

عیسائی صاحبان اس بات کے اقراری ہیں کہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کامل خدا ہیں ، جن کے اندر چار[۴] روحیں موجود ہیں۔ایک[۱] بیٹے کی دوسرے[۲] باپ کی ، تیسری[۳] روح القدس کی ، چوتھی[۴] انسان کی اور یہ مربع خدا ہمیشہ کے لئے مربّع ہوگا بلکہ اس کو

مخمس کہیں تو بجا ہے کیونکہ اس کے ساتھ جسم بھی ہمیشہ ہی رہے گا لیکن اب تک اس بات کا جواب نہیں دیا گیا کہ اس خدا کا وہ جسم جو ختنہ کے وقت اس سے علیحدہ کیا گیا تھا اور وہ جسم جو تحلیل ہوتا رہا اور یا ہمیشہ ناخنوں اور بالوں کے کٹانے کی وجہ سے کم ہوتا رہا کیا وہ بھی کبھی اس جسم کے ساتھ شامل کیا جائے گا یا ہمیشہ کے لئے اس کو داغ جدائی نصیب ہوا۔ ہر ایک عقلمند کو معلوم ہے کہ یہ علم طبعی کا مسلّم اور مقبول اور آزمودہ تجربہ کردہ مسئلہ ہے کہ تین برس تک پہلا جسم تحلیل پا کر نیا جسم اس کی جگہ آ جاتا ہے اور پہلے ذرات الگ ہو جاتے ہیں پس اس حساب سے تینتیس برس کے عرصہ میں حضرت مسیح کے گیارہ جسم تحلیل پائے ہوں گے اور گیارہ[11] نئے جسم آئے ہوں گے اب طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ گیارہ مفقود شدہ جسم پھر حضرت مسیح کے موجودہ جسم کے ساتھ شامل ہو جائیں گے یا نہیں اور اگر نہیں شامل ہوں گے تو کیا بوجہ کسی گناہ کے وہ علیحدہ رکھنے کے لائق تھے یا کسی اور وجہ سے علیحدہ کئے گئے اور اس ترجیح بلا مرجح کا کیا سبب ہے اور کیوں جائز نہیں کہ اس موجودہ جسم کو دُور کر کے وہی پہلے جسم حضرت مسیح کو دیئے جائیں۔ اور کیا وجہ کہ جبکہ گیارہ دفعہ اس بات کا تجربہ ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح تمام انسانوں کی طرح تین برس کے بعد نیا جسم پاتے رہے ہیں اور تینتیس برس تک گیارہ نئے جسم پا چکے ہیں تو پھر کیوں اب باوجود دو ہزار برس گزرنے کے وہی پرانا جسم ان کے ساتھ لازم غیر منفک رہا اگر اس جسم کے غیر فانی بننے کی وجہ ان کی خدائی ہے تو ان پہلے دنوں میں بھی تو خدائی موجود تھی جبکہ ہر ایک تین برس کے بعد پہلا چولہ جسم کا وہ اُتارتے رہے ہیں اور وہ جسم جو خدائی کا ہمسایہ تھا خاک وغبار میں ملتا رہا تو کیوں یہ موجودہ جسم بھی ان سے الگ نہیں ہوتا۔ پھر یہ بھی ذرہ سوچو کہ انسان کے جسم کے پہلے ذرات اس سے الگ ہو جانا تو کوئی غیر معمولی بات نہیں بلکہ رحم سے نکلتے ہی ایک حصہ اس کے جسم کے زوائد کا الگ کرنا پڑتا ہے اور ناخن اور بال ہمیشہ کٹانے پڑتے ہیں اور بسا اوقات بباعث بیماری بہت دُبلا ہو جاتا ہے اور پھر کھانے پینے سے

﴿۱۴﴾

نیا جسم آ جاتا ہے مگر خدا کے گیارہ جسم اس سے الگ ہو جائیں اس میں بیشک خدا کی ہتک ہے ہاں جیسا کہ چاروں روحوں کے عقیدہ میں ایک راز تسلیم کیا گیا ہے اگر اس جگہ بھی یہی جواب دیا جائے کہ اس میں بھی کوئی راز ہے تو پھر بحث کو ختم کرنا پڑتا ہے۔ مگر بار بار راز کا بہانہ پیش کرنا یہ ایک بناوٹ اور کمزوری کی نشانی ہے۔

پھر دوسری تعجب یہ ہے کہ اس تخمیس کا نام تثلیث کیوں رکھا گیا ہے جبکہ بموجب عیسائی عقیدہ کے چاروں روحیں مسیح کے جسم میں ابدی اور غیر فانی ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور انسانی روح بھی بباعث غیر فانی ہونے کے اس مجموعہ سے کبھی الگ نہیں ہوگی اور نہ کبھی جسم الگ ہوگا ﴿۱۵﴾ تو پھر یہ تو تخمیس ہوئی نہ تثلیث۔ اب ظاہر ہے کہ واضعانِ تثلیث سے یہ ایک بڑی ہی غلطی ہوئی ہے جو انہوں نے تخمیس کو تثلیث سمجھ لیا مگر اب بھی یہ غلطی درست ہو سکتی ہے اور جیسا کہ گذشتہ دنوں میں تثلیث کے لفظ کی نسبت ثالوث تجویز کیا گیا تھا اب بجائے ثالوث کے تخمیس تجویز ہو سکتی ہے غلطی کی اصلاح ضروری ہے مگر افسوس کہ اس پانچ ۵ پہلو والے خدا کی کچھ نہ کچھ مرمت ہی ہوتی رہتی ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ عیسائی مذہب توحید سے تہی دست اور محروم ہے بلکہ ان لوگوں نے سچے خدا سے منہ پھیر کر ایک نیا خدا اپنے لئے بنایا ہے جو ایک اسرائیلی عورت کا بیٹا ہے مگر کیا یہ نیا خدا ان کا قادر ہے جیسا کہ اصلی خدا قادر ہے۔ اس بات کے فیصلہ کے لئے خود اس کی سرگذشت گواہ ہے کیونکہ اگر وہ قادر ہوتا تو یہودیوں کے ہاتھ سے ماریں نہ کھاتا۔ رومی سلطنت کی حوالات میں نہ دیا جاتا اور صلیب پر کھینچا نہ جاتا۔ اور جب یہودیوں نے کہا تھا کہ صلیب پر سے خود بخود اُتر آ ہم ابھی ایمان لے آئیں گے اُس وقت اُتر آتا۔ لیکن اس نے کسی موقعہ پر اپنی قدرت نہیں دکھلائی۔ رہے اس کے معجزات سو واضح ہو کہ اس کے معجزات دوسرے اکثر نبیوں کی نسبت بہت ہی کم ہیں مثلاً اگر کوئی عیسائی ایلیا نبی کے معجزات سے جو بائبل میں مفصل مذکور ہیں

جن میں سے مُردوں کا زندہ کرنا بھی ہے مسیح ابن مریم کے معجزات کا مقابلہ کرے تو اس کو ضرور اقرار کرنا پڑے گا کہ ایلیا نبی کے معجزات شان اور شوکت اور کثرت میں مسیح ابن مریم کے معجزات سے بہت بڑھ کر ہیں ہاں انجیلوں میں بار بار اس معجزہ کا ذکر ہے کہ یسوع مسیح مَصروعوں یعنی مرگی زدہ لوگوں میں سے جن نکالا کرتا تھا اور یہ بڑا معجزہ اس کا شمار کیا گیا ہے جو محققین کے نزدیک ایک ہنسی کی جگہ ہے آج کل کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ مرض صَرع ضعفِ دماغ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے یا بعض اوقات کوئی رسولی دماغ میں پیدا ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ کسی اور مرض کا یہ عرض ہوتی ہے لیکن ان تمام محققین نے کہیں نہیں لکھا کہ اس مرض کا سبب جن بھی ہوا کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا حضرت مسیح ابن مریم پر یہ بھی احسان ہے کہ اس کے بعض معجزات کا ذکر تو کیا لیکن یہ نہیں لکھا کہ وہ مرگی زدہ بیماروں میں سے جن بھی نکالا کرتا تھا۔ اور قرآن شریف میں حضرت مسیح ابنِ مریم کے معجزات کا ذکر اس غرض سے نہیں ہے کہ اس سے معجزات زیادہ ہوئے ہیں بلکہ اس غرض سے ہے کہ یہودی اس ﴿۱۶﴾ کے معجزات سے قطعاً منکر تھے اور اس کو فریبی اور مکّار کہتے تھے پس خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہودیوں کے دفع اعتراض کے لئے مسیح ابن مریم کو صاحب معجزہ قرار دیا اور اسی حکمت کی وجہ سے اس کی ماں کا نام صدّیقہ رکھا کیونکہ یہودی اس پر ناجائز تہمت لگاتے تھے سو مریم کا صدیقہ نام رکھنا اس غرض سے نہیں تھا کہ وہ دوسری تمام پاک دامن اور صالحہ عورتوں سے افضل تھی بلکہ اس نام کے رکھنے میں یہودیوں کے اعتراض کا ذَبّ اور دفع مقصود تھا۔ اسی طرح جو احادیث میں لکھا گیا کہ عیسیٰ اور اس کی ماں مسِ شیطان سے پاک تھے اس قول کے یہ معنی نہیں ہیں کہ دوسرے نبی مسِ شیطان سے پاک نہیں تھے بلکہ غرض یہ تھی کہ نعوذ باللہ جو حضرت مسیح پر ولادتِ ناجائز کا الزام لگایا گیا تھا اور حضرت مریم کو ناپاک عورت قرار دیا گیا تھا۔ اس کلمہ میں اس کا ردّ مقصود ہے ایسا ہی حضرت

مسیح کی پیدائش بھی کوئی ایسا امر نہیں ہے جس سے ان کی خدائی مستنبط ہو سکے۔ اسی دھوکہ کے دُور کرنے کے لئے قرآن شریف اور انجیل میں حضرت عیسیٰ اور یحییٰ کی ولادت کا قصہ ایک ہی جگہ بیان کیا گیا ہے تا پڑھنے والا سمجھ لے کہ دونوں ولادتیں اگرچہ بطور خارق عادت ہیں لیکن ان سے کوئی خدا نہیں بن سکتا ورنہ چاہئے کہ یحییٰ بھی جس کا عیسائی یوحنا نام رکھتے ہیں خدا ہو بلکہ یہ دونوں امر اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ نبوت اسرائیلی خاندان میں سے جاتی رہے گی یعنی جبکہ یسوع مسیح کا باپ بنی اسرائیل میں سے نہ ہوا اور یحییٰ کی ماں اور باپ اس لائق نہ ٹھہرے کہ اپنے نطفہ سے بچہ پیدا کر سکیں تو یہ دونوں بنی اسرائیلی سلسلہ سے خارج ہو گئے اور یہ آئندہ ارادۂ الٰہی کے لئے ایک اشارہ قرار پا گیا کہ وہ نبوت کو دوسرے خاندان میں منتقل کرے گا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کا کوئی اسرائیلی باپ نہیں ہے پس وہ بنی اسرائیل میں سے کیونکر ہو سکتا ہے لہٰذا اس کا وجود اسرائیلی سلسلہ کے دائمی نبوت کی نفی کرتا ہے ایسا ہی یوحنا یعنی یحییٰ اپنے ماں باپ کے قویٰ میں سے نہیں ہے سو وہ بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔

اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ مسیح کے کسی معجزہ یا طرز ولادت میں کوئی ایسا اعجوبہ نہیں کہ وہ اس کی خدائی پر دلالت کرے اسی امر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مسیح کی ولادت کے ذکر کے ساتھ یحییٰ کی ولادت کا ذکر کر دیا تا معلوم ہو کہ جیسا کہ یحییٰ کی خارق عادت ولادت ان کو انسان ہونے سے باہر نہیں لے جاتی ایسا ہی مسیح ابن مریم کی ولادت اس کو خدا نہیں بناتی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یوحنا کی ولادت حضرت عیسیٰ کی ولادت سے کوئی کم عجیب تر نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ میں صرف باپ کی طرف میں ایک خارق عادت امر ہے اور حضرت یحییٰ میں ماں اور باپ دونوں کی طرف میں خارق عادت امر ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ حضرت یحییٰ کی پیدائش کا نشان بہت صاف رہا ہے کیونکہ ان کی ماں پر کوئی ناجائز تہمت نہیں لگائی گئی اور بوجہ اس کے کہ وہ بانجھ تھی تہمت کا ﴿۱۷﴾

کوئی محل بھی نہیں تھا۔ لیکن حضرت مریم پر تہمت لگائی گئی اور اس تہمت نے حضرت عیسیٰ کی ولادت کے اعجوبہ کو خاک میں ملا دیا مگر اس تہمت میں صرف یہودیوں کا قصور نہیں بلکہ خود حضرت مریم سے ایک بڑی بھاری غلطی ہوئی جس نے یہود کو تہمت کا موقعہ دیا اور وہ یہ کہ جب اس نے اپنے کشف میں فرشتہ کو دیکھا اور فرشتہ نے اس کو حاملہ ہونے کی بشارت دی تو مریم نے عمداً اپنے خواب کو چھپایا اور کسی کے پاس اس کو ظاہر نہ کیا کیونکہ اس کی ماں اور باپ دونوں نے اس کو بیت المقدس کی نذر کیا تھا تا وہ ہمیشہ تارکہ رہ کر بیت المقدس کی خدمت میں مشغول رہے اور کبھی خاوند نہ کرے اور بتول کا لقب اس کو دیا گیا اور اس نے آپ بھی یہی عہد کیا تھا کہ خاوند نہیں کرے گی اور بیت المقدس میں رہے گی۔ اب اس خواب کے دیکھنے سے اس کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں لوگوں کے پاس یہ ظاہر کرتی ہوں کہ فرشتہ نے مجھے یہ بشارت دی ہے کہ تیرے لڑکا پیدا ہوگا تو لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ خاوند کرنا چاہتی ہے اس لئے وہ اس خواب کو اندر ہی اندر دبا گئی لیکن وہ خواب سچی تھی اور ساتھ ہی اس کے حمل ہو گیا جس سے مریم مدت تک بے خبر رہی جب پانچواں مہینہ حمل پر گزرا تب یہ چرچا پھیل گیا کہ مریم کو حمل ہے اور اس وقت لوگوں کو خواب سنا دی لیکن اُس وقت سُنانا بے فائدہ تھا۔ آخر بزرگوں نے پردہ پوشی کے طور پر یوسف نام ایک شخص سے اس کا نکاح کر دیا اس طرح پر یہ نشان مکدّر ہو گیا۔

رہی حضرت مسیح کی پیشگوئیاں پس وہ تو ایسی ہیں کہ اب تک یہودی اس پر ہنسی کرتے ہیں کیونکہ ایسی باتیں کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی عادت میں داخل ہیں اور ہمیشہ ہوتی رہتی ہیں اور نیز یہودی کہتے ہیں کہ ان کی کوئی بات جو پیشگوئی کے رنگ میں تھی سچی نہیں نکلی چنانچہ یہ اعتراض ان کے اب تک لاینحل چلے آتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے باراں[12] حواریوں کو جو ان کے سامنے موجود تھے بہشت کا وعدہ دیا تھا بلکہ ان کے لئے بارہ تخت تجویز کئے تھے لیکن آخر کار باراں[12] میں سے گیارہ[11] رہ گئے اور بارواں[12] حواری جو یہودا اسکریوطی تھا وہ مُرتد ہو گیا ﴿۱۸﴾

اور تیس۳۰ روپیہ لے کر حضرت عیسیٰ کو اس نے گرفتار کرا دیا اگر یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے ہوتی تو یہودا مُرتد نہ ہوتا۔ ایسا ہی ان کا یہ بھی اعتراض ہے کہ ان کی یہ پیشگوئی کہ ابھی اس زمانہ کے لوگ زندہ ہوں گے کہ مَیں واپس آجاؤں گا یہ پیشگوئی بھی بڑی صفائی سے خطا گئی۔ کیونکہ انیس سو برس گزر گئے اور اس زمانہ کے لوگ مدت ہوئی کہ مرکھپ گئے لیکن وہ واپس نہیں آئے۔

غرض ان تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ وہ ہرگز کسی بات پر قادر نہیں تھا صرف ایک عاجز انسان تھا اور انسانی ضعف اور لاعلمی اپنے اندر رکھتا تھا اور انجیل سے ظاہر ہے کہ اس کو غیب کا علم ہرگز نہیں تھا کیونکہ وہ ایک انجیر کے درخت کی طرف پھل کھانے گیا اور اس کو معلوم نہ ہوا کہ اس پر کوئی پھل نہیں ہے اور وہ خود اقرار کرتا ہے کہ قیامت کی خبر مجھے معلوم نہیں پس اگر وہ خدا ہوتا تو ضرور قیامت کا علم اس کو ہونا چاہئے تھا اسی طرح کوئی صفت الوہیت اس میں موجود نہیں تھی اور کوئی ایسی بات اس میں نہیں تھی کہ دوسروں میں نہ پائی جائے عیسائیوں کو اقرار ہے کہ وہ مر بھی گیا۔ پس کیسا بدقسمت وہ فرقہ ہے جس کا خدا مر جائے۔ یہ کہنا کہ پھر وہ زندہ ہو گیا تھا کوئی تسلی کی بات نہیں جس نے مر کر ثابت کر دیا کہ وہ مر بھی سکتا ہے اس کی زندگی کا کیا اعتبار۔

اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ موجودہ مذہب عیسائیوں کا ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ جس کو انہوں نے خدا قرار دیا ہے وہ کسی طرح خدا نہیں ہو سکتا۔ خدا پر ہرگز موت نہیں آسکتی اور نہ وہ علم غیب سے محروم ہو سکتا ہے۔

﴿۱۹﴾ اب ہم اسی پیمانہ سے **آریہ مذہب** کو ناپنا چاہتے ہیں کہ آیا وہ سچے اور کامل اور واحد لاشریک خدا کو مانتے ہیں یا اس سے برگشتہ ہیں۔ پس واضح ہو کہ اوّل علامت خدا شناسی کی توحید ہے یعنی خدا کو اس کی ذات میں اور صفات میں ایک ماننا اور کسی خوبی میں اس کا کوئی شریک قرار نہ دینا۔ لیکن ظاہر ہے کہ آریہ سماجی لوگ ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ کی ازلیت کی صفت میں شریک قرار دیتے ہیں☆ اور جس طرح خدا تعالیٰ اپنے وجود اور ہستی میں کسی خالق کا محتاج نہیں

☆ یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ مسلمان بھی انسانی ارواح کو ابدی قرار دیتے ہیں کیونکہ قرآن شریف یہ نہیں سکھلاتا کہ انسانی ارواح اپنی ذات کے تقاضا سے ابدی ہیں بلکہ وہ یہ سکھلاتا ہے کہ یہ ابدیت انسانی روح کے لئے محض عطیہ الٰہی ہے ورنہ انسانی روح بھی دوسرے حیوانات کی روحوں کی طرح قابل فنا ہے۔ منہ

اسی طرح ان کے نزدیک جیو یعنی روح اور پرمانو یعنی ذرّات اجسام بھی اپنے وجود اور ہستی میں کسی خالق کی طرف محتاج نہیں بلکہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ قدیم اور انادی ہیں اور اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں اب ظاہر ہے کہ اس عقیدہ کے رُو سے نہ خدا کی توحید باقی رہتی ہے نہ اس کی عظمت میں سے کچھ باقی رہ سکتا ہے بلکہ اس صورت میں اس کی شناخت پر کوئی دلیل بھی قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ صانع اپنے مصنوعات سے ہی شناخت ہوتا ہے پس جبکہ رُوحوں اور جسموں کی تمام قوتیں خودبخود اور قدیم ہیں تو پھر خدا کے وجود پر کونسی دلیل قائم ہوئی اور عقل انسانی نے کیونکر سمجھ لیا کہ وہ موجود ہے۔ یہ کہنا بیجا ہے کہ وہ ان ذرات کو جوڑتا ہے اور روح اور جسم کو تعلق بخشتا ہے اور اسی سے وہ پہچانا جاتا ہے کیونکہ صرف جوڑنے سے کوئی شخص خدا نہیں کہلا سکتا وجہ یہ ہے کہ اگر صرف جوڑنے سے کوئی خدا کہلا سکتا ہے تو اس صورت میں تو تمام نجار اور معمار خدا کہلا سکتے ہیں کیونکہ جوڑنے کا کام تو انہیں بھی آتا ہے۔ دیکھو حال کے زمانہ میں کیسی کیسی عمدہ صنعتیں یورپ کے صناعوں نے ایجاد کی ہیں یہاں تک کہ مادرزاد اندھوں کے دیکھنے کے لئے بھی ایک آلہ نکالا ہے۔ اور آئے دن کوئی نہ کوئی نئی صنعت نکال لیتے ہیں یہاں تک کہ ایک قسم کے مُردہ جانوروں میں روح ڈالنے کا طریق بھی انہوں نے ایجاد کیا ہے یعنی جب کوئی جانور ایسے طور سے مر جائے جو اس کے اعضائے رئیسہ کو صدمہ نہ پہنچے اور اس کی موت پر کچھ زیادہ عرصہ بھی نہ گزرے تو وہ اس کو اپنی حکمت عملی سے دوبارہ زندہ کرتے ہیں گو حقیقی طور پر وہ زندگی نہیں ہوتی۔ تاہم اعجوبہ نمائی میں کیا شک ہے۔ امریکہ میں آج کل یہ عمل کثرت سے پھیل رہا ہے۔ مگر کیا ایسی صنعتوں سے وہ خدا کہلا سکتے ہیں؟ ﴿۲۰﴾

پس اصل بات یہ ہے کہ خدا کی قدرت میں جو ایک خصوصیت ہے جس سے وہ خدا کہلاتا ہے وہ روحانی اور جسمانی قوتوں کے پیدا کرنے کی خاصیت ہے۔ مثلاً جانداروں کے جسم کو جو اُس نے آنکھیں عطا کی ہیں اس کام میں اس کا اصل کمال یہ نہیں ہے کہ اُس نے یہ آنکھیں بنائیں بلکہ کمال یہ ہے کہ اُس نے ذراتِ جسم میں پہلے سے ایک پوشیدہ طاقتیں پیدا کر رکھی تھیں۔ جن میں بینائی کا نور

پیدا ہو سکے پس اگر وہ طاقتیں خود بخود ہیں تو پھر خدا کچھ بھی چیز نہیں کیونکہ بقول شخصے کہ گھی سنوارے سالنا بڑی بہو کا نام۔ اس بینائی کو وہ طاقتیں پیدا کرتی ہیں خدا کو اس میں کچھ دخل نہیں اور اگر ذرّاتِ عالم میں وہ طاقتیں نہ ہوتیں تو خدائی بے کار رہ جاتی پس ظاہر ہے کہ خدائی کا تمام مدار اِس پر ہے کہ اس نے روحوں اور ذرات عالم کی تمام قوتیں خود پیدا کی ہیں اور کرتا ہے اور خود ان میں طرح طرح کے خواص رکھے ہیں اور رکھتا ہے پس وہی خواص جوڑنے کے وقت اپنا کرشمہ دکھلاتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے خدا کے ساتھ کوئی موجد برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ گو کوئی شخص ریل کا موجد ہو یا تار کا یا فوٹو گراف کا یا پریس کا یا کسی اور صنعت کا اس کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ ان قوتوں کا موجد نہیں جن قوتوں کے استعمال سے وہ کسی صنعت کو طیار کرتا ہے بلکہ یہ تمام موجد بنی بنائی قوتوں سے کام لیتے ہیں جیسا کہ انجن چلانے میں بھاپ کا طاقتوں سے کام لیا جاتا ہے پس فرق یہی ہے کہ خدا نے عنصر وغیرہ میں یہ طاقتیں خود پیدا کی ہیں مگر یہ لوگ خود طاقتیں اور قوتیں پیدا نہیں کر سکتے۔ پس جب تک خدا کو ذرّاتِ عالم اور ارواح کی تمام قوتوں کا موجد نہ ٹھہرایا جائے تب تک خدائی اس کی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی اور اس صورت میں اس کا درجہ ایک معمار یا نجّار یا حدّاد یا گلگو سے ہرگز زیادہ نہیں ہوگا۔ یہ ایک بدیہی بات ہے جو ردّ کے قابل نہیں۔ پس دانشمند کو چاہئے کہ سمجھ کر جواب دے کہ بغیر سمجھ کے جواب دینا صرف بکواس ہے۔

یہ نمونہ آریہ سماجیوں کی توحید کا ہے اور پھر دوسرا امر کہ وہ اپنے پرمیشر کو قادر کس درجہ تک سمجھتے ہیں خود ظاہر ہے کیونکہ جب کہ ان کا یہ مانا ہوا اصول ہے کہ ان کا پرمیشر نہ ارواح کا خالق ہے نہ ذرّاتِ اجسام کا تو اس سے ظاہر ہے کہ اس کی قدرت ان کے نزدیک صرف اسؔ حد تک ہے کہ وہ باہم جسم اور رُوح کو جوڑتا ہے اور جو ارواح اور اجسام میں گُن اور خواص اور عجیب وغریب قوتیں ہیں وہ ان کے نزدیک انادی اور خود بخود ہیں پرمیشر کا ان میں کچھ بھی دخل نہیں اب اِس سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک ان کے پرمیشر کی قوت اور قدرت نجّاروں اور آہن گروں وغیرہ صناعوں سے کچھ زیادہ نہیں کیونکہ زیادتی تو تب ہو کہ وہ ان قوتوں اور گُنوں اور خاصیتوں کا

﴿۲۱﴾

پیدا کرنے والا بھی ہو اور جبکہ وہ سب خاصیتیں اور قوتیں اور گن اور طرح طرح کی طاقتیں ارواح اور ذرّات اجسام میں قدیم اور انادی ہیں جیسا کہ خود ارواح اور ذرّات اجسام قدیم اور انادی ہیں تو اِس صورت میں ماننا پڑتا ہے کہ جس پرمیشر نے ان ارواح اور ذرّات کو پیدا نہیں کیا اس نے ان کی قوتوں کو بھی پیدا نہیں کیا کیونکہ کوئی چیز اپنی قوتوں سے الگ نہیں رہ سکتی۔ ہر ایک چیز کی قوتیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور وہی اس کی صورتِ نوعیہ کو قائم رکھتی ہیں اور جب وہ قوت اور گُن باطل ہو جائے تو ساتھ ہی وہ چیز باطل ہو جاتی ہے پس اگر یہ مانا جائے کہ پرمیشر نے روحوں اور ذرّاتِ عالم کو پیدا نہیں کیا۔ تو ساتھ ہی ماننا پڑتا ہے کہ اس نے اس کی قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کو بھی پیدا نہیں کیا اور اس صورت میں بدیہی طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پرمیشر کی قدرت اور قوت انسانی قوت اور قدرت سے بڑھ کر نہیں کیونکہ ہم بار بار کہتے ہیں کہ انسان سے زیادہ پرمیشر میں یہی بات ہے کہ وہ قوتوں اور گُنوں اور خاصیتوں کا اپنی قدرت سے پیدا کرنے والا ہے مگر انسان گو کیسا ہی انواع اقسام کے ایجادات میں سبقت لے جائے مگر وہ قوتوں اور گُنوں اور خاصیتوں کو اپنے مطلب کے موافق ارواح اور اجسام میں پیدا نہیں کر سکتا۔ ہاں جو خدا کی طرف سے پہلے ہی سے قوتیں اور گُن اور خاصیتیں موجود ہیں ان سے کام لیتا ہے مگر خدا نے انسانوں میں جس مطلب کا ارادہ کیا ہے پہلے سے اس مطلب کی تکمیل کے لئے تمام قوتیں خود پیدا کر رکھی ہیں مثلاً انسانی روحوں میں ایک قوت عشقی موجود ہے اور گو کوئی انسان اپنی غلطی سے دوسرے سے محبت کرے اور اپنے عشق کا محل کسی اور کو ٹھہراوے لیکن عقل سلیم بڑی آسانی سے سمجھ سکتی ہے کہ یہ قوتِ عشقی اس لئے روح میں رکھی گئی ہے کہ تا وہ اپنے محبوب حقیقی سے جو اس کا خدا ہے اپنے سارے دل اور ساری طاقت اور سارے جوش سے پیار کرے۔

پس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ قوت عشقی جو انسانی روح میں موجود ہے جس کی موجیں ناپیدا کنار ہیں اور جس کے کمال تموج کے وقت انسان اپنی جان سے بھی دست بردار ہونے کو طیار ہوتا ہے یہ خود بخود رُوح میں قدیم سے ہے، ہرگز نہیں۔ اگر خدا نے انسان اور اپنی ذات میں ﴿۲۲﴾

عاشقانہ رشتہ قائم کرنے کے لئے رُوح میں خودقوتِ عشقی پیدا کر کے یہ رشتہ آپ پیدا نہیں کیا تو گویا یہ امر اتفاقی ہے کہ پرمیشر کی خوش قسمتی سے رُوحوں میں قوتِ عشقی پائی گئی اور اگر اس کے مخالف کوئی اتفاق ہوتا یعنی قوتِ عشقی روحوں میں نہ پائی جاتی تو کبھی لوگوں کو پرمیشر کی طرف خیال بھی نہ آتا اور نہ پرمیشر اس میں کوئی تدبیر کرسکتا کیونکہ نیستی سے ہستی نہیں ہوسکتی۔ لیکن ساتھ ہی اس بات کو بھی سوچنا چاہیئے کہ پرمیشر کا بھگتی اور عبادت اور نیک اعمال کے لئے مواخذہ کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ اس نے خود محبت اور اطاعت کی قوتیں انسان کی روح کے اندر رکھی ہیں لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ انسان جس میں خود اس نے یہ قوتیں رکھی ہیں اس کی محبت اور اطاعت میں محو ہو جائے ورنہ پرمیشر میں یہ خواہش پیدا کیوں ہوئی کہ لوگ اس سے محبت کریں اس کی اطاعت کریں اور اس کی مرضی کے موافق رفتار اور گفتار بناویں ہم دیکھتے ہیں کہ باہمی کشش کے لئے کسی قسم کا اتحاد ضروری ہے انسان انسان کے ساتھ انس رکھتا ہے اور بکری بکری کے ساتھ اور گائے گائے کے ساتھ اور ایک پرندہ اپنے ہم قسم پرندہ کے ساتھ پس جبکہ انسان کی روحانی اور جسمانی قوتوں کو پرمیشر کے ساتھ کوئی بھی رشتہ نہیں تو کس اشتراک سے باہمی کشش درمیان ہو، صرف جوڑنے کا اشتراک کافی نہیں کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں جوڑنے میں پرمیشر اور ایک نجار یا آہن گر برابر ہیں اگر ہمارا کوئی عضو اپنے ٹھکانہ سے اُتر جائے اور کوئی شخص اس کو اصل جگہ سے جوڑ دے یا مثلاً اگر کسی کا ناک کٹ جائے اور کوئی شخص زندہ گوشت اس ناک پر چڑھا کر ناک کو درست کر دے تو کیا وہ اس کا پرمیشر ہو جائے گا۔ خدا کو پہلی کتابوں میں استعارہ کے طور پر پِتا یعنی باپ قرار دیا گیا ہے اور قرآن شریف میں بھی فرمایا ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ [1] یعنی تم خدا کو ایسا یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور فرمایا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [2]۔ یعنی خدا اصل نور ہے ہر ایک نور زمین و آسمان کا اسی سے نکلا ہے۔ پس خدا کا نام استعارۃً پِتا رکھنا اور ہر ایک نور کی جڑ اس کو قرار دینا اسی کی طرف ﴿۲۳﴾

[1] البقرۃ:۲۰۱ [2] النور : ۳۶

اشارہ کرتا ہے کہ انسانی رُوح کا خدا سے کوئی بھاری علاقہ ہے۔

عربی میں آدمی کو انسان کہتے ہیں یعنی جس میں دو اُنس ہیں ایک اُنس خدا کی اور ایک اُنس بنی نوع کی۔ اور اسی طرح ہندی میں اس کا نام مانس ہے جو مانوس کا مخفف ہے اس سے ظاہر ہے کہ انسان اپنے خدا سے طبعی اُنس رکھتا ہے اور مشرکانہ غلطی بھی دراصل اسی سچے خدا کی تلاش کی وجہ سے ہے۔ ہم اپنے کامل ایمان اور پوری معرفت سے یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ اصول آریہ سماجیوں کا ہرگز درست نہیں کہ ارواح اور ذرّات اپنی تمام قوتوں کے ساتھ قدیم اور انادی اور غیر مخلوق ہیں۔ اس سے تمام وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے جو خدا میں اور اس کے بندوں میں ہے۔ یہ ایک نیا اور مکروہ مذہب ہے جو پنڈت دیانند نے پیش کیا ہے ہم نہیں جانتے کہ وید سے کہاں تک اس مذہب کا تعلق ہے لیکن ہم اس پر بحث کرتے ہیں کہ یہ اصول جو آریہ سماجیوں نے اپنے ہاتھ سے شائع کیا ہے یہ عقل سلیم کے نزدیک کامل معرفت اور کامل غور اور کامل سوچ کے بعد ہرگز درست نہیں۔ سناتن دھرم کا اصول جو اس کے مقابل پر پڑا ہوا ہے اس کو اگرچہ ویدانت کے بیجا مبالغہ نے بدشکل کر دیا ہے اور ویدانتیوں کی افراط نے بہت سے اعتراضات کا موقعہ دے دیا ہے تاہم اس میں سچائی کی ایک چمک ہے اگر اس عقیدہ کو زوائد سے الگ کر دیا جاوے تو ماحصل اس کا یہی ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز پرمیشر کے ہی ہاتھ سے نکلی ہے پس اس صورت میں تمام شبہات دُور ہو جاتے ہیں اور ماننا پڑتا ہے کہ بموجب اصول سناتن دھرم کے وید کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ یہ تمام ارواح اور ذرّات اجسام اور ان کی قوتیں اور طاقتیں اور گُن اور خاصیتیں خدا کی طرف سے ہیں۔

یاد رہے کہ آریہ ورت میں مذہب قدیم جس پر کروڑہا انسان پائے جاتے ہیں سناتن دھرم ہے اگرچہ اس مذہب کو عوام نے بگاڑ دیا ہے اور مورتی پوجا اور دیویوں کی پرستش اور بہت سی مشرکانہ بدعتیں اور اوتاروں کو خدا سمجھنا گویا اس مذہب کی جُز ہو گیا ہے۔

لیکن ان چند غلطیوں کو الگ کر کے بہت سی عمدہ باتیں بھی اس مذہب میں موجود ہیں۔ اسی مذہب میں بڑے بڑے رشی اور مُنی اور جوگی ہوتے رہے ہیں اور نیز اس مذہب میں بڑے بڑے جپی تپی اور ریاضت کرنے والے پائے گئے ہیں اب اگر کوئی چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ لیکن جس مذہب کو پنڈت دیانند نے پیش کیا ہے اس میں وہ روحانیت نہیں ہے جس کو سناتن دھرم کے بزرگوں نے پایا تھا گو آخر کار شرک کو اپنے عقائد میں ملا کر اس روحانیت کو کھو دیا مخلوق کا خدا سے حقیقی تعلق تبھی ٹھہرتا ہے جب مخلوق خدا کے ہاتھ سے نکلنے والے ہوں جس پر غیریت کا داغ ہے اس میں یگانگت کبھی آ نہیں سکتی۔ ہم نے بڑے بڑے پنڈتوں سے سُنا ہے کہ پنڈت دیانند نے جو مذہب پیش کیا ہے یہ اس ملک کے خود رائے لوگوں کا مذہب تھا جو محض اپنی ناقص عقل کے پیرو تھے جیسے یونان کے گمراہ فلاسفر اس لئے وہ وید کی چنداں پروا نہیں کرتے تھے۔ غایت کار عوام کو مائل کرنے کے لئے تاویلوں کے ساتھ کوئی وید کی شرتی اپنی تائید میں سُناتے تھے تا اس طرح پر اپنے عقائد کو عوام میں پھیلا دیں۔ ورنہ اصل عقیدہ وید کا وہی ہے جو سناتن دھرم کی روح میں مخفی ہے۔ ان لوگوں میں کسی زمانہ میں قابل تعریف عملی حالتیں تھیں اور وہ بنوں میں جا کر ریاضت اور عبادت بھی کرتے تھے۔ اور ان کے دلوں میں نرمی اور سچی تہذیب تھی کیونکہ ان کا مذہب صرف زبان تک نہیں بلکہ دلوں کو صاف کرتے تھے اور وہ پرمیشر جس کا کتابوں میں انہوں نے نام سُنا تھا چاہتے تھے کہ اسی دنیا میں اس کا درشن ہو جائے اس لئے وہ بہت محنت کرتے تھے اور اُس صدق کا نور ان کی پیشانیوں میں ظاہر تھا۔ پھر بعد اس کے ایک اور زمانہ آیا کہ بُت پرستی اور دیوتوں کی پوجا اور مورتی پوجا اور اَوتاروں کی پوجا بلکہ ہر ایک عجیب چیز کی پوجا سناتن دھرم کا طریق ہو گیا اور وہ اس طریق کو بھول گئے جو طریق راجہ رام چندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جن پر ان کی راستبازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا۔

﴿۲۴﴾

بات یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے ہو جاتے ہیں اور واقعی اپنا وجود اور ذرّہ ذرّہ اپنے جسم کا خدا کی طرف سے سمجھتے ہیں ان کو خدا اور بھی نعمت دیتا ہے اور جو لوگ اپنی رُوح اور اپنے جسم کا ذرّہ ذرّہ خدا کی طرف سے نہیں جانتے ان میں تکبر ہوتا ہے اور وہ دراصل خدا کے گہرے احسان اور اس کی کامل پرورش سے منکر ہوتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک جس قدر باپ کو اپنے بیٹے سے روحانی تعلق ہے اس قدر بھی خدا کو اپنے بندہ سے تعلق نہیں کیونکہ وہ مانتے اور قبول کرتے ہیں کہ بیٹا اپنی ماں اور باپ سے اس قدر روحانی تعلق رکھتا ہے کہ ان کے اخلاق سے حصہ لیتا ہے۔ ﴿۲۵﴾ مثلاً جب بیٹے کا باپ شجاعت کی صفت سے موصوف ہے بیٹے میں بھی وہ صفت کسی قدر آ جاتی ہے اور جس باپ میں مادہ فراست اور عقل کا بہت ہے بیٹا بھی اس میں سے کسی قدر حصہ پاتا ہے لیکن آریہ صاحبوں کا یہ مذہب نہیں ہے کہ انسانی رُوح میں جو اخلاق اور صفات اور قوتیں ہیں وہ خدا سے اس کو ملی ہیں کیونکہ اگر وہ ایسا کہیں تو پھر اُنہیں رُوح کو مخلوق ماننا پڑے حالانکہ انسانی اخلاق خدا کے اخلاق کا پرتوہ ہیں۔ جب خدا نے روحوں کو پیدا کیا تو جس طرح باپ کے اخلاق کا بیٹوں میں اثر آ جاتا ہے ایسا ہی بندوں میں اپنے خدا کا اثر آ گیا۔

اور ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ خدا نے جو انسان کو اپنی طرف بلایا ہے اس لئے اس نے پہلے سے پرستش اور عشق کے مناسب حال قوتیں اس میں رکھ دی ہیں۔ پس وہ قوتیں جو خدا کی طرف سے ہیں خدا کی آواز کو سُن لیتی ہیں۔ اسی طرح جب خدا نے چاہا کہ انسان خدا کی معرفت میں ترقی کرے تو اس نے پہلے سے ہی انسانی رُوح میں معرفت کے حواس پیدا کر رکھے ہیں اور اگر وہ پیدا نہ کرتا تو پھر کیونکر انسان اس کی معرفت حاصل کر سکتا تھا۔ انسان کی رُوح میں جو کچھ ہے دراصل خدا سے ہے اور وہ خدا کی صفات ہیں جو انسانی آئینہ میں ظاہر ہیں ان میں سے کوئی صفت بُری نہیں بلکہ ان کی بداستعمالی اور ان میں افراط تفریط کرنا بُرا ہے شاید کوئی جلدی سے یہ اعتراض کرے کہ انسان میں حسد ہے بغض ہے اور دوسری صفات ذمیمہ ہوتے ہیں پھر وہ کیونکر خدا کی طرف سے ہو سکتے ہیں پس واضح رہے کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں دراصل تمام

انسانی اخلاق الٰہی اخلاق کا ظل ہیں کیونکہ انسانی رُوح خدا سے ہے لیکن کمی یا زیادتی یا بداستعمالی کی وجہ سے وہ صفات ناقص انسانوں میں مکروہ صورت میں دکھائی دیتے ہیں۔ مثلاً حسد انسان میں ایک بہت بُرا خُلق ہے جو چاہتا ہے کہ ایک شخص سے ایک نعمت زائل ہو کر اس کو مل جائے لیکن اصل کیفیت حسد کی صرف اس قدر ہے کہ انسان اپنے کسی کمال کے حصول میں یہ روا نہیں رکھتا کہ اس کمال میں اُس کا کوئی شریک بھی ہو پس درحقیقت یہ صفت خدا تعالیٰ کی ہے جو اپنے تئیں ہمیشہ وحدہٗ لاشریک دیکھنا چاہتا ہے۔ پس ایک قسم کی بداستعمالی سے یہ عمدہ صفت قابلِ نفرت ہو گئی ہے۔ ورنہ اس طرح پر یہ صفت مذموم نہیں کہ کمال میں سب سے زیادہ سبقت چاہے اور روحانیت میں تفرد اور یکتائی کے درجہ پر اپنے تئیں دیکھنا چاہے۔ ﴿۲۶﴾

پھر ماسوا اس کے اگر خدا کو قادر نہ مانا جاوے تو پھر اس سے ساری امیدیں باطل ہو جاتی ہیں کیونکہ ہماری دُعاؤں کی قبولیت اس بات پر موقوف ہے کہ خدا تعالیٰ جب چاہے ذرّاتِ اجسام میں یا ارواح میں وہ قوتیں پیدا کر دے جو ان میں موجود نہ ہوں مثلاً ہم ایک بیمار کے لئے دُعا کرتے ہیں اور بظاہر مرنے والے آثار اس میں ہوتے ہیں تب ہماری درخواست ہوتی ہے کہ خدا اس کے ذرّاتِ جسم میں ایک ایسی قوت پیدا کر دے جو اس کے وجود کو موت سے بچالے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر وہ دُعا قبول ہوتی ہے اور بسا اوقات اوّل ہمیں علم دیا جاتا ہے کہ یہ شخص مرنے پر ہے اور اس کی زندگی کی قوتوں کا خاتمہ ہے لیکن جب دُعا بہت کی جاتی ہے اور انتہا تک پہنچ جاتی ہے اور شدت دُعا اور قلق اور کرب سے ہماری حالت ایک موت کی سی ہو جاتی ہے تب ہمیں خدا سے وحی ہوتی ہے کہ اس شخص میں زندگی کی طاقتیں پھر پیدا کی گئیں تب وہ یک دفعہ صحت کے آثار ظاہر کرنے لگتا ہے گویا مُردہ سے زندہ ہو گیا۔

ایسا ہی مجھے یاد ہے کہ جب مَیں نے طاعون کے وقت میں دُعا کی کہ اے خدائے قادر ہمیں اس بلا سے بچا اور ہمارے جسم میں وہ ایک تریاقی خاصیّت پیدا کر دے جس سے ہم طاعون کی زہر سے بچ جائیں۔ تب وہ خاصیت خدا نے ہم میں پیدا کر دی اور فرمایا کہ مَیں طاعون

کی موت سے تمہیں بچاؤں گا اور فرمایا کہ تیرے گھر کی چار دیواری کے لوگ جو تکبر نہیں کرتے یعنی خدا کی اطاعت سے سرکش نہیں اور پرہیزگار ہیں مَیں ان سب کو بچاؤں گا اور نیز میں قادیان کو طاعون کے سخت غلبہ اور عام ہلاکت سے محفوظ رکھوں گا یعنی وہ سخت تباہی جو دوسرے دیہات کو فنا کر دے گی اس قدر قادیان میں تباہی نہیں ہوگی سو ہم نے دیکھا اور خدا تعالیٰ کی ان تمام باتوں کو مشاہدہ کیا۔ پس ہمارا خدا یہی خدا ہے جو نئی نئی قوتیں اور گُن اور خاصیتیں ذرّاتِ عالم میں پیدا کرتا ہے اس سے پہلے پانسو برس تک پنجاب میں اس مہلک طاعون کا پتہ ﴿۲۷﴾ نہیں ملتا اس وقت یہ ذرات کہاں تھے۔ اب جب خدا نے پیدا کئے تو پیدا ہوگئے اور پھر ایسے وقت رخصت ہوں گے جب خدا تعالیٰ ان کو رخصت کرے گا ہمارا یہ طریق ہر ایک آریہ کے لئے ایک نشان ہوگا کہ ہم نے اس کامل خدا سے خبر پا کر ٹیکا کے انسانی حیلہ سے دست کشی کی اور بہت سے لوگ ٹیکا کرانے والے اس جہان سے گزر گئے اور ہم اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہیں۔ پس اِسی طرح خدا تعالیٰ ذرّات پیدا کرتا ہے جس طرح اس نے ہمارے لئے ہمارے جسم میں تریاقی ذرّات پیدا کر دیئے۔ اور اسی طرح وہ خدا رُوح پیدا کرتا ہے جس طرح مجھ میں اُس نے وہ پاک رُوح پھونک دی جس سے مَیں زندہ ہوگیا۔ ہم صرف اِس بات کے محتاج نہیں کہ وہ رُوح پیدا کر کے ہمارے جسم کو زندہ کرے بلکہ خود ہماری رُوح بھی ایک اور رُوح کی محتاج ہے جس سے وہ مُردہ رُوح زندہ ہو پس ان دونوں رُوحوں کو خدا ہی پیدا کرتا ہے جس نے اس راز کو نہیں سمجھا وہ خدا کی قدرتوں سے بے خبر اور خدا سے غافل ہے۔

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ خدا تعالیٰ کے علم کے بارے میں آریہ سماجیوں کا کیا عقیدہ ہے۔ واضح ہو کہ عقل سلیم اِس بات کی ضرورت سمجھتی ہے کہ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہو اور کوئی ایسا مخفی امر نہ ہو جس پر اس کا علم محیط نہ ہو۔ لیکن آریہ صاحبوں کے عقیدہ سے یہی لازم آتا ہے کہ ان کا پرمیشر ارواح اور ذرّات کی مخفی در مخفی قوتوں اور خاصیتوں کا علم نہیں رکھتا کیونکہ ابھی تک اس کو اِسی قدر خبر ہے کہ جو کچھ کسی انسان یا حیوان میں گُن اور قوت اور خوبی ہے وہ گزشتہ اعمال کی

وجہ سے ہے پس اگر اس کو یہ بھی معلوم ہوتا کہ علاوہ جسم دار جانداروں کے خود رُوحوں میں بھی انواع اقسام کی قوتیں اور گُن اور خوبیاں ہیں جو کبھی ان سے دُور نہیں ہوتیں تو وہ ان کے لئے بھی کوئی گزشتہ جنم تجویز کرتا اور ان کو انادی قرار نہ دیتا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کسی چیز کے خواص اس سے منفک نہیں ہوتے۔ پس فرض کے طور پر اگر انسانی رُوح گدھے میں آجاتی ہے تو وہ اپنے طبعی خواص کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتی گو اس جون میں ان خواص کو ظاہر کرے یا نہ کرے کیونکہ اگر کسی جون کے بدلنے سے اصلی خواص اور قوتیں رُوح کی قطعاً اُس سے دُور ہو جائیں تو پھر خود بقول آریہ صاحبان اعادہ اس کا محال ہوگا کیونکہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی جو قوت درحقیقت رُوح میں سے معدوم ہوگئی اس کا دوبارہ رُوح میں موجود ہو جانا درحقیقت نیست سے ہست ہو جانا ہے اور اگر تناسخ کے چکّر میں آکر رُوح کی قوتیں معدوم نہیں ہوتیں تو تناسخ کا اُن پر کوئی اثر نہ ہوا۔ پس جبکہ پرمیشر نے ان غیر منفک قوتوں کو تناسخ کے چکر سے باہر رکھا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کو ان مخفی قوتوں اور خوبیوں کی خبر ہی نہیں۔ اور نہ یہ معلوم کہ کن عملوں کے پاداش میں یہ قوتیں اور یہ گُن اور خوبیاں رُوحوں کو ملی ہیں۔ علاوہ اس کے اگر پرمیشر کو اِس بات کا کامل علم ہے کہ رُوح کیا چیز ہے اور اس کے خواص اور قوتیں کیا ہیں تو پھر کیوں وہ اس کے بنانے پر قادر نہیں۔ یہ تو آریہ صاحبوں کے نزدیک مانا ہوا مسئلہ ہے کہ ارواح اپنے شمار میں محدود ہیں اور محدود وقت تک اپنا دَورہ پورا کرتی ہیں پس محدود اور معلوم کے بنانے پر کیوں خدا قادر نہیں اور کس نے ان رُوحوں کو شمار مقررہ تک محدود کر دیا ہے اگر خدا ان کا محدّد نہیں۔ اگر وہ رُوحیں خدا کی بنائی ہوئی نہیں تو ان کی نسبت خدا کا علم ایسا کیونکر کامل ہو سکتا ہے جیسا کہ بنانے والے کا علم ہوتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ بنانے والے اور غیر بنانے والے کا علم برابر نہیں ہوتا۔ مثلاً جو لوگ اپنے ہاتھ سے کوئی صنعت بناتے ہیں جیسے وہ لوگ اس صنعت کی دقیق در دقیق کیفیتوں پر واقف ہوتے ہیں دوسرے لوگ ایسی اطلاع نہیں رکھتے اور اگر کامل طور پر اطلاع رکھتے تو بنا بھی سکتے

﴿۲۸﴾

یہ بات مسلّم اور مقبول ہے کہ جو بنانے والے کو ایک قسم کا علم ہوتا ہے وہ دوسرے شخص کو نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ خیال بھی کرے کہ مَیں علم رکھتا ہوں تب بھی اس کا وہ خیال غلط ہے اور دراصل ایک قسم کی ناواقفی کا پردہ اس پر ضرور رہتا ہے مثلاً ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ روٹی اس طرح پکاتے ہیں اور ہمارے روبرو وہ روٹی بنائی جاتی ہے اور عمدہ اور لطیف پھلکے اور نان اور کلچے تیار ہوتے ہیں لیکن اگر ہم کبھی اپنے ہاتھ سے یہ کام کرنا چاہیں تو اوّل غالباً یہی ہوگا کہ ہم گوندھنے کے وقت آٹے کو ہی خراب کریں گے اور وہ پتلا ہو کر روٹی پکانے کے لائق ہی نہیں رہے گا یا گاڑھ اور سخت ہو کر اس کام کے ناقابل ہوگا اور یا اس میں آٹے کی گلٹیاں پڑ جائیں گی۔ اور اگر ہم نے مطلب کے موافق آٹا گوندھ بھی لیا تو پھر روٹی ہم سے ہرگز درست نہیں آئے گی غالباً بیچ میں اس کے ایک ٹکّی رہے گی اور گرد اس ﴿۲۹﴾ کے بڑے بڑے کان نکل آئیں گے اور کسی جگہ سے پتلی اور کسی جگہ سے موٹی اور کسی جگہ سے کچی اور کسی جگہ سے سڑی ہوئی ہوگی پس کیا سبب ہے کہ باوجود ہر روزہ مشاہدہ کے ہم صاف روٹی پکا نہیں سکیں گے اور باوجودیکہ وقت بہت خرچ کریں گے لیکن کام بگاڑ دیں گے اس کا یہی سبب ہے کہ ہمارے پاس وہ علم نہیں کہ جو اُس شخص کو علم ہے جو بیس برس سے ہر قسم کی روٹیاں اپنے ہاتھ سے پکا رہا ہے۔

اسی طرح دیکھ لو کہ تجربہ کار ڈاکٹر کیسے کیسے نازک اپریشن کرتے ہیں یہاں تک کہ گردہ میں سے پتھریاں نکال لیتے ہیں اور بعض ڈاکٹروں نے انسان کے سر کی بیکار اور زخم رسیدہ کھوپڑی کو کاٹ کر اسی قدر حصہ کسی اور جانور کی کھوپڑی کا اس سے پیوست کر دیا ہے اور دیکھو وہ کیسی عمدگی سے بعض نازک اعضا کو چیرتے ہیں یہاں تک کہ انتڑیوں میں جو بعض پھوڑے پیدا ہوتے ہیں نہایت صفائی سے ان پر عمل جراحی کرتے ہیں اور نزول الماء کے موتی کو کیسی صفائی سے کاٹتے ہیں اب اگر یہی عمل ایک دہقان بغیر تجربہ اور علم کے کرنے لگے تو اگر آنکھوں پر کوئی نشتر چلاوے تو دونوں ڈیلے نکال دے گا اور اگر پیٹ پر چلاوے تو وہیں بعض اعضاء کو کاٹ کر زندگی کا خاتمہ کر دے گا۔ اب ظاہر ہے کہ اس دہقان اور ڈاکٹر میں فرق صرف علم کا ہے کیونکہ ڈاکٹر کو کثرت تجربہ اور عملی مزاولت سے ایک قسم کا

علم حاصل ہو گیا ہے جو اس دہقان کو حاصل نہیں۔ دیکھو ہمیشہ شفاخانوں میں بیماروں کے لئے خدمت کرنے والے اور سقے وغیرہ موجود ہوتے ہیں اور وہ ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر کس کس قسم کے اپریشن کرتا ہے لیکن اگر وہ آپ کرنے لگیں تو بیشک کسی انسان کا خون کر دیں گے پس اس میں کچھ شک نہیں کہ عملی مزاولت میں ایک خاص علم ہو جاتا ہے جو دوسرے کو نہیں ہو سکتا اسی طرح آریہ صاحبوں کو اس بات کا اقرار کرنا پڑے گا کہ اگر ان کا پرمیشر روحوں اور ذرّات عالم کا خالق ہوتا تو اس کا علم موجودہ حالت سے بہت زیادہ ہوتا۔ اسی اقرار سے یہ بھی ان کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ان کے پرمیشر کا علم ناقص ہے کیونکہ بنانے والا اور نہ بنانے والا حقیقت شناسی میں برابر نہیں ہو سکتے اور خود جب مان لیا جائے کہ پرمیشر نے نہ روحوں کو بنایا نہ ان کی قوتوں کو اور نہ ان کی خاصیتوں کو اور نہ پرمانو یعنی ذرّات اجسام کو بنایا اور نہ ان کی قوتوں اور خاصیتوں اور گنوں کو تو اس پر کیا دلیل ہے کہ ایسے پرمیشر کو ان کی قوتوں اور خاصیتوں اور گنوں کا علم بھی ہے یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کو علم ہے کیونکہ محض عقیدہ پیش کرنا کوئی دلیل نہیں ہے اور بفرضِ محال اگر کسی قدر علم مان بھی لیں تو وہ علم اس علم کے برابر کب ہو سکتا ہے جو اس حالت میں ہوتا کہ جبکہ پرمیشر نے روحوں اور ذراتِ عالم اور ان کی قوتوں اور خاصیتوں کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہوتا کیونکہ تمام عقلمندوں کی یہ مانی ہوئی بات ہے کہ بنانے والے اور نہ بنانے والے کا علم برابر نہیں ہوتا جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کر چکے ہیں لیکن قرآن شریف ہمیں سکھلاتا ہے کہ وہ روحوں اور ذرّات عالم کی تمام اندرونی کیفیتیں اور قوتیں اور خاصیتیں جانتا ہے اور قرآن شریف میں خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس لئے اندرونی حالات ارواح اور ذرات کے جانتا ہوں کہ مَیں ان سب چیزوں کا بنانے والا ہوں لیکن وید کا پرمیشر کوئی دلیل نہیں دیتا کہ بلا تعلق اور بلا واسطہ کیوں اور کس وجہ سے ارواح کی پوشیدہ قوتوں اور گنوں اور خواص کا اس کو علم ہے اور ایسا ہی کیوں اور کس طرح ذرّات اجسام کے نہاں در نہاں خواص اور طاقتوں اور گنوں پر اس کو اطلاع ہے۔

﴿۳۰﴾

پھر ماسوا اس کے ہم خدا تعالیٰ کے علم کا اس کی تازہ بتازہ وحی سے ہمیشہ مشاہدہ کرتے ہیں اور ہم روز دیکھتے ہیں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ غیب دان ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ ہم اس کی قدرت کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں مگر آریہ صاحبوں پر یہ دروازہ بھی بند ہے اس لئے ان کے لئے اس بات پر یقین کرنے کے لئے کوئی راہ کُھلی نہیں کہ ان کا پرمیشر غیب دان ہے یا قادر مطلق ہے اور نہ وید ان کو اس درجہ کے حاصل کرنے کی کوئی بشارت دیتا ہے۔

ایسا ہی آریہ صاحبان خود اقراری ہیں کہ ان کے پرمیشر کے لئے اپنے فیض الوہیت میں کمال تام حاصل نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ ناقص طور پر لوگوں کو مکتی خانہ میں داخل کرتا ہے اور پھر کچھ مدت کے بعد ناکردہ گناہ مکتی خانہ سے باہر نکال لیتا ہے تا سلسلہ تناسخ میں کچھ فرق نہ آوے اس لئے اس کی سزا اور رحمت کا قاعدہ بھی خودغرضی کی آمیزش اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں رحمت تامہ سے کام لوں اور سب کو ہمیشہ کے لئے نجات دے دوں تو ﴿۳۱﴾ سلسلہ تناسخ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گا تو پھر بعد میں بیکار بیٹھنا پڑے گا کیونکہ جس حالت میں روحیں محدود ہیں یعنی ان کے شمار کی ایک مقدار تک حد مقرر ہے تو اس صورت میں اگر ایک بھگت کو جو عبادت میں اپنی تمام عمر بسر کرتا ہے نجات ابدی دی جائے تو ظاہر ہے کہ جو رُوح نجات پا گئی وہ ہاتھ سے گئی اور تناسخ کے چکر سے آزاد ہوئی پس بالضرورت ایک دن ایسا آجائے گا کہ سب روحیں ہمیشہ کے لئے نجات پا جائیں گی اور یہ تو خود مانا ہوا مسئلہ ہے کہ پرمیشر رُوح پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ پس اس صورت میں بجز اس کے کیا نتیجہ ہوسکتا ہے کہ کسی دن تمام رُوحوں کے دائمی مکتی پانے کے بعد پرمیشر گری کا تمام سلسلہ معطل پڑ جائے اور تناسخ کے لئے ایک روح بھی اس کے ہاتھ میں نہ رہے پس اس تمام تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آریہ صاحبان کا پرمیشر جیسا کہ روحوں کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ایسا ہی وہ روحوں کو نجات ابدی دینے پر بھی قادر نہیں کیونکہ اگر وہ روحوں کو نجات ابدی دے دے تو اس کا تمام سلسلہ ٹوٹتا ہے اس لئے اپنی تمام عملداری کے محفوظ رکھنے کے لئے بخل کی عادت کو اس نے لازم

پکڑ لیا ہے اور اپنے راستباز پرستاروں کے ساتھ بخیلوں کی طرح کارروائی کرتا ہے اور بار بار عزت کے بعد ان کو ذلت دیتا ہے اور تناسخ کے چکر میں ڈال کر مکروہ در مکروہ موتوں میں ان کو ڈالتا ہے محض اس لئے کہ تا اس کی عملداری میں فرق نہ آوے۔ اس بات کا آریہ صاحبوں کو خود اقرار ہے کہ اس نے بارہا دنیا کے کل انسانوں کو نجات دے دی ہے مگر پھر کچھ مدت کے بعد اس نجات خانہ سے باہر نکال کر طرح طرح کی جونوں میں ان کو ڈال دیا ہے اب آریہ صاحبان ناراض نہ ہوں ہم ادب سے عرض کرتے ہیں اور جہاں تک ہمیں نرم الفاظ مل سکتے ہیں ان میں ہماری یہ گذارش ہے کہ اس عقیدہ پر ایک سخت اعتراض ہوتا ہے اور ہم امید نہیں کرتے کہ اس اعتراض کا کوئی آریہ صاحب صفائی سے جواب دے سکے اور اگر جواب دیں تو ہم خوشی سے سُنیں گے اور اعتراض یہ ہے کہ جبکہ خود غرضی کی ضرورت کی وجہ سے پرمیشر کی یہ عادت ہے کہ وہ مکتی خانہ میں ہمیشہ لوگوں کو رہنے نہیں دیتا اور پھر طرح طرح کی جونوں میں ڈالتا ہے تو ان مختلف جونوں سے ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی یعنی جو لوگ پرمیشر کے سچے بھگت ہو کر نجات پا چکے ہیں اب مکتی خانہ سے باہر نکالنے کے وقت کسی کو مرد بنانا اور کسی کو عورت اور کسی کو گائے اور کسی کو بیل اور کسی کو کتّا اور کسی کو سؤر اور کسی کو بندر اور کسی کو بھیڑیا، اس میں خلاف عدالت طریق معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً جس حالت میں ہر یک مکتی پانے والا سخت امتحان کے بعد مکتی پاتا ہے اور کروڑہا برس تناسخ کے چکر میں رہ کر پھر کہیں اس مراد تک پہنچتا ہے تو کم سے کم اس کے لئے یہ رعایت تو ہونی چاہئے تھی کہ وہ انسان بنایا جاتا۔ یہ کیا معاملہ ہے کہ اپنا پیارا بنا کر اور اپنے قرب سے شرف بخش کر پھر آخر کار اس کو کتا یا سؤر بنا کر مکتی خانہ سے باہر نکال دیا گیا اور اس کے ساتھ کے اشخاص کو کتا نہ بنایا، بلکہ انسان بنایا، حالانکہ مکتی پانے کے شرائط سب نے برابر پورے کر لئے تھے پرمیشر کا کسی پر احسان نہ تھا پھر کیا وجہ کہ مکتی خانہ سے نکال کر کسی کو انسان اور کسی کو کتا بنایا گیا۔ اس صورت میں نہ سزا عدل کے طور پر ہوئی اور نہ رحمت۔

﴿۳۲﴾

ایک اور بات ہے جو ہمیں سمجھ نہیں آتی کیا کوئی شریف آریہ صاحب ہیں جو اس کو سمجھ سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بموجب اس قاعدہ کے جو مکتی یابوں کو ایک مدت کے بعد پھر تناسخ کے چکر میں ڈالا جاتا ہے اور طرح طرح کے جونوں کی ذلت ان کو دیکھنی پڑتی ہے لازم آتا ہے کہ آریہ صاحبوں کا کوئی مقدس بزرگ اس ذلت سے باہر نہ ہو گو ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ ہم کسی قوم کے بزرگوں کو ذلّت کے داغ کی طرف منسوب کریں بلکہ ہماری یہ رائے ہے کہ جس شخص کو خدائے کریم اپنے فضل عظیم سے اپنی معرفت اور محبت اور اپنے پاک تعلق سے حصّہ کامل بخشتا ہے اور اپنے عزت والے گروہ میں داخل کرتا ہے پھر اس کو کبھی ذلیل نہیں کرتا اور ممکن نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے قرب کا اتنا بڑا درجہ پا کر پھر کُتّا یا بلّا یا سؤر یا بندر بنایا جاوے مگر آریہ صاحبوں کا یہ قاعدہ چاہتا ہے کہ ضرور مقدس لوگ ان جونوں میں آتے ہیں خواہ وہ اوتار کہلاویں یا رشی یا منی کے درجہ تک پہنچیں ہم باادب دریافت کرتے ہیں کہ کیا وید کے رشی جن پر چاروں وید نازل ہوئے تھے اور راجہ رام چندر اور راجہ کرشن وغیرہ اوتار اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں یا نہیں اور اگر مستثنیٰ ہیں تو کیا وجہ اور اگر نہیں تو ان کو عزت سے یاد کرنا کیا معنے رکھتا ہے کیا عقل سلیم اس بات کو چاہتی ہے کہ ایک کتاب کو تو عزت دی جائے اور اس کو آسمانی کتاب سمجھا جائے مگر جس پر وہ کتاب نازل ہوئی تھی اس کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ وہ رذیل سے رذیل جونوں میں چکر کھاتا پھرتا ہے۔ غرض جو لوگ خدا تعالیٰ کی جناب میں ایک مرتبہ عزت پا گئے پھر ان کو تناسخ کے چکر میں ڈالنا اور کُتّے، بلّے، سؤر بنانا، یہ اُس قدّوس خدا کا فعل نہیں ہے جو پاک بنا کر پھر پلید بنانا نہیں چاہتا۔ ورنہ اس صورت میں آریہ سماجیوں کا کوئی بزرگ بھی یقینی طور پر قابل تعریف نہیں ٹھہرتا کیونکہ کیا معلوم کہ اب وہ کس جون میں ہے۔ غرض اس عقیدہ کے رُو سے آریہ صاحبوں کا پرمیشر نہ صرف بخیلی کی صفت مذمومہ سے موسوم ہوتا ہے بلکہ سخت دل اور ظالم اور کینہ وَر بھی ٹھہرتا ہے کہ جن لوگوں نے اس کے ساتھ سچے دل سے

﴿۳۳﴾

محبت کی اور اس کی راہ میں فدا ہوئے اور اس کو ہمیشہ کے لئے اختیار کیا وہ ان کو بھی مکتی خانہ سے نکال کر اسی وقت یا کچھ دن بعد بندر اور سؤر بنا دیتا ہے ایسے پرمیشر سے کونسی نیکی کی امید ہو سکتی ہے چاہئے کہ آریہ صاحبان اس مضمون کو غور سے مطالعہ کریں اور محض جوش اور غضب سے جواب نہ دیں بلکہ اوّل بات کو سمجھ لیں پھر کوئی کلمہ منہ پر لاویں۔

آریہ سماجیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وید میں عناصر پرستی اور ستارہ پرستی کی تعلیم نہیں ہے اور اس میں محض خدائے واحد لاشریک کی پرستش کی تعلیم ہے لیکن ان کے مقابل پر قدیم مذہب سناتن دھرم کا ہے جو تمام آریہ ورت میں پھیلا ہوا ہے جس کے کروڑہا باشندے اس ملک میں موجود ہیں اور صدہا پنڈت جا بجا پائے جاتے ہیں ان کا یہ بیان ہے کہ ضرور عناصر پرستی کی تعلیمیں وید میں پائی جاتی ہیں اور بلاشُبہ وید یہی ہدایت کرتا ہے کہ تم آگ کی پرستش کرو ہوا کی پرستش کرو، پانی کی پرستش کرو، زمین کی پرستش کرو، سورج کی پرستش کرو، چاند کی پرستش کرو اور اسی وجہ سے آریہ ورت میں قدیم سے ان چیزوں کے پرستار پائے جاتے ہیں چنانچہ گنگا کی پرستش کرنے والے اور کانگڑہ میں جوالامکھی کی آگ کی پرستش کرنے والے اور سورج کے آگے ہاتھ جوڑنے والے اب تک جا بجا ان پرستشوں میں مشغول ہیں اور یہ سب لوگ وید کی پابندی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور قطع نظر اس کے جب کہ ہم خود بھی ایمان اور انصاف کی رُو سے ان ویدوں پر غور کرتے ہیں جو اُردو اور انگریزی میں ترجمہ ہو کر شائع کئے گئے ہیں تو صدہا شرتیوں پر نظر ڈال کر ضرور ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ بلاشبہ ان ویدوں میں آگ اور ہوا اور سورج اور چاند وغیرہ سے دُعائیں مانگی گئی ہیں اور مرادوں کے پانے کے لئے ان سے مدد طلب کی گئی ہے چنانچہ ہم چند شرتیاں **رگ وید** کی اس جگہ محض نمونہ کے طور پر لکھتے ہیں اور یہ حصہ وید کا ترجمہ ہو کر سنسکرت پستک سے دوبارہ مقابلہ کیا گیا ہے اور پنڈتوں کی شہادتوں کے ساتھ اس کی صحت کی اطمینان دلائی گئی ہے اور یونیورسٹی میں پڑھانے کے لئے قبول کیا گیا ہے اور وہ شرتیاں یہ ہیں:۔

﴿۳۴﴾

’’میں اگنی دیوتا کی جو ہوم کا بڑا گرو کارکن اور دیوتاؤں کو نذریں پہنچانے والا اور بڑے ثروت والا ہے مہما کرتا ہوں۔ ایسا ہو کہ اگنی جس کی مہما زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے رشی کرتے چلے آئے ہیں دیوتاؤں کو اس طرف متوجہ کرے۔ اے اگنی جو کہ دو لکڑیوں کے رگڑنے سے پیدا ہوئی ہے اس پاک کٹے ہوئے کشا پر دیوتاؤں کو لا تو ہماری جانب سے اُن کا بلانے والا ہے اور تیری پرستش ہوتی ہے۔ اے اگنی آج ہماری خوش ذائقہ قربانی دیوتاؤں کو ان کے کھانے کے واسطے پیش کر۔ اے اگنی، وایو، سورج وغیرہ دیوتاؤں کو ہماری نذر پیش کر۔ اے بے عیب اگنی تو منجملہ اور دیوتاؤں کے ایک ہوشیار دیوتا ہے جو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمیں اولاد عطا کرتا ہے، تمام دولتوں کا تو ہی بخشنے والا ہے، اے اگنی سُرخ گھوڑوں کے سوامی ہماری استت سے پرسن ہو۔ تینتیس دیوتاؤں کو یہاں لا۔ اے اگنی جیسا کہ تو ہے لوگ اپنے گھروں میں تجھے محفوظ جگہ میں روشن کرتے ہیں۔ اے عاقل اگنی تو پناپت ہے یعنی اپنے جسم کا آپ جلانے والا ہے آج ہماری خوش ذائقہ قربانی دیوتاؤں کو ان کے کھانے کے لئے پیش کر۔ اے اِندر اے وایو یہ ارگ تمہارے واسطے چھڑکا گیا ہے ہمارے واسطے کھانا لے کر ادھر آؤ۔ اے اندر کوسیکا رشی کے پوتر جلد آ اور مجھ رشی کو مال دار کر دے[1]۔ اے سورج اور چاند ہمارے یگ کو کامیاب کرو اور ہماری قوت زیادہ کرو۔ تم بہت آدمیوں کے فائدے کے لئے پیدا ہوئے ہو بہتوں کو

﴿۳۵﴾

[1] تمام پرانوں کے شجرہ میں لکھا ہے کہ کوسیکا کا بیٹا وشوامتر تھا اور سیانا وید کا بھاشیکار اس کی وجہ بیان کرنے کو کہ اندر کوسیکا کا کیونکر پوتر ہو گیا یہ قصّہ بیان کرتا ہے جو کہ وید کے تتمہ انوکرامیتکا میں درج ہے کہ کوسیکا اشرا تھا کے پوتر نے یہ دل میں خواہش کر کے کہ اندر کی توجہ سے میرا بیٹا ہو تپ جپ اختیار کیا تھا جس تپ کے بدلہ میں خود اندر نے ہی اس کے گھر جنم لے لیا اور آپ ہی اس کا بیٹا بن گیا۔ منہ

تمہارا ہی آسرا ہے (غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک طرف اس شرتی میں اقرار ہے کہ سورج اور چاند دونوں مخلوق اور پیدا شدہ ہیں اور پھر ان سے مرادیں بھی مانگی گئی ہیں) سورج کے نکلنے پر ستارے اور رات چوروں کی طرح بھاگ جاتے ہیں۔ ہم سورج کے پاس جاتے ہیں جو دیوتاؤں کے بیچ نہایت عمدہ دیوتا ہے۔ اے چاند ہمیں تہمت سے بچا گناہ سے محفوظ رکھ۔ ہمارے توکل سے خوش ہو کر ہمارا دوست ہو جا ایسا ہو کہ تیری قوت زیادہ ہو۔ اے چاند تو دولت کو بخشنے والا ہے اور مشکلوں سے نجات دینے والا ہمارے مکان پر دلیر بہادروں کے ہمراہ آ۔ اے چاند اور اگنی تم مرتبہ میں برابر ہو ہماری تعریفوں کو آپس میں بانٹ لو کہ تم ہمیشہ دیوتاؤں کے سردار رہے ہو۔ میں جَل دیوتا کو جس میں ہمارے مویشی پانی پیتے ہیں بلاتا ہوں۔ اے دھرتی دیوتا ایسا ہو کہ تو بہت وسیع ہو جائے تجھ پر کانٹے نہ رہیں اور تو ہمارے رہنے کی جگہ ہو جائے اور ہمیں بڑی خوشی دے۔

﴿۳۶﴾ یہ چند شرتیاں ہیں جو ہم نے رگ وید سے بطور نمونہ کے لکھی ہیں جس کا جی چاہے اصل سنسکرت پستک سے مقابلہ کر لے۔ اس قسم کی شرتیاں جو صدہا وید میں پائی جاتی ہیں سناتن دھرم والے ہزارہا پنڈت جو آریہ ورت میں موجود ہیں۔ ان کے یہی معنے کرتے ہیں کہ ان سے عناصر پرستی ثابت ہوتی ہے اسی وجہ سے آریہ قوم میں آگ کی پوجا کرنے والے اور ایسا ہی پانی کی پوجا کرنے والے اور سورج چاند کے پوجاری بھی پائے جاتے ہیں اور ان معنوں پر صرف انہی کی گواہی نہیں بلکہ برہمو مذہب کے صدہا محقق بھی جنہوں نے بڑی محنت سے سنسکرت میں چاروں وید پڑھے تھے آج تک گواہی دیتے آئے ہیں۔

اب غور کا مقام ہے کہ ان سب کے مقابل پر صرف ایک پنڈت دیانند جس کو کوئی وحی الہام نہیں ہوتا تھا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ سب پرمیشر کے نام ہیں اور پھر وہ اس دعویٰ کو بھی اخیر تک نباہ نہیں سکا بلکہ بعض مقام میں جہاں کسی طرح اس کی تاویل پیش نہیں گئی آپ قبول کر لیا ہے کہ اس جگہ آگ سے آگ ہی مراد ہے یا جَل سے جَل ہی مراد ہے اصل

انصاف کی یہ بات ہے کہ پنڈت دیانند وید کی تاویل نہیں کرتا تھا بلکہ ایک دوسرا وید بنانا چاہتا تھا۔ آخر تاویل کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ خدا کے آسمانی بندوں میں سے تو نہیں تھا جو خدا سے الہام پاتے ہیں اور نہ اس کو خدا کا مکالمہ نصیب تھا اور نہ اس کی تائید میں کوئی آسمانی نشان ظاہر ہوئے بلکہ وہ بلا امتیاز صدہا ہندو پنڈتوں میں سے ایک پنڈت تھا پھر خواہ نخواہ بے دلیل اس کی بات کو ماننا انصاف سے بعید ہے جبکہ ہزارہا پنڈت ایک طرف ہیں اور ایک طرف صرف وہ اور خدا کی طرف سے کوئی امتیازی نشان اس کے ساتھ نہیں اور بجز تاویلوں کے اور کوئی کام اس نے نہیں کیا تو کیوں بغیر تحقیق کے خواہ نخواہ اس کی بات مان لی جائے۔ یہ صرف مسلمانوں کا الزام نہیں کہ ویدوں میں مخلوق پرستی کی تعلیم ہے بلکہ سناتن دھرم والے قدیم ہندو جن کے مذہب کے کروڑہا لوگ اس ملک میں پائے جاتے ہیں وہ بھی اس بات کے ہمیشہ (سے) قائل چلے آتے ہیں کہ وید میں مخلوق پرستی کی تعلیم ہے۔ میں ہرگز سمجھ نہیں سکتا کہ اگر وید میں مخلوق پرستی کی تعلیم نہ ہوتی تو پھر کیوں یہ ہزارہا پنڈت یک دفعہ اندھے ہو جاتے اور خلاف واقعہ وید پر تہمتیں لگاتے۔ عناصر پرستی کی شرتیاں صرف ایک دو نہیں بلکہ تمام رگ وید ان سے بھرا پڑا ہے۔ اب کہاں تک انسان تاویل کرتا جاوے۔ اگر دو شرتیاں ہوتیں یا دس[۱۰] ہوتیں یا بیس[۲۰] ہوتیں یا پچاس[۵۰] ہوتیں تو کوئی شخص تکلف سے محنت اُٹھا کر تاویل بھی کرتا مگر وید میں تو صدہا شرتیاں اسی قسم کی پائی جاتی ہیں ان کی کہاں تک تاویل ہو سکے۔ تعصب امر الگ ہے اور گرفتار تعصب جو چاہے کہے لیکن انصاف کے ساتھ اگر سوچا جائے تو کوئی صورت تاویل کی معلوم نہیں ہوتی۔ ﴿۴۷﴾

آریہ سماجیوں کے دل میں خواہ نخواہ یہ وہم پیدا ہو گیا ہے کہ جو کچھ پنڈت دیانند نے سمجھا ہے وہ دوسرے ہزارہا پنڈتوں نے نہیں سمجھا لیکن یہ خیال بالکل بیہودہ ہے۔ وید سامنے موجود ہے اور وہ تین فرقوں کے ہاتھ میں ہے۔ ایک سناتن دھرم والے دوسرے برہم سماج والے۔ تیسرے وید کے

ترجمے جو اُردو اور انگریزی میں ہو چکے ہیں اس صورت میں کوئی قبول کر سکتا ہے کہ اس رائے کے ظاہر کرنے میں کہ ویدوں میں مخلوق پرستی ہے ان تمام لوگوں کی عقل ماری گئی اور صرف پنڈت دیانند صاحب اس دھوکہ سے بچ گئے۔ ہاں میرے خیال میں ایک بات آتی ہے اگر اس امر کو آریہ سماجی لوگ ثابت کر سکیں تو پھر پنڈت دیانند کی تاویل صحیح ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ جس قدر شدّ ومد سے ویدوں میں مخلوق پرستی کی تعلیم ہے جیسا کہ ابھی ہم نے چند شرتیاں نمونہ کے طور پر لکھی ہیں اس کے مقابلہ پر ویدوں میں سے بکثرت ایسی صاف صاف شرتیاں پیش کر دی جائیں جن میں یہ بیان ہو کہ تم نہ تو آگ کی پرستش کرو اور نہ ہوا کی اور نہ پانی کی اور نہ سورج کی اور نہ چاند کی اور نہ کسی اور چیز کی بلکہ محض پرمیشر کی ہی پرستش کرو مگر چاہئے کہ ایسی شرتیاں کم سے کم پچاس یا ساٹھ ہوں کیونکہ جس حالت میں عناصر پرستی اور شمس وقمر کی پوجا کے بارے میں صدہا شرتیاں وید میں پائی جاتی ہیں تو ان کے ردّ میں صرف دو چار شرتیاں کافی نہیں ہو سکتیں کیونکہ وہم گزرتا ہے کہ کسی نے وید کی پردہ پوشی کے لئے پیچھے سے ملا دی ہوں گی۔ اسی فیصلہ کے لئے میں نے یہ گذارش کی ہے۔ اگر ایسی شرتیاں جو مخلوق پرستی کے وہم کو ردّ کرتی ہوں بہت ہی تھوڑی ہوں تب بھی کم سے کم پچاس یا ساٹھ ہونی چاہئیں تا کسی وہم کی گنجائش نہ رہے اور اگر مشرکانہ تعلیم کی کثرت کے مقابل ایسی شرتیوں کی کثرت ثابت نہ ہو تو اگر ایک پنڈت دیانند نہیں کروڑہا پنڈت دیانند ہوں ہرگز ان مشرکانہ شرتیوں کی تاویل میں ایمانداری سے جواب نہیں دے سکے گا۔ ظاہر ہے کہ وید کی ان تعلیموں سے کروڑہا مخلوقات گمراہ ہو چکی ہے اور بیسیوں مخلوق پرستی کے مذہب آریہ قوم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ پس اگر فرض کے طور پر پنڈت دیانند کی طرح کسی اور وید کے بھاشی کار نے بھی ان شرتیوں کی وہی تاویل کی ہو جو دیانند نے کی ہے تو وہ بھی ہرگز پذیرائی کے لائق نہیں ہو گی کیونکہ ایسی تاویل کرنے والے کو وحی اور الہام کا دعویٰ نہیں ممکن ہے کہ کسی شخص نے جس کو مشرکانہ تعلیم بُری معلوم ہوئی ہو۔ وید کی ان شرتیوں پر اپنی تاویل سے پردہ ڈال دیا ہو تو جبکہ اس کے مقابل

﴿۳۸﴾

دوسرے بھاشی کاروں نے قبول کیا ہے کہ ضرور اس میں مشرکانہ تعلیم ہے تو دو مختلف رائیوں کے ساتھ فیصلہ کیونکر ہو اور ایسے بے اصل خیالات سے گو وہ قدیم ہوں یا جدید قطعی طور پر ہرگز یہ رائے قائم نہیں ہو سکتی کہ وید اس داغ سے مبّرا ہے کیونکہ ہم دوسرے بھاشی کاروں کی شہادت کو کہاں چھپائیں اور جس طور کے معنی کروڑ ہا لوگ ابتدا سے سمجھتے چلے آئے ہیں ان معنوں سے بلاوجہ کیونکر اعراض کیا جائے۔ یہ وید کا خود اپنا فرض تھا کہ جس حالت میں اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے جن سے قوم شرک کی نجاست سے آلودہ ہوگئی تو وہ دھوکہ دور کرنے کے لئے آپ ہی پچاس[۵۰] یا ساٹھ[۶۰] یا سو[۱۰۰] مرتبہ تاکید کے طور پر بار بار لکھ دیتا کہ تم سورج چاند آگ پانی وغیرہ کی پرستش ہرگز نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

ایک اور امر ہے جو قرآن شریف کی تعلیم سے ہمیں معلوم ہوا ہے اور ہم تکمیل بحث کے لئے اس کا ذکر بھی اس جگہ مناسب سمجھتے ہیں اور ہمیں خیال گذرتا ہے کہ شاید رگ وید کی شرتیوں کا بھی یہی منشاء ہو اور پھر ایک زمانہ کے گزرنے کے بعد وہ منشاء سطحی نظروں سے چھُپ گیا اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی ممکن ہے کہ ابتدا زمانہ میں ایسی شرتیاں وید میں بہت ہوں جن کا مضمون یہ ہو کہ آگ اور پانی اور ہوا اور سورج اور چاند وغیرہ کی پرستش نہیں کرنی چاہیئے پھر بعد میں جبکہ آریہ ورت میں ایسے فرقے بہت پیدا ہو گئے جو وید کے ظاہری الفاظ کو دیکھ کر عناصر پرست اور آفتاب پرست وغیرہ بن گئے تو رفتہ رفتہ انہوں نے وہ شرتیاں وید میں سے نکال دیں کیونکہ طبعاً انسان میں یہ عادت ہے کہ جب وہ اپنی عقل اور فہم کی حد تک دو مخالف مضمون کو ایک کتاب میں دیکھتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح ان دونوں کو مطابق کرے اور جب مطابق نہیں کر سکتا تو پھر اس کوشش میں لگ جاتا ہے کہ کسی طرح اس حصہ کو نکال دے کہ جو اس کے مسلّم حصہ کے مخالف ہے۔ جیسا کہ عیسائی صاحبان بھی دن رات یہی کوشش کر رہے ہیں اور انجیل

﴿۳۹﴾

کے وہ حصے جن میں صریح گواہی دی گئی ہے کہ یسوع ابن مریم انسان تھا وہ ان پر بہت ناگوار گذر رہے ہیں اگر ان کے مشورہ سے انجیلیں لکھی جاتیں تو بہت سے مقامات انجیل کے نکال دینے کے لائق تھے اور حتی المقدور اب بھی یہ کارروائی مختلف ترجموں کے ذریعہ سے کی جاتی ہے۔ اسی طرح اس تقریر کے لحاظ سے جو ہم ذیل میں لکھتے ہیں جس کو ہم نے نہ اپنی طرف سے بلکہ قرآن شریف کے استنباط سے لکھا ہے ممکن معلوم ہوتا ہے کہ وید بھی کسی زمانہ میں خدا کی وحی ہو۔ اور خدا کی طرف سے یہ کتاب ہو اور پھر ایک مدت کے بعد اس کے اصلی معنوں کے سمجھنے میں لوگوں نے غلطی کھائی اور اس وجہ سے آریہ ورت میں آریہ قوم میں یہ فرقے پیدا ہو گئے کہ کوئی سورج کی پوجا کرتا ہے اور کوئی آگ کا پوجاری اور کوئی گنگا سے مرادیں مانگتا ہے اور جب ان فرقوں نے دیکھا کہ وید کی صدہا دوسری شرتیاں مخلوق پرستی کے مخالف ہیں تب انہوں نے رفتہ رفتہ ان تمام شرتیوں کو وید میں سے باہر نکال دیا اور صرف وہی شرتیاں وید میں رہنے دیں جو مشرکانہ تعلیم کے رنگ میں تھیں۔ اگر یہ امر ثابت ہو جائے کہ درحقیقت ایسی صدہا شرتیاں وید میں سے نکال دی گئی ہیں تو کم سے کم ایک خدا ترس کو تقویٰ کے لحاظ سے وید کے بارے میں جلدی سے تکذیب کرنا منع ہوگا اور وید کی تکذیب کے لئے صرف اسؔ قدر کافی نہیں ہوگا کہ اس میں آگ وغیرہ کی پرستش واستت ومہما موجود ہے کیونکہ قرآن شریف کی بعض آیات جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے وید کے اس طرز کو توحید میں داخل کرتی ہیں اور گو عناصر پرستی کے متعلق بعض شرتیاں وید میں اس قسم کی ہیں کہ ان کی تاویل کرنا بہت مشکل ہے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ اس طور پر جو قرآن شریف میں اشارات مذکور ہیں بعض شرتیوں کی تاویل بھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ہم اس قاعدہ کو ذیل میں لکھیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہم یہ بھی اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ گو وید اپنی موجودہ حالت میں ایک دھوکا دینے والی کتاب ہے جو شرک کی تعلیم جا بجا

﴿۴۰﴾

اس میں دکھائی دیتی ہے اور کروڑ ہا لوگوں پر اس کا یہ بد اثر پایا جاتا ہے کہ وہ آتش پرستی وغیرہ مشرکانہ طریقوں میں سرگرم ہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ جو ستارہ پرستی اور آتش پرستی پارسیوں میں موجود ہے وہ بھی وید سے ہی انہیں پہنچی ہے اور تعجب نہیں کہ رومیوں اور یونانیوں میں بھی یہ مشرکانہ تعلیمیں وید کے ذریعہ سے ہی رواج پائی ہوں کیونکہ آریہ قوم کا خیال ہے کہ وید قدیم ہے لہٰذا ہر ایک جھوٹی اور مشرکانہ تعلیم کا سرچشمہ ایسی کتاب کو ہی ماننا پڑے گا جو سب سے پرانی کہلاتی ہے پس وہ نمونہ جو وید کی تعلیم نے دکھلایا ہے وہ ان کروڑ ہا لوگوں کے عقیدوں سے ظاہر ہے جو وید کی پابندی کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ اور موجودہ حالت میں وید میں کوئی نور توحید نظر نہیں آتا۔ ہر ایک صفحہ پر مشرکانہ تعلیم کے الفاظ نظر آتے ہیں اور بے اختیار دل میں گزرتا ہے کہ یہ چار کا عدد ہی شرک سے کچھ مناسبت رکھتا ہے۔ انجیلیں چار تھیں۔ انہوں نے ایک مصنوعی خدا پیش کیا اور پھر وید بھی چار ہیں۔ انہوں نے آگ وغیرہ کی پرستش سکھلائی لیکن تاہم ممکن اور قرین قیاس ہے کہ یہ کتاب تحریف کی گئی ہو اور کسی زمانہ میں صحیح ہو اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو اور پھر نادانوں کے تصرف اور تحریف سے بگڑ گئی ہو اور وہ شرتیاں اس میں سے نکال دی گئی ہوں جن میں یہ ذکر تھا کہ تم سورج اور چاند اور ہوا اور آگ اور پانی اور اکاش اور خاک وغیرہ کی پرستش مت کرو۔ اگرچہ اس قدر تغیر اور انقلاب سے یہ کتاب خطرناک اور مُضر ہوگئی تاہم کسی زمانہ میں بیکار نہ تھی۔ اور جس شخص کو ہندوؤں کی تاریخ سے واقفیت ہے وہ خوب جانتا ہے کہ وید پر بڑے بڑے تغیرات آئے ہیں اور ایک زمانہ میں ویدوں کو مخالفوں نے آگ میں جلا دیا تھا اور مدت تک وہ ایسے لوگوں کے قبضہ میں رہے جو عناصر پرستی اور مُورتی پوجا کے دلدادہ تھے اور بجز اس قسم کے برہمنوں کے دوسروں پر ان کا پڑھنا حرام کیا گیا تھا۔ پس اس وجہ سے وید کے پستک عام طور پر مل نہیں سکتے تھے بلکہ صرف بڑے بڑے برہمنوں کے کتب خانوں میں ہی پائے جاتے

﴿۴۱﴾

تھے جو بُت پرست اور عناصر پرست ہو چکے تھے۔ اس صورت میں خود عقل قبول کرتی ہے کہ ان دنوں میں ان برہمنوں نے بہت کچھ مشرکانہ حاشیے وید پر چڑھائے ہوں گے اور اس بات کے اکثر محقق آریہ ورت کے قائل ہیں کہ بعض زمانوں میں وید بڑھائے گئے اور بعض میں گھٹائے گئے اور بعض وقت جلائے گئے اور جب آریہ قوم نے اندرونی لڑائیوں سے فراغت پائی تو بیرونی حکومتوں کے پنجہ میں پھنس گئے۔ اسلامی حکومت بھی سات سو برس تک اس ملک میں رہی۔ اس لمبے زمانہ میں بھی جو کچھ مسلمانوں نے آریہ قوم کا عقیدہ دیکھا وہ بُت پرستی اور آتش پرستی وغیرہ تھا۔ اسی زمانہ میں شیخ سعدی بھی ایک مرتبہ اس ملک میں آئے تھے اور بُت پرستی کا بڑا زور تھا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب بوستان میں فرماتے ہیں:-

بتک را یکے بوسہ دادم بدست　　　　که لعنت بروباد و بر بُت پرست

گائے کے لئے جس قدر آریہ صاحبوں کو جوش ہے وہ بھی دراصل مخلوق پرستی کی ایک جڑھ ہے ورنہ ایک حیوان کے لئے اس قدر جوش کیا معنے رکھتا ہے۔ قریباً تیرہ سو[۱۳۰۰] برس ہوتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس ملک کا ایک حصّہ فتح کر لیا تھا اس وقت بھی اس ملک میں عام طور پر بُت پرستی اور آتش پرستی وغیرہ پھیلی ہوئی تھی پس جہاں تک تاریخ کا قدم روشنی میں ہے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آریہ ورت پر کوئی ایسا زمانہ بھی آیا تھا کہ وہ خدا پرست تھے۔

مسلمانوں پر یہ اعتراض آریوں کا کہ ان کے بادشاہوں نے ہمارے بزرگوں کو جبراً بُت پرستی سے چھڑا کر مسلمان بنایا تھا یہ بھی صاف بتلا رہا ہے کہ اب تک آریہ صاحبوں کو بُت پرستی سے بہت پیار ہے۔ عملی طور پر توحید سے کچھ تعلق ثابت نہیں ہوتا اس پر یہ کافی دلیل ہے کہ وہ بُت پرستوں کے مسلمان ہونے سے بہت ناراض ہیں۔ ایک بُت پرست حقیقت رائے کا قصّہ بھی اسی غرض سے گھڑا گیا ہے جس کو بقول اُن کے کسی مسلمان بادشاہ نے مورتی پوجا سے جبراً چھڑا کر مسلمان کرنا چاہا تھا مگر وہ لڑکا بُت پرستی پر ﴿۴۲﴾

عاشق تھا اسی میں اس نے جان دی۔
غرض اسلامی تاریخ بھی قریباً ایک ہزار برس سے اس بات کی گواہ ہے کہ یہ ملک آریہ ورت بُت پرستی اور مورتی پوجا کا ایک بھاری مرکز ہے۔ اس زمانہ کا کون ثبوت دے سکتا ہے کہ جب ان کروڑ ہا لوگوں کی طرح جو بُت پرست اور عناصر پرست نظر آتے ہیں۔ وید مقدس کی تعلیم سے اس ملک میں کروڑ ہا خدا پرست موحّد بھی موجود تھے۔ جگن ناتھ جی کا قدیم بُت خانہ اور ایسا ہی اور بعض پُرانے بُت خانے جن کی عمارت ہزار ہا برس کی معلوم ہوتی ہے صاف طور پر گواہی دے رہے ہیں کہ یہ بُت پرستی اور مورتی پوجا کا مذہب کچھ نیا نہیں بلکہ قدیم ہے۔ ایسا ہی بھاگوت وغیرہ کتابیں جو ہزار ہا برس کی تالیف معلوم ہوتی ہیں جن کو سناتن دھرم والے سیدھے سادھے ہندو بڑے پیار سے پڑھا کرتے ہیں اس قدامت شرک کے گواہ ہیں۔ اس کے ساتھ پُرانے کتبے بھی اس ملک میں ایسے پائے گئے ہیں کہ وہ ایک پُرانے زمانے کی حالت کی ایک آئینہ کی طرح شکل دکھلا رہے ہیں اور بلند آواز سے گواہی دے رہے ہیں کہ اُس وقت بھی اس ملک میں بُت پرستی تھی اور جہاں تک تاریخ کا سلسلہ صفائی سے چل سکتا ہے یہی ظلمت شرک اور عناصر پرستی اور مورتی پوجا کی رسوم ہر ایک زمانہ میں پائی جاتی ہیں اور ایسی گلے کا ہار ہو رہی ہیں کہ جب تک ایک ہندو اسلام اختیار نہ کرے یہ شرک کا داغ اس سے بکلی دُور ہی نہیں ہو سکتا گو آریہ سماجی بنے یا کچھ اور ہو جائے زمانہ دراز سے جس کا ابتدا معلوم کرنا مشکل ہے مورتی پوجا اور عناصر پرستی کا مذہب آریہ قوم میں چلا آتا ہے اور دوسری قوموں کے مورخوں کو کبھی یہ نصیب نہیں ہوا کہ وہ گواہی دیں کہ آریہ ورت میں بھی کسی وقت توحید تھی اور اس زمانۂ دراز میں اگر ہم یہ کہیں کہ کروڑ ہا پنڈت آریہ ورت میں عناصر پرستی کے حامی گذرتے ہیں تو یہ کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ پس ایسے پنڈتوں کے وجود سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمیشہ تمام ملک ایک سمندر کی طرح بُت پرستی

﴿۴۳﴾

اور عناصر پرستی اور مورتی پوجا سے بھرا رہا ہے اور اس ملک کو توحید نصیب نہ ہوئی جب تک اسلام اس ملک میں نہ آیا مگر جن بادشاہوں نے توحید کو اس ملک میں پھیلایا اور بُت پرستی کی جڑ کھوئی وہی آریہ صاحبوں کی نظر میں بُرے بنے۔ اب تک ہندو صاحبان محمود غزنوی کو بھی گالیاں دیتے ہیں کہ اس نے کیوں ان کے قدیم بُت خانے توڑے۔ غرض بت پرستی اور عناصر پرستی کا مذہب اس ملک میں اس قدر قدیم ہے کہ محققانہ طور پر اس کا کوئی ابتدا اٹھہرانا مشکل ہے بجز اس کے کہ اس مذہب کو وید کے ساتھ ساتھ تسلیم کیا جائے مگر پھر بھی جیسا کہ مَیں نے اوپر ذکر کیا ہے مجھے بعض قرآنی آیتوں پر نظر ڈال کر خیال آتا ہے کہ شاید اصل تعلیم وید کی عناصر پرستی سے پاک ہو اور عناصر کی مہما اور اُستت سے کچھ اور مطلب ہو مگر جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے یہ میرا خیال اس وقت یقین کے مرتبہ تک پہنچے گا جبکہ وید کی پچاس یا ساٹھ یا ستّر شرتیوں سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ ان تمام عناصر اور اجرامِ فلکی کی پوجا سے جن کی مہما اور اُستت رگ وید میں موجود ہے صاف اور صریح لفظوں کے ساتھ منع کرتا ہے۔

وید کی شرتیوں کی وہ تاویل جس کے لکھنے کا ہم نے وعدہ کیا تھا

وید کی شرتیوں کی وہ تاویل جس کا میں اُوپر ذکر کر آیا ہوں قرآن شریف کی چند آیتوں پر غور کرنے سے میرے دل میں گزرتی ہے۔ پہلی آیت یہ کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورۃ فاتحہ میں فرماتا ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ یعنی ہر ایک حمد اور ثنا اس خدا کے لئے مسلّم ہے جس کی تربیت ہر ایک عالم میں یعنی ہر ایک رنگ میں ہر ایک ﴿۴۴﴾

پیرایہ میں اور ہر ایک فائدہ بخش صنعت الٰہی کے ذریعہ سے مشہود اور محسوس ہو رہی ہے یعنی جن جن متفرق وسیلوں پر اس دنیا کے لوگوں کی بقا اور عافیت اور تکمیل موقوف ہے۔ دراصل ان کے پردہ میں ایک ہی پوشیدہ طاقت کام کر رہی ہے جس کا نام اللہ ہے۔ چنانچہ اس دنیا کے کاروبار کی تکمیل کے لئے ایک قسم کی تربیت سورج کر رہا ہے جو ایک حد تک انسان کے بدن کو گرمی پہنچا کر دورانِ خون کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جس سے انسان مرنے سے بچتا ہے اور اس کی آنکھوں کے نور کی مدد کرتا ہے۔ پس حقیقی سورج جو حقیقی گرمی پہنچانے والا اور حقیقی روشنی عطا کرنے والا ہے وہ خدا ہے کیونکہ اسی کی طاقت کے سہارے سے یہ سورج بھی کام کر رہا ہے اور اس حقیقی سورج کا صرف یہی کام نہیں کہ وہ دورانِ خون کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہے جس پر جسمانی زندگی موقوف ہے۔ اس طرح پر کہ اس فعل کا آلہ انسان کے دل کو ٹھہراتا ہے اور آسمانی روشنی سے آنکھوں کے نور کی مدد کرتا ہے بلکہ وہ روحانی زندگی کو نوعِ انسان کے تمام اعضاء تک پہنچانے کے لئے منجملہ انسانوں کے ایک انسان کو اختیار کر لیتا ہے اور انسانی سلسلہ کے مجموعہ کے لئے جو ایک جسم کا حکم رکھتا ہے اس کو بطور دل کے قرار دے دیتا ہے اور اس کو روحانی زندگی کا خون نوع انسان کے تمام اعضاء تک پہنچانے کے لئے ایک آلہ مقرر کر دیتا ہے۔ پس وہ طبعاً اس خدمت میں لگا رہتا ہے کہ ایک طرف سے لیتا اور پھر تمام مناسب اطراف میں تقسیم کر دیتا ہے اور جیسا کہ غیر حقیقی اور جسمانی سورج آنکھوں کو کامل روشنی پہنچاتا اور تمام نیک بد چیزیں ان پر کھول دیتا ہے۔ ایسا ہی یہ حقیقی سورج دل کی آنکھ کو معرفت کے بلند مینار تک پہنچا کر دن چڑھا دیتا ہے اور جیسا کہ وہ جسمانی سورج حقیقی سورج کے سہارے سے پھلوں کو پکاتا ہے اور ان میں شیرینی اور حلاوت ڈالتا اور عفونتوں کو دُور کرتا اور بہار کے موسم میں تمام درختوں کو ایک سبز چادر پہناتا اور خوشگوار پھلوں کی دولت سے ان کے دامن کو پُر کرتا اور پھر خریف

میں اس کے برخلاف اثر ظاہر کرتا ہے اور تمام درختوں کے پتے گرا دیتا اور بدشکل بنا دیتا اور پھلوں سے محروم کرتا اور بالکل انہیں ننگے کر دیتا ہے بجز ان ہمیشہ بہار درختوں کے جن پر وہ ایسا اثر نہیں ڈالتا یہی کام اس حقیقی آفتاب کے ہیں جو سرچشمہ تمام روشنیوں اور فیضوں کا ہے وہ اپنی مختلف تجلیات سے مختلف طور کے اثر دکھاتا ہے ایک قسم کی تجلی سے وہ بہار پیدا کر دیتا ہے اور پھر دوسری قسم کی تجلی سے وہ خزاں لاتا ہے اور ایک تجلی سے وہ عارفوں کے لئے معرفت کی حلاوتیں پیدا کرتا ہے اور پھر ایک تجلی سے کفر اور فسق کا عفونت ناک مادہ دنیا سے دُور اور دفع کر دیتا ہے۔ پس اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ تمام کام جو یہ جسمانی آفتاب کر رہا ہے وہ سب کام اس حقیقی آفتاب کے ظل ہیں اور یہ نہیں کہ وہ صرف روحانی کام کرتا ہے بلکہ جس قدر اس جسمانی سورج کے کام ہیں وہ اس کے اپنے کام نہیں ہیں بلکہ درحقیقت اسی معبود حقیقی کی پوشیدہ طاقت اس کے اندر وہ تمام کام کر رہی ہے جیسا کہ اُسی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے قرآن شریف میں ایک ملکہ کا قصہ لکھا ہے جو آفتاب پرست تھی اور اس کا نام بلقیس تھا اور وہ اپنے ملک کی بادشاہ تھی اور ایسا ہوا کہ اس وقت کے نبی نے اس کو دھمکی دے بھیجی کہ تجھے ہمارے پاس حاضر ہونا چاہئے ورنہ ہمارا لشکر تیرے پر چڑھائی کرے گا اور پھر تیری خیر نہیں ہوگی۔ پس وہ ڈر گئی اور اس نبی کے پاس حاضر ہونے کے لئے اپنے شہر سے روانہ ہوئی اور قبل اس کے کہ وہ حاضر ہو اس کو متنبہ کرنے کے لئے ایک ایسا محل طیار کیا گیا جس پر نہایت مصفّا شیشہ کا فرش تھا اور اس فرش کے نیچے نہر کی طرح ایک وسیع خندق طیار کی گئی تھی جس میں پانی بہتا تھا اور پانی میں مچھلیاں چلتی تھیں جب وہ ملکہ اس جگہ پہنچی تو اس کو حکم دیا گیا کہ محل کے اندر آجا تب اس نے نزدیک جا کر دیکھا کہ پانی زور سے بہہ رہا ہے اور اس میں مچھلیاں ہیں۔ اس نظارہ سے اس پر یہ اثر ہوا کہ اُس نے اپنی پنڈلیوں پر سے کپڑا اُٹھا لیا کہ ایسا نہ ہو کہ پانی میں تر ہو جائے۔ تب اُس نبی نے اس ملکہ کو جس کا نام بلقیس تھا آواز دی کہ

﴿۴۵﴾

اے بلقیس تو کس غلطی میں گرفتار ہوگئی۔ یہ تو پانی نہیں ہے جس سے ڈر کر تُو نے پاجامہ اُوپر اُٹھالیا۔ یہ تو شیشہ کا فرش ہے اور پانی اس کے نیچے ہے۔ اس مقام میں قرآن شریف میں یہ آیت ہے۔ قَالَ اِنَّهٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِيۡرَ [1] یعنی اس نبی نے کہا کہ اے بلقیس تو کیوں دھوکا کھاتی ہے یہ تو شیش محل کے شیشے ہیں جو اُوپر کی سطح پر بطور فرش کے لگائے گئے ہیں اور پانی جو زور سے بہہ رہا ہے وہ تو ان شیشوں کے نیچے ہے نہ کہ یہ خود پانی ہیں تب وہ سمجھ گئی کہ میری مذہبی غلطی پر مجھے ہوشیار کیا گیا ہے اور مَیں نے فی الحقیقت جہالت کی راہ اختیار کر رکھی تھی جو سورج کی پوجا کرتی تھی۔ ﴿۴۶﴾

تب وہ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لائی اور اُس کی آنکھیں کھل گئیں اور اُس نے یقین کر لیا کہ وہ طاقتِ عظمیٰ جس کی پرستش کرنی چاہئے وہ تو اور ہے اور مَیں دھوکہ میں رہی اور سطحی چیز کو معبود ٹھہرایا اور اس نبی کی تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ دنیا ایک شیش محل ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور عناصر وغیرہ جو کچھ کام کر رہے ہیں۔ یہ دراصل ان کے کام نہیں یہ تو بطور شیشوں کے ہیں بلکہ ان کے نیچے ایک طاقت مخفی ہے جو خدا ہے۔ یہ سب اس کے کام ہیں۔ اس نظارہ کو دیکھ کر بلقیس نے سچے دل سے سورج کی پوجا سے توبہ کی اور سمجھ لیا کہ وہ طاقت ہی اور ہے کہ سورج وغیرہ سے کام کراتی ہے اور یہ تو صرف شیشے ہیں۔

یہ تو ہم نے سورج کا حال بیان کیا ایسا ہی چاند کا حال ہے۔ جن صفات کو چاند کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل خدا تعالیٰ کی صفات ہیں۔ وہ راتیں جو خوفناک تاریکی پیدا کرتی ہیں چاند ان کو روشن کرنے والا ہے۔ جب وہ چمکتا ہے تو فی الفور اندھیری رات کی تاریکی اُٹھ جاتی ہے۔ کبھی وہ پہلے وقت سے ہی چمکنا شروع کرتا ہے اور کبھی کچھ تاریکی کے بعد نکلتا ہے۔ یہ عجیب نظارہ ہوتا ہے کہ ایک طرف چاند چڑھا اور ایک طرف تاریکی کا نام ونشان نہ رہا۔ اسی طرح خدا بھی جب نہایت گندہ اور تاریک

[1] النمل : ۴۵

آدمیوں پر جو اس کی طرف جھکتے ہیں چمکتا ہے تو ان کو اسی طرح روشن کر دیتا ہے جیسا کہ چاند رات کو روشن کرتا ہے۔ اور کوئی انسان اپنی عمر کے پہلے زمانہ میں ہی اس چاند کی روشنی سے حصہ لیتا ہے اور کوئی نصف عمر میں اور کوئی آخری حصہ میں اور بعض بدبخت سلخ کی راتوں کی طرح ہوتے ہیں یعنی تمام عمر ان پر اندھیرا ہی چھائے رہتا ہے۔ اس حقیقی چاند سے حصہ لینا ان کو نصیب نہیں ہوتا۔ غرض کہ یہ سلسلہ چاند کی روشنی کا اُس حقیقی چاند کی روشنی سے بہت مناسبت رکھتا ہے۔ ایسا ہی چاند پھلوں کو موٹا کرتا اور اُن میں طراوت ڈالتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت کر کے اپنے درختِ وجود میں پھل تیار کرتے ہیں چاند کی طرح خدا کی رحمت ان کے شامل حال ہو جاتی ہے اور اس پھل کو موٹا اور تازہ بتازہ کر دیتی ہے اور یہی معنے رحیم کے لفظ میں مخفی ہیں جو سورۃ فاتحہ میں خدا کی دوسری صفت بیان کی گئی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جسمانی طور پر چار قسم کی ربوبیت ایسی ہو رہی ہے جس سے نظامِ عالم وابستہ ہے۔ ایک آسمانی ربوبیت یعنی اکاش سے ہے جو جسمانی تربیت کا سرچشمہ ہے جس سے پانی برستا ہے اگر وہ پانی کچھ مدّت نہ برسے تو جیسا کہ علم طبعی میں ثابت کیا گیا ہے۔ کنوؤں کے پانی بھی خشک ہو جائیں یہ آسمانی ربوبیت یعنی اکاش کا پانی بھی دنیا کو زندہ کرتا ہے اور نابود کو بود کی حالت میں لاتا ہے۔ اس طور پر آسمان ایک پہلا ربّ النوع ہے جس☆ سے پانی برستا ہے۔ جس کو وید میں اندر کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ [1]۔ اس جگہ آسمان سے مُراد وہ کرۂ زمہریر ہے جس سے پانی برستا ہے اور اس آیت میں اس کرۂ زمہریر کی قسم کھائی گئی جو مینہ برساتا ہے اور رجع کے معنی مینہ ہے اور خلاصہ معنی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں وحی کا ثبوت دینے

﴿۴۷﴾

☆ قرآن شریف کی اصطلاح کی رُو سے جو فضا یعنی پول اوپر کی طرف ہے جس میں بادل جمع ہو کر مینہ برستا ہے اس کا نام بھی آسمان ہے جس کو ہندی میں اکاش کہتے ہیں۔ منہ

[1] الطارق:۱۲

کے لئے آسمان کو گواہ لاتا ہوں جس سے پانی برستا ہے یعنی تمہاری روحانی حالت بھی ایک پانی کی محتاج ہے اور وہ آسمان سے ہی آتا ہے جیسا کہ تمہارا جسمانی پانی آسمان سے آتا ہے اگر وہ پانی نہ ہو تو تمہاری عقلوں کے پانی بھی خشک ہو جائیں۔ عقل بھی اُسی آسمانی پانی یعنی وحی الٰہی سے تازگی اور روشنی پاتی ہے۔ غرض جس خدمت میں آسمان لگا ہوا ہے یعنی پانی برسانے کی خدمت یہ کام آسمان کا خدا تعالیٰ کی پہلی صفت کا ایک ظل ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابتدا ہر ایک چیز کا پانی سے ہے۔ انسان بھی پانی سے ہی پیدا ہوتا ہے اور وید کی رُو سے پانی کا دیوتا اکاش ہے جس کو وید کی اصطلاح میں اندر کہتے ہیں مگر یہ سمجھنا غلطی ہے کہ یہ اندر کچھ چیز ہے بلکہ وہی پوشیدہ اور نہاں در نہاں طاقت عظمٰی جس کا نام خدا ہے اس میں کام کر رہی ہے اسی کو بیان کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یعنی سورۃ فاتحہ میں یوں فرمایا ہے۔ ﴿۴۸﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ[1]

یعنی مت خیال کرو کہ بجز خدا کے کوئی اور بھی ربّ ہے جو اپنی ربوبیّت سے دنیا کی پرورش کر رہا ہے بلکہ وہی ایک خدا ہے جو تمہارا ربّ ہے۔ اسی کی طاقت ہر ایک جگہ کام کرتی ہے۔ اس جگہ اس ترتیب کے لحاظ سے جو اس سورۃ میں ہے اندر دیوتا کا ردّ ملحوظ ہے کیونکہ پہلی تربیت اسی سے شروع ہوتی ہے۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں آسمان یا اکاش کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے دنیا کے لوگ تمام قضاء و قدر کو آسمان کی طرف منسوب کیا کرتے ہیں۔ اور بُت پرستوں کے نزدیک بڑا ربّ النوع وہی ہے جو اندر کہلاتا ہے۔ پس اِس جگہ اسی کا ردّ منظور ہے اور یہ جتلانا مقصود ہے کہ حقیقی اندر وہی اکیلا خدا ہے۔ اسی کی طاقت ہے جو پانی برساتی ہے۔ آسمان کو **ربّ العالمین** کہنا حماقت ہے بلکہ **ربّ العالمین** وہی ہے جس کا نام اللہ ہے۔

غرض خدا تعالیٰ کی یہ پہلی ربوبیت ہے جس کو نادانوں نے اکاش یعنی اندر کی طرف منسوب

[1] الفاتحة : ۲

کیا ہے۔ بات یہی ہے کہ اندھوں کو اکاش سے پانی برستا نظر آتا ہے مگر برسانے والی ایک اور طاقت ہے اور اس طور پر برسانا یہ جلوہ دکھلاتا ہے کہ یہ بھی اس کی ایک صفت ہے۔ پس آسمان کی یہ ظاہری ربوبیت اس کی حقیقی ربوبیت کا ایک ظل ہے اور جو سامان رعد اور صاعقہ وغیرہ کا بادل میں ہوتا ہے۔ دراصل یہ سب اس کی صفات کے رنگوں میں سے ایک رنگ ہے۔ پھر دوسری ربوبیت خدا تعالیٰ کی جو زمین پر کام کر رہی ہے رحمانیت ہے۔ اس لفظ رحمان سے بُت پرستوں کے مقابل پر سورج دیوتا کا ردّ ملحوظ ہے کیونکہ بموجب بُت پرستوں کے خیال کے جیسا کہ اکاش یعنی آسمان پانی کے ذریعہ سے چیزوں کو پیدا کرتا ہے۔ ایسا ہی سورج بہار کے ایّام میں تمام درختوں کو لباس پہناتا ہے۔ گویا یہ اس کی وہ رحمت ہے جو کسی عمل پر مترتب نہیں۔ پس سورج جسمانی طور پر رحمانیت کا مظہر ہے کیونکہ وہ موسم بہار میں ننگے درختوں کو پتوں کی چادر پہناتا ہے اور اس وقت تک درختوں نے اپنے طور پر کوئی عمل نہیں کیا ہوتا یعنی کچھ بنایا نہیں ہوتا۔ تا بنائے ہوئے پر کچھ زیادہ کیا جائے بلکہ وہ خزاں کی غارت گری کے باعث محض ننگے اور برہنہ کھڑے ہوتے ہیں پھر سورج کے پرتوِ عاطفت سے ہر ایک درخت اپنے تئیں آراستہ کرنا شروع کر دیتا ہے آخر سورج کی مدد سے درختوں کا عمل اس حد تک پہنچتا ہے کہ وہ پھل بنا لیتے ہیں۔ پس جبکہ وہ پھل بنا کر اپنے عمل کو پورا کر چکتے ہیں تب چاند ان پر اپنی رحیمیت کا سایہ ڈالتا ہے اور رحیم اس کو کہتے ہیں کہ عمل کرنے والے کو اس کی تکمیل عمل کے لئے مدد دے تا اس کا عمل ناتمام نہ رہ جاوے۔ پس چاند درختوں کے پھلوں کو یہ مدد دیتا ہے کہ ان کو موٹے کر دیتا ہے اور ان میں اپنی تاثیر سے رطوبت ڈالتا ہے چنانچہ علم طبعی میں یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ چاند کی روشنی میں باغبان لوگ اناروں کے پھٹنے کی آواز سُنا کرتے ہیں۔ غرض استعارہ کے طور پر قمر جو نیّر دوم ہے رحیم کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ بڑا فعل اس کا یہی ہے جو موجود شدہ پھلوں کی مدد کرتا ہے

﴿۴۹﴾

اور موٹا اور تازہ کر دیتا ہے پھر جب وہ پھل طیار ہو جاتے اور اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو زمین ان کو اپنی مالکانہ حیثیت سے اپنی طرف گراتی ہے تا وہ اپنی جزاء سزا کو پہنچیں۔ پس اگر وہ عمدہ اور نفیس پھل ہیں تو زمین پر ان کی بڑی عزّت ہوتی ہے اور وہ قابل قدر جگہوں میں رکھے جاتے ہیں اور اگر وہ ردّی ہیں تو خراب جگہوں میں پھینک دیئے جاتے ہیں اور یہ سزا جزا گویا زمین کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ جو خدا نے اس کی فطرت کو دے رکھی ہے کہ اچھے پھل کی قدر کرتی ہے اور بُرے پھل کو ذلیل جگہ رکھتی ہے۔

غرض وید میں بطور استعارہ کے یہ چار نام ہیں جو چار بڑے بڑے دیوتاؤں کو عطا ہوئے ہیں۔ اوّل اکاش یعنی آسمان جس کو اندر دیوتا☆ بولتے ہیں وہ پانی کا داتا ہے اور قرآن شریف میں ہے کہ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ [1] یعنی ہر ایک چیز پانی سے ہی زندہ ہے۔ اس لئے یہ مجازی دیوتا یعنی اندر جس کو اکاش کہنا چاہئے سب مجازی دیوتاؤں سے بڑا ہے جس کی بغلوں میں سورج اور چاند پرورش پاتے ہیں یہ بہ نسبت اوروں کے ربوبیت عامہ کا دیوتا ہے بعد اس کے سورج دیوتا ہے جو رحمانیت کا مظہر ہے اس کی ربوبیت چاند سے زیادہ اور اکاش یعنی اندر دیوتا سے کم ہے۔ وہ کام جو

﴿۵۰﴾

☆**حاشیہ۔** کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حقیقت میں یہ سب دیوتا ہیں بلکہ یہ سب ایک ہی مالک کے قبضہ میں ہیں۔ اور انسان کے فائدہ کے لئے بنائے گئے ہیں۔ ہم نے اس جگہ دیوتا کا لفظ محض وید کا استعارہ بیان کیا ہے کیونکہ ان چاروں کے فیوض بموجب وید کے ایسے طور سے جاری ہیں کہ گویا اختیار سے یہ فیض پہنچا رہے ہیں مگر یہ سب خدا کی مخلوق ہیں اپنے ارادہ سے کوئی کام نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ کیا کام کرتے ہیں گویا مُردہ بدست زندہ ہیں یہ چار صفات کے نمونہ جو اکاش اور سورج اور چاند اور زمین میں پائے جاتے ہیں یہ انسانوں کو غور کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں تا صفاتِ الٰہی کے سمجھنے میں یہ مدد دیویں مثلاً آریہ لوگ خدا کی رحمانیت سے منکر ہیں اور حالانکہ وید سورج میں استعارہ کے رنگ میں خود رحمانیت کی صفت قرار دیتا ہے یہ اسی غرض سے ہے کہ تا انسانوں کو اس تقریب سے خدا کی رحمانیت پر نظر پڑے۔ منه

[1] الانبياء : ۳۱

اس کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ بغیر موجودگی عمل کے درختوں پر اپنی عنایت اور کرپا ظاہر کرتا ہے کیونکہ درخت ننگ دھڑنگ کھڑے ہوتے ہیں اور خزاں کے مارے ہوئے ایسے ہوتے ہیں کہ گویا مُردے ہیں جو زمین میں گاڑے گئے ہیں اور تہی دست فقیروں کی طرح ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ پس سورج دیوتا بہار کے موسم میں موج میں آکر ان کو لباس بخشتا ہے اور ان کا دامن پھلوں اور پھولوں سے بھر دیتا ہے اور چند روز میں ان کے سر پر پھولوں کے سہرے باندھتا ہے اور سبز پتوں کی ریشمی قبا ان کو پہناتا ہے اور پھلوں کی دولت سے ان کو مال مال کر دیتا ہے اور اس طرح پر ایک شاندار نوشہ ان کو بنا دیتا ہے پس اس کی رحمانیت میں کیا شک رہا جو بغیر کسی سابق عمل کے ننگے درویشوں پر اس قدر کرپا اور مہربانی کرتا ہے۔ اس قسم کے استعارات وید میں بہت موجود ہیں کہ اول شاعرانہ طور پر معلوم ہوتے ہیں اور پھر ذرا غور کریں تو کوئی علمی چمک بھی ان میں دکھائی دیتی ہے۔

پھر سورج کے بعد وید کی رُو سے چاند دیوتا ہے کہ وہ کمزوروں کے عملوں کو دیکھ کر اپنی مدد سے ان کے اعمال انجام تک پہنچاتا ہے یعنی بہار کے موسم میں درخت پھل تو پیدا کر لیتے ہیں لیکن اگر چاند نہ ہوتا تو یہ عمل ان کا ناقص رہ جاتا اور پھلوں میں تازگی اور فربہی اور طراوت ہرگز نہ آتی۔ پس چاند ان کے عمل کا متمم ہے اس لئے اس لائق ہوا کہ مجازی طور پر اس کو رحیم کہا جائے سو وید اس کو رحیم قرار دیتا ہے سو استعارہ کے طور پر کچھ حرج نہیں۔

پھر چاند کے بعد دھرتی دیوتا ہے جس نے مسافروں کو جگہ دینے کے لئے اپنی پشت کو بہت وسیع کر رکھا ہے ہر ایک پھل درخت پر مسافر کی طرح ہوتا ہے آخر کار مستقل سکونت اس کی زمیں پر ہوتی ہے اور زمین اپنے مالکانہ اختیارات سے جہاں چاہے اس کو اپنی پشت پر جگہ دیتی ہے اور جیسا کہ خدا نے قرآن شریف میں فرمایا۔ وَحَمَلْنٰهُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ [1] کہ ہم نے ﴿۵۱﴾

[1] بنی اسرائیل : ۷۱

انسانوں کو زمین پر اور دریاؤں پر خود اُٹھایا۔ ایسا ہی زمین بھی ہر ایک چیز کو اُٹھاتی ہے اور ہر ایک خاکی چیز کی سکونت مستقل زمین میں ہے۔ وہ جس کو چاہے عزت کے مقام پر بٹھاوے اور جس کو چاہے ذلّت کے مقام میں پھینک دے۔ پس اِس طرح پر زمین کا نام مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہوا یعنی استعارہ کے طور پر صحیفۂ فطرت کے آئینہ میں یہ چاروں الٰہی صفات نظر آتی ہیں۔ غرض اسی طرح خدا نے چاہا کہ اپنی صفات کو مجازی مظاہر میں بھی ظاہر کرے۔ تا طالب حق مثالوں کو پا کر اس کے دقیق در دقیق صفات پر اطمینان پکڑ لے۔

اب اس تمام تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ چار مجازی دیوتے جو وید میں مذکور ہیں۔ چار مجازی صفات اپنے اندر رکھتے ہیں۔ چنانچہ اکاش مجازی طور پر ربوبیّت کُبریٰ کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے اور سورج رحمانیت کی صفت سے موصوف ہے اور چاند رحیمیت کی صفت سے حصّہ دیا گیا ہے اور زمین مالکِ یوم الدین کی صفت سے بہرہ یاب ہے اور یہ چاروں صفات مشہود و محسوس ہیں۔ انہی امور کی وجہ سے موٹی عقل والوں نے درحقیقت ان کو دیوتے قرار دیا ہے ☆ اور ان کو ربّ النوع اور قابلِ پرستش سمجھا ہے۔ پس ان لوگوں کے ردّ کے لئے خدا تعالیٰ اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں یعنی سورۃ فاتحہ میں فرماتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. اِيَّاكَ

☆ دیوتا سنسکرت میں ربّ کو کہتے ہیں جو کسی کی ربوبیت کرتا ہے یعنی پرورش کرتا ہے۔ پس سورج بجائے خود ایک ربّ ہے یعنی دیوتا ہے اور چاند بجائے خود ایک ربّ ہے یعنی دیوتا ہے۔ ان تمام ربوں یعنی دیوتاؤں کے سر پر ایک بڑا ربّ ہے جو مدبّر بالا رادہ ہے اور وہی خدا ہے۔ اس کا نام ربّ العالمین ہے یعنی سب کا ربّ اور تمام ربّوں کا بھی ربّ۔ ارادہ اور اختیار سے کام کرنے والا وہی ایک ہے باقی سب کلیں ہیں جو اُس کے ہاتھ سے چلتی ہیں۔ پس عبادت اور حمد کے لائق وہی ہے۔ اِسی واسطے فرمایا۔ الحمدللّٰہ ربّ العالمین۔ منه

نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ [1] ۔امین ۔

ترجمہ:۔حمد اور استت اور مہما اس بڑے ربّ کے لئے خاص ہے جس کا نام اللہ ہے جو ربّ العالمین ہے۔اور رحمان العالمین ہے اور رحیم العالمین ہے۔اور مالک جمیع عالم یوم الدین ہے یعنی یہ مرتبہ پرستش کا خدا کے لئے مخصوص ہے کہ اس کی ربوبیت[1] اور رحمانیت[2] اور رحیمیت[3] اور جزا[4] سزا کے لئے مالکیت ایک عالم اور ایک رنگ میں محدود نہیں بلکہ یہ صفات اس کی بے انتہا رنگوں میں ظاہر ہوتی ہیں کوئی ان کا انتہا نہیں پا سکتا اور آسمان اور سورج وغیرہ کی ربوبیتیں یعنی پرورشیں ایک خاص رنگ اور ایک خاص قسم میں محدود ہیں اور اس اپنے تنگ دائرہ سے آگے نہیں نکلتیں اس لئے ایسی چیزیں پرستش کے لائق نہیں۔علاوہ اس کے ان کے یہ افعال بالا رادہ نہیں بلکہ ان سب کے نیچے الٰہی طاقت کام کر رہی ہے۔پھر فرمایا کہ اے وہ سب کے ربّ کہ جو بے انتہا رنگوں میں اپنے یہ صفات ظاہر کرتا ہے۔پرستش کے لائق تو ہی ہے اور سورج چاند وغیرہ پرستش کے لائق نہیں ہیں۔اسی طرح دوسرے مقام میں فرمایا۔ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ [2] یعنی نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو بلکہ اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے یہ تمام چیزیں سورج چاند۔ آسمان۔آگ۔پانی وغیرہ پیدا کی ہیں۔چاند اور سورج کا ذکر کر کے پھر بعد اس کے جمع کا صیغہ بیان کرنا اس غرض سے ہے کہ یہ کل چیزیں جن کی غیر قومیں پرستش کرتی ہیں۔تم ہرگز ان کی پرستش مت کرو۔پھر اس سورۃ میں یعنی سورۃ فاتحہ میں اس بات کا جواب ہے کہ جب اکاش اور سورج اور چاند اور آگ اور پانی وغیرہ کی پرستش سے منع کیا گیا تو پھر کونسا فائدہ اللہ کی پرستش میں ہے کہ جو ان چیزوں کی پرستش میں نہیں تو دُعا کے پیرایہ میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خدا ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور اپنے تئیں آپ اپنے بندوں پر

﴿۵۲﴾

[1] الفاتحۃ:۲تا۷ [2] حٰمٓ السجدۃ:۳۸

ظاہر کرتا ہے انسان صرف اپنی عقل سے اس کو شناخت نہیں کرتا بلکہ وہ قادر مطلق اپنی خاص تجلّی سے اور اپنی زبردست قدرتوں اور نشانوں سے اپنے تئیں شناخت کرواتا ہے۔ وہی ہے کہ جب غضب اور قہر اس کا دنیا پر بھڑکتا ہے تو اپنے پرستار بندوں کو اس غضب سے بچا لیتا ہے وہی ہے جو انسان کی عقل کو روشن کر کے اور اس کو اپنے پاس سے معرفت عطا کر کے گمراہی سے نجات دیتا ہے اور گمراہ ہونے نہیں دیتا۔ یہ سورۃ فاتحہ کا خلاصہ مطلب ہے جس کو پانچ وقت مسلمان نماز میں پڑھتے ہیں بلکہ دراصل اسی دعا کا نام نماز ہے اور جب تک انسان اس دُعا کو درد دل کے ساتھ خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر نہ پڑھے اور اس سے وہ عقدہ کشائی نہ چاہے جس عقدہ کشائی کے لئے یہ دُعا سکھلائی گئی ہے تب تک اس نے نماز نہیں پڑھی۔ اور اس نماز میں تین چیزیں سکھلائی گئی ہیں۔ ﴿۵۳﴾

(۱)- اوّل خدا تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کی توحید تا انسان چاند سورج اور دوسرے جھوٹے دیوتاؤں سے منہ پھیر کر صرف اسی سچے دیوتا کا ہو جائے اور اس کی رُوح سے یہ آواز نکلے کہ

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ [1]

یعنی مَیں تیرا ہی پرستار ہوں اور تجھ سے ہی مدد چاہتا ہوں اور دوسرے یہ سکھلایا گیا ہے کہ وہ اپنی دُعاؤں میں اپنے بھائیوں کو شریک کرے اور اس طرح پر بنی نوع کا حق ادا کر دے، اس لئے دُعا میں **اھدنا** کا لفظ آیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہم سب لوگوں کو اپنی سیدھی راہ دکھلا۔ یہ معنے نہیں کہ مجھ کو اپنی سیدھی راہ دکھا۔ پس اِس طور کی دُعا سے جو جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے بنی نوع کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے اور تیسرے اس دُعا میں یہ سکھلانا مقصود ہے کہ ہماری حالت کو صرف خشک ایمان تک محدود نہ رکھ بلکہ ہمیں وہ روحانی نعمتیں عطا کر جو تُو نے پہلے راستبازوں کو دی

[1] الفاتحة: ۵

ہیں اور پھر کہا کہ یہ دُعا بھی کرو کہ ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جن کو روحانی آنکھیں عطا نہیں ہوئیں آخر انہوں نے ایسے کام کئے جن سے اسی دنیا میں غضب ان پر نازل ہوا۔ اور یا اس دنیا میں غضب سے تو بچے مگر گمراہی کی موت سے مرے اور آخرت کے غضب میں گرفتار ہوئے۔ خلاصہ دُعا کا یہ ہے کہ جس کو خدا روحانی نعمتیں عطا نہ کرے اور دیکھنے والی آنکھیں نہ بخشے اور دل کو یقین اور معرفت سے نہ بھرے آخر وہ تباہ ہو جاتا ہے اور پھر اس کی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی دنیا میں اس پر غضب پڑتا ہے کیونکہ وہ پاکوں کے حق میں بدزبانی کرتا ہے اور کتوں کی طرح زبان نکالتا ہے۔ پس ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ یہود اپنی شرارتوں اور شوخیوں کی وجہ سے ہلاک کئے گئے اور بارہا طاعون کا عذاب ان پر نازل ہوا جس نے ان کی بیخ کنی کر دی اور یا اگر وہ دنیا میں شوخی اور شرارت نہ کرے اور بدزبانی اور شرارت کے منصوبے میں شریک نہ ہو تو اس کے عذاب کی جگہ عالم ثانی ہے جب اس دنیا سے وہ گزر جائے گا۔ ﴿۵۴﴾

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ممکن ہے کہ **رگ وید** میں جو اندر اور سورج اور چاند اور آگ وغیرہ دیوتاؤں سے دُعائیں مانگی گئی ہیں اس سے مراد وہ اعلیٰ طاقت حضرت احدیّت ہو جو ان کے پردہ میں کام کر رہی ہے جو سب مجازی دیوتاؤں کا دیوتا ہے کیونکہ ہم بعض جگہ قرآن شریف میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پاتے ہیں کہ جس قدر اس عالم میں مختلف چیزیں نظام عالم کا قائم رکھنے کے لئے کام کر رہی ہیں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے نمونے ہیں جو مجازی رنگ میں ظاہر ہو رہے ہیں گویا اجرام فلکی اور عناصر ارضی ایک کتاب کے اوراق ہیں جن سے ہمیں خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے میں معرفت کا سبق ملتا ہے اور عادت اللہ کا پتہ لگتا ہے مثلاً سورج چار فصلوں میں چار تغیرات دکھلاتا ہے۔

اوّل **تغیّر موسم خریف** جو موسم بہار کے مخالف ہے اس تغیر سے وہ درختوں کے

آب وتاب کو ویران کرنا شروع کرتا ہے۔ اکثر درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اوران کے اندر کا مادّہ سیّالہ جو تازگی بخش ہوتا ہے خشک ہو جاتا ہے۔ انسانوں کے بدن پر بھی اس موسم کا یہی اثر ہوتا ہے کہ خشک اور سوداوی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ پس اسی طرح خدا کی ایک **تجلّی** بھی موسمِ خریف سے **مشابہ** ہے کہ ایک زمانہ انسانوں پر آتا ہے کہ ان کے دلوں پر قبض طاری ہوتی ہے اور **وجد** اور یادالٰہی کا مادّہ سیّالہ جو روحانی تازگی کو بخشتا ہے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے گو کھلے کھلے معصیت اور فسق کا **دور** ابھی نہیں آتا مگر اُنس الٰہی کا جوش جاتا رہتا ہے اور دلوں پر افسردگی اور مُردگی اور جمود طبع اور قبض غالب ہو جاتا ہے اور لذّت اور ذوق شوق الٰہی باقی نہیں رہتا اور یہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس کو **کلجگ** کا پیش خیمہ کہنا چاہئے۔

پھر دوسرا زمانہ جو بذریعہ سورج کے خریف کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔ وہ **موسم سرما** کا زمانہ ہے جبکہ آفتاب اپنی دوری کی وجہ سے شدت برودت ظاہر کرتا ہے سو اسی طرح اس آفتاب حقیقی کی جس کا نام خدا ہے ایک تجلّی ہے جو جاڑے سے مشابہت رکھتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ خدا کی محبت دلوں سے بکلّی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انسانی طبیعتیں اس کو چھوڑ دیتی ہیں اور بجائے اس کے ہر ایک شخص نفس اور شہوات کی راہ کو پسند کرتا ہے اور شراب خواری۔ قماربازی۔ زناکاری اور جھوٹ۔ فریب۔ دغا۔ بدزبانی۔ تکبر۔ دنیا پرستی۔ چوری۔ خیانت۔ خونریزی۔ ٹھٹھا ہنسی اور ہر ایک قسم کا پاپ اور ہر ایک قسم کا پلید کام دنیا میں پھیل جاتا ہے اور تمام لیاقتیں زبان کی چالاکیوں سے آزمائی جاتی ہیں اور جو شخص ایسے طریقوں سے اپنی چالاکیاں دکھلاتا ہے وہ بڑا لائق سمجھا جاتا ہے اور بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے اور اگر مر بھی جائے تو اس کی یادگاریں قائم ہوتی ہیں۔ ایسا ہی زمین سُنسان پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ شاذ و نادر کے طور پر کوئی زمین پر ہوتا ہے جو پاک دل اور پاک زبان اور پاک خیال

﴿۵۵﴾

اور خدا سے ڈرنے والا اور معرفت کے پاک پانی سے سیراب ہونے والا ہو یہ **موسم** ایسا ہے گویا اس کو **کلجگ** کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نیکی کا **کال** اور بدی کا **اقبال** ہوتا ہے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی ہے۔

پھر دوسرا زمانہ جو سورج اپنے تغیرات سے جاڑے کے بعد ظاہر کرتا ہے وہ **ربیع** کا زمانہ ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مُردہ پودے نئے سرے **زندہ** کئے جاتے ہیں اور نباتات کا خشک شدہ خون نئے سرے پیدا کیا جاتا ہے۔ سو اسی طرح وہ جو آفتابِ حقیقی ہے ایک بھاری تجلّی اپنی جو موسمِ بہار کو دکھلاتی ہے دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔ تب زمین کے زندہ کرنے کے لئے ایک نیا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ پانی اس طرح اُترتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو **منتخب** کر کے اس کے دل کو اس پانی کا **ابرِ بہار** بناتا ہے۔ تب وہ پانی اس بادل میں سے خدا تعالیٰ کے اذن سے نکلتا رہتا ہے۔ اور ان خشک پودوں پر پڑتا ہے جن کو خریف کی **بادِ صرصر** نے تباہ اور خراب کر دیا تھا۔ اور ان میں معرفت الٰہی کے نئے پتے پیدا کرتا ہے اور ذوق شوق کے پھول ان میں نمایاں کر دیتا ہے اور آخر انسانی شاخوں کو نیک اعمال کے پھلوں سے بھر دیتا ہے۔ ﴿۵۶﴾

پھر تیسرا زمانہ جو زمانہ بہار کے بعد سورج دیوتا ظاہر کرتا ہے وہ **صیف** کا زمانہ ہے جو موسم گرما کا زمانہ کہلاتا ہے اور موسم گرما میں سورج ان پھلوں کو پکا دیتا ہے جو بہار کے موسم میں ابھی کچے تھے۔ پس اسی طرح خدا کی تجلّی کے لئے بھی ایک موسم صیف یعنی موسم گرما آتا ہے۔ یہ وہ موسم ہوتا ہے جبکہ بہار کے دنوں سے ترقی کر کے انسانی پاک طبیعتیں خدا تعالیٰ کی یاد میں اور اس کی محبت میں گرم ہوتی ہیں اور طبیعتوں میں ذکر الٰہی کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں اور ترقیات کمال کو پہنچتی ہیں اور یہ زمانہ پورے معنے سے **سَت جُگ** کا زمانہ ہوتا ہے۔ تب اکثر لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کی

مرضی کے موافق چلتے ہیں اوراس کی خواہشوں کو اپنی خواہشیں بناتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ سورج کے ان چار تغیر کے مقابل خدا تعالیٰ کے بھی چار تغیر پائے جاتے ہے۔ پس اس میں **کلام** کی جگہ نہیں کہ جو کچھ اجرام فلکی اور عناصر میں جسمانی اور فانی طور پر صفات پائی جاتی ہیں وہ روحانی اور ابدی طور پر خدا تعالیٰ میں **موجود** ہیں اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی ہم پر کھول دیا ہے کہ سورج وغیرہ **بذاتِ خود** کچھ چیز نہیں ہیں یہ اسی کی **طاقتِ زبردست** ہے جو **پردہ** میں ہر ایک کام کر رہی ہے۔ **وہی ہے** جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بنا کر اندھیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسا کہ وہ تاریک دِلوں میں **خود** داخل ہو کر ان کو **منوّر** کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے۔ **وہی ہے** جو اپنی طاقتوں پر سورج کا پردہ ڈال کر دِن کو ایک عظیم الشان روشنی کا **مظہر** بنا دیتا ہے اور مختلف فصلوں میں مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے۔ اسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو **مینہ** کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسوں کو **سیراب** کر دیتی ہے۔ **اسی** کی طاقت آگ میں ہو کر جلاتی ہے اور **ہوا** میں ہو کر دَم کو تازہ کرتی اور پھولوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو اُٹھاتی اور آواز کو کانوں تک پہنچاتی ہے۔ ﴿۵۷﴾ **یہ اسی** کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل میں مجسّم ہو کر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پُشت پر اُٹھا رہی ہے مگر کیا **یہ چیزیں خدا ہیں**؟ نہیں بلکہ **مخلوق** مگر ان کے اجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے یا مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑا جو آگ میں پڑ کر آگ کی شکل بن گیا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے مگر دراصل وہ صفات اُس کی نہیں بلکہ آگ کی ہیں۔ اسی طرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جس قدر اجرام فلکی وعناصر ارضی بلکہ ذرّہ ذرّہ عالم سفلی اور علوی کا مشہود اور محسوس ہے، یہ سب باعتبار

اپنی مختلف خاصیتوں کے جواُن میں پائی جاتی ہیں خدا کے نام ہیں اور خدا کی صفات ہیں اور خدا کی طاقت ہے جو ان کے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتدا میں اسی کے کلمے تھے جو اس کی قدرت نے ان کو مختلف رنگوں میں ظاہر کر دیا۔ نادان سوال کرے گا کہ خدا کے کلمے کیونکر مجسم ہوئے کیا خدا ان کے علیحدہ ہونے سے کم ہو گیا مگر اس کو سوچنا چاہئے کہ آفتاب سے جو ایک **آتشی شیشی**☆ آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ کچھ آفتاب میں سے **کم** نہیں کرتی۔ ایسا ہی جو کچھ چاند کی تاثیر سے پھلوں میں فربہی آتی ہے وہ چاند کو دُبلا نہیں کر دیتی۔ یہی خدا کی معرفت کا ایک **بھید** اور تمام نظام روحانی کا **مرکز** ہے کہ خدا کے **کلمات** سے ہی دنیا کی پیدائش ہے جبکہ یہ بات طے ہو چکی اور خود قرآن شریف نے یہ علم ہمیں عطا کیا تو پھر میرے نزدیک **ممکن** ہے کہ وید نے جو کچھ آگ کی تعریف کی یا ہَوا کی تعریف کی یا سورج کی مہما اور استت کی اس کا بھی یہی مقصد ہوگا کہ **الٰہی طاقت** ایسے شدید **تعلق** سے ان کے اندر کام کر رہی ہے کہ درحقیقت اس کے مقابل وہ **سب اجرام**

﴿۵۸﴾

☆ **حاشیہ**۔ آریہ صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ پرمیشر نے زمین اور آسمان کی کسی چیز کو پیدا نہیں کیا صرف موجودہ چیزوں کو جو قدیم سے تھیں باہم جوڑا ہے جیسا کہ جیو جو قدیم سے اور انادی ہے اور پرمانو یا پرکرتی جو اجسام کے چھوٹے چھوٹے حصے ہیں اور قدیم اور انادی ہیں۔ مگر ہم ایسے اعتقاد کی وجہ سے اس قدر آریہ صاحبوں پر غصّہ نہیں کرتے جس قدر ہمیں ان کی بے نصیبی پر رحم آتا ہے کیونکہ جبکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدرتِ ایجاد کو شناخت نہیں[۱] کیا تو کیا شناخت کیا اور کونسا سچا اور کامل **گیان** اُن کو حاصل ہوا۔ وہ خدا جس نے اس قدر بڑے بڑے **اجرام آسمان** میں پیدا کئے جیسے سورج اور چاند اور اس قدر ستارے پیدا کئے جن کا اب تک انسانوں کو پتہ نہیں لگا۔

[۱] کوئی محبت بغیر مشاہدہ حسن یا احسان کے پیدا نہیں ہو سکتی اور کوئی گناہ بغیر خدا کی محبت اور اندیشہ اُس کی ناراضگی کے دُور نہیں ہو سکتا۔ محبت گناہ کو ایسا جلاتی ہے جیسا کہ آگ میل کو۔ جس سونے کو ہر روز آگ میں ڈالو گے کیا اُس پر کوئی میل رہ سکتی ہے! مگر وہ شخص جو نہ خدا کے حسن کا قائل ہے یعنی اُس کو پورا قادر نہیں جانتا اور نہ خدا کے احسان کا قائل ہے یعنی یہ یقین نہیں رکھتا جو اس کی رُوح جو اس کے اندر بول رہی ہے وہ خدا سے ہے۔ وہ خاک اپنے پرمیشر سے **محبت** کرے گا۔ منہ

بطور **چھلکے** کے ہیں اور وہ **مغز** ہے اور سب صفات اُسی کی طرف رجوع کرتی ہیں اس لئے اسی کا نام آگ رکھنا چاہیئے اور اسی کا نام پانی اور اسی کا نام ہوا کیونکہ ان کے **فعل** ان کے فعل نہیں بلکہ یہ سب اس کے **فعل** ہیں اور ان کی طاقتیں ان کی طاقتیں نہیں بلکہ یہ سب اس کی طاقتیں ہیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مختلف رنگوں اور پیرایوں اور عالموں میں جو دنیا کا نظام قائم رکھنے کے لئے زمین آسمان کی چیزیں کام کر رہی ہیں یہ وہ نہیں کام کرتیں بلکہ خدائی طاقت ان کے نیچے کام کر رہی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں بھی فرمایا صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ[۱]۔ یعنی دنیا ایک **شیش محل** ہے جس کے شیشوں کے نیچے زور سے پانی چل رہا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ یہی شیشے پانی ہیں حالانکہ پانی ان کے نیچے ہے۔ اور جیسا کہ قرآن شریف میں ایک

﴿۵۹﴾

بقیہ حاشیہ :- کیا وہ پیدا کرنے میں کسی مادّہ کا محتاج تھا۔ جب میں ان بڑے بڑے اجرام کو دیکھتا ہوں اور ان کی عظمت اور عجائبات پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ صرف ارادۂ الٰہی سے اور اس کے اشارہ سے ہی سب کچھ ہو گیا تو میری رُوح بے اختیار بول اُٹھتی ہے کہ اے ہمارے قادر خدا تو کیا ہی بزرگ قدرتوں والا ہے تیرے کام کیسے عجیب اور وراء العقل ہیں۔ نادان ہے وہ جو تیری قدرتوں سے انکار کرے اور احمق ہے وہ جو تیری نسبت یہ اعتراض پیش کرے کہ اس نے ان چیزوں کو کس مادّہ سے بنایا۔ **افسوس** کہ آریہ صاحبان یہ نہیں خیال کرتے کہ اگر خدا کو مخلوق کے بنانے میں انسانی اسباب کی پابندی ضروری ہے تو پھر وہ جیسے بغیر مادّہ کے کچھ بنا نہیں سکتا ویسا ہی وہ بغیر کسی کافی وقت کے کچھ بنا نہیں سکتا۔ پس اس صورت میں جیسا کہ ہم ایک دیوار کے بنانے میں اندازہ کرتے ہیں کہ ایک معمار اتنے دنوں میں اس کو تیار کر سکتا ہے۔ اس سے پہلے نہیں۔ ایسا ہی ہمیں یہ اندازہ کرنا پڑے گا کہ خدا کو مثلاً سورج یا چاند بنانے میں اس قدر وقت کی ضرور حاجت پڑی ہوگی اور اس سے پہلے اس کے لئے غیر ممکن ہوگا کہ کچھ بنا سکے مگر ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے یہ حدّیں مقرر کرنا اور کسی خاص اندازۂ وقت کی طرف کسی کام کے لئے اس کو محتاج سمجھنا کفر ہے اور گو وہ اپنی مرضی سے کوئی کام جلدی سے کرے یا دیر سے مگر وہ وقت کا محتاج نہیں۔ پس اس صورت میں

[۱] النمل : ۴۵

تیسری جگہ بھی فرمایا۔ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ [1]۔ یعنی یہ خیال مت کرو کہ زمین تمہیں اُٹھاتی ہے یا کشتیاں دریا میں تمہیں اُٹھاتی ہیں بلکہ ہم خود تمہیں اٹھا رہے ہیں۔

خلاصہ مطلب یہ کہ ہم ان معنوں کو جو اُوپر بیان ہوئے وید کی نسبت قبول کر سکتے ہیں اور ہم خیال کر سکتے ہیں کہ جیسا کہ قرآن شریف نے ہمیں ہدایت دی ہے۔ وید کا بھی یہی مدعا ہے ﴿۶۰﴾ مگر دو باتوں کا ثابت ہونا ضروری ہے (۱) اوّل یہ کہ وید کا بھی یہی مذہب ہو جو قرآن نے ظاہر کیا ہے کہ یہ سب چیزیں کیا آسمان کے اجرام اور کیا زمین کے عناصر اور کیا ذرہ ذرہ مخلوقات خدا کے ہاتھ سے نکلے ہیں کیونکہ اگر ایسا تسلیم نہ کریں تو پھر ان چیزوں کی صفات پرمیشر کی صفات نہیں ہو سکتیں اور ان چیزوں کے گُن پرمیشر کے گُن نہیں کہلا سکتے۔ اور ان چیزوں کی

بقیہ حاشیہ :- وہ مادہ کا کیونکر محتاج ہو گیا۔ انسانی ضعف کے لئے جو منطق بنائی گئی ہے اس منطق ﴿۵۹﴾ سے اس کے حق میں بھی کوئی نتیجہ نکالنا اس سے زیادہ کونسی حماقت ہوگی۔ میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ وید کی یہ تعلیم ہو بلکہ خاص پنڈت دیانند کے پیٹ سے یہ تعلیم نکلی ہے۔ پنڈت صاحب نے جب دیکھا کہ بغیر روٹی کھانے کے وہ جی نہیں سکتے اور بغیر پانی کے ان کی پیاس نہیں بجھتی اور بغیر مشقت اور مغز خوری کے وید نہ پڑھ سکے تو انہوں نے سمجھ لیا کہ جیسا وہ ایک چیز کے حصول کے لئے مادہ کے محتاج ہیں ایسا ہی ان کا پرمیشر بھی مادہ کا محتاج ہے۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ دوسرے کے کاموں کو اپنے نفس پر قیاس کر لیتا ہے چنانچہ بازاری عورتیں ہرگز سمجھ نہیں سکتیں کہ دنیا میں پاکدامن اور پاک دل عورتیں بھی ہوتی ہیں جس کو آنکھیں ملی ہیں وہ آنکھوں کے بعد اپنے تئیں اندھا نہیں کر سکتا اور جس کو کوئی حصّہ گیان اور معرفت کا ملا ہے وہ پھر جہالت کو پسند نہیں کر سکتا۔ ہم نے صدہا امور اپنی آنکھوں سے ایسے خارق عادت دیکھے ہیں کہ اگر ہم بعد اس کے گواہی نہ دیں کہ درحقیقت ہمارا خدا قادر مطلق ہے اور کسی مادہ کا محتاج نہیں تو ہم سخت گنہگار ہوں گے۔ شائد چودہ سال کے قریب ہو گیا ہے یا کم زیادہ جو میں نے دیکھا تھا کہ عالمِ کشف میں ایک کاغذ پر مَیں نے بعض باتیں لکھی ہیں اس غرض سے کہ ایسے طور سے وہ ہونی چاہئیں اور مَیں نے ﴿۶۰﴾ دیکھا کہ میں نے وہ تحریر اپنے قادر خدا کے رُوبرو پیش کی کہ اس پر دستخط کر دیں کہ ایسا ہی ہو جائے تب میرے خدا نے ایک قلم سے ایک سُرخی کی سیاہی سے جو خون کی مانند تھی اور مَیں خیال کرتا تھا کہ وہ خون ہی ہے۔ اس پر دستخط اپنے کر دیئے اور دستخط سے پہلے قلم کو چھڑک دیا اور وہ چھینٹے خون کے میرے پر پڑے۔

[1] بنی اسرائیل: ۷۱

طاقتیں پرمیشر کی طاقتیں نہیں کہلا سکتیں مگر افسوس کہ آریہ سماجی اصول کے موافق ذرّات یعنی پرمانو اور جیو یعنی روح یہ سب انادی اور قدیم اور غیر مخلوق ہیں اس لئے ان کے گُن اور صفات اور خواص اور طاقتیں بھی غیر مخلوق اور انادی ہیں پرمیشر کو ان میں کچھ دخل نہیں۔ پس اگر وید کا یہی مذہب ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ وید نے آگ کے صفات بیان کر کے آتش پرستی سکھائی ہے اور سورج کی استت اور مہما کر کے سورج پرستی سکھائی ہے۔ ہاں اگر ان سب چیزوں کو پرمیشر سے نکلی ہوئی مان لیں اور ان کی طاقتیں اس کی طاقتیں مان لیں تو پھر اعتراض باقی نہیں رہتا اور یاد رہے کہ اس کے ساتھ دوسری شرط بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ وید میں ان صدہا شرتیوں کے مقابل پر جن میں سورج اور آگ وغیرہ کی استت و مہما موجود ہے پچاس ۵۰ یا ساٹھ ۶۰ یا ستر ۷۰ ایسی شرتیاں بھی پائی جائیں جن کا یہ مطلب ہو کہ یہ چیزیں ہرگز پرستش کے لائق نہیں اور نہ ان سے مُراد مانگ سکتے ہیں۔ ان دو باتوں کے ثابت ہو جانے سے وید اس لائق ہوگا کہ اس الزام سے اس کو بری کر دیا جاوے اور وہ فرد قرارداد جرم اس پر سے اُٹھالی جائے جو بڑے بڑے اہل الرائے اس پر لگا رہے ہیں اور اگر یہ

بقیہ حاشیہ:- تب وجد اور شوق محبت سے میری آنکھ کھل گئی کہ خدا نے میرا منشاء پورا کیا اور میری تحریر پر بے تامل دستخط کر دیئے۔ اس وقت میرے پاس ایک دوست موجود تھا یعنی میاں عبداللہ سنوری۔ اس نے شور مچایا کہ یہ قطرے سُرخ کہاں سے گرے اور جیسا کہ عالمِ کشف میں دیکھا تھا درحقیقت خارج میں بھی وہ سرخ قطرے تربتر میرے کُرتہ پر پڑے تھے اور کچھ عبداللہ پر بھی۔ اب بتلاؤ کہ یہ تو تمام کشفی معاملہ تھا۔ ظاہر میں اُن خونی قطروں کا وجود کیونکر پیدا ہو گیا اور کس مادہ سے وہ خون پیدا ہوا۔ آریہ صاحبان بجز اس کے کیا جواب دے سکتے ہیں کہ یہ قصّہ جھوٹا ہے اور آپ بنا لیا ہے اور یہی قصّہ مَیں نے سرمہ چشم آریہ میں لکھا ہے۔ کیونکہ انہی دنوں میں وہ کتاب تالیف ہوئی تھی اور چونکہ عین آریہ صاحبوں کے مقابل پر یہ نشان ظاہر ہوا تھا اس لئے میرے خیال میں یہ پنڈت لیکھرام کے مارے جانے کی طرف اشارہ تھا اور طاعون کے وقوع کی طرف بھی اشارہ تھا۔ اسی طرح صدہا نشان ہیں جو ایسی قدرتوں پر دلالت کرتے ہیں جو بغیر مادہ کے ظہور میں آئیں۔ جس نے یہ قدرتیں نہیں دیکھیں اس نے اپنے خدا کا کیا دیکھا۔ منہ

باتیں ثابت نہیں تو الزام ثابت ہے۔

﴿۶۱﴾ پھر ایک اور اعتراض آریہ صاحبوں کے اصول پر ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس پر بھی توجہ کریں گے اور وہ یہ ہے کہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ گو دنیا کے لئے ایک ازلی اور ابدی سلسلہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا لیکن پرمیشر نے قدیم سے یہی طریق مقرر کر رکھا ہے کہ ہمیشہ وہ سنسکرت زبان میں اور آریہ ورت میں آسمانی کتاب پیدائش کے ابتدا میں بھیجتا رہتا ہے۔ یہ مقولہ تین[۳] طور سے غلط ہے۔ اوّل[۱] خدا تعالیٰ کی رحمت عامہ کے برخلاف ہے یعنی جس حالت میں دنیا میں مختلف بلاد اور مختلف زبانیں پائی جاتی ہیں اور ایک ملک کے باشندے دوسری قوم کی زبان سے ناآشنا ہیں بلکہ اس زمانہ سے پہلے تو یہ حالت رہی ہے کہ ایک ملک دوسرے ملک کے وجود سے بھی بے خبر تھا اور آریہ ورت میں یہ خیال تھا کہ ہمالیہ پہاڑ کے پَرے کوئی آبادی نہیں تو اس صورت میں جبکہ دنیا کے تفرقہ کی یہ صورت تھی ہمیشہ اور کروڑہا برسوں سے آسمانی کتاب کو ایک ہی ملک تک محدود رکھنا یہ خدا کی اس رحمت کے برخلاف ہے جو اس کے ربّ **العالمین** ہونے کی شان کو زیبا ہے اور اس کے برخلاف جو قرآن شریف نے فرمایا ہے۔ وہ نہایت معقول اور قرین انصاف ہے اور وہ یہ کہ وہ فرماتا ہے۔ وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ [۱] یعنی کوئی بستی اور کوئی آباد ملک نہیں جس میں پیغمبر نہیں بھیجا گیا اور پھر فرماتا ہے۔ يَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيۡهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ [۲]۔ یعنی یہ کتاب جو قرآن شریف ہے یہ مجموعہ ان تمام کتابوں کا ہے جو پہلے بھیجی گئی تھیں۔ اس آیت سے مطلب یہ ہے کہ خدا نے پہلے متفرق طور پر ہر ایک امت کو جُدا جُدا دستور العمل بھیجا اور پھر چاہا کہ جیسا کہ خدا ایک ہے وہ بھی ایک ہو جائیں تب سب کو اکٹھا کرنے کے لئے قرآن کو بھیجا اور خبر دی کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ خدا تمام قوموں کو ایک قوم بنا دے گا اور تمام ملکوں کو ایک ملک کر دے گا اور تمام زبانوں کو ایک زبان بنا دے گا سو ہم دیکھتے ہیں کہ دن بدن دنیا اس صورت کے قریب آتی جاتی ہے اور ﴿۶۲﴾

[۱] فاطر: ۲۵ [۲] البینۃ: ۳،۴

مختلف ملکوں کے تعلقات بڑھتے جاتے ہیں۔ سیاحت کے لئے وہ سامان میسّر آ گئے ہیں جو پہلے نہیں تھے خیالات کے مبادلہ کے لئے بڑی بڑی آسانیاں ہوگئی ہیں۔ ایک قوم دوسری قوم میں ایسی دھنس گئی ہے کہ گویا وہ دونوں ایک ہونا چاہتی ہیں۔ بڑے اور مشکل سفر بہت سہل اور آسان ہوگئے ہیں۔ اب روس کی طرف سے ایک ریل طیار ہو رہی ہے کہ جو چالیس دن میں تمام دنیا کا دورہ ختم کر لے گی۔ اور خبر رسانی کے خارق عادت ذریعے پیدا ہو گئے ہیں اس سے پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان مختلف قوموں کو جو کسی وقت ایک تھیں پھر ایک ہی بنانا چاہتا ہے تا پیدائش کا دائرہ پورا ہو جائے اور تا ایک ہی خدا ہو اور ایک ہی نبی ہو اور ایک ہی دین ہو۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ تفرقہ کے زمانہ میں خدا نے جُدا جُدا ہر ایک ملک میں نبی بھیجے اور کسی ملک سے بخل نہیں کیا لیکن آخری زمانہ میں جب تمام ملکوں میں ایک قوم بننے کی استعداد پیدا ہو گی تب سب ہدایتوں کو اکٹھا کر کے ایک ایسی زبان میں جمع کر دیا جو اُمّ الالسنہ ہے یعنی زبانِ عربی۔ کیا کوئی کانشنس اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ سنسکرت زبان اور آریہ ورت میں تو کروڑہا مرتبہ وید نے جو بقول آریہ پرمیشر کا کلام ہے جنم لیا لیکن کسی اور زبان میں اور کسی اور ملک میں ایک مرتبہ بھی اس کا ظہور نہ ہوا۔ اگر تناسخ کا مسئلہ کچھ چیز ہے تو اس سے ہی ثبوت دینا چاہیئے کہ پرمیشر نے اس ملک کے لوگوں سے اس قدر کیوں پیار کیا اور دوسرے ملکوں سے کیوں ایسی بیگانگی ظاہر فرمائی کون سے عمدہ اور پاک کرم یہ ملک ہمیشہ کرتا رہا ہے جن کی وجہ سے یہ وید کی عزّت ہمیشہ اس کو دی جاتی ہے کیا پرمیشر جانتا ہے یا نہیں کہ دوسرے ملک بھی اِس بات کے محتاج ہیں کہ کبھی ان کی زبان میں بھی کلامِ الٰہی نازل ہو اور ان میں بھی وحی الٰہی پانے والے پیدا ہوں اور اگر جانتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ ہمیشہ وید آریہ ورت میں ہی آتا ہے اور سنسکرت زبان میں ہی ہوتا ہے بیان تو کرنا چاہیئے کہ یہ پکش پات کیوں ہے اور دوسرے ملکوں کا کیا گناہ ہے جن کی قسمت میں یہ نعمت نہیں اور ہمیشہ کے لئے وہ اس فخر سے بے نصیب

﴿۶۳﴾

ہیں کہ ان کے ملک میں اور ان کی زبان میں خدا کی کتاب نازل ہو۔

پھر دوسرا پہلو اعتراض کا یہ ہے کہ اگر فرض محال کے طور پر یہ بھی خیال کیا جائے کہ وید کُل دنیا کے لئے آیا ہے اور خدا تعالیٰ پر یہ بخل جائز رکھا جائے کہ اُس نے دوسرے ملکوں اور قوموں کو اپنے شرفِ مکالمہ سے ہمیشہ کے لئے محروم رکھا تو اس صورت میں اس قدر تو چاہئے تھا کہ پرمیشر وہ زبان اختیار کرتا جو تمام زبانوں کی ماں ہو اور زندہ زبان ہو نہ سنسکرت کہ کسی طرح وہ تمام زبانوں کی ماں نہیں کہلا سکتی اور نہ وہ زندہ زبان ہے بلکہ مدّت ہوئی کہ مر گئی اور کسی ملک میں وہ بولی نہیں جاتی۔ ہاں یہ درجہ اُمّ الالسنہ ہونے کا عربی زبان کو حاصل ہے اور وہی آج ان تمام زبانوں میں سے جن میں آسمانی کتابیں بیان کی جاتی ہیں زندہ زبان ہے اور ہم نے بڑی تحقیق سے تمام زبانوں کا مقابلہ کر کے بہت سے قوی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ درحقیقت عربی زبان ہی اُم الالسنہ ہے۔ اس لئے وہی زبان اس لائق ہے کہ کل قوموں کو اس زبان میں مخاطب کیا جائے اور ہم نے عربی زبان کے اُمّ الالسنہ ہونے کے بارے میں ایک کتاب تالیف کی ہے اور جو شخص اس کتاب کو پڑھے گا مَیں خیال نہیں کرتا کہ بجز تسلیم کے کسی طرف اس کو گریز کی راہ مل سکے کیونکہ اس میں اعلیٰ درجہ کی تحقیقاتوں سے اور ہزارہا مفردات کے مقابلہ سے اور نیز اس علمی خزانہ سے جو عربی مفردات میں پایا جاتا ہے عربی کا تمام زبانوں کی ماں ہونا ثابت کر دیا ہے۔

تیسری وجہ آریہ صاحبوں کے اس اصول کے غلط ہونے کی کہ وید پر پرمیشر کی مُہر لگ چکی ہے اور اس کے بغیر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہے ہمارا ذاتی تجربہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ قریباً ہر روز خدا تعالیٰ ہم سے کلام کرتا ہے اور اپنے اسرارِ غیب اور علومِ معرفت سے مطلع فرماتا ہے۔ پس اگر یہ لاف و گزاف درحقیقت وید میں ہے کہ آئندہ وحی کا دروازہ بند ہو گیا تو بعد اس کے ہمیں اس کے جھوٹا ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی ﴿۶۴﴾

ضرورت نہیں کیونکہ امور مشہودہ محسوسہ کے برخلاف کہنے والا بالیقین کاذب اور سخت کاذب ہوتا ہے جس عالیشان وحی سے ہمیں خدا نے مشرف کیا ہے ہم وید میں اس کا نمونہ نہیں دیکھتے۔ یہ کلام خارق عادت باتوں اور غیب سے پُر ہے جیسا کہ سمندر پانی سے اور اکثر عربی میں جو نبوت کی کلام کی تخت گاہ ہے نازل ہوتا ہے اور کبھی اُردو میں اور کبھی فارسی میں اور بعض اوقات انگریزی زبان میں بھی ہوا ہے اور اگر آریہ صاحبان یہ کہیں کہ کونسا نشان ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ خدا کا کلام ہے سو مَیں کہتا ہوں کیا پنڈت لیکھرام کے متعلق جو پیشگوئی تھی جس میں اُس کے مارے جانے کا دن اور تاریخ بھی درج تھی کیا وہ آریہ صاحبوں کو بھول گئی۔ کیا وہ ایک ہی پیشگوئی آریہ صاحبوں کے لئے کافی نہیں تھی اور ایسی پیشگوئیاں ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور ایک فوج گواہوں کی ان کے ساتھ ہے جن میں سے کئی معزز آریہ بھی ہیں۔ پس اس سے زیادہ ہم خدا کے مکالمہ کا اور کیا ثبوت دے سکتے ہیں بلکہ ہم اسی جگہ کے چند آریہ صاحبوں کو بلکہ کئی لاکھ اور آریہ صاحبوں کو بھی گواہی کے لئے پیش کرتے ہیں۔

اور اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ بعض نادان ایک لاکھ پیشگوئی کے مقابل پر ایک دو پیشگوئیوں کا ذکر کرکے کہتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں لیکن یہ خود اُن کا قصورِ فہم ہے بلکہ کوئی بھی ایسی پیشگوئی نہیں کہ وہ اپنے الفاظ کے مطابق پوری نہیں ہو چکی یا اس میں سے کوئی حصہ پورا نہیں ہو چکا جو دوسرے حصّے کے کسی وقت پورا ہو جانے پر گواہ ہے۔ سچی گواہی کو چھپانا اور جھوٹی حجتیں پیش کرنا ان لوگوں کا کام نہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ خاص کر آریہ صاحبوں کو وہ نشان فراموش نہیں کرنا چاہیئے جو خدا نے ان کو اپنے زبردست ہاتھ سے دکھلایا اور کئی کروڑ انسانوں کو اس پر گواہ کیا۔ ایسے زبردست نشانوں کا انکار کرکے پھر تکذیب کرنا یہ خدا کے ساتھ لڑائی ہے۔

وید کی یہ تعلیمیں ہم نے بطور نمونہ کے بیان کی ہیں اور ہم لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف کی تعلیمیں اس کے مخالف ہیں وہ دنیا میں توحید قائم کرنے آیا ہے اس میں توحید کی تعلیم شمشیر برہنہ

کی طرح ہے اس کو اوّل سے آخر تک پڑھو وہ یہ نہیں سکھلاتا کہ خدا کے بغیر کسی چیز کی پرستش کرو اور اس سے مرادیں مانگو اور اس کی مہما اور استت بیان کرو۔ وہ خدا کی کتابوں کو نہ کسی خاص ملک سے محدود کرتا ہے اور نہ کسی خاص قوم سے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ وہ ایک دائرہ کو ختم کرنے آیا ہے جس کے متفرق طور پر تمام دنیا میں نقطے موجود تھے۔ اب وہ ان تمام نقطوں میں خط کھینچ کر ان سب کو ایک دائرہ کی طرح بناتا ہے اور اس طرح پر تمام قوموں کو ایک قوم بنانا چاہتا ہے لیکن نہ وقت سے پہلے بلکہ ایسے وقت میں جبکہ خود وقت گواہی دیتا ہے کہ اب ضرور یہ تمام قومیں ایک قوم ہو جائیں گی۔

﴿۶۵﴾

نمبر۲

ہر ایک نفس کے بارے میں اس کی ذات کے متعلق اور نیز بنی نوع اور قوم کے متعلق عیسائی صاحبوں اور آریہ صاحبوں کی کیا تعلیم ہے اور قرآن شریف کی کیا تعلیم

عیسائی صاحبوں کی تعلیم کو اس جگہ مفصل لکھنے کی ضرورت نہیں۔ خونِ مسیح اور کفارہ کا ایک ایسا مسئلہ ہے جس نے ان کو نہ صرف تمام مجاہدات اور ریاضات سے فارغ کر دیا ہے بلکہ اکثر دِلوں کو گناہوں کے ارتکاب پر ایک دلیری بھی پیدا ہو گئی ہے کیونکہ جبکہ عیسائی صاحبوں کے ہاتھ میں قطعی طور پر گناہوں کے بخشے جانے کا ایک نسخہ ہے یعنی خونِ مسیح تو صاف ظاہر ہے کہ اس نسخہ نے قوم میں کیا کیا نتائج پیدا کئے ہوں گے اور کس قدر نفسِ امّارہ کو گناہ کرنے کے لئے ایک جرأت پر آمادہ کر دیا ہوگا۔ اِس نسخہ نے جس قدر یورپ اور امریکہ کی عملی پاکیزگی کو نقصان پہنچایا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ

اس کے بیان کرنے کی مجھے ضرورت نہیں بالخصوص جب سے اس نسخہ کی دوسری جُز شراب بھی اس کے ساتھ ملحق ہوگئی ہے تب سے تو یہ نسخہ ایک خطرناک اور بھڑ کنے والا مادہ بن گیا ہے اس کی تائید میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے ہر ایک سچے عیسائی کا یہ فرض ہے کہ وہ بھی شراب پیوے اور اپنے مرشد کی پَیروی کرے۔

غرض اس نسخہ کے استعمال سے ان ملکوں کی عملی پاکیزگی پر جو زلزلہ آیا ہے اور جو کچھ تباہی قوم میں پھیلی ہے اس کے ذکر کرنے سے بھی بدن کانپتا ہے۔ افسوس کہ شراب اور کفّارہ دونوں مل کر ایک ایسا تیز اور جلد مشتعل ہونے والا بارود ہوگیا ہے جس کے آگے تقویٰ اور طہارت باطنی یوں اُڑ جاتی ہے جیسے سخت آندھی کے آگے خس و خاشاک۔ اور اس میں اندرونی پاکیزگی کے اُڑانے کے لئے اس توپ سے بھی زیادہ قوت ہے جو دس۱۰ میل سے مار کرسکتی ہے کیونکہ توپیں تو اکثر دو تین میل تک فیر کرسکتی ہیں مگر ان توپوں کی زد تو دس ہزار میل سے بھی زیادہ تک پہنچ گئی ہے۔ یورپ کی شراب کی گرم بازاری نے اس ملک کو بھی شریک کر لیا ہے۔ زیادہ بیان کی حاجت نہیں۔ پھر علاوہ اس کے عورتوں کی عام بے پردگی نے اس توپ کا زن و مرد کو نشانہ بنا دیا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پاک دل رکھنے والے اور خدا سے ڈرنے والے دنیا میں بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔ اور اکثر انسان اُس کتّے سے مشابہ ہیں جو دودھ یا کسی اور عمدہ چیز کو دیکھ کر اس میں منہ ڈالنے سے صبر نہیں کرسکتا۔ نفس غالب اور شہوت طالب اور آنکھیں اندھی ہوتی ہیں اور شراب ایسے جذبات کو اور بھی بانس پر چڑھا دیتی ہے۔ تب خدائے تعالیٰ کا خوف دل سے جاتا رہتا ہے اور جوانی کے دن اور جذبات کے ایّام اور نیز شرابوں کے جام اندھا کر دیتے ہیں۔ اس صورت میں جوان مردوں اور جوان عورتوں کا اس طور سے بلا تکلف ملاپ ہونا گویا کہ وہ میاں بیوی ہیں ایسی قابلِ شرم خرابیاں

﴿۶۶﴾

پیدا کرتا ہے جن سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے آخر جیسے بہت سے تجارب کے بعد طلاق کا قانون پاس ہوگیا ہے اسی طرح کسی دن دیکھو لوگے کہ تنگ آکر اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہوگا ورنہ انجام یہ ہوگا کہ چارپایوں کی طرح عورتیں اور مرد ہو جائیں گے اور مشکل ہوگا کہ یہ شناخت کیا جائے کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے ہیں جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے اور نہ صرف ایک موت اُن کو یاد ہوتی ہے بلکہ وہ ہر وقت عظمتِ الٰہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں مگر یہ حالت شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہوسکتی۔ خونِ مسیح کی دلیری اور شراب کا جوش تقویٰ کی بیخ کنی میں کامیاب ہوگیا ہے۔ ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر اسلام کی طرح پردہ کی رسم ہوتی تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا دشمن ہے۔ ہم یورپ کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے تو شوق سے شراب پیا کریں کہ اس کے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں شراب کے وسیلہ سے ان کی میزان بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ الگ ہے۔ ہمیں تو ناپاک چیزوں کے استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی ڈر لگتا ہے۔ چہ جائیکہ پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصّہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس

﴿۶۷﴾

کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے مَیں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر مَیں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو مَیں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب مَیں نے خدا پر توکّل کی تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ مَیں نے تجھے شفا دیدی تب اسی وقت مجھے آرام ہوگیا۔ انہیں باتوں سے مَیں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے☆۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُس نے رُوح پیدا کی اور نہ ذرّات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں اور ترقیات سے نئی نئی رُوح وہ ہم میں پھونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کرنے والا نہ ہوتا تو ہم تو زندہ ہی مرجاتے۔ عجیب ہے وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے ہاں بعض وقت حکمت اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصّہ میں کہ سردرد اور دورانِ سر اور دورانِ خون کم ہوکر ہاتھ پَیر سرد ہوجانا نبض کم ہوجانا۔ دوسرے جسم کے نیچے کے حصّہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس۲۰ برس سے ہیں۔ کبھی دعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہوگئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ مَیں نے دُعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا۔

﴿۶۸﴾

☆ انسان جب تک خود خدا کی تجلّی سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔ ایسے لوگ تو پرمیشر کے خود پرمیشر بنتے ہیں کہ خود اس کا پتہ آپ لگاتے ہیں۔ منہ

تب میرے دل میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے ڈالا گیا کہ مسیح موعود کے لئے یہ بھی ایک علامت ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ وہ دو زرد چادروں میں اُترے گا سو یہ وہی دو زرد رنگ کی چادریں ہیں۔ ایک اوپر کے حصّہ بدن پر اَور ایک نیچے حصّہ بدن پر۔ کیونکہ تمام اہلِ تعبیر اس پر متفق ہیں کہ عالمِ کشف یا عالمِ رؤیا میں جو نبوت کا عالم ہے اگر زرد چادریں دیکھی جائیں تو ان سے بیماری مُراد ہوتی ہے۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ یہ علامت مسیح موعود کی مجھ سے علیحدہ ہو۔

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ہم نے اِس جگہ انجیل کی تعلیم کا ذکر نہیں کیا کیونکہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ مسیح صرف اپنے خون کا فائدہ پہنچانے کے لئے آیا تھا یعنی اس لئے کہ تا گناہ کرنے والے اس کے مَرنے سے نجات پاتے رہیں ورنہ انجیل کی تعلیم ایک معمولی بات ہے جو پہلے سے بائبل میں موجود ہے گویا دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہیئے کہ یہ صرف دکھانے کے دانت ہیں۔ اس پر عمل کرنا مقصود ہی نہیں۔ اور یہی سچ ہے کیا عدالتیں اس پر عمل کرتی ہیں؟ کیا خود پادری صاحبان اِس پر عمل کرتے ہیں؟ کیا عوام عیسائی اس کے پابند ہیں؟ ہاں کفّارہ اور خونِ مسیح کے موافق ضرور عمل ہو رہا ہے۔ اور اس سے یورپ امریکہ دونوں فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

علاوہ اس کے یہ بھی سخت غلطی ہے کہ انجیل کی تعلیم کو کامل کہا جائے۔ وہ انسانی فطرت کے درخت کی پورے طور پر آبپاشی نہیں کر سکتی اور صرف ایک شاخ کو غیر موزوں طور پر لمبی کرتی ہے اور باقی کو کاٹتی ہے اور جن جن قوتوں کے ساتھ انسان اس مسافر خانہ میں آیا ہے انجیل ان سب قوتوں کی مُربی نہیں ہے۔ انسان کی فطرت پر نظر کر کے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو مختلف قویٰ اس غرض سے دیئے گئے ہیں کہ تا وہ مختلف وقتوں میں حسب تقاضا محل اور موقعہ کے ان قویٰ کو استعمال کرے مثلاً انسان میں منجملہ اور خلقوں کے ایک خلق بکری کی فطرت سے مشابہ ہے۔ اور دوسرا خلق شیر کی صفت سے مشابہت رکھتا ہے۔ پس

﴿۶۹﴾

خدائے تعالیٰ انسان سے یہ چاہتا ہے کہ وہ بکری بننے کے محل میں بکری بن جائے اور شیر بننے کے محل میں وہ شیر بن جائے اور خدا تعالیٰ ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ ہر وقت اور ہر محل میں بکری بنا رہے اور نہ یہ کہ ہر جگہ وہ شیر ہی بنا رہے اور جیسا کہ وہ نہیں چاہتا کہ ہر وقت انسان سوتا ہی رہے یا ہر وقت جاگتا ہی رہے یا ہر دم کھاتا ہی رہے یا ہمیشہ کھانے سے منہ بند رکھے۔ اِسی طرح وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ انسان اپنی اندرونی قوتوں میں سے صرف ایک قوت پر زور ڈال دے اور دوسری قوتیں جو خدا کی طرف سے اس کو ملی ہیں ان کو لغو سمجھے۔ اگر انسان میں خدا نے ایک قوت حلم اور نرمی اور درگزر اور صبر کی رکھی ہے تو اسی خدا نے اس میں ایک قوتِ غضب اور خواہش انتقام کی بھی رکھی ہے۔ پس کیا مناسب ہے کہ ایک خداداد قوت کو تو حد سے زیادہ استعمال کیا جائے اور دوسری قوت کو اپنی فطرت میں سے بکلی کاٹ کر پھینک دیا جائے۔ اس سے تو خدا پر اعتراض آتا ہے کہ گویا اس نے بعض قوتیں انسان کو ایسی دی ہیں جو استعمال کے لائق نہیں۔ کیونکہ یہ مختلف قوتیں اسی نے تو انسان میں پیدا کی ہیں۔ پس یاد رہے کہ انسان میں کوئی بھی قوت بُری نہیں ہے۔ بلکہ اُن کی بد استعمالی بُری ہے۔ سو انجیل کی تعلیم نہایت ناقص ہے۔ جس میں ایک ہی پہلو پر زور ڈال دیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے دعویٰ تو ایسی تعلیم کا ہے کہ ایک طرف طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دیں۔ مگر اس دعویٰ کے موافق عمل نہیں ہے مثلاً ایک پادری صاحب کو کوئی طمانچہ مار کر دیکھ لے کہ پھر عدالت کے ذریعہ سے وہ کیا کارروائی کراتے ہیں۔ پس یہ تعلیم کس کام کی ہے جس پر نہ عدالتیں چل سکتی ہیں نہ پادری چل سکتے ہیں۔ اصل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو حکمت اور موقعہ شناسی پر مبنی ہے مثلاً انجیل نے تو یہ کہا کہ ہر وقت تم لوگوں کے طمانچے کھاؤ اور کسی حالت میں شر کا مقابلہ نہ کرو۔ مگر قرآن شریف اس کے مقابل پر یہ کہتا ہے۔ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ [1]۔ یعنی اگر کوئی تمہیں دُکھ پہنچاوے

﴿۷۰﴾

[1] الشوریٰ: ۴۱

مثلاً دانت توڑ دے یا آنکھ پھوڑ دے تو اس کی سزا اسی قدر بدی ہے جو اس نے کی لیکن اگر تم ایسی صورت میں گناہ معاف کر دو کہ اس معافی کا کوئی نیک نتیجہ پیدا ہو اور اس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ یعنی مثلاً مجرم آئندہ اس عادت سے باز آ جائے تو اِس صورت میں معاف کرنا ہی بہتر ہے اور اس معاف کرنے کا خدا سے اجر ملے گا۔

اب دیکھو اس آیت میں دونوں پہلو کی رعایت رکھی گئی ہے اور عفو اور انتقام کو مصلحتِ وقت سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ سو یہی حکیمانہ مسلک ہے جس پر نظام عالم کا چل رہا ہے رعایت محل اور وقت سے گرم اور سرد دونوں کا استعمال کرنا یہی عقلمندی ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہم ایک ہی قسم کی غذا پر ہمیشہ زور نہیں ڈال سکتے بلکہ حسب موقعہ گرم اور سرد غذائیں بدلتے رہتے ہیں۔ اور جاڑے اور گرمی کے وقتوں میں کپڑے بھی مناسب حال بدلتے رہتے ہیں۔ پس اسی طرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے۔ ایک وقت رعب دکھلانے کا مقام ہوتا ہے وہاں نرمی اور درگزر سے کام بگڑتا ہے اور دوسرے وقت نرمی اور تواضع کا موقع ہوتا ہے اور وہاں رعب دکھلانا سفلہ پن سمجھا جاتا ہے۔ غرض ہر ایک وقت اور ہر ایک مقام ایک بات کو چاہتا ہے۔ پس جو شخص رعایت مصالح اوقات نہیں کرتا وہ حیوان ہے نہ انسان اور وہ وحشی ہے نہ مہذّب۔

اب ہم آریہ مذہب میں کلام کرتے ہیں کہ اس میں انسانی پاکیزگی اور انسانی نیک چلنی کے لئے کیا تعلیم ہے۔ پس واضح ہو کہ آریہ سماج کے اصولوں میں سے نہایت قبیح اور قابلِ شرم نیوگ کا مسئلہ ہے جس کو پنڈت دیانند صاحب نے بڑی جرأت کے ساتھ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں درج کیا ہے۔ اور وید کی قابلِ فخر تعلیم اس کو ٹھہرایا ہے اور اگر وہ اس مسئلہ کو صرف بیوہ عورتوں تک محدود رکھتے۔ تب بھی ہمیں کچھ غرض نہیں تھی کہ ہم اس میں کلام کرتے مگر انہوں نے تو اِس اصول، انسانی فطرت کے دشمن کو

﴿۷۱﴾

انتہا تک پہنچا دیا اور حیا اور شرم کے جامہ سے بالکل علیحدہ ہو کر یہ بھی لکھ دیا کہ ایک عورت جو خاوند زندہ رکھتی ہے اور وہ کسی بدنی عارضہ کی وجہ سے اولا دِ نرینہ پیدا نہیں کر سکتا مثلاً لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں یا بباعث رقت منی کے اولاد ہی نہیں ہوتی یا وہ شخص گو جماع پر قادر ہے۔ مگر بانجھ عورتوں کی طرح ہے یا کسی اور سبب سے اولا دِ نرینہ ہونے میں توقف ہو گئی ہے تو ان تمام صورتوں میں اس کو چاہئے کہ اپنی عورت کو کسی دوسرے سے ہم بستر کراوے اور اس طرح پر وہ غیر کے نطفہ سے گیارہ☆ بچے حاصل کر سکتا ہے گویا قریباً بیس برس تک اس کی عورت دوسرے سے ہم بستر ہوتی رہے گی جیسا کہ ہم نے مفصل کتاب کے حوالہ سے یہ تمام ذکر اپنے رسالہ آریہ دھرم میں کر دیا ہے اور حیا مانع ہے کہ ہم اِس جگہ وہ تمام تفصیلیں لکھیں۔ غرض اس عمل کا نام نیوگ ہے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ اُصول انسانی پاکیزگی کی بیخ کنی کرتا ہے اور اولاد پر ناجائز ولادت کا داغ لگاتا ہے اور انسانی فطرت اس بے حیائی کو کسی طرح قبول نہیں کر سکتی کہ ایک انسان کی ایک عورت منکوحہ ہو جس کے بیاہنے کے لئے وہ گیا تھا۔ اور والدین نے صدہا یا ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے اس کی شادی کی تھی جو اُس کے ننگ و ناموس کی جگہ تھی اور اس کی عزت و آبرو کا مدار تھا وہ باوجودیکہ اس کی بیوی ہے اور وہ خود زندہ موجود ہے اس کے سامنے رات کو دوسرے سے ہم بستر ہووے اور غیر انسان اس کے ہوتے ہوئے اسی کے مکان میں اُس کی بیوی سے منہ کالا کرے اور وہ آوازیں سُنے اور خوش ہو کہ اچھا کر رہا ہے اور یہ تمام ناجائز حرکات اس کی آنکھوں کے سامنے ہوں اور اس کو کچھ بھی جوش نہ آوے۔ اب بتلاؤ کہ کیا ایسا شخص جس کی منکوحہ اور سہروں ﴿۷۲﴾

☆ مجھے ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں کہ نیوگ میں یعنی اپنی بیوی کو دوسرے سے ہم بستر کروا کر صرف گیارہ بچوں تک لینے کا حکم ہے یا زیادہ۔ مُدّت ہوئی کہ مَیں نے ستیارتھ پرکاش میں پڑھا تو تھا مگر حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا۔ آریہ صاحبان خود مطلع فرماویں کیونکہ بوجہ روز کی مشق کرانے کے اُن کو خوب یاد ہوگا۔ منہ

کے ساتھ بیاہی ہوئی بیوی اس کی آنکھوں کے سامنے دوسرے کے ساتھ خراب ہو۔ کیا اس کی انسانی غیرت اِس بے حیائی کو قبول کرے گی دیکھو راجہ رام چندر نے اپنی بیوی سیتا کے لئے کس قدر غیرت دکھلائی۔ حالانکہ راون ایک برہمن تھا اور سیتا کی ابھی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی اور بموجب اس قاعدہ کے برہمن سے نیوگ جائز تھا۔ تاہم رام چندر کی غیرت نے اپنی پاکدامن بیوی کے لئے راون کو قتل کیا اور لنکا کو جلا دیا۔ وہ شخص انسان کہلانے کا مستحق نہیں جس کو اپنی بیوی کے لئے بھی غیرت نہیں اور کیا وجہ کہ اس کا نام دیّوث نہ رکھا جائے۔ حیوانوں میں بھی یہ غیرت مشاہدہ کی گئی ہے پرندوں میں بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک پرند روا نہیں رکھتا کہ دوسرا پرند اس کی مادہ سے تعلق پیدا کرے پھر انسان ہو کر یہ حیا سے دُور حرکت کیا کوئی پاک فطرت اِس کو قبول کرے گی اور دیانند کا یہ لکھنا کہ یہ وید کی شرتی ہے ہم نہیں قبول کر سکتے کہ ایسی کوئی شرتی وید میں ہوگی۔ نادانوں میں پنڈت دیانند نے جس قدر چاہا لافیں ماریں ورنہ کامل علمی فضیلت حاصل کرنا جو انسان کے دِل کو روشن کرتی ہے۔ ہر ایک کا کام نہیں۔ بعض الفاظ کے بہت سے معنے ہوتے ہیں اور ایک جاہل اپنی جلد بازی اور اپنی جہالت سے ایک معنے کو پسند کر لیتا ہے۔ پس ایسا شخص جس میں مادہ حیا کا کم ہو اُسے محسوس نہیں ہوتا کہ یہ میرا قول شرافت اور طہارت سے بعید ہے مگر اِس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے قابلِ شرم امر پر دیانند نے کیوں زور دیا۔ اور کیوں دلیری کر کے یہ گندی تعلیم اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھ دی۔ پس جہاں تک میں نے سوچا ہے میرے خیال میں اس کا یہ جواب ہے کہ چونکہ پنڈت دیانند تمام عمر مجرد رہا ہے اور بیوی نہیں کی۔ لہٰذا اس کو اس غیرت کی خبر نہیں تھی کہ جو ایک شریف اور غیور انسان کو اپنی بیوی کی نسبت ہوا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کی ناتجربہ کار فطرت نے محسوس نہ کیا کہ مَیں کیا لکھ رہا ہوں۔ دیانند کو معلوم نہیں تھا کہ اپنی بیویوں کی نسبت تو کنجروں کو بھی غیرت ہوتی ہے بلکہ بہت سے لوگ جو بازاری عورتوں

﴿۷۳﴾ سے ناجائز تعلق رکھتے ہیں جب کسی آشنا کنجری کی نسبت ان کو شک پڑتا ہے کہ وہ دوسرے کے پاس گئی تو بسا اوقات غصّہ میں آکر اس کا ناک کاٹ دیتے ہیں یا قتل کر دیتے ہیں تو پھر کیا عقل قبول کر سکتی ہے کہ ایک غیرتمند آریہ کی عورت ایسے کام کرے تو وہ لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل رہے۔ اسی اصول سے تو دنیا میں صریح بدکاری پھیلتی ہے اور آخر حکام کو بھی ان گندے اصولوں کے روکنے کے لئے دخل دینا پڑتا ہے جیسا کہ گورنمنٹ انگریزی نے ابتداءِ حکومت میں ہی جَل پَروا اور ستی کے رواج کو جبراً ہٹا دیا تھا۔

اسی طرح تناسخ☆ کا مسئلہ بھی اگر صحیح فرض کیا جاوے تو اسی خرابی کا موجب ہوگا جیسا کہ نیوگ ۔ کیونکہ اس صورت میں کروڑہا دفعہ یہ واقعہ پیش آجائے گا کہ ایک شخص ایک ایسی عورت سے نکاح کرے کہ جو دراصل اس کی ماں تھی یا دادی تھی یا لڑکی تھی جو مر چکی تھی اور پھر وہ دوبارہ جنم لے کر دنیا میں آئی۔ پس اگر اواگون کا مسئلہ صحیح تھا تو اتنا تو پرمیشر کو کرنا

☆**حاشیہ:**- تناسخ کے مسئلہ جیسا اور کوئی جھوٹا مسئلہ نہیں کیونکہ اس کی بنیاد بھی غلط ہے اور آزمائش کے طور پر بھی یہ غلط ثابت ہوتا ہے اور انسانی پاکیزگی کے لحاظ سے بھی غلط ٹھہرتا ہے اور خدا کی قدرت میں رخنہ انداز ہونے کی وجہ سے بھی ہر ایک عارف کا فرض ہے جو اس کو غلط سمجھے۔

اس کی بنیاد اس طرح پر غلط ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں بتلایا گیا ہے کہ روح عورت کے پیٹ میں اس طرح آتی ہے کہ شبنم کے ساتھ کسی ساگ پات پر پڑتی ہے اور اس ساگ پات کے کھانے سے روح بھی ساتھ **کھائی جاتی** ہے۔ پس اس سے تو لازم آتا ہے کہ روح دو ٹکڑے ہو کر زمین پر پڑتی ہے۔ ایک ٹکڑے کو اتفاقاً **مرد** کھا لیتا ہے اور دوسرے ٹکڑے کو **عورت** کھاتی ہے کیونکہ یہ ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ بچہ کو روحانی قوتیں اور روحانی اخلاق مرد اور عورت دونوں سے ملتے ہیں نہ کہ صرف ایک سے۔ پس دونوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے ساگ پات کو کھاویں جس میں رُوح ہو اور صرف ایک کا کھانا کافی نہیں۔ پس بداہت ﴿۷۴﴾

نیوگ کی کثرت عورتوں کے لئے اس وجہ سے بھی مضر ہے کہ اس سے حجاب اُٹھ جائے گا اور چند سال بیگانہ مرد کے پاس جا کر پھر ہمیشہ کے لئے یہی عادت رہے گی۔ منہ

چاہیئے تھا کہ نئی پیدا ہونے والی کو اس بات کا علم دے دیتا کہ وہ فلاں فلاں شخص سے پہلے جنم میں یہ رشتہ رکھتا تھا[1] تا بدکاری تک نوبت نہ آتی۔ ﴿۷۴﴾

اس جگہ یاد رہے کہ تناسخ کا مسئلہ اپنی جڑھ سے باطل ہے وہ تب سچ ہوسکتا ہے جب یہ بات سچ ہو کہ رُوح دو ٹکڑے ہو کر کسی ساگ پات پر گرتی ہے اور پھر غذا کی طرح کھائی جاتی ہے مگر بیشی کمی مراتب کی تناسخ پر دلیل نہیں۔ یہ اختلاف مراتب تو بے جان چیزوں میں بھی پایا جاتا ہے اس وسوسہ کا جواب یہی ہے کہ قیامت کے دن کم حصہ والے کو پورا حصہ دیا جائے گا اور زیادہ حصّہ والے سے حساب کیا جائے گا پس چند روزہ دنیا کی کمی بیشی تناسخ پر کیونکر دلیل ہوسکتی ہے۔

اور نیوگ کے جواب میں یہ کہنا کہ مسلمانوں میں بھی متعہ ہے یہ عجیب جواب ہے۔ مَیں نہیں جانتا کہ آریہ صاحبوں نے متعہ کس چیز کو سمجھا ہوا ہے۔ پس واضح ہو کہ خدا نے قرآن شریف میں بجز نکاح کے ہمیں کوئی اور ہدایت نہیں دی ہاں شیعہ مذہب میں سے ایک فرقہ ہے

بقیہ حاشیہ- یہ امر مستلزم تقسیم روح ہے۔ اور تقسیم روح باطل ہے۔ اس لئے **تناسخ باطل** ہے۔

اور آزمائش کے طور پر یہ مسئلہ اس طرح پر غلط ٹھہرتا ہے کہ جس طرح ہر قسم کی روحیں پیدا ہوتی رہی ہیں۔ ان تمام صورتوں میں ممکن ہی نہیں کہ شبنم کے ساتھ وہ روحیں پیدا ہوتی ہوں۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ بالوں میں جوئیں پڑ جاتی ہیں وہ روحیں کس شبنم کے ساتھ کھائی جاتی ہیں۔ ایسا ہی **کنک** کے کھاتوں میں **سُسری** پڑ جاتی ہے۔ وہ کروڑہا روحیں جو کھاتہ کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں وہ کس شبنم کے ساتھ کھاتہ کے اندر اترتی ہیں اور کون ان کو کھاتا ہے۔ ایسا ہی ہم دیکھتے ہیں کہ پیٹ میں کدو دانے پیدا ہوتے ہیں اور کبھی کبھی دماغ میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور طبعی علم کے تجربہ سے پانی کے ہر ایک قطرے میں ہزارہا کیڑے ثابت ہوتے ہیں۔ یہ کس شبنم سے پڑتے ہیں۔ تجربہ بتلا رہا ہے کہ ہر ایک چیز میں ایک قسم کے کیڑہ کا مادہ موجود ہے۔ پشمینہ میں بھی ایک قسم کا کیڑہ لگ جاتا ہے لکڑی میں بھی اناج میں بھی پھلوں میں بھی اور بعض پھلوں میں پھل کی پیدائش کے ساتھ ساتھ ہی کیڑا پیدا ہوتا ہے جیسا کہ گُولر کا درخت وہ کس ﴿۷۵﴾

[1] سہو کتابت ہے صحیح الفاظ ''رکھتی تھی'' ہیں۔ (ناشر)

کہ وہ مؤقت طور پر نکاح کر لیتے ہیں یعنی فلاں وقت تک نکاح اور پھر طلاق ہوگی اور اس کا نام متعہ رکھتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے کلام سے ان کے پاس کوئی سند نہیں۔ بہرحال وہ تو ایک نکاح ہے جس کی طلاق کا زمانہ معلوم ہے اور نیوگ کو طلاق کے مسئلہ سے کچھ تعلق نہیں۔ طلاق کے بعد تمام تعلقات میاں بیوی کے قطعاً ٹوٹ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی نسبت یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ مر گیا اور یہ طلاق کا مسئلہ بوجہ انسانی ضرورتوں کے ہر ایک مذہب میں پایا جاتا ہے چنانچہ ولایت میں بھی قانونِ طلاق پاس ہوگیا ہے اور یہ اعتراض کہ مسلمان کئی بیویاں کر لیتے ہیں اس کو بھی نیوگ سے کچھ تعلق نہیں۔ ہندو دھرم کے راجے اور بڑے بڑے آدمی قدیم سے کئی بیویاں کرتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں اور یہ اعتراض کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی زینب کا آسمان پر نکاح ہوا تھا۔ اس سے بھی معترض کی صرف نادانی ثابت ہوتی ہے۔ خدا کے نبیوں اور رسولوں کے آسمان پر ہی نکاح ہوتے ہیں کیونکہ خدا ان کو قبل از وقت نکاح کا حکم دیتا ہے۔ اور اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہے جبکہ آپ لوگوں کا ایک برہمن درمیان

بقیہ حاشیہ۔ شبنم سے کیڑے آتے ہیں۔ اور اہل تجربہ نے ثابت کیا ہے کہ بعض ترکیبوں سے ہزارہا بچھو پیدا کر سکتے ہیں وہ کس شبنم سے آتے ہیں۔ افسوس پنڈت دیانند صاحب کی موٹی عقل نے بہت کچھ خفتیں اور ندامتیں آریہ صاحبوں کو پہنچائی ہیں۔ آپ تو ایسی غلط اور بیہودہ باتیں بیان کر کے جلد اس دنیا سے گذر گئے اور دوسروں کو جنہوں نے انہی کا مت اختیار کیا تھا ندامتوں کا نشانہ بنا گئے۔

دیکھو پاکیزگی کے لحاظ سے بھی تناسخ کا مسئلہ کیسا خراب ہے۔ کیا جب کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے اس کے ساتھ کوئی فہرست بھی اندر سے نکلتی ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ لڑکی فلاں مرد کی ماں یا دادی یا ہمشیرہ ہے اس سے وہ شادی کرنے سے پرہیز کرے۔

اور یہ **تناسخ** کا مسئلہ پرمیشر کی قدرت میں بھی سخت رخنہ انداز ہے۔ خدا وہ خدا ہے کہ چاہے تو ایک لکڑی میں جان ڈال دے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کا عصا ایک دم میں لکڑی اور ایک دم میں سانپ بن جاتا تھا۔ مگر

﴿۷۵﴾ ﴿۷۶﴾

میں آ کر نکاح کرا جاتا ہے تو کیا خدا کو اختیار نہیں۔ اعتراض تو اس صورت میں تھا کہ خدا کسی غیر کی عورت سے جو اس کے نکاح میں ہے اور اس نے طلاق نہیں دی جبراً کسی پیغمبر کو دیدے مگر طلاق کے بعد اگر خدا کے حکم سے طرفین کی رضامندی سے نکاح ہو تو اس پر کیا اعتراض ہے۔

اور اگر آریہ صاحبوں کے نزدیک اپنی حین حیات میں اپنی بیوی کو کسی دوسرے سے ہم بستر کرانا اس صورت سے برابر ہے کہ جب انسان اپنی عورت کو بوجہ اس کی ناپاکی یا بدکاری یا کسی اور وجہ سے طلاق دیتا ہے تو اس کا فیصلہ بہت سہل ہے کیونکہ اس ملک میں ایسے مسلمان اور دوسرے لوگ بکثرت پائے جاتے ہیں جو اپنی عورتوں سے بوجہ ناموافقت عاجز آ کر ان کو طلاق دے دیتے ہیں اور پھر وہ عورتیں اس عضو کی طرح ہو جاتی ہیں جو کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے اور ان سے کچھ تعلق نہیں رہتا اور اگر آریہ صاحبان چاہیں تو ہم ایسے مسلمانوں بلکہ ہندوؤں کے ناموں کی بھی بہت سی فہرستیں دے سکتے ہیں جنہوں نے ان مشکلات کی وجہ سے ناپاک وضع عورتوں کو طلاق دے کر

بقیہ حاشیہ۔ روحوں کے انادی ہونے کی حالت میں ہندوؤں کا پرمیشر ہرگز پرمیشر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ جو محض دوسروں کے سہارے سے اپنی خدائی چلا رہا ہے اس کی خدائی کی خیر نہیں وہ آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں۔ اور یہ کہنا کہ تناسخ کا چکر جو کئی ارب سے بموجب آریہ صاحبوں کے عقیدہ کے جاری ہے اس کا باعث گذشتہ پیدائشوں کے گناہ ہیں یہ خیال طبعی علم کے تجربہ کے ذریعہ سے نہایت فضول اور لچر اور باطل ثابت ہوتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ روحوں کی پیدائش میں بھی خدا تعالیٰ کا ایک نظام ہے جو کبھی پیش و پس نہیں ہوتا مثلاً برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور گرمی کے دنوں میں بکثرت مکھیاں پیدا ہو جاتی ہیں تو کیا انہی دنوں میں ہمیشہ دنیا میں پاپ زیادہ ہوتے ہیں اور نہایت سخت گناہ کی وجہ سے انسانوں کو مکھیاں اور برسات کے کیڑے بنایا جاتا ہے اس طرح کے ہزارہا دلائل ہیں جن سے تناسخ باطل ہوتا ہے چاہئے کہ آریہ صاحبان بغور ان تمام باتوں کو سوچیں۔ منہ

﴿۷۶﴾

﴿۷۷﴾

ان سے تمام تعلقات زندگی کے قطع کر لئے ہیں۔ ایسا ہی آریہ صاحبوں کو چاہئے کہ ہمیں اُن شریف اور جنٹلمین اور معزز آریہ صاحبوں کی فہرست دکھلاویں☆۔ جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنی عورتوں سے نیوگ کرائے ہیں اور غیر مردوں سے ہمبستر کرا کران سے اولاد حاصل کی ہے۔ مگر چاہئے کہ اس فہرست کے ساتھ نیوگ کی اولاد کی ایک فہرست بھی نام بنام پیش کردیں ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ خاص قادیان میں جو آریہ صاحبان رہتے ہیں کتنوں نے اب تک ان میں سے اپنی بیویوں سے نیوگ کرایا ہے اور کس قدر انہوں نے اس مقدس عمل سے حصہ لیا ہے اور کتنے نامحرم مردوں سے اپنی جوروؤں کو ہمبستر کرا کران سے اولاد حاصل کی ہے کیونکہ اگر درحقیقت یہ عمل عمدہ اور قابلِ فخر اور وید مقدس کی ہدایت ہے تو ضرور ہر ایک آریہ صاحب نے اس ہدایت سے حصّہ لیا ہوگا اور لینا چاہئے۔

یاد رہے کہ بالمقابل نیوگ کی ہدایت کے قرآن شریف میں بیویوں کے لئے پردہ کی ہدایت ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ [1] وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ [2]۔ یعنی مومنوں کو کہہ دے مرد ہوں یا عورتیں ہوں کہ اپنی آنکھوں کو غیر عورتوں اور مردوں کی طرف دیکھنے سے روکو اور کانوں کو غیر مردوں کی ناجائز آواز اور غیر کی آواز سننے سے روکو اور اپنے ستر گاہوں کی حفاظت کرو کہ اس طریق سے تم پاک ہو جاؤ گے۔

☆ کچھ مدت ہوئی ہے کہ ایک آریہ صاحب نے بذریعہ ایک اخبار کے غالباً فیروز پور سے اس مضمون کا ایک خط شائع کیا تھا کہ اگر کوئی آریہ صاحبوں میں سے اپنی بیوی سے نیوگ کرانا چاہتے ہیں یا خود بیوی ہی اس مقدس کام کی شائق ہے تو وہ بذریعہ خط و کتابت کے اس سے تصفیہ کرلیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ قادیان سے بھی اس درخواست کا کوئی جواب بھیجا گیا تھا یا نہیں۔ منہ

[1] النور : ۳۱ [2] النور : ۳۲

اب اے آریہ صاحبان انصاف سے سوچو کہ قرآن شریف تو اس بات سے بھی منع کرتا ہے کہ کوئی مرد غیر عورت پر نظر ڈالے اور یا عورت غیر مرد پر نظر ڈالے یا اس کی آواز ناجائز طور پر سُنے مگر آپ لوگ خوشی سے اپنی بیویوں کو غیر مردوں سے ہم بستر کراتے ہیں اس کا نام نیوگ رکھتے ہیں۔ کس قدر ان دونوں تعلیموں میں فرق ہے خود سوچ لیں اور سخت افسوس ہے کہ اگر آپ پر ہمدردی کی راہ سے اعتراض کیا جائے کہ ایسا گندہ کام عورتوں سے کیوں کراتے ہو تو آپ طلاق کا مسئلہ پیش کر دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ طلاق کی ضرورتیں تو تمام دنیا میں مشترک ہیں جس عورت سے باہمی زوجیت کا علاقہ توڑ دیا گیا وہ تو گویا طلاق دہندہ کے حساب میں مرگئی اگر آپ لوگ صرف اس حد تک رہتے کہ ضرورتوں کے وقتوں میں آپ لوگ ﴿۷۸﴾ اپنی ان عورتوں کو طلاق دیتے جو آپ لوگوں کی نافرمانی یا ناموافق یا بدچلن ہوتیں یا دشمن جانی ہوتیں تو کوئی بھی آپ پر اعتراض نہ کرتا کیونکہ عورت مرد کا جوڑ تقویٰ طہارت کے محفوظ رکھنے کے لئے ہے اور عورت مرد ایک دوسرے کے دین اور پاکیزگی کے مددگار ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے سچّے دوست اور وفادار مخلص ہوتے ہیں اور جب ان میں وہ پاک تعلق باقی نہ رہے جو اصل مدعا نکاح کا ہے تو پھر بجز طلاق کے اور کیا علاج ہے جب ایک دانت میں کیڑا پڑ جائے اور درد پہنچائے تو اب وہ دانت نہیں ہے بلکہ ایک خبیث چیز ہے اس کو باہر نکالنا چاہیئے تا زندگی تلخ نہ ہو۔

چوں بدندانِ تو کرمے اوفتاد نیست آں دندان بکن اے اوستاد☆

☆ درحقیقت اسلامی پاکیزگی نے ہی طلاق کی ضرورت کو محسوس کیا ہے ورنہ جو لوگ دیّوثوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں ان کے نزدیک گوان کی عورت کچھ کرتی پھرے طلاق کی ضرورت نہیں۔ منہ

سیوم

جس خدا کی طرف عیسائی مذہب ہدایت کرتا ہے یا وید یا قرآن شریف ان تینوں مذاہب میں سے کونسا ایسا مذہب ہے جو سچے خدا کو دکھلاتا ہے صرف قصے پیش نہیں کرتا۔

واضح رہے کہ مذہب کے اختیار کرنے سے اصل غرض یہ ہے کہ تا وہ خدا جو سرچشمہ نجات کا ہے اس پر ایسا کامل یقین آ جائے کہ گویا اس کو آنکھ سے دیکھ لیا جائے کیونکہ گناہ کی خبیث رُوح انسان کو ہلاک کرنا چاہتی ہے اور انسان گناہ کی مہلک زہر سے کسی طرح بچ نہیں سکتا جب تک اس کو اس کامل اور زندہ خدا پر پورا یقین نہ ہو اور جب تک معلوم نہ ہو کہ وہ خدا ہے جو مجرم کو سزا دیتا ہے اور راستباز کو ہمیشہ کی خوشی پہنچاتا ہے۔ یہ عام طور پر ہر روز دیکھا جاتا ہے کہ جب کسی چیز کے مہلک ہونے پر کسی کو یقین آ جائے تو پھر وہ شخص اس چیز کے نزدیک نہیں جاتا۔ مثلاً کوئی شخص عمداً زہر نہیں کھاتا۔ کوئی شخص شیر خونخوار کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا اور کوئی شخص عمداً سانپ کے سوراخ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ پھر عمداً گناہ کیوں کرتا ہے۔ اس کا یہی باعث ہے کہ وہ یقین اس کو حاصل نہیں جو ان دوسری چیزوں پر حاصل ہے۔ پس سب سے مقدم انسان کا یہ فرض ہے کہ خدا پر یقین حاصل کرے اور اس مذہب کو اختیار کرے جس کے ذریعہ سے یقین حاصل ہو سکتا ہے تا وہ خدا سے ڈرے اور گناہ سے بچے مگر ایسا یقین حاصل کیونکر ہو۔ کیا یہ صرف قصوں کہانیوں سے حاصل ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ کیا یہ محض عقل کے ظنی دلائل سے میسر آ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس واضح ہو کہ یقین کے حاصل ہونے کی صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے **مکالمہ** کے ذریعہ سے اس کے خارق عادت

«۷۹»

نشان☆ دیکھے۔اور بار بار کے تجربہ سے اس کی جبروت اور قدرت پر یقین کرے یا ایسے شخص کی صحبت میں رہے جو اس درجہ تک پہنچ گیا ہے۔

اب میں کہتا ہوں کہ یہ درجہ معرفت کا نہ کسی عیسائی صاحب کو نصیب ہے اور نہ کسی آریہ صاحب کو اور ان کے ہاتھ میں محض قصّے ہیں اور زندہ خدا کی زندہ تجلّی کے نظارہ سے وہ سب بے نصیب ہیں۔ ہمارا زندہ حیّ و قیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے۔ہم ایک بات پوچھتے اور دُعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام میں عجیب درعجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے یہاں تک کہ وہ یقین کرادیتا ہے کہ وہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہیئے۔ دُعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔ وہ بڑی بڑی مشکلات حل کرتا ہے اور جو مُردوں کی طرح بیمار ہوں ان کو بھی کثرتِ دُعا سے زندہ کر دیتا ہے اور یہ سب ارادے اپنے قبل از وقت اپنے کلام سے بتلا دیتا ہے۔خدا وہی خدا ہے جو ہمارا خدا ہے وہ اپنے کلام سے جو آئندہ کے واقعات پر مشتمل ہوتا ہے ہم پر ثابت کرتا ہے کہ زمین و آسمان کا وہی خدا ہے۔ وہی ہے جس نے **مجھے مخاطب** کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے طاعون کی موت سے بچاؤں گا اور نیز ان سب کو جو تیرے گھر میں نیکی اور پرہیز گاری کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں بچاؤں گا۔ اس زمانہ میں کون ہے جس نے میرے سوا ایسا الہام شائع کیا اور اپنے نفس اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں اور دوسرے نیک انسانوں

☆ نبوت کے زمانہ کے بعد کچھ مدت تک پیشگوئیاں اسی نبی کی جو دنیا سے گذر گیا بطور معجزات کے دلوں کو تسلی دیتی رہتی ہیں جو دوسری نسل کے سامنے پوری ہوتی رہتی ہیں۔مگر یہ نظارہ بہت مدت تک نہیں رہتا اور نرے قصّے انسان کو سچا پرہیز گار نہیں بنا سکتے گو صرف لکیر پر چلنے والا قومی تعصب میں بڑھ سکتا ہے اور شریر انسان کی طرح زبان دراز ہو سکتا ہے مگر سچی پاکیزگی جو اپنے پھل ظاہر کرے کبھی اس کے دل میں نہیں آسکتی۔ **منہ**

کے لئے جو اس کی چار دیواری کے اندر رہتے ہیں خدا کی ذمہ داری ظاہر کی۔ ایک لاکھ تک اب تک میرے نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ایک بڑے حصّہ کے گواہ اس جگہ کے آریہ صاحبان لالہ **شرمپت** اور لالہ **ملاوامل** بھی ہیں اگر وہ انکار کریں گے تو ہم ایک اور رسالہ کے ذریعہ سے دکھائیں گے کہ ان کا ردّ دھرم☆ ہے یا ہٹ دھرمی۔ قوم کے ڈر سے جھوٹ بولنا نجاست کھانے سے بدتر ہے۔ پھر قوم بھی کب اس گواہی سے باہر ہے ان کے بہادر پنڈت نے اپنی موت سے سب کو گواہ بنا دیا۔ غریب شرمپت اور ملاوامل کس حساب میں ہیں۔ ﴿۸۰﴾

یاد رہے کہ طاعون کے متعلق اور ایک پیشگوئی عظیم الشان ظہور میں آئی ہے اور وہ یہ کہ آج سے چھ سات سال پہلے مَیں نے اپنی ایک کتاب میں خدا تعالیٰ سے الہام پا کر شائع کیا تھا کہ طاعون کے ذریعہ سے بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اب تک دس ہزار سے زیادہ ایسے لوگ میری جماعت میں داخل ہوئے ہیں جو طاعون سے ڈر کر اس طرف آئے ہیں خدا تعالیٰ نے میرے سلسلہ کو نوح کی کشتی سے تشبیہ دی تھی۔ سو اس کشتی میں لوگ بیٹھتے جاتے ہیں۔ نوح کی کشتی میں ہر ایک درند چرند ڈر کر بیٹھ گیا تھا۔ یہ نہیں کہ نوح شکاریوں کی طرح ان کو جنگلوں سے پکڑ لایا تھا بلکہ وہ جان کے خوف سے آپ ہی کشتی میں بیٹھ گئے تھے۔ اب بھی اس کشتی میں ہر قسم کے ڈرنے والے لوگ بیٹھ رہے ہیں۔

سنو اے سب زمین پر رہنے والو۔ آپ آریہ صاحبان اور عیسائی صاحبان سے پوچھ کر

☆ مَیں دیکھتا ہوں کہ آریہ صاحبوں کی اب بدزبانی بڑھتی جاتی ہے اور انہوں نے اب علاوہ وید کے دیوتاؤں کے اپنی قوم کو بھی ایک دیوتا بنا لیا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ وہ زندہ اور حیّ و قیّوم خدا سچائی کی تائید میں آسمان سے اپنی کوئی قدرت دکھلاوے۔ وید کے خدا کی کمزوری تو انہیں ۶؍ مارچ کو معلوم ہو چکی تھی مگر اس نئے دیوتا نے وہ واقعہ فراموش کرا دیا۔ اب وہ مجھ سے کیسا نشان طلب کرتے ہیں کھلے طور پر چیلنج کریں۔ پھر جس طور سے خدا چاہے وہ قادر ہے کہ ان کے چیلنج کا جواب دے۔ خدا پر اور اس کی وحی پر ہنسی کرنا اچھا نہیں۔ اگرچہ بقول ان کے وید خدا کا کلام نہیں مگر خدا کا کلام مجھ پر نازل ہوتا ہے۔ دیکھیں اور پرکھیں اور مت ہنسیں۔ **منہ**

انصافاً کہیں کہ ان کے ہاتھ میں بجز پرانے اور بوسیدہ قصّوں کے کچھ اور بھی ہے یہی تو وجہ ہے کہ ایک فرقہ نے ان میں سے ایک انسان کو خدا بنا رکھا ہے جو درحقیقت مجھ سے زیادہ نہیں۔ اگر وہ مجھے دیکھتا تو خدا کی نعمتوں کو اس جگہ زیادہ پاتا۔ یہ تو عیسائیوں کا جعلی خدا ہے مگر آریوں نے ایک فرضی خدا انسان کی طرح کمزور اپنی طرف سے تراش لیا ہے جو رُوحوں اور ذرات اجسام کے پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ اگر ان کو خدا تعالیٰ کی تازہ قدرتوں سے حصّہ ہوتا تو وہ جانتے کہ وہ انسان ہونے سے پاک اور ہر ایک بات پر قدرت رکھتا ہے۔ رُوح کیا حقیقت ہے جو اس کو پیدا نہ کر سکے اور پرمانو کیا چیز ہیں جو ان کی پیدائش پر قادر نہ ہو۔ روحوں کے اندر ایک اور روحیں ہیں اور ذرّات کے اندر ایک اور ذرّات ہیں سب کا وہی پیدا کرنے والا ہے۔ وہ کبھی اپنی مرضی سے اور کبھی اپنے مقبول بندوں کی دُعا سن کر تازہ بتازہ ایجاد کرتا رہتا ہے جس نے اس کو اس طرح پر نہیں دیکھا۔ وہ اندھا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى [1]۔ یعنی جس کو اس جہان میں اس کا درشن نہیں ہوا اُس کو اُس جہان میں بھی اس کا درشن نہیں ہوگا اور وہ دونوں جہانوں میں اندھا رہے گا۔ خدا کے دیکھنے کے لئے اسی جہان میں آنکھیں طیّار ہوتی ہیں اور بہشتی زندگی اسی جہان سے شروع ہوتی ہے۔ ﴿۸۱﴾

ان اشتہارات میں جو میرے پر حملہ کرنے کے لئے آریہ صاحبوں نے شائع کئے ہیں میری بعض پیشگوئیوں پر ناسمجھی سے بعض اعتراض بھی کر دیئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حال میں یا پہلے لڑکا ہونے کی پیشگوئی تھی اور لڑکی پیدا ہوئی۔ پس اس قدر جواب کافی ہے کہ اگر وہ کتابوں کو دیکھ کر دیانت کے طریق کو اختیار کرتے تو ایسا اعتراض کبھی نہ کرتے۔ مجھے تو ایسا الہام کوئی یاد نہیں کہ جس کا یہ مضمون ہو کہ اب ضرور بلا فاصلہ لڑکا پیدا ہوگا۔ اگر ان کو یاد ہے تو وہ پیش کر دیں ورنہ **لعنة اللّٰه علی الکاذبین** ہماری طرف سے جواب کافی

[1] بنی اسرائیل:۷۳

ہے۔ خدا نے تمام کتابوں میں قیامت کی پیشگوئی شائع کر رکھی ہے۔ آریہ صاحبان بھی مہاپرلو کے قائل ہیں مگر وہ پیشگوئی اب تک پوری نہیں ہوئی بلکہ دنیا پہلے سے زیادہ آباد ہوتی جاتی ہے۔ جو پہلے جنگل تھے اب وہاں آبادیاں اور شہر ہیں مگر کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ خدا کی باتوں میں ایک وقت ہوتا ہے۔ وہ اپنے وقتوں میں پوری ہوتی ہیں اور وعید کی پیشگوئی میں توبہ اور رجوع سے کبھی تاخیر بھی ہو جاتی ہے۔ انسان کی بدذاتی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت نہیں کہ اعتراض کے وقت جھوٹ بولے۔ ایسا ہی آتھم کی موت کی پیشگوئی پر تب اعتراض ہوتا کہ میں اس سے پہلے مر جاتا اور وہ اب تک زندہ ہوتا کیونکہ الہام کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مذہب میں جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ الہامی شرط کے موافق اس نے تھوڑے دن فائدہ اُٹھایا پھر پیشگوئی کے مطابق مر گیا اس نے عین مجلس میں قریباً ستر آدمی کے روبرو جن میں نصف کے قریب عیسائی بھی تھے اپنی شوخیوں سے رجوع کیا اور پھر آخر میعاد تک ڈرتا اور روتا رہا۔ اس کو کچھ مہلت دی گئی اور یہ مہلت خدا کی شرط کے ﴿۸۲﴾ موافق اور الہام میں درج تھی اور آخر قبر نے اس کو بلا لیا مگر تعجب کہ آریہ صاحبان کیوں خواہ نخواہ دوسروں کے قصّے پیش کرتے ہیں۔ آپ بیتی کو کیوں اس قدر جلدی سے بھول گئے اور کیوں وہ پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ ذرا پنڈت لیکھرام کی کتاب کھول کر دیکھیں کہ اس نے میری نسبت اشتہار شائع کیا تھا کہ مجھے پرمیشر نے خبر دی ہے کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ سے مر جائے گا اور مَیں نے بھی خدا تعالیٰ سے الہام پا کر کئی کتابوں میں شائع کر دیا تھا کہ پنڈت لیکھرام چھ برس کے عرصہ تک قتل کے ذریعہ مارا جائے گا اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا اور کچھ عرصہ بعد اس ملک میں طاعون پھیلے گی چنانچہ وہ سب باتیں پوری ہوگئیں اور آپ لوگوں کا بہادر پنڈت لیکھرام آپ کو نادم کرنے والا چھ مارچ کو اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔ دیکھو!

اسلام کا خدا کیسا سچا اور غالب نکلا۔ اگر یہ انسان کا کام تھا تو کیوں لیکھرام کی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ میں آریہ صاحبوں سے بادب پوچھتا ہوں کہ یہ پیشگوئی پنڈت لیکھرام صاحب کی جو میری نسبت تھی کہ یہ شخص تین برس کے عرصہ میں ہیضہ سے مر جائے گا کیا یہ درحقیقت پرمیشر کی طرف سے تھی۔ پھر ایسے مقابلہ کے وقت لیکھرام کا پرمیشر کیوں عاجز رہ گیا اور اگر پنڈت جی نے جھوٹ بولا تھا اور پرمیشر پر افترا کیا تھا تو کیا ایسے مفتری کی یادگاریں قائم کرنا روا ہے جس نے پرمیشر پر جھوٹ بولا۔ دیکھو اس مقابلہ میں ہمارے خدا کی کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور مَیں نے لکھ دیا تھا کہ تمام آریہ صاحبان اب مل کر لیکھرام کے بچانے کے لئے اپنے پرمیشر سے دُعا کرلیں مگر پرمیشر بچا نہ سکا۔ اب بالفعل ہم اسی پر ختم کرتے ہیں۔ وَالسَّلام علٰی من اتبع الھُدیٰ۔



خاتمہ آریہ صاحبوں کے بعض اعتراضات کے جواب میں

﴿۸۳﴾

انسان جب بغیر سوچنے سمجھنے کے محض نکتہ چینی کے ارادہ سے مخالفت کی نظر سے دیکھے تو گو کیسا ہی کوئی امر سیدھا اور صاف ہو اس کی نظر میں جائے اعتراض ٹھہر جاتا ہے۔ ایسا ہی آریہ صاحبوں کا حال ہے وہ اس ندامت کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے جو ایک اعتراض کے غلط اور بے جا ثابت ہونے میں ایک باحیا انسان کے دل پر صدمہ پہنچاتی ہے۔ اب سنئے اعتراضات یہ ہیں جو ہمیشہ اسلام جیسے پاک اور کامل مذہب پر سراسر نادانی سے کرتے ہیں اور ہم اس وقت وہ اعتراض لکھتے ہیں جو انہوں نے ۲۸رفروری ۱۹۰۳ء کو قادیان میں جلسہ کر کے اسلام پر کئے اور اس طرح یہ ثابت کر دیا کہ ان کے تعصب اور ناسمجھی اور ناحق کے کینہ کی کہاں تک نوبت پہنچی ہے۔

اعتراضات

۱-مسلمان خدا کی نندیا کرتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور چار فرشتوں نے اس تخت کو اٹھایا ہوا ہے۔ اس طرح پر ثابت ہوتا ہے کہ خدا محدود ہے اور قائم بالذات نہیں اور جب محدود ہے تو اس کا علم بھی محدود ہوگا اور حاضر ناظر نہ ہوگا۔

الجواب

اے حضرات! مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ تمام قرآن شریف کو اوّل سے آخر تک پڑھو اس میں ہرگز نہیں پاؤ گے کہ عرش بھی کوئی چیز محدود اور مخلوق ہے۔ خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اس کا مَیں ہی پیدا کرنے والا ہوں۔ مَیں ہی زمین و آسمان اور رُوحوں اور ان کی تمام قوتوں کا خالق ہوں۔ مَیں اپنی ذات میں ﴿۸۴﴾ آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قائم ہے۔ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدائش ہے۔ مگر کہیں نہیں فرمایا کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے جس کا مَیں پیدا کرنے والا ہوں۔ اگر کوئی آریہ قرآن شریف میں سے نکال دے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو میں اس کو قبل اس کے جو قادیان سے باہر جائے **ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا**۔ مَیں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے کہ مَیں قرآن شریف کی وہ آیت دکھاتے ہی ہزار روپیہ حوالہ کروں گا۔ ورنہ میں بادب کہتا ہوں کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا جو خدا

پر جھوٹ بولتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد تو محض اس بات پر ہے کہ عرش کوئی علیحدہ چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے اور جب یہ امر ثابت نہ ہو سکا تو کچھ اعتراض نہ رہا۔ خدا صاف فرماتا ہے کہ وہ زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی اور کسی چیز پر نہیں بلکہ اپنے وجود سے آپ قائم ہے اور ہر ایک چیز کو اُٹھائے ہوئے ہے اور ہر ایک چیز پر محیط ہے۔ جہاں تین ہوں تو چوتھا ان کا خدا ہے۔ جہاں پانچ ہوں تو چھٹا ان کے ساتھ خدا ہے اور کوئی جگہ نہیں جہاں خدا نہیں اور پھر فرماتا ہے۔ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ [1]۔ جس طرف تم منہ کرو اسی طرف خدا کا منہ پاؤ گے۔ وہ تم سے تمہاری رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہی ہے جو پہلے ہے اور وہی ہے جو آخر ہے اور وہ سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے اور وہ نہاں در نہاں ہے اور پھر فرماتا ہے۔

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ [2]

یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں کہ وہ کہاں ہے۔ پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہوں کہ مجھ سے زیادہ کوئی نزدیک نہیں جو شخص مجھ پر ایمان لا کر مجھے پکارتا ہے تو مَیں اس کا جواب دیتا ہوں۔ ہر ایک چیز کی کَلْ میرے ہاتھ میں ہے اور میرا علم سب پر محیط ہے۔ مَیں ہی ہوں جو زمین و آسمان کو اٹھا رہا ہوں۔ مَیں ہی ہوں جو تمہیں خشکی تری میں اُٹھا رہا ہوں۔ ﴿۸۵﴾

یہ تمام آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ بچہ بچہ مسلمانوں کا ان کو جانتا اور پڑھتا ہے۔ جس کا جی چاہے وہ ہم سے آ کر ابھی پوچھ لے۔ پھر ان آیات کو ظاہر نہ کرنا اور ایک استعارہ کو لے کر اس پر اعتراض کر دینا کیا یہی دیانت آریہ سماج کی ہے ایسا دنیا میں کون

[1] البقرۃ:۱۱۶ [2] البقرۃ:۱۸۷

مسلمان ہے جو خدا کو محدود جانتا ہے یا اس کے وسیع اور غیر محدود علم سے منکر ہے۔ اب یاد رکھو کہ قرآن شریف میں یہ تو کہیں بھی نہیں کہ خدا کو کوئی فرشتہ اُٹھا رہا ہے بلکہ جا بجا یہ لکھا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کو اُٹھا رہا ہے ہاں بعض جگہ یہ استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو دراصل کوئی جسمانی اور مخلوق چیز نہیں فرشتے اٹھا رہے ہیں۔ دانشمند اس جگہ سے سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ عرش کوئی مجسم چیز ہی نہیں تو فرشتے کس چیز کو اٹھاتے ہیں۔ ضرور کوئی یہ استعارہ ہوگا مگر آریہ صاحبوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کیونکہ انسان خود غرضی اور تعصب کے وقت اندھا ہو جاتا ہے۔ اب اصل حقیقت سنو کہ قرآن شریف میں لفظ عرش کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو مخلوق چیزوں میں داخل نہیں کیا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے مظہر☆ چار ہیں جو وید کے رُو سے چار دیوتے کہلاتے ہیں مگر قرآنی اصطلاح کی رُو سے

☆ حاشیہ

خدا تعالیٰ کی چار صفتیں ہیں جن سے ربوبیت کی پوری شوکت نظر آتی ہے۔ اور کامل طور پر چہرہ اس ذات ابدی ازلی کا دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان ہر چہار صفتوں کو سورۃ فاتحہ میں بیان کر کے اپنی ذات کو معبود قرار دینے کے لئے ان لفظوں سے لوگوں کو اقرار کرنے کی ہدایت دی ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن۔ یعنی اے وہ خدا جو ان چار صفتوں سے موصوف ہے۔ ہم خاص تیری ہی پرستش کرتے ہیں کیونکہ تیری ربوبیت تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری رحمانیت بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری رحیمیت بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری صفت مالکانہ جزا و سزا کی بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیرے اس حسن اور احسان میں بھی کوئی شریک نہیں۔ اس لئے ہم تیری عبادت میں بھی کوئی شریک نہیں کرتے۔

اب واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس سورۃ میں ان چار صفتوں کو اپنی الوہیت کا مظہر اتم قرار دیا

ان کا نام **فرشتے** بھی ہے اور وہ یہ ہیں۔ **اکاش** جس کا نام اندر بھی ہے۔ **سورج دیوتا** جس کو عربی میں شمس کہتے ہیں۔ **چاند** جس کو عربی میں قمر کہتے ہیں۔ **دھرتی** جس کو عربی میں ارض کہتے ہیں۔ یہ چاروں دیوتا جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بیان کر چکے ہیں خدا کی چار صفتوں کو جو اس کے جبروت اور عظمت کا اتم مظہر ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں عرش کہا جاتا ہے اٹھا رہے ہیں یعنی عالم پر یہ ظاہر کر رہے ہیں تصریح کی حاجت نہیں۔ اس بیان کو ہم مفصل لکھ آئے ہیں اور قرآن شریف میں تین قسم کے فرشتے لکھے ہیں۔

(۱) ذراتِ اجسام ارضی اور روحوں کی قوتیں۔ ﴿۸۶﴾

(۲) اکاش۔ سورج۔ چاند۔ زمین کی قوتیں جو کام کر رہی ہیں۔

(۳) ان سب پر اعلیٰ طاقتیں جو جبرائیل و میکائیل و عزرائیل وغیرہ نام رکھتی ہیں جن کو وید میں جم لکھا ہے مگر اس جگہ فرشتوں سے یہ چار دیوتے مراد ہیں یعنی اکاش اور سورج وغیرہ جو خدا تعالیٰ کی چار صفتوں کو اٹھا رہے ہیں۔ یہ وہی صفتیں ہیں جن کو دوسرے لفظوں

بقیہ حاشیہ

ہے اور اسی لئے صرف اس قدر ذکر پر یہ نتیجہ مترتب کیا ہے کہ ایسا خدا کہ یہ چار صفتیں اپنے اندر رکھتا ہے وہی لائق پرستش ہے اور درحقیقت یہ صفتیں بہر وجہ کامل ہیں اور ایک دائرہ کے طور پر الوہیت کے تمام لوازم اور شرائط پر محیط ہیں کیونکہ ان صفتوں میں خدا کی ابتدائی صفات کا بھی ذکر ہے اور درمیانی زمانہ کی رحمانیت اور رحیمیت کا بھی ذکر ہے اور پھر آخری زمانہ کی صفت مجازات کا بھی ذکر ہے اور اصولی طور پر کوئی فعل اللہ تعالیٰ کا ان چار صفتوں سے باہر نہیں۔ پس یہ چار صفتیں خدا تعالیٰ کی پوری صورت دکھلاتی ہیں سو درحقیقت **استوا علی العرش** کے یہی معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ صفات جب دنیا کو پیدا کر کے ظہور میں آ گئیں تو خدا تعالیٰ ان معنوں سے اپنے عرش پر پوری وضع استقامت سے بیٹھ گیا کہ کوئی صفت صفات لازمہ الوہیت سے باہر نہیں رہی اور تمام صفات کی پورے طور پر تجلی ہوگئی جیسا کہ جب اپنے تخت پر بادشاہ بیٹھتا ہے تو تخت نشینی

میں عرش کہا گیا ہے۔ اس فلسفہ کا وید کو بھی اقرار ہے مگر یہ لوگ خوب وید دان ہیں جو اپنے گھر کے مسئلہ سے بھی انکار کر رہے ہیں۔

غرض وید کے یہ چار دیوتے یعنی اکاش۔ سورج۔ چاند۔ دھرتی۔ خدا کے عرش کو جو صفت ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مالک یوم الدین ہے اٹھا رہے ہیں۔ اور فرشتہ کا لفظ قرآن شریف میں عام ہے ہر ایک چیز جو اس کی آواز سنتی ہے وہ اس کا فرشتہ ہے۔ پس دنیا کا ذرّہ ذرّہ خدا کا فرشتہ ہے کیونکہ وہ اس کی آواز سنتے ہیں اور اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اگر ذرّہ ذرّہ اُس کی آواز سُنتا نہیں تو خدا نے زمین آسمان کے اجرام کو کس طرح پیدا کر لیا۔ اور یہ استعارہ جو ہم نے بیان کیا ہے اس طرح خدا کے کلام میں بہت سے استعارات ہیں جو نہایت لطیف علم اور حکمت پر مشتمل ہیں۔ اگر اب بھی کوئی شخص اپنی ناسمجھی سے باز نہ آوے تو وہ کوئی اعتراض

بقیہ حاشیہ

کے وقت اس کی ساری شوکت ظاہر ہوتی ہے۔ ایک طرف شاہی ضرورتوں کے لئے طرح طرح کے سامان طیّار ہونے کا حکم ہوتا ہے اور وہ فی الفور ہو جاتے ہیں اور وہی حقیقت ربوبیت عامہ ہیں۔ دوسری طرف خسروانہ فیض سے بغیر کسی عمل کے حاضرین کو جود و سخاوت سے مالا مال کیا جاتا ہے۔ تیسری طرف جو لوگ خدمت کر رہے ہیں ان کو مناسب چیزوں سے اپنی خدمات کے انجام کے لئے مدد دی جاتی ہے۔ چوتھی طرف جزا سزا کا دروازہ کھولا جاتا ہے کسی کی گردن ماری جاتی ہے اور کوئی آزاد کیا جاتا ہے۔ یہ چار صفتیں تخت نشینی کے ہمیشہ لازم حال ہوتی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا ان ہر چہار صفتوں کو دنیا پر نافذ کرنا گویا تخت پر بیٹھنا ہے جس کا نام عرش ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اس کے کیا معنے ہیں کہ اس تخت کو چار فرشتے اُٹھا رہے ہیں۔ پس اس کا یہی جواب ہے کہ ان چار صفتوں پر چار فرشتے موکل ہیں جو دنیا پر یہ صفات خدا تعالیٰ کی ظاہر کرتے ہیں اور ان کے ماتحت چار ستارے ہیں جو چار رب النوع کہلاتے ہیں جن کو وید میں دیوتا کے نام سے پکارا گیا ہے۔ پس وہ ان چاروں صفتوں کی حقیقت کو دنیا میں پھیلاتے ہیں گویا اس روحانی تخت کو اٹھا رہے ہیں۔ بت پرستوں کا جیسا کہ وید سے ظاہر ہے صاف طور پر یہ خیال تھا کہ یہ چار صفتیں مستقل طور پر دیوتاؤں

منتخب کر کے اسلام پر پیش کرے اور پھر انسانیت اور تحمل سے اس کا جواب سُنے۔ ورنہ ایسے اعتراضات سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ معترض حقیقت سے بے خبر اور دل اس کا تعصب سے پُر اور غرض اس کی محض تحقیر ہے۔ دین ایک علم ہے اور اپنے اندر اسرار رکھتا ہے۔ کیا لازم ہے کہ اس طرح پر افترا کے طور پر اعتراض کئے جائیں ورنہ مسلمان بوجہ اولیٰ کہہ سکتے ہیں کہ جن خداؤں کو وید نے پیش کیا ہے وہ تو یہی ہیں کہ سورج۔ چاند۔ آگ۔ پانی زمین وغیرہ مخلوق چیزیں یہ سب محدود اور مخلوق اور بے جان ہیں۔ اس لئے آریہ صاحبوں کا پرمیشر نہ صرف محدود بلکہ بے جان چیز ہے اسی لئے ان کی آواز نہیں سُن سکتا اور نہ جواب دے سکتا ہے۔ ﴿۸۷﴾

پھر جس پرمیشر نے کچھ پیدا ہی نہیں کیا اس کا محدود ہونا تو بہرحال ماننا پڑے گا کیونکہ اس طرح پر سمجھ لو کہ روحوں اور پرمانو اور پرمیشر سے گویا ایک شہر آباد ہے۔ جس کے ایک محلہ

بقیہ حاشیہ

کو حاصل ہیں۔ اسی وجہ سے وید میں جا بجا ان کی استت اور مہما کی گئی اور ان سے مرادیں مانگی گئیں۔ پس خدا تعالیٰ نے استعارہ کے طور پر سمجھایا کہ یہ چار دیوتا جن کو بت پرست اپنا معبود قرار دیتے ہیں یہ مخدوم نہیں ہیں بلکہ یہ چاروں خادم ہیں اور خدا تعالیٰ کے عرش کو اٹھا رہے ہیں یعنی خادموں کی طرح ان الٰہی صفات کو اپنے آئینوں میں ظاہر کر رہے ہیں اور عرش سے مراد لوازم صفات تخت نشینی ہیں جیسا کہ ابھی مَیں نے بیان کر دیا ہے۔ ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ رب کے معنے دیوتا ہے۔ پس قرآن شریف پہلے اسی سورۃ سے شروع ہوا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی وہ تمام مہما اور استت اُس خدا کو چاہیئے جو تمام عالموں کا دیوتا ہے۔ وہی ہے جو ربّ العٰلمین ہے اور رَحْمٰنِ العٰلَمِیْن ہے اور رحِیْم العٰلمین ہے۔ اور مالک جزاء العالمین ہے۔ اس کے برابر اور کوئی دیوتا نہیں کیونکہ قرآن شریف کے زمانہ میں دیوتا پرستی بہت شائع تھی اور یونانی ہر ایک دیوتے کا نام رب النوع رکھتے تھے اور رب النوع کا لفظ آریہ ورت میں دیوتا کے نام سے موسوم تھا اس لئے پہلے خدا کا کلام ان جھوٹے دیوتاؤں کی طرف ہی متوجہ ہوا جیسا کہ اس نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ[۱] یعنی وہ جو سب عالموں کا دیوتا ہے نہ صرف ایک یا دو عالم کا اسی کی پرستش اور حمد و ثنا چاہیئے۔ دوسروں کی مہما اور استت کرنا غلطی ہے۔ اس

[۱] الفاتحۃ:۲

میں تو اَرواح یعنی جیور رہتے ہیں اور دوسرے محلّہ میں پرمانو یعنی ذراتِ اجسام رہتے ہیں اور تیسرے محلّہ کے کونے میں پرمیشر رہتا ہے کیونکہ جو چیزیں انادی اور اپنا اپنا وجود مستقل رکھتی ہیں ان میں پرمیشر دھنس نہیں سکتا۔ کیا تم سرب بیاپک ہو سکتے ہو۔ پس سوچ کر دیکھو کہ انادی اور غیر مخلوق ہونے کی حیثیت سے تم میں اور پرمیشر میں کیا فرق ہے پس وہ کیونکر غیر میں دھنس جائے گا۔ پس خواہ مخواہ تمہارا پرمیشر محدود ہو گیا اور بوجہ محدود ہونے کے علم بھی محدود ہو گیا مگر اس خدا کو کون محدود کہہ سکتا ہے جس کو قرآن شریف نے پیش کیا ہے جس کی نسبت وہ کہتا ہے کہ ہر ایک جان کی وہی جان ہے۔ جس کے ساتھ وہ زندہ ہے اور ذرّہ ذرّہ اس کے ہاتھ سے نکلا اور اسی کے سہارے سے موجود ہے اور سب چیز پر وہ محیط ہے کیونکہ ہر ایک چیز اسی سے نکلی ہے۔

نادان انسان جو تعصب سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ایک بات اپنے منہ سے نکالتا ہے اور کبھی ارادہ نہیں رکھتا کہ اس کا فیصلہ کرے۔ یہی آریہ صاحبان کا حال ہے گویا وہ اس دنیا میں

بقیہ حاشیہ

صورت میں جو صفتیں بُت پرستوں نے چار دیوتاؤں کے لئے مقرر کر رکھی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے ان سب کو اپنی ذات میں جمع کر دیا ہے اور صرف اپنی ذات کو ان صفات کا منبع ظاہر فرمایا۔ بُت پرست قدیم سے یہ بھی خیال کرتے تھے کہ خدا کی اصولی صفات یعنی جو اصل جڑ تمام صفات کی ہیں وہ صرف چار ہیں۔ پیدا کرنا پھر مناسب حال سامان عطا کرنا۔ پھر ترقی کے لئے عمل کرنے والوں کی مدد کرنا پھر آخر میں جزا سزا دینا اور وہ ان چار صفات کو چار دیوتاؤں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اسی بنا پر نوح کی قوم کے بھی چار ہی دیوتا تھے اور انہیں صفات کے لحاظ سے عرب کے بت پرستوں نے بھی لات۔ منات وعزیٰ اور ہبل بنا رکھے تھے۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ یہ چار دیوتا بالا رادہ دنیا میں اپنے اپنے رنگوں میں پرورش کر رہے ہیں اور ہمارے شفیع ہیں اور ہمیں خدا تک بھی یہی پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ یہ مطلب آیت لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى [1] سے ظاہر ہے۔

اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وید بھی ان چاروں دیوتاؤں کی مہما اور استت کی ترغیب دیتا ہے اور وید میں اگرچہ اور دیوتاؤں کا بھی ذکر ہے لیکن اصولی دیوتے جن سے اور سب دیوتے پیدا ہوئے ہیں یا یوں کہو کہ ان کی

[1] الزمر: ۴

ہمیشہ رہیں گے ورنہ ہم کہتے ہیں کہ اگر تم قرآن شریف کی ایک بات کو بھی ردّ کر سکو تو جو تاوان چاہو ہم پر لگا لو خواہ تم تمام جائداد ہماری لے لو۔ مگر کیا کسی کی نیت ہے کہ آرام سے اور آہستگی سے جیسا کہ عدالت میں مقدمات فیصلہ پاتے ہیں کسی چیز کا فیصلہ کرے ہرگز نہیں **پس صبر کرو جب تک خدا ہمارا تمہارا فیصلہ کرے۔**

﴿۸۸﴾

(۲) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ فرشتے خدائے تعالیٰ کو جا کر نیکی ابدی کی خبر دیتے ہیں اور اس وقت تک وہ بے خبر ہوتا ہے۔ **الجواب**:- اس کا جواب یہ ہے کہ **لعنة اللّٰہ علی الکاذبین** ورنہ کھول کر دکھلاؤ کہ کہاں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ مَیں مخلوق کے حال سے بے خبر ہوں جب تک کوئی فرشتہ مجھے خبر نہ دے۔ وہ تو بار بار قرآن شریف میں کہتا ہے کہ ذرّہ ذرّہ کی مجھے خبر ہے۔ ایک پتہ بھی میرے حکم کے بغیر نہیں گرتا۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ یہ کس قسم کی روحیں ہیں کہ دلیری سے

بقیہ حاشیہ

شاخ ہیں وہ چار ہی ہیں کیونکہ کام بھی چار ہی ہیں۔ پس قرآن شریف کی پہلی غرض یہی تھی کہ وید وغیرہ مذاہب کے دیوتاؤں کو نیست و نابود کرے اور ظاہر کرے کہ یہ لوگوں کی غلطیاں ہیں کہ اور اور چیزوں کو دیوتا یعنی رب النوع بنا رکھا تھا بلکہ یہ چار صفتیں خاص خدا تعالیٰ کی ہیں اور ان چار صفتوں کے عرش کو خادموں اور نوکروں کی طرح یہ بیجان دیوتے اُٹھا رہے ہیں چنانچہ کسی نے کہا ہے۔

حمد را با تو نسبتے است درست　　　بر در ہر کہ رفت بر در تست

پس یہ اعتراض کہ جو آریہ صاحبان ہمیشہ سے کرتے ہیں یہ تو درحقیقت ان کے ویدوں پر اعتراض ہے کیونکہ مسلمان تو اس خدا کی پرستش کرتے ہیں جو مخدوم ہے مگر آریہ صاحبان ان جھوٹے دیوتاؤں کو خدا سمجھ رہے ہیں جو خادموں اور نوکروں چاکروں کی طرح خدا تعالیٰ کی صفات اربعہ کا عرش اپنے سر پر اٹھا رہے ہیں بلکہ وہ تو چاکروں کے بھی چاکر ہیں کیونکہ ان پر اور طاقتیں بھی مسلط ہیں جو ملائک کے نام سے موسوم ہیں جو ان دیوتاؤں کی طاقتوں کو قائم رکھتے ہیں جن میں سے زبان شرع میں کسی کو جبرائیل کہتے ہیں اور کسی کو میکائیل اور کسی کو عزرائیل اور کسی کو اسرافیل اور سناتن دھرم والے اس قسم کے ملائک کے بھی قائل ہیں اور ان کا نام جَم رکھتے ہیں۔ **منہ**

اس قدر افترا کرتے ہیں۔ سارا قرآن اس بات سے بھرا ہوا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا بالذات علم رکھتا ہے۔ پس ہم اس افترا کا کیا نام رکھیں کہ گویا مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کو کچھ بھی اپنی مخلوق کی خبر نہیں جب تک فرشتے جا کر رپورٹ نہ دیں۔

(۳) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا پہلے کچھ مدت تک بیکار رہا ہے کیونکہ دنیا ہمیشہ سے نہیں۔

الجواب:- یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہرگز نہیں ہے کہ انسان کے پیدا کرنے سے پہلے خدا بیکار تھا بلکہ وہ قرآن شریف میں بار بار کہتا ہے کہ مَیں قدیم سے خالق ہوں مگر اس بات کی تفصیل کہ وہ کس کس مخلوق کو پیدا کرتا رہا ہے یہ امر انسان کے احاطۂ اقتدار سے باہر ہے۔ ہم قرآن کی رُو سے ایمان رکھتے ہیں کہ وہ کبھی معطل نہیں رہا مگر اس کی تفصیل کو ہم نہیں جانتے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس نے کتنی مرتبہ اس دنیا کو بنایا اور کتنی مرتبہ ہلاک کیا یہ لمبا اور غیر متناہی علم خدا کو ہے کسی دفتر میں یہ سما نہیں سکتا ہاں عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ صرف چند مدت سے خدا نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ پہلے کچھ نہ تھا اور قدیم سے وہ خالق نہیں ہے۔ سو یہ اعتراض ان پر کرو اور پھر آپ لوگوں کو شرم کرنا چاہئے کہ ہم تو مانتے ہیں کہ ہمارا خدا قدیم سے ذراتِ اجسام پیدا کرتا رہا اور قدیم سے روحیں بھی پیدا کرتا رہا مگر آپ لوگ تو قطع نظر قدیم کے ایک مرتبہ کے لئے بھی خدائے تعالیٰ کی ان صفات کو نہیں مانتے پھر کیوں اپنے گھر سے بے خبر رہ کر اسلام پر محض افترا کے طور پر اعتراض کر دیتے ہیں ورنہ حیا اور شرم کر کے قرآن شریف سے ہمیں دکھلا دو کہ کہاں لکھا ہے کہ مَیں قدیم سے خالق نہیں ہوں مگر آپ کا پرمیشر تو بجز معمار یا نجار کی حیثیت سے زیادہ مرتبہ نہیں رکھتا اور کیونکر معلوم ہوا کہ وہ عالم الغیب ہے اس کا وید میں کیا ثبوت ہے ذرا ہوش سے جواب دو۔

﴿۸۹﴾ (۴) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مسلمانوں کا خدا متغیر ہے کبھی کوئی حکم دیتا ہے کبھی کوئی۔

الجواب:- خدا آپ لوگوں کو ہدایت دے۔ قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھا کہ خدا متغیر ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ انسان متغیر ہے اس لئے اس کے مناسب حال خدا اس کے لئے تبدیلیاں کرتا ہے۔

جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے تو صرف اس کو خون کی غذا ملتی ہے اور جب پیدا ہوتا ہے تو ایک مدت تک صرف دودھ پیتا ہے اور پھر بعد اس کے اناج کھاتا ہے اور خدائے تعالیٰ تینوں سامان اس کے لئے وقتاً فوقتاً پیدا کر دیتا ہے۔ پیٹ میں ہونے کی حالت میں پیٹ کے فرشتوں کو جو اندرونی ذرات ہیں حکم کر دیتا ہے کہ اس کی غذا کے لئے خون بناویں اور پھر جب پیدا ہوتا ہے تو اس حکم کو منسوخ کر دیتا ہے تو پھر پستان کے فرشتوں کو جو اس کے ذرات ہیں حکم کرتا ہے جو اس کے لئے دودھ بناویں اور جب وہ دودھ سے پرورش پا چکتا ہے تو پھر اس حکم کو بھی منسوخ کر دیتا ہے تو پھر زمین کے فرشتوں کو جو اس کے ذرات ہیں حکم کرتا ہے جو اس کے لئے اخیر مدت تک اناج اور پانی پیدا کرتے رہیں۔ پس ہم مانتے ہیں کہ ایسے تغیر خدا کے احکام میں ہیں خواہ بذریعہ قانونِ قدرت اور خواہ بذریعہ شریعت۔ مگر اس سے خدا میں تغیر کونسا لازم آیا۔ شرم! شرم!! شرم!!!

مگر افسوس کہ وید کی رُو سے خدا ان تغیرات کا مالک نہیں بن سکتا کیونکہ وید تو خدا کے فرشتوں کا منکر ہے۔ پس کیونکر دنیا کے ذرّات اور رُوحوں کی قوتیں اس کی آواز سُن سکتی ہیں۔ علم طبعی اور ہیئت کا سلسلہ تبھی خدا کی طرف منسوب ہو سکتا ہے کہ جب طبعی طور پر ہر ایک ذرہ مخلوقات کا خدا کا فرشتہ مان لیا جائے ورنہ فرشتوں کے انکار سے دہریہ بننا پڑے گا کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے پرمیشر کو اس کا کچھ بھی علم نہیں اور نہ اس کی مرضی اور ارادہ سے ہو رہا ہے مثلاً کانوں میں سونا اور چاندی اور پیتل اور تانبا اور لوہا طیار ہوتا ہے اور بعض کانوں میں سے ہیرے نکلتے ہیں اور نیلم پیدا ہوتا ہے اور بعض جگہ یاقوت کی کانیں ہیں اور بعض دریاؤں میں سے موتی پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک جانور کے پیٹ سے بچہ یا انڈہ پیدا ہوتا ہے۔ اب خدا ﴿۹۰﴾ نے تو قرآن شریف میں ہمیں یہ سکھلایا ہے کہ یہ طبعی سلسلہ خود بخود نہیں بلکہ ان چیزوں کے تمام ذرات خدا کی آواز سنتے ہیں اور اس کے فرشتے ہیں یعنی اس کی طرف سے ایک کام کے لئے مقرر شدہ ہیں۔ پس وہ کام اس کی مرضی کے موافق وہ کرتے رہتے ہیں۔ سونے کے ذرات سونا بناتے رہتے ہیں اور چاندی کے ذرات چاندی بناتے رہتے ہیں اور موتی کے ذرات موتی بناتے ہیں اور انسانی وجود کے ذرات ماؤں کے پیٹ میں انسانی بچہ

طیّار کرتے ہیں اور یہ ذرات خود بخود کچھ بھی کام نہیں کرتے بلکہ خدا کی آواز سُنتے ہیں اور اس کی مرضی کے موافق کام کرتے ہیں اسی لئے وہ اس کے فرشتے کہلاتے ہیں اور کئی قسم کے فرشتے ہوتے ہیں یہ تو زمین کے فرشتے ہیں۔ مگر آسمان کے فرشتے آسمان سے اپنا اثر ڈالتے ہیں جیسا کہ سورج کی گرمی بھی خدا کا ایک فرشتہ ہے جو پھلوں کا پکانا اور دوسرے کام کرتا ہے اور ہوائیں بھی خدا کے فرشتے ہیں جو بادلوں کو اکٹھے کرتے اور کھیتوں کو مختلف اثر اپنے پہنچاتے ہیں اور پھر ان کے اوپر اور بھی فرشتے ہیں جو ان میں تاثیر ڈالتے ہیں۔ علوم طبعی اس بات کے گواہ ہیں کہ فرشتوں کا وجود ضروری ہے اور ان فرشتوں کو ہم بچشمِ خود دیکھ رہے ہیں۔ اب بقول آریہ صاحبان وید ان فرشتوں کا منکر ہے۔ پس اس طور سے وہ اس طبعی سلسلہ سے انکاری اور دہریہ مذہب کی بنیاد ڈالتا ہے کیا یہ امر بدیہی اور مشہود و محسوس نہیں کہ ہر ایک ذرہ ذراتِ اجسام میں سے ایک کام میں مشغول ہے۔ یہاں تک کہ شہد کی مکھیاں بھی خدا کی وحی سے ایک کام کر رہی ہیں۔ پس وید اگر اس سلسلہ سے منکر ہے تو پھر اس کی خیر نہیں۔ اس صورت میں وہ تو دہریہ مذہب کا حامی ہوگا۔ اگر یہی وید ودّیا کا نمونہ ہے تو شاباش خوب نمونہ پیش کیا۔

(۵) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ شفاعت پر بھروسہ شرک ہے۔

الجواب :- قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ[۱] یعنی خدا کے اذن کے سوا کوئی شفاعت نہیں ہوسکتی۔ قرآن شریف کی رُو سے شفاعت کے معنے یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے بھائی کے لئے دُعا کرے کہ وہ مطلب اس کو حاصل ہو جائے۔ یا کوئی بلا ٹل جائے۔ پس قرآن شریف کا حکم ہے کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کے حضور میں زیادہ جھکا ہوا ہے وہ اپنے کمزور بھائی کے لئے دُعا کرے کہ اس کو وہ مرتبہ حاصل ہو یہی حقیقتِ شفاعت ہے۔ سو ہم اپنے بھائیوں کے لئے بیشک دُعا کرتے ہیں کہ خدا ان کو قوّت دے اور ان کی بلا دور کرے اور یہ ایک ہمدردی کی قسم ہے۔ پس اگر وید نے اس ہمدردی کو نہیں سکھلایا اور وید کی رُو سے ایک بھائی دوسرے کے لئے دُعا نہیں کر سکتا تو یہ بات وید کے لئے قابل تعریف نہیں بلکہ ایک

﴿۹۱﴾

[۱] البقرة:۲۵۶

سخت عیب ہے۔ چونکہ تمام انسان ایک جسم کی طرح ہیں اس لئے خدا نے ہمیں بار بار سکھلایا ہے کہ اگرچہ شفاعت کو قبول کرنا اس کا کام ہے مگر تم اپنے بھائیوں کی شفاعت میں یعنی ان کے لئے دُعا کرنے میں لگے رہو اور شفاعت سے یعنی ہمدردی کی دُعا سے باز نہ رہو کہ تمہارا ایک دوسرے پر حق ہے۔ اصل میں شفاعت کا لفظ شفع سے لیا گیا ہے۔ شفع جفت کو کہتے ہیں جو طاق کی ضد ہے۔ پس انسان کو اس وقت شفیع کہا جاتا ہے جبکہ وہ کمال ہمدردی سے دوسرے کا جفت ہو کر اس میں فنا ہو جاتا ہے اور دوسرے کے لئے ایسی ہی عافیت مانگتا ہے جیسا کہ اپنے نفس کے لئے۔ اور یاد رہے کہ کسی شخص کا دین کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ شفاعت کے رنگ میں ہمدردی اس میں پیدا نہ ہو بلکہ دین کے دو ہی کامل حصّے ہیں۔ ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لئے دُعا کرنا جس کو دوسرے لفظوں میں شفاعت کہتے ہیں۔

(۶) خدا کی کوئی آواز دنیا میں سنائی نہیں دیتی۔

الجواب:- تعجب کہ باوجودیکہ پنڈت لیکھرام کی موت سے تمام آریہ صاحبوں نے ۶؍ مارچ کے دن خدائے تعالیٰ کی آواز سن لی۔ اور خدا نے دنیا میں اشتہار دے دیا کہ لیکھرام بوجہ اپنی بدزبانیوں کے چھ۶ برس تک کسی کے ہاتھ سے مارا جائے گا وہ آواز نہ صرف ہم نے سُنی بلکہ ہمارے ذریعہ سے سب آریہ صاحبوں نے سُنی مگر کیا اب بھی ثابت نہ ہوا کہ خدا کی آواز دنیا کو سنائی دیتی ہے۔ آپ صاحبوں میں سے پکّے آریہ لالہ شرم پت اور لالہ ملاوامل ساکن قادیان بہت سی خدا کی آوازوں کے گواہ ہیں۔ اگر وہ انکار کریں گے اور قوم کو خدا پر مقدم رکھیں گے اور جھوٹ بولیں گے تو شاید کوئی اور آواز آسمانی سُن لیں گے۔

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی



چونکہ اس رسالہ میں انصاف کی رو سے کسی قدر

سناتن دھرم کی مدد ہے اس لئے

اس کا نام

سناتن دھرم

رکھا گیا

تصنیف لطیف حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود امام الوقت

علیہ السلام میرزا غلام احمد صاحب قادیانی سلمہ اللہ الرحمان

۸ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

مطبع ضیاء الاسلام قادیان دار الامان میں باہتمام حافظ

حکیم فضل الدین صاحب کے چھپکر شائع ہوا

تعداد اشاعت ۲۰۰۰ بار اول

غزل از مؤلف

اے آریہ سماج پھنسو مت عذاب میں ۔ کیوں مبتلا ہو یارو خیالِ خراب میں
اے قوم آریہ ترے دل کو یہ کیا ہوا ۔ تو جاگتی ہے یا تری باتیں ہیں خواب میں
کیا وہ خدا جو ہے تری جاں کا خدا نہیں ۔ ایماں کی بو نہیں ترے ایسے جواب میں
گر عاشقوں کی روح نہیں اس کے ہاتھ سے ۔ پھر غیر کے لئے ہیں وہ کیوں اضطراب میں
گر وہ الگ ہے ایسا کہ چھو بھی نہیں گیا ۔ پھر کس نے لکھ دیا ہے وہ دل کی کتاب میں
جس سوز میں ہیں اس کے لئے عاشقوں کے دل ۔ اتنا تو ہم نے سوز نہ دیکھا کباب میں
جامِ وصال دیتا ہے اس کو جو مر چکا ۔ کچھ بھی نہیں ہے فرق یہاں شیخ وشاب میں
ملتا ہے وہ اُسی کو جو وہ خاک میں ملا ۔ ظاہر کی قیل وقال بھلا کس حساب میں
ہوتا ہے وہ اُسی کا جو اُس کا ہی ہو گیا ۔ ہے اُس کی گود میں جو گِرا اُس جناب میں
پھولوں کو جا کے دیکھو اسی سے وہ آب ہے ۔ چمکے اسی کا نور مہ و آفتاب☆ میں
خوبوں کے حسن میں بھی اُسی کا وہ نور ہے ۔ کیا چیز حسن ہے وہی چمکا حجاب میں
اس کی طرف ہے ہاتھ ہر اک تارِ زلف کا ۔ ہجراں سے اس کے رہتی ہے وہ پیچ وتاب میں
ہر چشم مست دیکھو اُسی کو دکھاتی ہے ۔ ہر دل اُسی کے عشق سے ہے التہاب میں
جن مورکھوں کو کاموں پہ اس کے یقیں نہیں ۔ پانی کو ڈھونڈتے ہیں عبث وہ سراب میں
قدرت سے اس قدیر کے انکار کرتے ہیں ۔ بکتے ہیں جیسے غرق کوئی ہو شراب میں
دل میں نہیں کہ دیکھیں وہ اس پاک ذات کو ۔ ڈرتے ہیں قوم سے کہ نہ پکڑیں عتاب میں

ہم کو تو اے عزیز دکھا اپنا وہ جمال
کب تک وہ مونہہ رہے گا حجاب ونقاب میں

☆ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [1]۔ خدا ہے نور زمین اور آسمان کا (آیت قرآن شریف)۔

[1] النُّور : ۳۶

﴿۱﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحمدہ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

نیوگ

اگرچہ مَیں نے کتاب نسیم دعوت میں نیوگ کے بارے میں جہاں تک مناسب تھا کچھ ذکر کیا ہے۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ وہ ایک طالب حق کے لئے بہت مفید اور کافی ہے۔ لیکن مَیں نے بعض لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ پنڈت رام بھجدت صاحب پریزیڈنٹ آریہ مذہبی سبھا پنجاب آریہ سماج کے جلسہ قادیان میں میری کتاب نسیم دعوت پہنچنے کے بعد اپنی آخری تقریر میں میرا ذکر کرکے فرماتے تھے کہ اگر وہ مجھ سے اس بارے میں گفتگو کرتے تو جو کچھ نیوگ کرانے کے فائدے ہیں مَیں سب اُن کے پاس بیان کرتا۔

لہٰذا بادب گزارش ہے کہ مَیں نے جس قدر انسانی غیرت اور انسانی پاک کانشنس کا تقاضا ہے وہ نیک نیّتی سے اپنی کتاب نسیم دعوت میں بیان کیا ہے۔ میری غرض اس سے کوئی بحث مباحثہ نہیں تھا صرف ہمدردی کی راہ سے ایک نصیحت تھی۔ اور مَیں اس بات میں اکیلا نہیں ہزار ہا شریف ہندو اور شریف خالصہ مذہب کے پابند سکھ اس بات کو ہرگز جائز نہیں سمجھتے کہ ایک خاوند والی اور خاندان والی عورت محض اولاد کے لالچ سے دوسرے سے مونہہ کالا کراوے اور خاوند زندہ موجود ہو۔

رہے نیوگ کے فائدے اور غالباً پنڈت صاحب کا فوائد سے مطلب نیوگ کی اولاد ہوگی کہ مفت میں گیا۱۱رہ لڑکے پیدا ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر اولاد بڑھتی ہے لیکن پنڈت صاحب ناراض نہ ہوں ایسی اولاد تو شریف آدمی کے لئے ایک داغ ہے نہ جائے فخر میرے نزدیک ایک پاک دامن عورت اگر تمام عمر بے اولاد رہے تو بے اولاد مرنا اس سے بہتر

ہے کہ غیر سے ہمبستر ہو کر ایسی اولاد حاصل کرے کہ عند العقل ناجائز اولاد کہلاوے۔ اور اگر سچائی کچھ چیز ہے تو پھر کیا وجہ کہ بچوں کو اُس بدقسمت دیوّث کی اولاد سمجھی جائے جس کے نطفہ سے وہ بچے نہیں ہیں بلکہ وہ تو اُن لوگوں کی اولاد ہیں جس کا وہ نطفہ ہیں۔ کاش اگر ایسی عورت ایسی اولاد حاصل کرنے سے پہلے ہی مر جائے تو بہتر ہے۔ پنڈت رام بھجدت صاحب کو اس قابل شرم نیوگ کے مسئلہ میں بہت ضِدّ نہیں کرنی چاہئے بلکہ چونکہ یہ مسئلہ انسانی حیا کے مخالف ہے اسلئے مناسب ہے کہ اس مسئلہ کو آریہ سماج کے مسائل میں سے کاٹ دیا جائے۔ اور عام اشتہار دیا جائے کہ دیانند نے بوجہ مجردانہ زندگی اور نہ محسوس کرنے اُس غیرت کے کہ جو خانہ داری کی حالت میں ہر ایک شریف مرد کو اپنی بیوی کی نسبت ہوتی ہے سخت غلطی کھائی۔ اس لئے آریہ سماج اپنے اصولوں سے اس کو خارج کرتا ہے اور اس پر بہت سے دستخط ہو جانے چاہئے تا پھر کسی معترض کو دم مارنے کی جگہ نہ رہے ورنہ یاد رکھیں کہ نیوگ کا اصول ان کے مذہب کے لئے ایک روگ ہے اور مَیں نہیں قبول کر سکتا کہ پاکدامن عورتیں نیوگ کے لئے تیار ہو جائیں گی بلکہ مجھے تو یہ اندیشہ ہے کہ اس پر زور دینے سے کوئی عورت زہر کھا کر مر نہ جائے☆۔ اے صاحبان اور تو ہوا جو ہوا اس بلا کو تو اپنی قوم میں سے جلد دفع کرو اور خواہ نخواہ اُس کو وید کے ذمہ مت لگاؤ۔ یہ امید مت رکھو کہ آریہ ورت کے شریف مرد اور شریف عورتیں اس کو قبول کر لیں گے بلکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مذہب میں متبنّٰی کی رسم نیوگ کی وجہ سے ہی پیدا ہوئی ہے۔ یعنی جب شریف مردوں اور شریف عورتوں نے دیکھا کہ یہ ناپاک رسم ہے تو اس کی جگہ

﴿۲﴾

☆ آریہ ورت کی عورتوں کو اب تک اپنے خاوندوں سے ایسا سچا تعلق رہا ہے کہ وہ ان کے لئے ستی ہوتی رہی ہیں لیکن ایسی عورت کہ خاوند سر پر موجود ہے اور وہ دوسروں سے ہم بستر ہوتی پھرتی ہے کیونکر ایسی محبت خاوند سے رکھ سکتی ہے۔ **منہ**

متبنّٰی پکڑنے کی رسم جاری کردی۔ اور مردوں کی شرافت نے نہ چاہا کہ اس قابل شرم طریق یعنی نیوگ پر اپنی عورتوں کا عملدرآمد کراویں۔ اس لئے انہوں نے اس بات کو پسند کرلیا کہ متبنّٰی کرلیں۔ اور اگرچہ متبنّٰی کرنا بھی ایک بناوٹ ہے۔ مگر تاہم اس بے حیائی اور ناپاک رسم سے تو ہزارہا درجہ بہتر ہے۔ یہ تو ایسا ناپاک طریق ہے کہ اگر کسی چوہڑے یا چمار کو بھی کہا جائے کہ اپنی عورتوں سے ایسا کراوے تو وہ بھی مرنے مارنے کو طیّار ہو جائے گا۔ پس ہمیں آریہ صاحبان پر کیوں افسوس نہ ہو کہ انہوں نے آنکھ بند کرکے دیانند کی باتیں قبول کرلیں۔ آخر سناتن دہرم والے بھی قوم کی رُو سے اُن کے بھائی تھے۔ کیا قدیم سے وہ وید نہیں پڑھتے تھے پھر کیوں وہ اس بے حیائی کے طریق کو پسند نہیں کرتے۔ افسوس تو یہ ہے کہ جب خیر خواہی کی رُو سے آریہ صاحبوں کو کہا جائے کہ آپ لوگ اس طریق کو چھوڑ دیں اور ایسے کام اپنی عورتوں سے مت کراویں تو وہ اُلٹے غصّہ کرنے لگتے ہیں۔ عجیب حالت آریہ سماج والوں کی ہے کہ ان کو اس کام میں کچھ بھی شرم نہیں آتی۔ گذشتہ دنوں میں مَیں نے چند آریوں کو اپنے مکان پر بلایا تھا اِن میں سے ایک آریہ کشن سنگھ نام تھا جو باوانانک صاحب کی پیروی سے ناراض ہوکر اب آریہ بنا ہوا ہے اور ایسے شخص کو چھوڑ کر جو روحانیت اور پاکیزگی اپنے اندر رکھتا تھا اور اپنے کرتار کی محبت سے اس کا دل بھرا ہوا تھا۔ پنڈت دیانند کا ہر وقت جپ کرنا شروع کردیا ہے اس کے ساتھ لالہ شرم پت اور لالہ ملاوامل قادیان بھی تھے اور پنڈت سوم راج سکرٹری آریہ سماج قادیان بھی ہمراہ تھے۔ اور چند سناتن دھرم کے ہندو تھے۔ تب ہم نے ان لوگوں کو بہت سمجھایا کہ ایسے کام اپنی عورتوں سے کرانے مناسب نہیں۔ خاص کر اس گاؤں میں تب اس وقت سب چُپ رہے اور سب کو شرم دامن گیر ہوئی مگر پنڈت سوم راج بول اُٹھے کہ اس کام میں کچھ مضائقہ نہیں تب سناتن دھرم والے جو موجود تھے اس بات کو سن کر کہ اس شخص نے ایک بھری مجلس میں اپنی عورت کی نسبت ایسا ناپاک کام روا رکھا اور حیا سے کچھ کام نہ لیا سب نے

﴿۳﴾

بے اختیار رام رام کہنا شروع کر دیا اور باقی آریہ صاحبان اپنی چادروں میں اپنا منہ چھپا کر ہنسنے لگے اور غالباً اُس وقت تین[۳۰] آدمی کے قریب گواہ ہوں گے جب کہ اِس پنڈت نے یہ قابل شرم کلمہ اپنے منہ سے نکالا۔

سخت افسوس ہے کہ آریہ صاحبان یہ تو نہیں کرتے کہ اس رسم کو دور کر دیں بلکہ اُلٹے جوش میں آکر کہتے ہیں کہ کیا مسلمان مُتعہ نہیں کرتے یعنی منکوحہ عورتوں کو طلاق نہیں دیتے بہتیرا سمجھایا گیا کہ اے حضرات کجا طلاق دینا جو ضرورتوں کے وقت تمام دنیا میں جاری ہے اور کجا یہ کام کہ ایک مرد زندہ موجود اپنی عورت سے ایسا کام کراوے مگر یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ سناتن دھرم کے لوگ کہ جو باحیا اور باغیرت لوگ ہیں وہ ندامت سے مرے جاتے ہیں گناہ اِن کا اور ندامت اُن کو۔ بارہا کہا گیا اگر ایک انسان جو نکاح کر کے کسی وقت عورت کو طلاق دے دیتا ہے اور یا طلاق کا وقت مقرر کر دیتا ہے کہ اتنی مدّت کے بعد میں طلاق دے دوں گا جس کا نام بعض شیعہ کے نزدیک مُتعہ ہے۔ اس نکاح کو آپ لوگوں کے طریق سے کچھ مناسبت نہیں اور ایسا نکاح بھی جس کا وقت طلاق ٹھہرایا جائے ہمارے مذہب میں منع ہے قرآن شریف صاف اس کی ممانعت فرماتا ہے۔ عرب کے لوگوں میں اسلام سے پہلے ایک وقت تک ایسے نکاح ہوتے تھے قرآن شریف نے منع کر دیا اور قرآن شریف کے اُترنے سے وہ حرام ہو گئے صرف بعض شیعوں کے فرقے اس کے پابند ہیں مگر وہ جاہلیت کی رسم میں گرفتار ہیں کسی دانشمند کے لئے جائز نہیں کہ اپنی غلطی کی پردہ پوشی کے لئے کسی دوسرے کی غلطی کا حوالہ دیں۔ کیا ایک مجرم کسی دوسرے مجرم کے حوالہ سے رہائی پا سکتا ہے۔ خدا کے کلام میں نکاح کرنے کے بارے میں تصریح کے ساتھ ہدایت موجود ہے اس میں ایسے نکاح کا ذکر نہیں جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ اتنی مدت کے بعد میں طلاق دے دوں گا ماسوا اس کے اس صورت میں اصل اعتراض تو طلاق پر ہوا اور دنیا میں کوئی فرقہ ﴿۴﴾

نہیں جو طلاق کا مخالف ہو کسی نہ کسی ضرورت سے بعض وقت طلاق دینی پڑتی ہے۔ غرض جب آریہ صاحبوں کو ایسے قابل شرم کام سے منع کیا جاتا ہے تو کھسیانے بن کر یہی جواب دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں بھی تو طلاق کی رسم ہے۔ اے حضرات یہ رسم کس مذہب میں نہیں۔ جب مرد و عورت میں سخت مخالفت ہوگی تو بجز طلاق اور کیا چارہ ہوگا۔ مناسب ہے کہ آپ صاحبان ایسی باتیں نہ کریں اور نیوگ کو چھوڑ دیں۔ ان باتوں سے بھی کیا فائدہ کہ نیوگ میں بڑے فائدے اور بڑے بھید ہیں۔ اے حضرات اگر زیادہ نہیں تو طاعون کے دنوں تک ہی ایسی رسم سے دست بردار رہو ایسا نہ ہو کہ ایسے کاموں سے اور بھی یہ بلا پھیلے۔ افسوس کہ باوجود اس رسم نیوگ کے جس سے شرمندہ ہونا چاہئے تھا آریہ صاحبوں میں بدزبانی بہت بڑھ گئی ہے بعض شریف آریہ صاحبان اس جلسہ قادیان کی تقریب پر خود آ کر مجھے ملے ہیں اور خود انہوں نے اقرار کیا ہے کہ اس جلسہ میں بہت سی گندہ زبانی سے کام لیا گیا ہے خاص کر ایک شخص کا اکثر آریہ صاحبوں نے ذکر کیا کہ وہ تیز اور گندہ زبان تھا۔

پس واضح ہو کہ مذہب اس بات کا نام نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے اعتراض کر دینا اور ٹھٹھے سے جلسہ کو رونق دینا اور بہروپیوں کی طرح ہنسی کرنا اس طرح پر کوئی مذہب قائم نہیں ہوسکتا نیک انسانوں کے لئے بہتر طریق یہ ہے کہ کسی فرقہ کے شائع کردہ اصولوں پر اعتراض کریں مگر کسی قوم کی آسمانی کتاب پر اُس وقت تک اعتراض نہ کریں جب تک کہ اُن کو پوری واقفیت اور پورے دلائل سے علم نہ ہو۔ مثلاً نیوگ کا مسئلہ ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ باوجود خاوند کے زندہ ہونے کے اس کی عورت کا دوسرے سے ہم بستر ہونا نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ بارہ تیرہ برس تک جب تک گیارہ بچے پیدا ہو جائیں انسانی کانشنس اس بے حیائی کو قبول نہیں کرتا اور ہر ایک نیک فطرت اس طریق سے دور بھاگتی ہے۔ اور درحقیقت اس سے زیادہ کوئی بے حیائی نہیں اور

﴿۵﴾

کوئی حیا والا آدمی اِس کو پسند نہیں کرے گا کہ اپنے جیتے جی اپنی عورت کی یہ حالتیں دیکھے مگر ہماری جماعت کو جو تقویٰ کے لئے قائم کی گئی ہے۔ خوب یاد رہے کہ وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ وید کی تعلیم ہے۔ میری رائے یہی ہے کہ یہ وید کی ہرگز تعلیم نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ کبھی ایک شرتی یا ایک آیت کے بیس۲۰ معنے ہو سکتے ہیں۔ پس ایسے موقعہ پر ایک گندہ آدمی گندے معنے کر لیتا ہے اور ایک پاک طبع آدمی پاک معنے کرتا ہے بعض آدمی اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ اپنے بعض نفسانی اغراض کے لئے قوم میں بدچلنی پھیلانی چاہتے ہیں۔ پس وہ بہانہ ڈھونڈنے کے لئے کسی ایسی کتاب میں سے جو قوم اس کو آسمانی سمجھتی ہے کوئی شُرتی یا آیت پیش کر دیتے ہیں اور اس طرح پر نادانوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو چاہئے کہ اس قسم کے طریقوں سے دست کش رہیں کہ یہ طریقے احتیاط اور پرہیز گاری کے برخلاف ہیں۔ ایسی مشترک باتیں جو کم وبیش تمام قوموں میں پائی جاتی ہیں اُن کو اعتراض کے طور پر پیش کرنا سراسر جہالت یا تعصب ہے جس کو آریہ صاحبان دکھلا رہے ہیں۔ مثلاً بیویاں کرنا یا ضرورت کے وقت طلاق دینا یا اور ایسے امور جن کا اشتراک سب قوموں میں پایا جاتا ہے ان کو بطور اعتراض پیش کرنا کسی شریف آدمی کا کام نہیں کہ یہ باتیں ہر ایک قوم میں پائی جاتی ہیں۔ درحقیقت اعتراض کے لائق دو باتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ ارواح اور اجسام یعنی جیو اور پرمانو خدا سے نکلے ہوئے نہیں یعنی خدا کی مخلوق نہیں بلکہ خدا کی طرح اپنے وجود کے آپ خدا ہیں اور انادی ہیں۔ دوسری یہ قابل شرم طریق جس کا نام نیوگ ہے۔ سو یہ اعتراض وید پر نہیں بلکہ پنڈت دیانند پر ہے جس نے ایسا مذہب شائع کیا۔ ہماری جماعت خبردار رہے کہ خواہ نخواہ احتیاط سے بڑھ کر کوئی بات منہ سے نہ نکالے۔ یہ درست ہے کہ آریہ سماجیوں میں تیز زبان بہت لوگ ہیں جو اعتراض کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ کہاں تک ہمیں اس اعتراض کے بارے تحقیق ہے بلکہ جو کچھ منہ میں

آیا کہہ دیتے ہیں غرض تو ہنسی ٹھٹھا ہے نہ تحقیق۔ بعض سرسری نظر سے خدا کی کتاب کو دیکھ کر بغیر اس کے جو پوری سمجھ سے کام لیں فی الفور اعتراض کر دیتے ہیں۔ خدا کی کلام میں ﴿۶﴾ کئی جگہ استعارہ ہوتا ہے کئی جگہ مجاز ہوتا ہے اور کئی جگہ حقیقت کا دکھلانا مقصود ہوتا ہے پس جب پورا علم نہ ہو اور اس کے ساتھ اپنا دل صاف نہ ہو تو اعتراض کرنا جہالت ہے۔ خدا کے کلام کے صحیح معنے سمجھنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا سے ملتے ہیں۔ ایک شخص سراپا دنیا کی پلیدی میں غرق آنکھیں اندھی اور دل ناپاک ہے وہ اس حالت میں خدا کے کلام پر کیا اعتراض کرے گا۔ اوّل چاہیئے کہ اپنے دل کو پاک بناوے، نفسانی جذبات سے اپنے تئیں الگ کرے پھر اعتراض کرے۔ مثلاً قرآن شریف میں لکھا ہے۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى [1]۔ یعنی جو اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ اب ایک ایسا معترض جس کو خدا کے کلام کا منشاء معلوم نہیں یہ اعتراض کرے گا کہ دیکھو مسلمانوں کے مذہب میں لکھا ہے کہ اندھوں کو نجات نہیں۔ غریب اندھے کا کیا قصور ہے۔ مگر جو تعصب دور کر کے غور سے قرآن شریف کو پڑھے گا وہ سمجھ لے گا کہ اس جگہ پر آنکھوں سے اندھے مراد نہیں ہیں بلکہ دل کے اندھے مراد ہیں۔ غرض یہ ہے کہ جن کو اِسی دنیا میں خدا کا درشن نہیں ہوتا اُنہیں دوسرے جہاں میں بھی درشن نہیں ہوگا اسی طرح صدہا خدا کے کلام میں مجاز اور استعارے ہوتے ہیں۔ ایک نفسانی جوش والا آدمی جلدی سے سب کو جائے اعتراض بناوے گا۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہی سچ بات ہے کہ خدا کا کلام سمجھنے کے لئے اوّل دِل کو ایک نفسانی جوش سے پاک بنانا چاہیئے تب خدا کی طرف سے دل پر روشنی اُترے گی۔ بغیر اندرونی روشنی کے اصل حقیقت نظر نہیں آتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ [2]۔ یعنی یہ پاک کا کلام

[1] بنی اسرائیل:۷۳ [2] الواقعة:۸۰

ہے۔ جب تک کوئی پاک نہ ہو جائے وہ اس کے بھیدوں تک نہیں پہنچے گا۔ مَیں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا اور اگر لوگ چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ مَیں دنیاداری کے کاموں میں نہیں پڑا اور دینی شغل میں ہمیشہ میری دلچسپی رہی۔ مَیں نے اس کلام کو جس کا نام قرآن ہے نہایت درجہ تک پاک اور روحانی حکمت سے بھرا ہوا پایا نہ وہ کسی انسان کو خدا بناتا اور نہ روحوں اور جسموں کو اس کی پیدائش سے باہر رکھ کر اس کی مذمّت اور نندیا ﴿۷﴾ کرتا ہے اور وہ برکت جس کے لئے مذہب قبول کیا جاتا ہے اُس کو یہ کلام آخر انسان کے دل پر وارد کر دیتا ہے اور خدا کے فضل کا اس کو مالک بنا دیتا ہے۔ پس کیوں کر ہم روشنی پاکر پھر تاریکی میں آویں اور آنکھیں پاکر پھر اندھے بن جاویں۔

اور اس جگہ مجھے محض سچائی کی حمایت سے جو میرا فرض ہے اس قدر اور کہنا پڑا ہے کہ سناتن دھرم والے ان کی چند باتوں کو الگ کر کے آریہ سماجیوں سے ہزارہا درجہ بہتر ہیں وہ اپنے پرمیشر کی اس طرح بے حرمتی نہیں کرتے کہ ہم انادی اور غیر مخلوق ہونے کی وجہ سے اس کے برابر ہیں وہ نیوگ کے قابل شرم مسئلہ کو نہیں مانتے۔ وہ اسلام پر بیہودہ اعتراض نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اسلام کی باتیں سب قوموں میں مشترک ہیں وہ اکثر ملنسار ہیں ان میں خطرناک شوخی اور تیزی نہیں ہے اور ان کے مقابل پر آریہ صاحبوں کو اس خیال سے بھی خودستائی نہیں کرنی چاہیئے کہ ہم مورتی پوجا نہیں کرتے اوتاروں کو نہیں مانتے کیونکہ سناتن دھرم کے جوگی جو مذہب کے اعلیٰ مقام پر ہوتے ہیں وہ بھی مورتی پوجا سے دستکش ہوتے ہیں۔ رہے اوتار سو اصل میں سنسکرت کی زبان میں نبیوں اور رسولوں کو اوتار کہتے ہیں۔ جن میں پرمیشر کا نور اُترتا ہے۔ سو اصل مذہب سناتن دھرم کا یہ نہیں ہے کہ اوتار کی پوجا کرنی چاہیئے۔ ہاں

ان کو وہ بہت مقدس جانتے ہیں اور اُن کی تعظیم کرتے ہیں اور اُن سے محبت رکھتے ہیں☆۔ مگر مَیں نے آریہ سماج کے بعض رسالوں اور اخباروں میں دیکھا ہے کہ اُن کے بعض شوخ دیدہ لوگوں نے اوتاروں سے ٹھٹھا کیا اور سوءِ ادب کے لفظ کہے ہیں۔ یہ اچھے آدمیوں کا کام نہیں۔ سچ یہی ہے کہ بعض آریہ صاحبوں کی **شوخی حد سے بڑھ گئی ہے**۔ یہی شوخی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ وہ بوٹی ہے جس کی جڑھ نہیں۔ روحانیت کی طرف یہ قوم متوجہ نہیں۔ دین صرف شوخیوں اور زبان کی چالاکیوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ دین تو ایک موت چاہتا ہے جس کے بعد زندہ روح دی جاتی ہے۔ افسوس کہ آریہ صاحبوں کے بعض بارود طبع ممبروں نے جلسہ قادیاں میں بغیر اس کے کہ دین کے کوچہ میں کچھ بھی دخل ہو نقالوں کی طرح اسلام کو گالیاں دیں ۞۔ اگر اس میں ان کی نیت نیک ہوتی تو میری طرف لکھتے کہ

﴿۸﴾

☆ نیک انسانوں سے محبت کرنا ایماندار کا فرض ہے اور سادہ سنگ کی ضروری شرط اِس سے ادا ہوتی ہے اور سناتن دھرم والے صرف گذشتہ اوتاروں سے محبت نہیں رکھتے بلکہ اس کلجگ کے زمانہ میں وہ ایک آخری اوتار کے بھی منتظر ہیں جو زمین کو گناہ سے پاک کردے گا۔ پس کیا تعجب ہے کہ کسی وقت خدا کے نشانوں کو دیکھ کر سعادت مندان کے خدا کے اس آسمانی سلسلہ کو قبول کرلیں کیونکہ ان میں ضد اور ہٹ دھرمی بہت ہی کم ہے۔ **منہ**

۞ اِن لوگوں نے نہ صرف اسلام کی نسبت بدزبانی کی بلکہ سناتن دھرم کے مقدس اصولوں کی بھی بہت سی نندیا کی اور سناتن دھرم کے غریب ہندوؤں کا دل دکھایا۔ عیسائی مذہب پر بھی اپنی عادت کے موافق ناجائز طور پر حملہ کیا۔ حملہ کرنے کے وقت حد سے گزر جانا یہی شیطانی عادت ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ حضرت عیسٰی خدا نہیں ہے مگر وہ خدا کا ایک پیارا نبی اور رسول تو تھا اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ رام چندر اور راجہ کرشن درحقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اس میں کیا شک ہے کہ وہ دونوں بزرگ خدا رسیدہ اور اوتار تھے۔ خدا کی نورانی تجلّی اُن پر اُتری تھی اس لئے وہ اوتار کہلائے۔ **منہ**

اسلام پر ہمارا فلاں اعتراض ہے۔ سو اگرچہ میں ایسی مجلسوں میں حاضر نہیں ہو سکتا تھا تاہم میں اُن کے شبہات کا نرمی اور روشن تقریر سے جواب دے کر ان کی تسلّی کر دیتا مگر اب وہ جیسے قادیان میں آئے تھے ویسے ہی واپس گئے اور شوخیوں اور بدزبانیوں کا انبار سر پر لے گئے۔ مگر پھر بھی مَیں نے کتاب نسیم دعوت چند روز میں تالیف کر کے اُن کی دعوت کر دی اگر ان میں سے ایک بھی سمجھ جائے تو مجھے اجر ملے گا۔

خاتمہ

میں رسالہ نسیم دعوت میں بیان کر چکا ہوں کہ ہر ایک مذہب تین طور سے پرکھا جاتا ہے۔ اوّل یہ کہ اُس نے خدا کے بارے میں کیا لکھا ہے۔ سو افسوس ہے کہ آریہ سماج کے اصول پرمیشر کو تمام موجود چیزوں کا سرچشمہ نہیں ٹھہراتے بلکہ ہر ایک چیز کو پرمیشر کی طرح قدیم اور انادی اور خود بخود مانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ نہ تو ان چیزوں کو پرمیشر نے پیدا کیا اور نہ ان کی قوتوں کو۔ پس ظاہر ہے کہ آریہ سماج کا پرمیشر درحقیقت پرمیشر نہیں ورنہ چاہئے تھا کہ سب چیزوں کا ابتدا اُسی سے ہوتا۔ یہ کیا ہوا کہ وہ پرمیشر تو کہلاوے اور دوسری چیزیں خود بخود ہوں۔ جو چیز اُس کی پیدائش نہیں وہ کیسے اُس کی ہوگئی۔ اس ناجائز قبضہ کی کوئی آریہ صاحب وجہ تو بتلاوے؟ جن چیزوں کو پرمیشر نے پیدا ہی نہیں کیا اُن پر حکومت کرنا محض ظلم ہے۔ پس اگر آریہ سماج والے سناتن دھرم والوں کو مورتی پوجا کا الزام دیتے ہیں تو اُن کے اس اعتقاد کی رُو سے اُن پر الزام زیادہ ہے کیونکہ بُت پرست اپنے بُتوں اور دیوتاؤں کو پرمیشر اور خود بخود نہیں سمجھتے۔ صرف یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اُن کے دیوتاؤں اور اوتاروں

کو پرمیشر نے بڑی بڑی طاقتیں دے رکھی ہیں جن کی وجہ سے وہ لوگوں کی مراد پوری کرتے ہیں۔ سو اگرچہ یہ بات غلط ہے بلکہ مرادیں دینے والا صرف ایک ہے یعنی خدا جس کو پرمیشر کہتے ہیں اور دنیا اور آخرت میں وہی شخص عزّت پاتا ہے اور اُسی کو برکت دی جاتی ہے جو سب کو چھوڑ کر سچے دل سے اپنے خدا کا فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ ہر ایک وقت اُس پاک پرمیشر سے یہ آواز آتی ہے۔ کہ جے تو میرا ہو رہے سب جگ تیرا ہو۔ اور یہی ہم نے آزمایا اور ہم اس کے گواہ ہیں۔ جو شخص اس کی محبت میں محو ہو جاتا ہے اور اس کی آتشِ محبت سے جل کر ایک نیا وجود لیتا ہے پس جب وہ اس آگ میں داخل ہو جاتا ہے تو زمین آسمان کی تمام چیزیں جن کی دوسرے لوگ پرستش کرتے ہیں اس کے چاکر اور خدمت گار ہو جاتے ہیں۔ غرض یہ تو سناتن دھرم والوں کی غلطی ہے کہ اپنے جیسی چیزوں سے مرادیں مانگتے ہیں اور وہ زندہ اور چمکتا ہوا نور جو ان کے سامنے ہے اور دور نہیں ہے بلکہ خود تراشیدہ پتھروں کی نسبت بہت نزدیک ہے اِس سے فائدہ نہیں اُٹھاتے مگر تاہم وہ مانتے ہیں کہ ہر ایک چیز پرمیشر سے نکلی ہے۔ اس کے بغیر کوئی چیز خود بخود نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہی وید کی تعلیم ہوگی جس کو سناتن دھرم والے اب تک بھولے نہیں۔ اور ہمیں اُن رشیوں مُنیوں کے ان شرتیوں کو دیکھنے سے جنہوں نے بنوں میں جا کر بڑی بڑی ریاضتیں کی تھیں یہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ وید کی اصل حقیقت انہیں پر کھلی تھی۔ اس لئے وہ آریہ سماجیوں کی طرح جیو اور پرمانو کو انادی اور خود بخود خیال نہیں کرتے تھے بلکہ جیسا کہ ان کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے اُن کا یہی عقیدہ تھا کہ ہر ایک چیز پرمیشر سے نکلی ہے یعنی اس کے کلمات ہیں۔ یہی مذہب اسلام کا ہے (سو سیانے اِکّو مت مورکھ آپو اپنی) وہ لوگ آریہ صاحبوں کی طرح صرف زبان کی چالاکی پر دھرم کا مدار نہیں رکھتے تھے بلکہ ریاضت سے محنت سے جپ سے تپ سے سچے دل کے ساتھ اپنے پرمیشر کو

﴿۹﴾

ڈھونڈتے تھے اور بنوں میں جا کر ریاضت کشی سے بڑی بڑی محنتیں کرتے تھے اور روزوں
سے اپنے بدنوں کو خشک کر دیتے تھے اور گوشہ گزینی کی حالت میں اپنے پرمیشر سے دل
لگاتے تھے تب وہ نورِ قدیم جس کا نام مختلف زبانوں میں پرمیشر گاڈ خدا اللہ ہے ان پر ظاہر
ہوتا تھا وہ ہرگز اس بات کے قائل نہ تھے کہ خدا کا الہام اور وحی وید تک ہی محدود ہے اور
آگے ہمیشہ کے لئے انسان پر خدا کے ہم کلام ہونے کے دروازے بند ہو گئے اور قفل لگ
گئے بلکہ خدا اُن سے باتیں کرتا تھا اور غیب کی باتیں اُن پر ظاہر ہوتی تھیں۔ سچ تو یہی ہے
کہ خدا کو ڈھونڈنے والے جو اس کی راہ میں مر رہے ہیں اور اس کے لئے سب کچھ تیاگ
دیتے ہیں اگر خدا اُن سے ایسی خشکی اور لاپرواہی کرے اور اپنے تئیں اُن پر ظاہر نہ کرے
اور چھپا رہے اور آواز تک سنائی نہ دے تو وہ جیتے ہی مر جائیں اور دنیا میں کوئی بھی اُن جیسا
بدنصیب نہ ہو کہ دنیا چھوڑی پرمیشر کے لئے مگر وہ بھی نہ ملا دونوں جہان ہاتھ سے گئے مگر
کیا کوئی دوست اپنے دوست سے ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ دوستی میں دو
ستی ہوں۔ ایک شخص مجازی عشق میں گرفتار ہوتا ہے اور ایک مدّت تک درد اور سوزش کے
ساتھ دن رات اپنے معشوق کو اندر ہی اندر اپنی طرف کھینچتا ہے۔ پس ناگاہ ایک شُعلہ
محبت کا بشرطیکہ یہ محبت کسی شہوت پرستی پر مبنی نہ ہو اس کے معشوق کے دل پر جو ابھی غافل
اور بے خبر تھا گرتا ہے تب وہ معشوق بھی اس کے درد سے ایک حصہ لے لیتا ہے گویا اُس
عاشق کی دن رات کی دردیں اور آہیں اُس معشوق پر سحر کا کام کرتی ہیں۔ تب اس کا دل ﴿۱۰﴾
اُس کی طرف کھینچا جاتا ہے اور لامعلوم اسباب سے اس کے دل میں یہ بات پڑ جاتی ہے کہ
یہ شخص مجھ سے پیار کرتا ہے اور نرا دل میں ہی پڑتا نہیں بلکہ آخر اُس کا گرفتار ہو جاتا ہے اور
دل دل سے مل جاتا ہے۔ گویا وہ دونوں ایک ہی ہو جاتے ہیں اور عجیب تر یہ کہ ایک عاشق
گو ہزار پردوں میں اپنی محبت چھپاوے ضرور اُس کے معشوق کو اُس محبت کی خبر ہو جاتی ہے

اور پھر دنیا بھی جو ہر ایک کے پیچھے جاسوس کی طرح لگی ہوئی ہے سمجھ جاتی ہے کہ اِن دونوں کی باہم محبت ہے اور پھر وہ محبت اگر درحقیقت پاک محبت ہے اور کوئی خباثت ناپاک شہوت کی اُس کے اندر نہیں اُس مرتبہ تک ان دونوں وجودوں کو پہنچنا چاہتی ہے کہ ایک دوسرے کا دل باہم کھینچا جاتا ہے بغیر دیکھنے کے بے آرامی رہتی ہے اور اُن کو کچھ اٹکل نہیں آتی کہ یہ کشش کہاں سے اور کیونکر پیدا ہوگئی آخر اُن کے پاک دل اس قدر ضرور حظّ چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے سے کچھ کلام کیا کریں ایک نظر دیکھ لیں۔ کم سے کم ایک کلام کے لئے اُن کا دل تڑپتا ہے خواہ پیچھے سے مرجائیں۔ سو یہ تو مجازی عشق کا انجام ہے کہ کمال اس کا باہم کلام ہے۔ پس لعنت ہے ایسے مذہب پر کہ جو پرمیشر کے عاشق کو اس قدر بخرہ دینے کا بھی وعدہ نہیں کرتا کہ وہ اُس کا ہم کلام ہو جائے گا جیسا کہ ایک انسان کا عاشق اپنے معشوق کا ہم کلام ہو جاتا ہے۔ افسوس کہ یہ لوگ تو ایسا عقیدہ ہی نہیں رکھتے۔ مگر ہم قبول نہیں کر سکتے کہ وید انسان کو اس مرتبہ ہم کلامی سے محروم رکھنا چاہتا ہے بلکہ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطیاں ہیں وید کا قصور نہیں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مذہب وہی مذہب ہے جو خدا کو ملاوے اور ہم کلامی کا مزہ چکھاوے ورنہ ایک گوبر میں ہاتھ ڈالنا ہے جس میں بجز پلیدی کے اور کچھ نہیں۔

دوسرا طریق مذہب کے پرکھنے کا یہ ہے کہ سچا مذہب جیسا کہ خدا سے پیوند کراتا ہے۔ ایسا ہی قوم میں پاکیزگی پھیلاتا ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ آریہ سماج خدا سے پیوند نہیں کراتا بلکہ اُس پیدائشی پیوند کا بھی انکار کرتا ہے کہ جو بوجہ مخلوق ہونے کے ہر ایک روح کو اپنے پرمیشر سے ہے اور پاکیزگی کا نمونہ نیوگ کی تعلیم سے ظاہر ہے۔ شاباش اے سناتن دھرم کہ تو نے نہ تو ہر ایک ذرہ اور ہر ایک جیو کو اپنے وجود کا اُنہیں کو پرمیشر سمجھا اور نہ تو نے نیوگ کے گند کو اپنے اعتقاد میں داخل کیا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تو اس قدر اور آگے قدم بڑھاوے جو خدا رسیدہ جوگیوں کی طرح ہو جائے جو پرمیشر کی محبت سے پُر ہوتے ہیں اور ایسا

اس سے نزدیک ہو جائے کہ مورتی پوجا کو بھی اپنے دامن سے پھینک دے تو پھر آریوں کے مقابل پر تیری ہر میدان میں فتح ہے وہ ایک راہ سے تیرے مقابل پر آئیں گے اور سات راہ سے بھاگیں گے اور یہ نئی بات نہیں قدیم سے جوگیوں کا جو محبت کی آگ میں جل جاتے ہیں یہی مذہب ہے کہ بجز پرمیشر اور سب ہیچ ہے۔

تیسرا طریق سچے مذہب کے پرکھنے کا یہ ہے کہ وہ کہاں تک دنیا کے گند سے چھڑاتا اور خدا تک پہنچاتا اور اُس پاک ذات کو دکھلاتا ہے۔ سو آریہ مذہب اس مرتبہ سے بکلّی محروم ہے۔ اس لئے ان کے حصہ میں بجز گالیوں اور بدزبانیوں اور توہین کے اور کچھ نہیں اور خود ان کا اصول نہ پرمیشر کی نسبت پاک اور نہ قومی پاکیزگی کی نسبت پوتّر ہے۔ اور نہ ان میں ان برکات کا کچھ حصہ ہے جو خدا رسیدہ لوگوں کو ملتی ہیں۔ مَیں نے سُنا ہے کہ قادیان کے سناتن دھرم کے لوگ آریہ سماج کے ان دو اصولوں کے رد اور کھنڈن کے لئے جو وہ لوگ پرمیشر کی کم طاقتی اور نیوگ کی نسبت رکھتے ہیں کوئی جلسہ کرنا چاہتے ہیں۔ میرے نزدیک مناسب ہے کہ دوسرے شہروں کے سناتن دھرم کے لوگ ان کی مدد کریں اور اگر ہم نے موجودہ حالات کے لحاظ سے مناسب سمجھا تو ہم بھی ان کی مدد سے حصہ لیں گے۔

والسلام

خاکسار میرزا غلام احمدؑ قادیانی

انڈیکس

روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹

مرتبہ: مکرم عبدالکبیر قمر صاحب

زیرنگرانی

سید عبد الحی

آیات قرآنیہ

☆☆☆

احادیث

☆☆☆

الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عربی الہامات

اردو الہامات



کلید مضامین

ا

اللہ تعالیٰ

تعدد ازواج

تعصب

تفسیر

تقویٰ

تناسخ

توبہ

توحید

توکل

حَکَم

حکمت

حیات مسیح

خ۔د

خارق عادت

ختم نبوت

خلع

دجال

دعا

س۔ش

ص۔ض

ط۔ظ

ظالم

ظلی نبوت

ظن

ع۔غ

عدالت

عذاب

عربی

عرش

علم

عمل صالحہ

عفو

عناصر پرستی

عورت

عیاشی

عیسائی

غصہ

ک۔گ۔م

ن ـ و ـ ی

نجات

ندوۃ العلماء

نزول مسیح

نصاریٰ

نظام عالم

نفسانی جوش

نکاح

نماز

نیکی

نیوگ

وحی الٰہی

وفات مسیح

ولی

وہابی

وید

ہجرت

ہدایت

ہندو

یقین



اسماء

آ۔ا۔ب۔پ

س۔ش۔ط۔ظ۔ع۔غ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

دعویٰ اور مقام

مسیح موعود

تعلیمات

خواب/الہامات

پیشگوئیاں

نشانات

اعتراضات

م۔ن۔ی

☆☆☆

مقامات

ل

م۔ن

ہ۔ی



کتابیات

☆☆☆